إن الله أنزل الداء والدواء فتداووا

الحمد للہ والمنہ کہ دریں ایام میمنت التیام کتاب مستطاب المسمی بہ

کنوز الصحۃ ویواقیت المنحۃ

مترجم اردو الملقب بہ

اکسیر حکمت

مؤلفہ طبیب حاذق بقراط زمان رئیس الاطبا محمد تونسی

حسب فرمائش

میجر اے۔ آر۔ و حمید سنز بازار رسہ یانواں لاہور

در مطبع رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور باہتمام مولوی عبد الحق صاحب منشی طبع شد

فہرست مضامین کتاب اکسیر حکمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے وہ ذات کہ ابدان کی صحت اُس کے بڑے انعامات میں سے ہے۔ اور انسان کی عافیت اُسکے تفضلات سے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں۔ اُن احسانات پر جو تو نے ہم پر کئے۔ اور تیری اُن نعمتوں کا شکر کرتے ہیں۔ جو تو نے صحت کے خزانوں پر واقف کرنے سے ہمیں عطا کیں اور ہم آقا و مولا محمد مصطفےٰ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں جنکا یہ مقولہ ہے۔ کہ جب انسان کے جسم میں عافیت ہو۔ اور اپنے مکان میں امن و امان سے رہتا ہو۔ اور اپنے ہر روز کی روزی کا مالک ہو تو اسکے حق میں تمام دنیا خیر و عافیت سے ہے۔ اور اوسکی آل کرام اور اصحاب عظام پر بھی بہت بہت سلام کہتے ہیں۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد یہ خاکسار خدا تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار محمد تونسی ابن سلیمان کتب طبیہ انسانیہ کا لکھنے والا عرض کرتا ہے کہ جبکہ ابدان کی صحت اللہ تعالیٰ کی اعلےٰ نعمتوں میں سے ہے اور اسکے بغیر تمام اسباب و سائل بیکار رہتے ہیں۔ جسکے بغیر اللہ کی عبادت بھی نہیں ہو سکتی۔ اور جسم بیمار و ضعیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت کے گم کرنے والے پر اگر رو یا جاوے تو مناسب ہے۔ کیونکہ اگر صحت نہو۔ تو دنیا کی مجالس زیر و زبر ہو جائیں۔ اور محافل علمیہ درہم برہم ہو جائیں۔ اسواسطے صحت کا خیال بقدر امکان ضروری ہے۔ کیونکہ صحت انسان کے حق میں اعلےٰ نعمت ہے۔ اور جب باشندگان مصر صحت کی بالکل پرواہ نکرتے تھے۔ اور اُسکا حق حرمت بجا نہ لاتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے۔ کہ یہ صحت خدا کی طرف سے

اس میں خدا پر ہی توکل کرنا چاہیئے۔ حالانکہ یہہ اُنکا خیال انکی پست ہمتی پر دلالت کرتا ہے اور اس خیال فاسد کی وجہ سے جب وہ کتب طبیہ کو دیکھتے ہیں۔ یا اُسکا کوئی مسئلہ سنتے تو بعضے اعتقاد کرتے اور بعضے انکار کرتے ہیں بلکہ انکار کرنے والے اعتقاد کرنے والوں سے زیادہ ہیں۔ اور انکے ذہن میں علم طب کی کچھ قدر و قیمت نہیں ہے۔ اور اسکو کوئی اچھی چیز خیال نہیں کرتے اور علاج اور دوا کو پسند نہیں کرتے اسواسطے بعضوں کی گردنوں میں اونٹ کے گلہر کی مانند گلہڑ ہوجاتا ہے۔ اور بعضوں کی ران میں سوت کی چھلی کی طرح چھلی ہوجاتی ہے۔ اور بعضے سل و دق میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اور بعض کو یرقان ہوجاتا ہے۔ اور جب انکو کہا جاتا ہے۔ کہ علاج کرو تو وہ کہتے ہیں ہم متوکلین میں سے ہیں۔ خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور اتنا نہیں سمجھتے کہ اسباب کے چھوڑنے کا نام توکل نہیں ہے۔ بلکہ اسباب کو مہیا کرنے کا نام توکل ہے اور نہیں سمجھتے کہ جو شخص دروازہ کھٹکھٹاتا ہے دربار تک پہونچتا ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قول کو یاد نہیں کرتے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہر ایک بیماری کے لیے دوا ہے۔ اور شفا ہے۔ پس کوئی شخص جبتک کہ نہایت بد حال ہوکر قریب المرگ نہ ہوجائے طبیب کی طرف رجوع نہیں لاتا۔ مگر سعید وہ شخص ہے جو اپنی صحت کا خیال رکھے۔ اور عافیت کی چادر پہنے پس اس واسطے علم طب کے مندرس اور مضمحل ہونے کے بعد طبیب حاذق ماہر علوم طبیہ بقراط زمان ارسطاطالیس دوران رئیس الاطبا کشاف معضلات الصحۃ البریہ والبحریہ میر اللوا رکلوت بیگ نے طب کے زندہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اس خدمت کے بجالانے کے لئے شاگردوں کو تعلیم دینے اور مریضوں کا علاج کرنے اور شفاخانوں کے نکالنے میں بہت کوشش کی یہانتک کہ اُس کی کوشش بلیغ سے علم طب مصر کے اطراف میں پھیل گیا۔ اور طب مسافری سے اپنے وطن میں آگئی۔ اور اُس نے اُس کتاب کو اہل سعادت لوگوں کے لیے تالیف کیا۔ اور عوام الناس کے لیئے ہدیہ اور تحفہ بنایا۔ کیونکہ یہہ کتاب حفظ صحت کے تمام لوازمات اور ضروریات کو حاوی ہے۔ جس سے اسکا منشا یہہ ہے کہ یہ کتاب لوگوں میں اسطرح پھیلے جیسے اُن میں اخبار اور فسانے پھیلے ہوئے ہیں۔ اور انمیں ایسی مشہور ہو جیسے دوپہر کا سورج۔ کیونکہ یہہ کتاب جلیل القدر ہے۔ جسکا کوئی ثانی نہیں ہے۔ اور ان اسباب و وسائل کی جامع ہے۔ جنکا جاننا امراض سے بچنے کے لیے ضروری ہے۔ اس کی عبارت اطناب و تطویل سے پاک ہے۔ اُس نے جب اس کتاب کو جمع کیا تھا تو اُس کو اپنے دوست فرید العصر وحید الدہر محمد آفندی کلیم اول کے لیے فرنسیسی لغات سے بھر دیا تھا۔ اور اُس نے اسکا ترجمہ کیا۔ اور جب ذہن کی پہلی نکلکر خارج میں جسکا مصر میں

کوئی ثانی نہیں ہے جو الفاظ طبیہ علوم عربیہ اور فنون ادبیہ سے کماحقہ واقف ہے - اور اسکی ترتیب اور تنقیح کے واسطے حکم دیا - اور مجھے اسکے ساتھ مقابلہ کرنے اور تصحیح کا حکم دیا - اور فرمایا جہاں تک ہوسکے اسکو مشہور اور متداول الفاظ سے مزین کیا جائے - اور غیر مانوس قلیل الاستعمال الفاظ سے پرہیز کیا جاوے - تاکہ اُسکا نفع عالم اور جاہل شہری و دیہاتی ادنٰی و اعلےٰ سبکو حاصل ہو - اور اجازت دی کہ جہاں مناسب تحسن زیادتی کی ضرورت ہو زیادہ کی جائے - جو عبارت زائد و مکرر وہو نکالدی جائے پس معلم بمیرون اسکے واسطے کمر ہمت باندھ لی - اور اُسکو لوازمات ضروریہ سے مزین و مرشح کردیا - جس سے یہ کتاب اللہ کے فضل سے ابتدا سے انتہا تک حسب مقصود و موافق مطلوب ہوگئی اور اُس کا نام **کنوز الصحۃ و یواقیت المنحۃ** تجویز کیا گیا - اور اللہ تعالٰی سے التماس کرتا ہوں کہ اسکے دیکھنے والے اس سے نفع اٹھاویں اور اُسکا مؤلف اور لکھانے والا سعادت و برکت حاصل کرے - اور خدا سے التجا ہے کہ خاص و عام اس سے نفع اٹھاویں - اور اسکے سبب سے امراض جسمانی و اسقام بدنی زائل ہوں کیونکہ اللہ تعالٰی قادر ہے - اور اُسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ بزرگی اور جلال کا مالک ہے -

مقدمہ یاد رہے کہ علم طب مصر کے علاقہ سے ایسا مفقود و معدوم ہوا ہے کہ کوئی اسکا ماہر اور واقف نظر نہیں آتا - اور جو اس کی معرفت کا دعوٰی کرتے ہیں - وہ جاہل مطلق ہیں اور اپنی جہالت و سرکشی میں اندھے ہوئے ہیں بہت سے تندرستوں کو بیمار بناتے ہیں اور بیمار کو مار دیتے ہیں - اور اسی حالت پر زمانہ گذر گیا یہانتک کہ اللہ تعالٰی نے مولانا مشیر حاجی محمد علی مظہر الفضائل والکمالات سید انور رئیس اکبر اکے وسیلہ سے علم طب کی بوسیدہ ہڈیوں کے زندہ کرنے اور اپنے فضل عظیم منتشر کرنیکا ارادہ کیا اور اس نے مصر میں چند مدارس جاری کردیے اور مٹے ہوئے نشانوں کو زندہ کیا - اور اُن سب سے بڑا مدرسہ طب انسانی کا مدرسہ ہے جسکی بنیاد اُس نے اُس وقت رکھی تھی جبکہ مجھکو اسکی خدمت سے شرف حاصل کرنے کا موقعہ ملا - اور میںنے اس میں طبیبوں کو اُس کے لشکروں اعدار باب دولت کی خدمت کے لیے تعلیم دی - پھر اُس مدرسے کے معلموں نے علم طب کے اندر جلیل القدر کتابیں تالیف کیں - جس سے انکے مطالعہ کرنے والوں نے بہت نفع اُٹھایا - لیکن اس اعتبار سے کہ ان کتابوں کے مسائل بہت دقیق تھے - جنکا سمجھنا طبیبوں پر بھی مشکل تھا - اور سوائے ماہر حاذق طبیبوں کے دوسرے اُن سے فائدہ نہیں اوٹھا سکتے تھے - اسواسطے میںنے چند کتب طبیہ میں سے میںنے اس کتاب کو جمع کیا - اور جہاں تک مجھ سے ہوسکا - الفاظ کو آسان بنایا

تاکہ اس سے کم استعداد والے بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ اور مولانا مذکور کا بھی منشا یہی تھا۔ کہ کتاب کو آسان کیا جائے۔ جب میں نے بار بار انکی طرف سے یہہ اشارہ پایا تو انکے منشاء کو سمجھ گیا۔ اور اس کتاب کی تحریر کے لیے جلدی کی اس کے مطالعہ کرنے والے کو میری نصیحت ہے کہ اسکے سوا کسی دوسری کتاب کی طرف التفات نکرے بلکہ اسکو دانتوں سے پکڑے۔ اور تمام پکڑنے والوں میں سے سب سے پہلا ہو۔ کیونکہ یہ کتاب تمام آسان اور لطیف و مفید مسائل طبیہ کو حاوی ہے۔ پس سوائے اُس شخص کے کہ جسکے دل پر غباوت اور جہالت کا پردہ ہے اور جس میں عقل و فراست کا نور نہیں ہے۔ کوئی دوسرا آدمی اس کو حقیر نہیں سمجھے گا۔

تنبیہ یہ بات معلوم و مسلم ہے کہ زمانہ سلف میں ملک مصر معارف و حقائق کی کان اور دقائق و لطائف کا منبع تھا اور اس میں بہت سے شفاخانے اور بڑے معتبر مستند ماہر علوم طبیہ موجود تھے جسکا مقریزی نے خطط میں لفظ مارشیان سے ذکر کیا ہے جسکو عربی زبان میں بیت المرض کہتے ہیں اور اس مارشیان کا سب سے پہلے اختراع کرنے والا بقراط ہے اور اس طرح کہ وہ ایک باغ کے اندر اپنے گھر کے نزدیک ایک تنہا جگہہ میں مریضوں کا علاج کیا کرتا تھا۔ اور اُس میں مریضوں کے علاج معالجہ کے لیے خادم رکھے ہوئے تھے۔ اور جس شخص نے سب سے پہلے اسلام کے اندر شفاخانوں کی بنیاد رکھی **ولید بن عبد الملک ہے** اور یہی پہلا شخص ہے جسنے دار الضیافت بنائے اور یہہ کام ۸۸ھ میں ہوا۔ اور شفاخانوں میں اطباء مقرر کیئے اور اُنکے لیے جاگیریں مقرر کیں اور مجذوموں کے محبوس کرنے کا حکم دیا اور اُن کے اور اندھوں کے لیے وظائف مقرر کیئے۔ اور السیر الطلونیہ کے جمع کرنے والے احمد ابن طلون کے جامع نے کہا ہے۔ کہ ولید بن عبد الملک نے اس شفاخانہ کے پیچھے ایک شربت کا کمرہ بنایا جسمیں تمام قسم کے شربت اور ادویات جمع رہتی تھیں۔ اور اُسپر خادم مقرر تھے۔ اور اُس میں ایک طبیب جمعہ کے دن بیٹھا رہتا تھا۔ تاکہ اگر نماز میں حاضر ہونے والوں کو کوئی حادثہ پہنچے تو اسکا فوراً علاج ہو جائے۔ اور اسنے عسکر کی زمین میں شفاخانہ بنوایا تھا۔ اور اُن جنگلوں میں جو کہ جامع ابن طلون اور قوم الجارح وغیرہا کے درمیان واقع ہیں۔ مصر کے شہر کے باہر اور اُن فصیلوں کے درمیان جو قاہرہ اور مصر کے درمیان ہیں شفاخانے بنوائے۔ لیکن اُس وقت یہہ شفاخانے اور چیزوں کے ساتھ نیست و نابود ہو گئے ہیں جسکا اس وقت کوئی نشان نہیں ملتا۔ ابو تقندی نے کتاب الامراء میں بیان کیا ہے کہ احمد بن طولون نے مریضوں کے لیے شفاخانے بنائے جانے کا حکم دیا۔ جو کہ ۲۵۹ھ ہجری میں تعمیر کیا گیا۔ اور جامع سیر الطلونیہ کہتا ہے۔ کہ ۲۶۱ھ ہجری میں احمد طولون نے ایک شفاخانہ بنوایا۔ اور اُس سے پہلے

مصر میں کوئی شفاخانہ نہیں تھا۔ اور جب اس کام سے فارغ ہوا تو اُسکو دفتر عدالت اور دوسرے گھروں اور موچیوں کے بازار کسیروں اور آٹے کے بازار سے گھیر لیا۔ اور حکم دیا کہ اس شفاخانہ میں سپاہیوں اور غلاموں کا علاج نہ کیا جائے اور اس شفاخانہ کے متعلق دو حمام ایک مردوں کے لیے دوسرا عورتوں کے لیے بنوائے گئے تھے۔ اور ان دونوں حماموں کو شفاخانہ کے لیے خاص کر دیا۔ اور حکم دیا کہ جب کوئی بیمار حمام میں آوے اور اُس کے کپڑے اُتار لیے جائیں اور درہم و دینار اُس کے پاس ہوں تو لیکر شفاخانہ کے رئیس کے پاس حفاظت سے رکھے جائیں پھر اُسکو اور کپڑے پہنائے جائیں اور اُس کے لیے فرش بنایا جائے۔ اور صبح شام دوا اور غذا کھلائی پلائی جائے۔ اور طبیب اُس کا علاج کرتے رہیں یہانتک کہ اچھا ہو جائے۔ اور جس وقت ایک مرغی کا چوزہ اور روٹی کھانے لگے تو اسکو واپس کیا جائے اور اسکو اُسکا مال و اسباب حوالہ کیا جاوے۔ اور ۲۶۲ھ ہجری میں یعنی ایک سال کے بعد جو رقم اس شفاخانے اور حمام اور مسجد پر جو ایک پہاڑ میں ہے جسکا نام تنور فرعون تھا خرچ ہوئی اُسکا اندازہ ساٹھ ہزار دینار تھا۔ اور ہر جمعہ شفاخانہ کا حساب لیتا تھا۔ اور طبیبوں کے اعمال کی تفتیش کرتا تھا۔ اور مریضوں اور بیماروں کو دیکھا کرتا تھا۔ دوسرا شفاخانہ مارستان کافور تھا۔ جسکا بانی **کافور اخشیدی** ہے۔ اور وہ ۳۴۶ھ ہجری میں **امیر ابی القاسم انوجور بن محمد اخشیدی** کی تدبیر سے مصر کے شہر میں قائم ہوا تھا۔ تیسرا شفاخانہ مارستان المغافر تھا۔ یہہ شفاخانہ مغافر کی زمین میں واقعہ تھا جسکو **الفتح بن خاقان** نے **امیر المومنین متوکل علی اللہ** کے زمانہ میں بنایا تھا۔ چوتھا شفاخانہ مارستان الکبیر المنصوری تھا۔ یہہ شفاخانہ قاہرہ کے دو محلوں کے بیچ میں واقعہ تھا۔ جو کہ **عزیز باللہ نزار معز الدین السد ابی تمیم معد کی بیٹی** کا محل تھا۔ پھر دولت فاطمیہ کے زائل ہونے کے بعد **امیر فخر الدین** جہارکس کے نام سے موسوم ہوا۔ پھر دار موسک کے نام سے مشہور رہا۔ پھر بادشاہ قطب الدین احمد بن ملک عادل ابی بکر بن ایوب کے نام سے مشہور ہوا۔ اور اسکو دار قطبیہ کہنے لگے۔ اور بعد ازاں اس کی اولاد کے نام میں رہا۔ یہانتک کہ ملک منصور قلاوون الصالحی الفی نے ملک عادل کی بیٹی خاتون کی محبت سے جو کہ قطبیہ کے نام سے مشہور تھی اسکو لیکر اُس کے عوض میں امیر علم الدین سنجر شجاعی مدبر ممالک کی سفارت سے ۶۸۲ھ ہجری میں ماہ ربیع الاول کی ۱۸ تاریخ کو قصبہ الدمنہ دیا۔ اور اس کی عمارت میں ایک اور شفاخانہ اور قبہ اور مدرسہ تعمیر کرایا۔ اور امیر شجاعی اُس عمارت کے امور کا متولی ہوا۔ اور اس نے اُس کے تعمیر کرنے میں اسقدر اہتمام اور انتظام سے کام لیا جسکو نشان

سی نہیں جاتی یہاں تک کہ اس کام کو صرف دس مہینے اور چند دنوں میں پورا کر دیا - اور اس مکان کی پیمائش
دس ہزار چھ سو ہاتھ تھی - اور وہ خاتون اس میں آٹھ ہزار لونڈی اور ذخیرے زر و مال کے چھوڑ گئی -
اس میں سے ایک یاقوت احمر کا ٹکڑا تھا جسکا وزن ۰ ۱ مثقال تھا - اور اوس شفاخانے کی تعمیر
کی ابتدا سنہ ۶۸۳ ہجری ماہ ربیع الآخر میں ہوئی تھی - اور اُس کی تعمیر کا باعث یہہ تھا کہ ملک منصور جب
سنہ ۶۸۰ ہجری میں رومیوں کے غازیوں کی طرف متوجہ ہوا - تو دمشق میں اُس پر سخت قولنج پڑا اور
طبیبوں نے ان ادویہ کیساتھ جو نور الدین شہید کے شفاخانے سے منگوائی گئی تھیں علاج کیا -
اور وہ اچھا ہو گیا - اُس کے بعد وہ سوار ہو کر اُس شفاخانہ میں گیا - اور دیکھکر بہت خوش ہوا - اور
نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے یہہ ملک دیدیگا تو میں ایک شفاخانہ بنواؤں گا - پس جب فتح مند ہوا
تو اپنے وعدہ کو پورا کیا اور دار القطبیہ کے موافق بنانا چاہا - اور امیر علم الدین سنجر شجاعی کو اُس کی
عمارت کا متولی بنایا - اُس نے اُس محل کو بحال رکھا اور اُس میں ایسا شفاخانہ بنایا جسمیں چار ایوان تھے
اور ہر ایک ایوان میں پانی کے حوض تھے اور اس محل کے گرد چھوٹی چھوٹی نالیاں تھیں جنمیں نہروں
کا پانی جاتا تھا - ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ کام کرنے والوں میں سے ایک شخص نے جو مدرسہ منصوریہ کی
بنیاد کھود رہا تھا اُس نے تانبے کا لوٹا پایا اور اُس کے ساتھی نے تانبے کی صراحی جسکا منہ قلعی سے بند
کیا ہوا تھا - پائی اور وہ چیزیں شجاعی کے پاس حاضر کی گئیں تو اُس لوٹے میں ہیرے یاقوت اور
بلخش اور خالص موتیوں کے نگینے تھے جو آنکھوں کو چوندھیاتے تھے اور صراحی میں سونا تھا -
اور یہہ سب باتیں اس کی نظیر ہیں جو عمارت پر خرچ ہوا ہوگا - پس سعد الدین ناصری العدل اسکو
بادشاہ کے پاس لے گیا - اور جب عمارت ختم ہو چکی تو ملک منصور نے مصر کے شہروں وغیرہ
میں اُس کے لیے اسقدر جاگیریں مقرر کیں جو تقریباً دس لاکھ درہم کے قریب ہوتی ہیں - اور
اور اس شفاخانہ اور قبہ اور مدرسہ اور یتیموں کے مکتبوں کے مصارف کی ترتیب دی - پھر
شفاخانہ کے شربتوں میں سے ایک پیالہ منگوایا اور اسکو پیا - اور کہا کہ میں نے اس کو اپنے جیسے اور
اپنے سے کم کے لیے وقف کیا - اسمیں بادشاہ اور سپاہی امیر فقیر آزاد و غلام مرد و عورت
سب شریک ہیں اور اس میں عقاقیر یعنے جڑی بوٹیاں اور طبیب کی ہر قسم کی ضروریات
متعلقہ امراض مہیا کیں - اور مریضوں کی خدمت کے لیے مرد اور عورتیں خدمتگار مقرر کیں
اور انکی تنخواہیں مقرر کیں اور مریضوں کے لیے مکانات بنوائے اور انکی امراض کے مناسب
مکانوں کے فرش بنوائے اور ہر ایک قسم کے مریضوں کے لیے الگ الگ جگہیں بنوائیں

چار قسم کے شفاخانے تجویز کیے۔ ایک شفاخانہ بخار کے مریضوں کے لیے اور ایک شفاخانہ آنکھ کے مریضوں کے لیے۔ اور ایک حصہ خارش والے مریضوں کے لیے۔ اور ایک جگہ اسہال والے مریضوں کے لیے۔ اس کے علاوہ عورتوں کے لیے الگ الگ کمرے بنوائے۔ اور گدڑنے والوں کے لیے الگ مکان بنوائے جنکے دو حصے تھے ایک مردوں کے لیے۔ دوسرا عورتوں کے لیے۔ اور ان مکانوں کے درمیان پانی چلتا رہتا تھا۔ اور ایک مکان کھانا پکانے اور ادویہ و اشربہ تیار کرنے کے لیے بنایا۔ ایک مکان مجنونوں سریوں وتنانوں وغیرہ کے لیے تیار کرایا۔ اور بہت سی جگہیں ایسی تیار کیں جنمیں حواجل (ایک قسم کا پرندہ از قسم مرغی دریائی ہوتا ہے) جمع کیے اور ایک مکان ایسا بنایا جس میں اشربہ اور ادویہ الگ الگ رکھی جاتی تھیں اور مکان ایسا بنایا جسمیں طبیبوں کا افسر طب پڑھانے کے لیے بیٹھا کرتا تھا۔ اور مریضوں میں کسی قسم کی تخصیص نہ تھی۔ بلکہ ہر ایک غنی اور فقیر کے لیے وقف تھا۔ اور مریضوں کی اقامت کی کوئی مدت نہ تھی۔ جبتک مریض اچھا نہ ہو۔ اپنی مرضی سے تا وقت صحت رہ سکتا تھا۔ بلکہ مریضوں کے لیے انکے گھر میں ہی تمام قسم کی ضروریات مہیا کی جاتی تھیں۔ پھر امیر عزالدین ایبک رفتم صالحی نے امیر جندار کو ان مکانات کی خدمت اور وظیفہ خواروں کے انتظام و تربیت کی خدمت سپرد کی اور اپنی زندگی میں بذات خود اُس کی نگرانی کرتا رہا۔ اُس کے بعد اُس کی اولاد۔ اُنکے بعد مسلمانوں کا حاکم شافعی اور ۶۸۵ھ ہجری ۱۳ ماہ صفر یوم شنبہ بصورت قاف تاریخ کی شکل میں لکھے گئے۔ اور جب اُس وقف کی کتاب پڑھی گئی تو شجاعی نے کہا۔ کہ میں نے قاضیوں کے خطوط سمیت کوئی خط نہیں دیکھا جسے میرا کاتب پڑھ نہ سکے اسے جواب دیا گیا کہ اس وقف کو سوائے قاضیان اسلام کے کوئی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اور ان شفاخانوں میں ہر روز پانسو رطل شربت سوائے مصری کے خرچ ہوتا تھا۔ اور اس پر امین اور مباشر مقرر کیے۔ مباشر وہ لوگ ہوتے تھے جو خرید کردہ اشیاء کو اور اُن چیزوں کو جو شفاخانوں میں آتی نکلتی تھیں لکھتے تھے۔ اور مال وقف اور عورتوں کی عمارتوں کے محاسب مقرر کیے۔ اور ایک قبہ میں پچاس قرآن خوان مقرر کیے جو رات اور دن باری باری قرآن شریف پڑھتے رہتے تھے۔ اور اس کے انتظام کے لیے ایک منتظم مقرر کیا۔ اور موذنین کی تنخواہیں مقرر کیں۔ اور اس قبہ کا منارہ ایسا عظیم الشان تھا کہ مصر کی ولایت میں اس سے اعلیٰ نہیں پایا جاتا۔ اس قبہ میں تفسیر قرآن کا ایک درس قائم کیا جس میں ایک مدرس تفسیر پڑھانے والا اور تیس طالب العلم مقرر کیے۔ درس حدیث نبوی

کا درس جاری کرادیا۔ اور اس میں ایک کتب خانہ کھلوایا۔ اور اُس کام کے لیے چھ خادم مقرر کیے اور مدرسے میں ایک منتظم مقرر کیا۔ اور قرآن شریف پڑھانے کے لیے ایک مدرس مقرر کیا۔ اور مذاہب اربعہ کی فقہ کے واسطے چار درس مقرر کیے۔ اور یتیموں کے پڑھانے کے لیے معلم مقرر کیے اور ہر ایک یتیم کے لیے ہر روز دو رطل گردہ کی مقرر کی۔ اور سردی و گرمی کے کپڑے مقرر کیے۔ پھر جب امیر جمال الدین اقوش نائب الکرک متولی ہوا۔ تو اُس نے شفاخانہ کا ملاحظہ کیا۔ اور مریضوں کے واسطے اور کمرے تجویز کیے۔ اور اُنکی دیواریں پتھروں کی بنوائیں۔ یہانتک کہ وہ ساری کی ساری نئی معلوم ہوتی تھیں۔ اور مدرسہ اور قبہ کے بیرونی حصہ پر سونے کا پانی پھرایا۔ اور ایک خیمہ بنوایا۔ جوکہ تمام پنجروں کو سایہ کرتا تھا۔ جسکا طول ایک سَو گز تھا۔ یہہ سب خرچ اُس نے اپنی گرہ سے دیا نہ مال وقف سے۔ اور وہ حوض جو شفاخانہ کے دروازہ پر بہائم کے پانی پینے کے لیے بنایا گیا تھا۔ دوسری جگہہ منتقل کیا گیا جس سے لوگوں کی وہ تکلیف جوکہ بہائم کے بول و براز وغیرہ کی گندگی کی بدبو سے انکو پہونچتی دور ہوگئی۔ اور وہاں اُس کی بجائے لوگوں کے لیے پانی کی سبیل بنادی جس سے لوگ پانی پیتے تھے اور دیندار لوگوں ایک گروہ نے مدرسہ منصوریہ اور قبہ میں نماز پڑھنے سے پرہیز کیا۔ اور اُس شفاخانہ کی خدمت کی۔ جسکی وجہ یہہ ہے۔ کہ جب سلطان کو دار اکے عمل پر اختیار حاصل ہوا تو اُس نے طواشی حسام الدین بلال مغیثی سے اُس کے خریدنے میں مشورہ کیا اور یہہ بات پختہ ہوگئی۔ یہانتک کہ مولفہ خاتون نے اوس کی فروخت کو منظور کرلیا۔ اس شرط پر کہ اس کے بدلے اُسے کوئی ایسا مکان دیا جائے جو اُس کے اور اسکے عیال کے لیے کافی ہو۔ سلطان نے یہہ بات منظور کی اور اُس کے عوض میں قصر زمرد جتہ باب العید معہ کچھ روپے کے خاتون کو دیدیا۔ اور یہہ بیع ہوگئی اُس کے بعد سلطان نے امیر سنجر شجاعی کو اُس کی عمارت کے لیے بلایا اور دار قطبیہ سے عورتیں بغیر مہلت کے نکالی گئیں۔ اور اُس نے تین سو قیدی لیے اور قاہرہ اور مصر کے کاریگروں کو جمع کیا اور حکم دیا کہ سارے کے سارے ملکر اس کام کو کرو۔ اور اُنکو دونوں شہروں میں کسی کا کام کرنے سے روک دیا۔ اور سخت تاکید کی۔ چونکہ سلطان سخت مزاج ہیبت ناک تھا۔ اس لیے کاریگروں کو اطاعت کرنی پڑی۔ پس روضہ کے قلعہ سے جس جس چیز کی ضرورت تھی مثلاً ستونوں پتھروں سنگ مرمر ۔ ۔ ۔ ۔ کی ضرورت تھی سب منتقل کرکے شفاخانے کی طرف لے گئے اور وہ ہر روز سوار ہوکر دیکھنے جایا کرتا تھا۔ اور اشیاء مذکورہ کو جلدی جلدی شفاخانے کی طرف پہنچوایا کرتا تھا۔ اور شفاخانے میں جاکر کاریگروں کے ساتھ کھڑا رہتا تھا۔ تاکہ وہ کام میں سستی نہ کریں اور نوکروں کو شاہی امرا کے درمیان کھڑا کردیتا تھا

تاکہ جب کوئی شخص گذرے اگر امیری ہو تو اُنکو پکڑا ہیں تاکہ وہ پتھر اُٹھا کر عمارت کی جگہہ میں ڈالدے پس
امیر و غریب سپاہی و رئیس اُنکو اُٹھانے کے لیے اپنے گھوڑوں سے اُتر پڑتے اور اکثر لوگوں
نے وہاں سے گذرنا چھوڑ دیا۔ اور جب عمارت تیار ہو چکی تو انہوں نے ایک فتویٰ علماے دین کی
خدمت میں پیش کیا جس کی صورت یہہ تھی کہ کیا فرماتے ہیں علماے دین متین اور ائمہ شرع مبین ایسی جگہہ کے
بارے میں جسکے لوگ وہاں سے جبرًا نکالے گئے ہوں۔ اور جسکے تعمیر کرنے والے کاریگروں
پر ظلم کرتے ہوں۔ اور دوسرے کی آبادی کو خراب کر دیا ہو اور اُس کے حلبہ کو منتقل کر دا کر اس سے
عمارت بنائی ہو۔ کیا ایسی جگہہ میں نماز جائز ہے یا نہیں۔ اُس کے جواب میں خدا کی ایک جماعت نے
لکھا کہ ایسی جگہہ میں نماز جائز نہیں ہے۔ پس مجد ابن خشاب اس کوشش میں لگا رہا۔ یہانتک کہ اس نے
شجاعی کو اس بات پر واقف کر دیا۔ اُسکو یہہ بات بُری معلوم ہوئی اور اُس نے قاضیوں اور نائبوں
کو مدرسہ منصوریہ میں جمع کیا۔ اور اُن سے فتویٰ کی نسبت دریافت کیا تو کسی نے ان میں سے سوا ے
شیخ محمد مرجان کے کچھ جواب نہ دیا۔ اگر اُس نے کہا کہ میں فتویٰ دیتا ہوں کہ نماز اس جگہہ میں جائز نہیں
ہے۔ اور اب میں کہتا ہوں کہ اُس کے دروازے سے گذرنا بھی مکروہ ہے۔ یہہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا۔
اور لوگ تتر بتر ہو گئے۔ اور شجاعی ہمیشہ شیخ محمد مرجانی سے تقاضا کرتا رہا۔ اور کہتا رہتا تھا۔ کہ آپ
کسی دن مدرسہ منصوریہ میں وعظ کا وقت مقرر کریں۔ اور وہ نہیں مانا کرتا تھا۔ آخر مخالفت شدید
کے بعد اُس نے اس بات کو منظور کیا۔ اور جب شجاعی اور قاضی مجلس وعظ میں شریک ہو گئے تو محمد
مرجانی نے اُن بادشاہوں اور امیروں اور قاضیوں کا جو امور دین کے متولی ہوتے ہیں ذکر
شروع کیا۔ اور اُن لوگوں کی جو کسی کی زمین غصب سے لے لیں مذمت شروع کی۔ اور بتلا دیا کہ جو
حاکم اپنی حکومت میں عدل نہ کرے اُسکو کوئی اجر نہیں ملتا۔ اور اپنے وعظ کو یوم یعض الظالم
علی یدیہ یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا۔ یا ویلتی لم اتخذ فلانا خلیلا۔ جس دن
کاٹیگا ظالم اپنے دونوں ہاتھوں پر کہے گا اے کاش پکڑتا میں ساتھ رسول کے رستہ اے افسوس نہ بنا تا
میں فلانے کو دوست پر ختم کیا۔ اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ تو شجاعی نے کہا کہ میرے حق میں دعا کریں۔ تو
اُس نے کہا کہ اے دین کے جھنڈے۔ کیا میں تیرے لیے دعا کروں حالانکہ تیرے حق میں وہ شخص
جو مجھ سے اچھا ہے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) بد دعا کر چکا ہے پھر اُس نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قول اللھم من ولی من امر امتی شیئاً فرفق بھم فارفق بہ ومن شق
علیہم فشق علیہ۔ اے اللہ جو شخص میری امت سے کسی کام کا بھی والی ہو اور اُس نے اُن پر

نرمی کی تو تو اُسپر مہربانی کر۔ اور جسنے اُنپر سختی کی تو تو اُسپر سختی کر۔ یہ حکایت سُنا یا۔ اندر چلتا ہوا۔ پس شجاعی
اسبات پر سخت گھبرایا۔ اور شیخ تقی الدین محمد بن دقیق العبد جسکے حق میں اسکو اچھا اعتقاد تھا بلایا۔
اور اُس سے ذکر کیا۔ کہ لوگ مدرسے میں نماز نہیں پڑہتے۔ اور یہہ بھی ذکر کیا کہ بادشاہ نے نور الدین
شہید کی شائستہ بہت اور اقتدا اسکا اور ام اپنے کار عبث کے لیے ارادہ کیا تھا۔ مگر لوگوں نے بادشاہ کی تو عیب
چینی کی اور نور الدین شہید کی عیب چینی نہ کی۔ حالانکہ سلطان اور نور الدین شہید نے ایکہی قسم کا
کام کیا تہا۔ جسکے جواب میں شیخ تقی الدین محمد دقیق العید نے شجاعی کو کہا کہ نور الدین شہید نے
فرنگستان کے زنگ بادشاہ کو قید کیا تھا۔ اور اُس کے قتل کا ارادہ کیا تہا مگر اُس نے پانچ قلعے اور
لاکھ دینار دیکر کے اپنے نفس کو چھڑایا تھا۔ پس اُسنے اسکو چھوڑدیا۔ مگر وہ اپنی سلطنت میں پہنچنے سے
پہلے ہی رستہ میں مرگیا اور نور الدین شہید نے اُس مال سے دمشق میں ایک شفاخانہ تعمیر کیا۔ پس
اے دین کے جھنڈے اس مال جیسا کوئی مال اور نور الدین جیسا کوئی بادشاہ کہاں ہے اُس کی
نیت نیک تھی اور ہمیں امید ہے کہ اسکو اس شفاخانے کے بنانے سے ثواب حاصل ہوگا۔ ایسے
اگر تیری نیت بھی اس کام سے لوگوں کو نفع پہنچانا ہے تو تجھے اجر ملے گا۔ اور اگر اُس سے تیری
نیت یہہ تھی کہ تیرا اوستادیری عالی ہمتی کا قائل ہوجائے تو اُس سے تو نے کچھ حاصل نہیں کیا۔
شجاعی نے کہا کہ اللہ نیات کو جاننے والا ہے میری نیت کو وہی جانتا ہے یہہ معاملہ تو اسطرح طے ہوا اور
اُس نے محمد بن دقیق العید کو اُس قبہ میں تدریس کے کام پر لگادیا۔ اُس کے علاوہ ایک اور
شفاخانہ ہے۔ جسکو مارستان موبدی کہتے ہیں یہہ شفاخانہ قلعہ جبل کی طرف جہاں۔ کہ اشرف
شعبان بن حسین کا مدرسہ ہے اور جسکو ناصر بن فرح بن برقوق نے گرادیا تھا۔ واقع ہے ...
اُسکی ابتدا ۸۲۱ھ ہجری ماہ جمادی الآخر میں ہوئی تھی اور ۸۲۳ھ ہجری ماہ رجب میں ختم ہوا
تھا اور نصف ماہ شعبان میں اس میں مریض داخل ہونے شروع ہوگئے تھے۔ اُسکا بانی شیخ
ملک المؤید تھا۔ جب ملک موید ۸۲۴ھ ہجری ماہ محرم میں مرگیا تو کچھ مدت تک معطل پڑا رہا۔
پھر اُس میں عجم کا ایک گروہ رہنے لگا۔ اور وہ ان ایلچیوں کے لئے جو مختلف شہروں سے سلطان
کی طرف آتے تھے۔ رہنے کی جگہہ بن گیا۔ پھر اُس میں ایک ممبر رکھا گیا۔ اور ایک خطیب اور امام
اور موذن و دربان مقرر کیے گئے۔ اور ۸۲۵ھ ہجری ماہ ربیع الآخر میں جمعہ کی نماز وہاں ادا کی گئی۔
اُس کے بعد ہمیشہ کے لیے جامع مسجد بن گیا ان شفاخانوں کے ذکر سے ہماری مراد یہہ ہے۔
کہ اس کتاب کے پڑہنے والے کو معلوم ہوجائے کہ وزیر نے خدا اسکو زندہ رکھے مردہ علموں کو

زندہ کیا۔ اور مٹی ہوئی رسموں کو از سر نو تازہ کیا۔

تمہید

چونکہ ہماری اس کتاب کا موضوع علم طب از ذاتی ہے۔ اور طب کے معنے امراض جسمانی اور اُنکے علاج کا جاننا ہے۔ اس لیے۔ امراض کے بیان سے پہلے ضروری ہے کہ ہم جسم کے اُن اجزا کی تعریف کریں جن سے جسم مرکب ہے۔ اور بتلائیں کہ صحت کی حالت میں اعضائے جسمانی کے کیا فرائض و وظائف ہیں اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جسم ایک آلہ ہے جو مختلف تار و پود سے بنا ہوا ہے۔ اور ہر ایک عضو کے اپنے اپنے کام میں مصروف و مشغول رہنے سے اعضاء کا انتظام اور جسم کی صحت قائم رہتی ہے اور جسطرح ہر کاریگر کے لیے ضروری ہے کہ ان اجزاء کو جانے جس سے کوئی چیز تیار ہوتی ہے۔ مثلاً گھڑی ساز کے لیے ضروری ہے۔ کہ وہ گھڑی کے اُن پرزوں کو جانے جنسے وہ مرکب ہوئی ہے۔ اور پرزوں کی باہمی نسبت اور مقدار اور ہر ایک پرزے کا کام جانے۔ تاکہ اگر اُن میں اگر خلل آجائے تو انکی اصلاح کر سکے۔ ایسا ہی طبیب کے لیے ضروری ہے۔ کہ جسم کے اعضاء سے واقف ہو۔ اور ہر ایک عضو کے فعل سے شناسا ہو۔ اور جبکہ صنعت جمادیہ کے کاریگر پر اُس کے آلہ کا حال جاننا ضروری ہے تو طبیب کے لیے اپنے کام کا جاننا اُس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ اُسکا کام ذوی حیات اعضاء سے تعلق رکھتا ہے پس جبتک طبیب کو فن تشریح میں جس سے ہر ایک عضو کا حال معلوم ہوتا ہے پوری مہارت اور ید طولےٰ نہ ہو۔ اور جبتک اعصاب اور اوتار و عروق لیفات وغیرہ اعضائے مفردہ و مرکبہ وغیرہ سے واقف نہ ہو۔ تب تک طبیب کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ اور جسطرح اسکو تشریح کا جاننا ضروری ہے ایسے ہی اعضاء کے منافع اور فوائد کا جاننا بھی ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی عضو عبث اور بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ اور جبتک ان فنون یعنے علم تشریح و علم منافع الاعضاء سے واقف نہو ممکن نہیں کہ مرض کے موقع اور محل اور مصیبت زدہ عضو کو شناخت کر سکے اور جب اس بات کو نہ جانتا ہوگا۔ تو صحت کی حالت میں زندگی کے فعل کیفیت شناخت نہ کریگا۔ اور اس حالت میں ممکن نہیں۔ کہ مرض کی حالت میں اُس عضو پر کوئی حکم لگا سکے اور اگر ان امور کے جاننے کے بغیر وہ طبابت کا مدعی ہو۔ اور خون لگا شہیدوں میں داخل ہونا چاہے تو وہ اندھی اونٹنی کی طرح مخبوط الحواس ہے۔

یہ بات مسلم ہے کہ جب سے مصر کے علاقوں میں علم تشریح و علم منافع الاعضاء مفقود ہوا ہے

اوس وقت سے ماہر و حاذق اطبا مفقود ہو گئے ہیں۔ اور انکی بجائے جاہل اور جھوٹے مدعی موجود ہیں اور انکی مثال مثل اس جاہل مفتی کی ہے جو جاہل لوگوں میں بغیر علم کے مسائل دین میں فتوی دیتا ہے اور جاہل خیال کرتے ہیں کہ وہ حق کہتا ہے۔ حالانکہ وہ خود حق سے جاہل ہے ایسی ہی یہہ لوگ جہان کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اور نوع انسان کے دشمن ہیں۔ انکی مثال اُس اندھے کی طرح ہے جسکے ہاتھ میں نہایت تیز ہتھیار ہو جسکو لوگوں کے درمیان گھمارہا ہو۔ اور اسکے پہلے ہی حملہ میں اکثر آدمی زخمی ہو جائینگے اور کم ہونگے جو اسکے ضرب سے بچینگے۔ اسواسطے ہم چاہتے ہیں کہ تھوڑا سا علم تشریح کا ذکر کریں تاکہ جب انسان اُس پر واقف ہو جائے تو اُسکو کسی قدر اپنے کام میں بصیرت اور واقفیت حاصل ہو جائے اور سارا علم تشریح بیان کرنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ وہ مشکل ہے باوجود مشکل کے بحر زخار ناپیدا کنار کی طرح وسیع ہے اور اُس کے تمام مسایل بیان کرنے کے لیے کئی دفتر چاہئیں علاوہ اس کے اگر اس فن میں بذریعہ تحریر طول بھی دیا جائے تو بھی صرف پڑھنے سے اسکی حقیقت پر واقف ہونا ممکن نہیں بلکہ اُس کے لیے عمل کی ضرورت ہے اور عمل اسوقت ہو سکتا ہے جبکہ جسم انسانی کے ہر ایک عضو کو آنکھ سے دیکھا جائے اور چونکہ اس قسم کی واقفیت ایسے شخص کے لیے جو مدارس طبیہ سے باہر ہو ناممکن ہے اس لیے مینے ارادہ کیا۔ کہ اس فن کی ضروری اشیاء کو مختصر عبارت میں ذکر کر دوں۔ تاکہ ہماری اس کتاب کے دیکھنے والے کو اس فن میں بھی تھوڑی واقفیت ہو جائے۔

اُن اجزاء کے بیان میں جن سے جسم انسانی مرکب ہے

جاننا چاہیئے کہ ہر ایک جز اور ہر ایک حصہ جو عضو کی ترکیب میں داخل ہے منسوج یعنی رگ و ریشہ تار و پود کہلاتا ہے۔ اس لحاظ سے ہر ایک عضو بہت سے تار و پود سے مرکب ہے۔ اور یہہ تار و پود اُن رطوبتوں کے علاوہ ہے جن پر جسم مشتمل ہے اور ان منسوجات اور رطوبات کے علاوہ جسم میں اجزائے صلبہ جیسے ہڈیاں اور ان سے کم سخت جیسے غضروف (یعنے مرکنی ہڈی) رباطات اور اوطار اور اعصاب اور شریانیں اور وریدیں اور سفید تھیلیاں اور غدود دہن اور خارج از روپود وغیرہ پائے جاتے ہیں سبکو ہم علیحدہ علیحدہ بہ ترتیب ذیل بیان کرتے ہیں۔

اجزاء صلبہ اور رخوہ کے بیان میں

سخت ۱۲ نرم ۱۲

جاننا چاہیئے کہ جسم انسانی کے اجزا میں سے ہڈیاں سب سے زیادہ سخت ہیں۔ انہیں سے جسم کا

ڈھانچا تیار ہوتا ہے۔ اور انہیں سے نرم اجزا آپس میں ملتے ہیں۔ اور غضاریف بہ نسبت ہڈیوں کے کم سخت ہیں۔ اور ہڈیوں کے اطراف میں رکھے ہوئے ہیں۔ پھر رباطات غضاریف سے بھی کم سخت ہیں۔ رباطات کا فائدہ ہڈیوں کو باہم ملانا ہے۔ اور یہہ رباطات جوڑوں کے نزدیک ہڈیوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ اور اجزائے نرم میں سے اول عضلات ہیں جنکو مچھلیں یا گوشت کہتے ہیں ان اعضا کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ اور رگ و ریشہ سے مرکب ہوتے ہیں۔ اور آپس میں منسوج خلوی یعنی خلادار تار و پود سے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور انکا فائدہ حرکت ہے۔ پھر نرم اعضا میں سے اوتار ہیں یہہ ایک قسم کی جھلیاں ہوتی ہیں۔ گول و عریض جنکا رنگ سفید مانند سیب کے ہوتا ہے جنسے عضلات ختم ہوتے ہیں اور یہہ اوتار ہڈیوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ انکا فائدہ عضلات کے سکڑنے کے وقت ہڈیوں کو حرکت دینا ہے۔ ایک قسم کے اوتار عریضہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ بلحاظ طبیعت کے پہلی قسم کے اوتار ہی ہیں۔ مگر فرق ان میں یہہ ہے کہ پہلی قسم کے اوتار بٹے ہوئے ہوتے ہیں اور یہہ کھلے ہوئے اور انسے چوڑی جھلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اونکا نفع یہہ ہے کہ عضلات کو لپیٹے رہتے ہیں۔ اور نرم اعضا میں سے اعصاب ہیں۔ انکو اعضا حس و حرکت بھی کہتے ہیں۔ یہہ ایک قسم کی چھوٹی چھوٹی سفید رنگ کی جھلیاں ہوتی ہیں جو بہت سی شاخوں میں تقسیم ہوتی ہیں۔ اور بیحد و شمار جسم میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ان میں سے شرائین ہیں۔ یہہ ایک قسم کی تھیلیاں ہوتی ہیں جو دل سے شاخونکی طرح دو تنوں کے ذریعہ پھوٹتی ہیں۔ اور ان دو تنوں کی شاخیں جسم کے تمام اجزا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ جنکے ذریعہ سے خون دل سے تمام اجزاء جسم میں پہنچتا ہے۔ اور ان میں سے ریشہ دار غدودیں ہیں اور یہہ ایک قسم کے چھوٹے چھوٹے گول شکل کے اجزاء ہوتے ہیں جن میں ریشہ دار تھیلیاں آتی جاتی رہتی ہیں انھی نرم اعضا میں سے محض غدودیں بھی ہیں۔ اور یہہ گول اعضا ہیں۔ مگر ان میں سے بعض میں گولائی زیادہ ہوتی ہے۔ اور بعض میں کم۔ اور شکل و ترکیب میں مختلف ہوتی ہیں۔ اور ان کا فائدہ یہہ ہے۔ کہ مختلف مادوں اور رطوبتوں مثلاً لعاب صفراء وغیرہ سیال مادوں کو جدا کرتی رہتی ہیں۔ اور ان نرم اعضا میں سے منسوج خلوی ہیں۔ اور یہہ ایک قسم کی سفید رنگ تار و پود ہوتی ہیں۔ جنمیں استرخا بہت ہوتا ہے۔ اور اجزاء کو آپس میں ملاتی ہیں اور چھوٹی چھوٹی جزو نیز جنکے اندر چربی ہوتی ہے حاوی ہوتی ہیں۔

اخلاط کے بیان میں

اخلاط اُن رطوبتوں کو کہتے ہیں جو جسم کے اندر پھیلی ہوئی ہیں - ان کے بہت سے افراد ہیں
(۱) خون یہہ ایک سُرخ رنگ کی رطوبت ہے جو دل اور شراؤن اور وریدوں میں پائی جاتی ہے -
یہہ خون ان اعضا کے ذریعہ سے بدن کے تمام اجزا میں منقسم ہوتا ہے اور پھر اُن سے دل کی طرف لوٹتا ہے - یہہ غذا کے مادوں سے جسکو اصطلاح طب میں کہلوس کہتے ہیں پیدا ہوتا ہے - اور بدن کے تمام اجزا اسی سے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں -

(۲) مادہ غذائیہ جسکو کہلوس کہتے ہیں - اور یہ دودھ کی مانند سفید رنگ کی ایک خلط ہوتی ہے جو غذاؤنکے نتیجہ سے پیدا ہوتی ہے - اور یہی کہلوس اپنے وقت پر خون کی طرف مستحیل ہوجاتا ہے -

(۳) ایک سفید مادہ جسکو **لیمن فا** کہتے ہیں اور یہہ ایک سیال شفاف مادہ ہوتا ہے جو ریشہ دار تھیلیوں میں گھرا ہوا ہوتا ہے اور کہلوس کے ساتھ ملجاتا ہے -

(۴) لعاب ہے - یہہ سفید سیال شفاف چیز ہوتی ہے - جو لعابیہ غذاؤں سے جدا ہوتا ہے اور ہضم کے واسطے نافع ہے -

(۵) صفرا یہہ زرد اور سبز رنگ کا سیال مادہ ہوتا ہے جسکا قوام سخت ہوتا ہے اور جگر سے نکلتا ہے - اور ہضم کے لیے مفید ہے -

(۶) مادہ مخاطیہ - یہہ وہ چیز ہے جو مخاطیہ جھلیوں کی سطحوں سے پیدا ہوتا ہے - اور ان اعضا کو جو اُن سے الگ ہوتے ہیں اُنکے کام پر مدد دیتا ہے -

(۷) بول یہہ ایک سیال مادہ ہے جو گردوں سے نکلتا ہے اور بول کے آلہ سے اس نالی کے ذریعہ سے جو اُس کے لیے مقرر کی گئی ہے مثانہ میں جمع ہونے کے بعد باہر نکلجاتا ہے -

(۸) آب زلال یہہ ایک سیال زلالی چیز ہے جو جوڑوں کے اندر پائی جاتی ہے - اور اسکا فائدہ مفاصل کی حرکت کو آسان کرنا ہے -

(۹) چربی یہہ ایک دھن دار جوہر ہے جو خالی رگ و ریشہ کے گوشوں میں پایا جاتا ہے - اور یہہ کثرت غذا کا نتیجہ ہوتا ہے -

---

اعضاء رئیسہ

اس سے پہلے ہم جسم کے اعضاء صلبہ ٹھوس اسیالہ (سیال) کا ذکر کر چکے ہیں۔ اور اب اعضاء رئیسہ کا بیان کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کے کام کا ذکر بھی بیان کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ پہلا عضو رئیس دماغ ہے۔ اور وہ سفید رنگ کا نرم عضو ہے۔ جو کھوپری کی جھلی میں لپٹا ہوا ہے۔ اور تمام اجزا کی طرف منقسم ہے۔ اور چند جھلیوں سے لپٹا ہوا ہے۔ اسمیں سے ایک جھلی کا نام زہری جھلی ہے۔ اور وہ ایک رنگ و ریشہ والی جھلی ہے۔ جسکو **ام الجافہ** کہتے ہیں۔ اور اسکا فائدہ دماغ کی حفاظت ہے۔ دوسری جھلی کا نام اسفل ہے۔ جسکی طبیعت ٹھوس رتبیق ہے۔ جو ٹھوس مادے کو جدا کر دیتی ہے۔ اسکا فائدہ مغز کی حرکت کی آسانی ہے۔ اور دموی جھلیاں جنکی طبیعت شرائین کی سی ہے دماغ میں داخل ہوتی ہے۔ اور دماغ عقل و احساس کا عضو ہے۔ اور تمام حرکت دینے والے پٹھوں اور حواس و احساس عام کی جڑ ہے۔

حواس کے بیان میں

حواس پانچ قسم کے ہیں۔ جو قوت باصرہ۔ سامعہ۔ شامہ۔ ذائقہ۔ اور لامسہ کے نام سے موسوم ہیں۔ یہہ حواس ان اعصاب سے جو دماغ سے آ لتے ہیں پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو احساس و ادراک ان اعضاء کے ذریعہ سے ہوتا ہے اسکو پٹھے دماغ تک پہنچا دیتے ہیں۔

قوت باصرہ آنکھ ایک عضو ہے جو حفاظت کرنے والے اجزاء اور اجزاء صلبہ سے پیدا ہوتا ہے حفاظت کرنیوالے اجزاء ابرو ہیں۔ ابروؤنکا کام یہہ ہے کہ وہ اُن شعاعوں کو جو آنکھوں کی طرف آتی ہیں لطیف کر دیتی ہیں۔ اور اجفان۔ یہہ حرکت کرنے والے پردے ہیں۔ انکا کام یہہ ہے کہ آنکھوں کو اجسام غریبہ اور اُن میں بہت روشنی پہنچنے سے بچائیں۔ اور اہداب یعنے پلکیں جنکا فائدہ آنکھ کو روشنی کی شعاعوں سے بچانا ہے اور اجسام غریبہ کے داخل ہونے سے روکنا ہے۔ آنکھ کے اعضاء اصلی وہ ہیں جنکی پیدائش آگے سے پیچھے کی طرف ہوئی ہوئی ہے۔ اور یہہ چند اجزاء ہیں۔ اول پردہ قرنیہ یہہ گھڑی کے شیشہ کی طرح شفاف ہے۔ دوسرا پردہ صلبیہ ہے یہہ ایک قسم کی ٹھوس اور مضبوط جھلی ہے۔ جو آنکھ کے تمام اجزاء کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اُس کے اندر پردہ قرنیہ کے پیچھے ایک اور جھلی پائی جاتی ہے۔

جو مختلف رنگ کی اور حرکت کرنے والی ہوتی ہے۔ اسکا رنگ کبھی سیاہ کبھی گندم گون کبھی نیلا کبھی سبز ہوتا ہے اور اسکے وسط میں ایک سوراخ ہوتا ہے۔ جسکو حدقہ (آنکھ کی پتلی) کہتے ہیں۔ اور وہ انقباض (سکڑنا) اور انبساط (پھیلنا) کو قبول کرتا ہے۔ اسکا فائدہ روشنی کی شعاعوں کی زیادتی کو روکنا ہے۔ تیسرا پردہ مشیمیہ ہے یہہ ایک سیاہ رنگ کی جھلی ہے۔ جو پردہ صلبیہ کے اندر رکھی ہوئی ہے۔ جسکا فائدہ روشنی کی شعاعوں کا جذب کرنا ہے۔ چوتھا پردہ شبکیہ ہے یہہ ایک جھلی ہے جو آنکھ کو اندر کی طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ اور اسکی جڑ اُس آنکھ والے پٹھے سے نکلی ہوئی ہے۔ جسمیں مبصرات (وہ چیزیں جو آنکھ سے دیکھی جائیں) منطبع ہوتی ہیں۔ اور آنکھ کے اندر کے حصہ میں تین رطوبتیں پائی جاتی ہیں جنمیں ایک وہ ہے جسکا قوام کثیر السیال ہے جسکو رطوبت مائیہ کہتے ہیں۔ دوسری کو رطوبت جلیدیہ یا رطوبت بلوریہ کہتے ہیں۔ تیسری رطوبت کانچ کی طرح ہے اُسکو رطوبت زجاجیہ کہتے ہیں۔ اور چونکہ قوت باصرہ اعضاء انسانی میں سے ایک ضروری و اشرف عضو ہے اور اُسکا کام نہایت اہتم بالشان ہے اور کثرت ترکیب کی وجہ سے اُس کی معرفت کلی مشکل ہے اسواسطے اسکے متعلق اتنا جاننا کافی ہوگا۔ کہ صرف جان لیا جائے کہ جب روشنی آنکھوں پر پڑتی ہے۔ تو اُس روشنی کے کچھ حصے کو آنکھ کے محافظ اجزا جذب کر لیتے ہیں۔ اور کچھ حصہ روشنی کا آنکھ کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ اور پردہ شبکیہ میں منطبع ہو جاتا ہے اور اسی سے دیکھنے کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جسکو دیکھنا کہتے ہیں۔

قوّت سامعہ کا بیان

سننے کا آلہ دو جزؤں سے مرکب ہے۔ ایک ظاہری جُز جسکو ظاہری کان کہتے ہیں۔ دوسری باطنی جز جسکو اندرونی کان کہتے ہیں۔ بیرونی کان سے مطلب وہ پردہ ہے جو کان کے کنارہ سے لیکر سوئی جھلیوں تک کھچا ہوا ہے۔ اور باطنی کان سے مراد وہ صندوق ہے جو ایک بڑے سلسلہ عظیم پر حاوی ہے جو کان کے پٹھہ تک پہنچا ہوا ہے اور ایک جھلی کے ذریعہ سے جسے عشاء الطبل کہتے ہیں بیرونی کان سے جُدا ہے۔ اور سُننے کی کیفیت اسی کان کے پٹھہ سے جو اندرونی کان میں پھیلا ہوا ہے حاصل ہوتی ہے۔ اور پٹھہ وہ چیز ہے جو آوازوں کو جو اُسکی طرف پہنچتی ہیں دماغ تک پہنچاتا ہے۔ کیونکہ آواز سے ہوا میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ غشاء الطبل کے صندوق کو ٹکر مارتی ہے۔ اور اُس سے سارا سلسلہ حرکت میں آتا ہے۔ جسکو پٹھہ محسوس کرتا ہے۔ جس سے سننے کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس وقت مختلف آوازوں

میں تمیز پیدا ہوتی ہے۔

قوت شامہ کا بیان

قوت شامہ کا آلہ ناک ہے۔ اور وہ مرکب ہے ایک بڑے گڑھے سے جو ایک جھلی کیساتھ ڈھنپا ہوا ہے جسمیں سونگھنے کا پٹھہ پھیلا ہوا ہے۔ اور وہ پٹھہ دماغ سے آیا ہے۔ قوت شامہ کے حاصل ہونے کی کیفیت یہہ ہے کہ وہ ہوا جو بوؤنکو لیکر آتی ہے۔ ناک میں داخل ہوتی ہے۔ اور اس سے اسکے پٹھہ میں ایک قسم کی بیداری حرکت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے وہ جاگ پڑتا ہے۔ پھر ان بُوؤنکو دماغ کی طرف پہنچاتا ہے۔ جس سے دماغ خوشبوئی پر حکم لگا دیتا ہے۔

قوت ذائقہ کے بیان میں

چکھنے کا آلہ زبان ہے۔ اور وہ ایک جھلی سے ڈھپنی ہوئی ہے۔ جسمیں چکھنے کا پٹھہ پھیلا ہوا ہے۔ اور وہ پٹھہ دماغ سے نکلتا ہے جب کوئی کھانے کی چیز زبان پر رکھی جاتی ہے۔ تو وہ پٹھہ اس چیز کا مزا دماغ تک پہنچا دیتا ہے۔ جسے دماغ اُس طعام پر اسکے میٹھے کڑوے پھیکے وغیرہ مزے پر حکم لگاتا ہے۔

قوّت لامسہ کا بیان

ٹٹولنے کا آلہ ہے۔ اور زیادہ احساس دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے کناروں میں ہے۔ اور یہہ کیفیت پٹھہ کے جلد میں منتشر ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ اسواسطے جب انسان کسی چیز کو ہاتھ لگاتا ہے۔ اوسکا احساس دماغ تک پہونچا تو دماغ اسپر گرمی یا سردی سختی یا نرمی یا خشونت اور نزاکت کا حکم لگا دیتا ہے۔

اُن اعضاء کا بیان جو مُنہ کے جوف میں محدُود ہیں

منہ اُس عضو کا نام ہے۔ جو دانتوں مسوڑوں تالو کی چھت زبان غدود لعابیہ کور اور لوزتین پر مشتمل ہے۔

دانت اپنی خلقت وطبیعت میں ہڈی کی مانند ہیں۔ اور یہہ بتیس ۳۲ ہیں۔ اُن میں سے آٹھ

وہ جو ہر چیز کو توڑتے ہیں۔ انکو قواطع کہتے ہیں۔ چار وہ ہیں جو چیزوں کو چیرتے ہیں جنکو انیاب کہتے ہیں۔ اور بیس اُن میں سے وہ ہیں جو اشیاء خوردنی کو پیستے اور چباتے ہیں۔ انکو اضراس (ڈاڑھیں) کہتے ہیں۔ مسوڑوں کی حقیقت۔ وہ جسم اور گوشت جو دانتوں کی جڑوں کو ڈھانپے ہوئے مسوڑہ کہلاتا ہے۔ جسکو عوام الناس دانتوں کا گوشت کہتے ہیں۔ انکا فائدہ دانتوں کی حفاظت اور انکو اپنے اپنے مقام پر قائم و ثابت رکھنا ہے۔ تالو کی چھت اور تالو اور کوا ہر ایک اپنے اپنے کام کے واسطے ضروری اور مفید ہیں۔ تالو کی چھت منہ کا اعلےٰ حصہ ہے۔ اور نچلا حصہ گڑھے کے لیے ہے جو چولھے کی شکل کا ہے۔ اسکا فائدہ چولھے دار گڑھے کو منہ کے پول سے جدا رکھنا ہے۔ اور لہات ایک زائد جھلی دار گڑھا ہے جو تالو کی چھت سے ملا ہوا ہے۔ اسکا فائدہ یہہ ہے کہ نگلنے کے وقت چولھے دار گڑھے کی پچھلی طرف کو بند کردے علاوہ اسکے تالو کی چھت اور لہات میں کو آواز کے پیدا کرنے میں بھی دخل ہے۔ اسواسطے جب ان میں سے کسی میں خلل واقعہ ہوجائے تو آواز کی صفت بدل جاتی ہے۔ غلصمہ یہہ ایک زائد چھوٹا سا گول ٹکڑا ہے۔ جو لہات کے آخر میں پایا جاتا ہے۔ اسکا فائدہ لہات کو تقویت دینا ہے۔ زبان یہہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جو منہ کے اکثر حصہ کھول کو بھر رکھتا ہے۔ اس کے کئی فائدے ہیں۔ اول یہہ کہ چکھنے کا آلہ ہے۔ دوسرا بولنے کا آلہ ہے۔ اسکے بغیر کلام نہیں ہوسکتی۔ تیسرا یہہ جھاڑو کا کام دیتی ہے یعنے چبائی ہوئی چیز کو منہ میں اکٹھا کرکے حلق کی طرف بھیج دیتی ہے۔ اور نگلنے میں مدد دیتی ہے۔ لسان المزمار۔ یہہ ایک زائد غضروف دار ریشہ دار ٹکڑا ہے جو زبان کی جڑھ پر رکھا گیا ہے۔ اسکا فائدہ نگلنے کے وقت حنجرہ کو بند کرنا ہے۔ غدود لعابیہ۔ یہہ کئی قسم کی ہیں بعض وہ ہیں جو کان کے نیچے رکھی گئی ہیں۔ بعض وہ ہیں جو نچلے جبڑے کے نیچے ہیں۔ بعض وہ ہیں جو زبان کے نیچے ہیں۔ اور ہر ایک اس میں سے اُس مادہ لعابیہ کو باہر نکالتی ہیں۔ جو مختلف نالیوں کے ذریعہ سے منہ میں آتا رہتا ہے۔ اس لعاب کا فائدہ منہ کو تر رکھنا۔ ہضم اول کو مدد دینا اور آسانی سے نگلنا ہے۔ لوزتین یہہ دونو ایک قسم کی غدودیں ہیں۔ جو منہ کی دونو جانبوں پر پچھلی طرف سے رکھی ہوئی ہیں۔ اور اُن کی سطح سے مادہ لعابیہ نکلتا رہتا ہے۔ جسکا فائدہ بھی نگلنے میں آسانی دینا ہے۔ اور لوزتین کا فائدہ آواز کی اصلاح ہے۔

اعضاء گردن کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ گردن میں اگلی طرف سے جبڑے کے نیچے اور اس سے ملی ہوئی ایک مرمری ہڈی کی نالی ہے جس کے اوپر کے حصّہ کو حنجرہ کہتے ہیں - اور اسکا فائدہ آواز کا پیدا کرنا ہے اور نچلے حصّہ کو قصبۃ الریہ (ہوا کی نالی) کہتے ہیں - اسکا فائدہ سانس کے لیے ہوا کا گذرنا ہے یہہ نالی سینہ کے جوف میں پھیپھڑے تک پہونچی ہوئی ہے - نیز گردن میں ان اعضا کے پیچھے ایک اور عضو ہے جو پشت کے مہرے کے اوپر گڑا ہوا ہے - اور یہہ ایک جھلی دار نالی ہے جسکے اوپر کے حصّہ کو بلعوم کہتے ہیں - اوسکا فائدہ یہہ ہے - کہ وہ منہ سے غذا کے پھسلنے کے وقت غذا کے منہ کو پکڑ لیتا ہے - اور اسکو نیچے کی طرف ڈھکیلتا ہے - جس سے غذا مری (غذا کی نالی) میں جا پڑتی ہے - اور گردن اور سینہ کے طول سے ہوتی ہوئی معدہ میں پہنچ جاتی ہے

سینہ کے جوف کا بیان

جاننا چاہیئے کہ سینہ ایک قسم کا پنجرا ہے جو چوبیس پسلیوں سے مرکب ہے - بارہ داہیں طرف اور بارہ بائیں طرف - اور یہہ پسلیاں رباط اور عضلات کے ذریعہ سے ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہیں - آگے کی طرف قص کی ہڈی سے اور پیچھے کی طرف ریڑھ کی ہڈی سے اور باہر سے چمڑے کے ساتھ ڈھکیں ہوئی ہیں - اور اندر سے ایک جھلی کیساتھ جسے صفاق صدری (سینہ کی جھلی) کہتے ہیں اور اس صفاق سے ایک مادہ نکلتا رہتا ہے - جسکا فائدہ ان اعضاء کو جو سینہ کی تجویف میں ہیں - تر کرنا ہے - اور اس تجویف کے دو فائدے ہیں ایک تنفس دوسرا ان اعضا کی حفاظت جو اس جوف میں ہیں -

اُن اعضاء کے بیان میں جو سینہ کی تجویف میں محدود ہیں

یہہ اعضاء دو پھیپھڑے اور دل اور وہ تھیلیاں ہیں جو اس سے نکلی ہوئی ہیں - دو پھیپھڑے دو بڑے اعضاء ہیں - جو سینہ کی تجویف کو تقریباً بھرے ہوئے ہیں - اُنکا فائدہ خون کی اصلاح ہے کیونکہ اُنکے ذریعہ سے اسکا رنگ سیاہی سے سرخی کی طرف تبدیل ہوتا ہے - اور اسی تبدیلی سے وہ اس قابل ہوجاتا ہے - کہ اعضا کی غذا بنے - اور خون کی اصلاح ہوائے صاف کی مدد سے ہوتی ہے - جو اُن دونوں عضووں میں آتی رہتی ہے - دل یہہ ایک عضو ہے جو سینہ کے بائیں طرف قص کی ہڈی کے قریب رکھا ہوا ہے - اسکو دوران خون کا عضو کہتے ہیں - کیونکہ عام جسم اور پھیپھڑے

سے خون اس کی طرف دور ہو کر کے آتا ہے اور ان نالیوں کے ذریعہ سے جو اس سے نکلی ہوئی ہیں۔ باہر کو نکلتا ہے۔ پھر بدن کی پرورش کے لیے تمام اجزائے بدن میں منتشر ہو جاتا ہے۔ اور اسی دل سے شریانیں نکلتی ہیں۔ یہہ شریانیں خون غلیظ کی نالیاں ہیں۔ جو دل سے نکلتی ہیں۔ پھر جسم میں تمام شاخوں کی طرف پھیل جاتی ہیں بعد ازاں طرف وہی خون واپس آتا ہے۔ جو غذا کے لیے نافع ہو جاتا ہے۔

شکم کی تجویف کا بیان

جاننا چاہیے کہ شکم جو عظیم الشان اعضاء کا مجموعہ ہے۔ جنکو اعضاء الہضم۔ اعضاء البول۔ اعضاء التناسل کہتے ہیں۔ اعضاء الہضم میں سے اول معدہ ہے۔ اور یہہ ایک جھلی دار عضلاتی عضو ہے۔ جو استخوان قص کے کنارے کے نیچے پیٹ کے اوپر کے حصہ میں رکھا ہوا ہے۔ اور دائیں طرف سے جگر کو اور بائیں طرف سے طحال کو لگا ہوا ہے۔ اسکا فائدہ غذا کو قبول کرنا اور اپنے اندر پکانا اور ان کو ایک ایسی شکل میں لانا جو غذائیت کے قابل ہو۔ پس جس قدر معدہ صحیح و سلامت ہو گا۔ ہضم اچھا ہو گا۔ اور جسقدر معدہ کمزور اور بیمار رہو گا ہضم خراب ہو گا۔ اسواسطے معدہ کے حال کی نہایت حزم و احتیاط سے حمایت کرنی چاہیے۔ دوسرے انتڑیاں ہیں۔ اور یہہ جھلی دار عضلاتی نالیاں ہیں جو پیٹ کے بہت سے حصہ کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور معدہ سے دبر تک بلو بکی ہوئی ہیں۔ اور ان میں ہضم شدہ غذا چند اجزاء کی طرف منقسم ہوتی ہے۔ ایک جزو وہ ہے جو غذائیت کے قابل ہوتی ہے۔ یہہ دودھ جیسی سفید ہوتی ہے۔ جسکو کیموس کہتے ہیں۔ یہہ حصہ ان رقیق نالیوں کے ذریعہ سے چوسا جاتا ہے اور خون کے دورہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور اس سے غذائیت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرا حصہ بہ نسبت کیموس کے غلیظ القوام ہوتا ہے۔ جسکو کیلوس کہتے ہیں۔ غلیظ ہو کر جب نیچے کی طرف اترتا ہے۔ اور دبر سے خارج ہوتا ہے تو اسکو غائط و فضلہ کہتے ہیں۔

اُن اعضاء کے بیان میں جو ہضم کے فعل پر مدد کرتے ہیں

یہہ اعضاء جگر و تلی و بنقراس۔ انمیں سے جگر ایک عظیم الجثہ جوڑ ہے۔ جو پیٹ کے اوپر کے حصہ کی داہنی طرف سے معدے کے دائیں طرف رکھا ہوا ہے۔ اور یہہ ایک غدودی عضو ہے جو ایک زرد و سبز رنگ کے مادے کو جسکو صفرا کہتے ہیں جدا کرتا ہے۔ اور یہہ مادہ ایک نالی کے ذریعہ سے انتڑیوں کے اوپر کے حصہ کی طرف معدے کے قریب متوجہ ہوتا ہے۔ اور اس میں جا

کرتا ہے اور غذا کو دو قسموں میں تقسیم کرنے پر مدد دیتا ہے - اور تلی ایک کھوکھلا جسم ہے جو معدے کی بائیں طرف واقع ہے جسمیں خون کی کافی مقدار موجود رہتی ہے - اور جب معدہ بھر جاتا ہے تو وہ خون کی مقدار تلی سے معدے کی طرف جاتی ہے اور ہضم کو مدد دیتی ہے - اور بنغراس (لبلبہ)[1] ایک غدی عضو ہے جو معدے کے پیچھے اور امعاء کے جزء اعلے پر رکھا گیا ہے - اُسکا فائدہ یہہ ہے کہ یہہ ایک ایسے مادہ لعابیہ کو جدا کرتا ہے جو ایک نالی کے ذریعہ سے امعاء کے جزؤ اعلے میں جا گرتا ہے - اور صفرا کو لطیف کرتا ہے - اور غذا کو دو حصوں میں تقسیم کرنے پر مدد دیتا ہے - اور اعضاء بول دو گردے اور دو حالبان اور مثانہ اور مجری بول کی نالی ہیں - گردے ایک قسم کی غدودیں ہیں جو پیٹ کے اندر خاصرتین (ہر دو تہی گاہ) میں رکھے ہوئے ہیں انکا فائدہ بول کا جدا کرنا ہے - کیونکہ بول ان دونوں سے نکلکر بذریعہ حالبین کے مثانہ تک پہونچتا ہے - حالبین جھلی دار دو نالیاں ہیں - جو گردوں سے مثانے تک پہونچی ہیں جنکا کام بول کو گردوں سے مثانے تک پہونچانا ہے - اور مثانہ ایک جھلی دار تھیلی ہے جو پیٹ کے نچلی طرف عانہ (موئے زہار کی ہڈی) کے پیچھے رکھی ہوئی ہے - اسکا کام بول کا جبتک باہر نہ جائے محفوظ رکھنا ہے - پھر بول کی نالی کے رستہ کے باہر نکال دینا ہے - بول کی نالی ایک جھلی دار نالی ہے جو مثانہ سے قضیب کے کنارے تک پہنچتی ہے - یہہ مردوں میں ہے - اور عورتوں میں وہ نالی مثانہ سے لیکر بول کے کھلنے تک ہے - مردوں میں یہہ نالی قضیب کے نیچے رکھی ہوئی ہے - اس نالی کے مردوں میں دو نفع ہیں ایک بول کا خارج کرنا دوسرا منی کو رحم تک پہنچانا اور اعضائے تناسل - اعضائے تناسل مردوں اور عورتوں میں مختلف ہیں - مردوں میں تو سارے کے سارے ظاہر ہوتے ہیں اور عورتوں میں اُسکے برعکس - مردوں میں اعضائے تناسل ایک تو قضیب ہے - جسکو مصر والوں کی زبان میں ذبر کہتے ہیں - دوسرے خصیتین - جنکو بیضتین اور انثیین بھی کہتے ہیں - قضیب ایک عضو ہے جو دونوں زانو کے درمیان نچلی طرف رکھا ہوا ہے اور عانہ کی ہڈی سے لگا ہوا ہے - یہہ ایک اسفنجی جسم ہے - اس میں احساس کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے یہہ غلبۂ شہوت کے وقت خون کے اس طرف آنے سے نعوظ و انتشار اختیار کرتا ہے - اسکا کام بقاء نوع انسانی کے لیے نسل کا پیدا کرنا ہے - اور خصیتین دو غدودی عضو ہیں - جو قضیب کے نچلی طرف رکھے ہوئے ہیں - اور ایک جھلی دار تھیلی میں جسکو صفن کہتے ہیں بند کیے ہوے ہیں انکا کام منی کا جدا کرنا ہے - کیونکہ منی دو نالیوں کے ذریعہ سے جنکو منی نالیاں کہتے ہیں

---

[1] اسکو آجکل نئی اصطلاح طبیہ اردو میں لبلبہ کہتے ہیں ۱۲

دو خصیوں سے نکلتی ہے۔ پھر ان دو نالیوں میں چڑھتی ہے۔ اور وہ دونو نالیاں پیٹ کے جوف میں۔ اور قضیب کی جڑ تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اور ذکر میں آکر کھلتی ہیں۔ پھر ان نالیوں سے جماع کے وقت منی باہر نکلتی ہے۔ اور یہہ بات معلوم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تناسل کے لیے منی کو اصل الاصول بنایا ہے پس اگر منی جید اور عمدہ ہوتی ہے تو تناسل و توالد کا کام دیتی ہے۔ ورنہ نہیں۔ اور عورتوں میں اعضائے تناسل رحم کے دو انڈے اور رحم کی دو نالیاں اور مہبل فرج اور دو پستان اور صفاق بطنی ہیں۔ چنانچہ رحم جسکو عورتیں ام الاولاد کہتی ہیں ایک قسم کی جھلی دار تھیلی ہوتی ہے۔ جو پیٹ کی نچلی طرف مثانہ کے پیچھے واقعہ ہے۔ اسکا کام جنین کا اُٹھائے رکھنا اور ولادت کے وقت تک اُسکو بند رکھنا ہے۔ اور حمل کی مدت غالباً نو مہینے ہوتی ہے۔ اور دو انڈے یہہ دو غدودیں ہیں۔ جو رحم کی دونو جانبوں پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور یہی بیج یعنے نطفہ کی جگھہ ہیں۔ جب منی ان تک پہنچتی ہے۔ تو جو حصہ اس میں سے پختہ ہوکر رحم تک چلا جاتا ہے۔ وہ حمل کا سبب بنجاتا ہے۔ اور رحم کی دو نالیاں دو جھلیاں ہیں جو رحم کے نیچے واقع ہیں۔ اور رحم سے ہر دو انڈوں تک پہنچی ہوئی ہیں۔ انکا کام منی کو انڈوں تک اور نطفہ کو رحم تک پہنچانا ہے۔ اور مہبل ایک جھلی دار نالی ہے جو رحم کے نیچے لگی ہوئی ہے۔ اور فرج کے منہ سے لے کر رحم تک پہنچی ہوئی ہے۔ اُسکا کام تناسل کے لیے قضیب کو رحم تک پہونچانا ہے۔ اور فرج یہہ کھلی ہوئی جگھہ ہے۔ جو مہبل سے باہر کی طرف ہے اور اسی سے قضیب مہبل کیطرف جاتا ہے۔ اور دو پستان یہہ دو غدودیں ہوتی ہیں سینہ میں اُبھر آتی ہیں انکا حجم مختلف ہوتا ہے۔ انکا کام بچے کی شیر خواری اور تربیت کے لیے دودھ پہنچانا ہے۔ اور صفاق بطنی۔ ایک رقیق اور شفاف سیب کے رنگ کی جھلی ہے۔ اُسکا کام ایک رطوبت ناک مادہ کا جدا کرنا ہے۔ جو اندرونی اعضاء کو تر رکھتا ہے۔ اور اُنکی حرکات کو آسان بناتا ہے۔ اور جلد تمام بدن کا عام غلاف ہے جسمیں بہت سے سوراخ ہیں۔ اور یہہ سوراخ منہ اور دونو آنکھیں اور ہر دو کان اور ناک اور قبل اور دبر ہیں اور یہہ جلد بالوں سے ڈھپی ہوئی ہے۔ اُسکا فائدہ اعضاء کی حفاظت اور پسینہ کا الگ کرنا ہے۔ اور مینے اس کتاب کو چھ مطالب میں محصور کیا ہے۔ اول قانون صحت اور ان وصیتوں کے بیان میں جنپر عمل کرنا حفظان صحت کے لیے ضروری ہے۔ دوسرا اُن اشیاء کے بیان میں جو زچہ عورتوں اور نوزائیدہ بچوں کے لیے لازمی ہیں تیسرا امراض زہیہ باطنیہ کے بیان میں۔ چوتھا امراض ظاہرہ یعنے پھوڑا پھنسی زخم وغیرہ کے بیان میں پانچواں اُن تدبیروں کے بیان میں جو مسموموں (زہر کھائے ہوؤں) کے لیے

دگلا گھٹے ہوؤں کے لیے ضروری ہیں چھٹا ادویات مرکبہ اور دیگر ادویہ کے بیان میں جو امراض کے لیے اس کتاب کے مطالب میں استعمال کی گئی ہیں - واللہ الموفق للصواب

مطلب اوّل - قانون صحت کے بیان میں

اس میں کئی عقود ہیں عقد اوّل ہوا کے بیان میں

ہوا زندگی کے لیے ایک ضروری چیز ہے - اور اس پر تمام حیوانات اور تمام اجسام ذی روح کی ہستی کا مدار ہے - تمام اجسام کو گھیرے ہوئے ہے - اور انکو تمام اطراف سے دبائے ہوئے ہے اور حیوانات کے اندر اعضاء تنفس کے ذریعہ سے داخل ہوتی ہے - اور اس میں بہت تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے - کبھی سرد ہو جاتی ہے - کبھی گرم کبھی خشک کبھی تر - اور اشیاء غریبہ خارجیہ سے خراب ہو جاتی ہے - اگر ٹھنڈی ہو جائے تو جلد میں تاثیر کرتی ہے - اور اسکو سکیڑتی ہے - پسینہ کو روکتی ہے - یا کم کر دیتی ہے جسکے رُک جانے سے بہت سے امراض حلق اور امراض صدر امراض پھیپھڑہ امراض بطن امراض امعاء وغیرہ وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں - اسواسطے ضروری ہے کہ ہوائی تغیرات سے احتراز کیا جائے - مثلاً جب ہوا سرد ہو تو گرم کپڑے پہننے چاہئیں - اور جب پسینہ آیا ہوا ہو تو کپڑے نہ اُتاریں - اور سر کو ننگا نہ کریں - اور کھلے دروازوں اور کھلے جھروکوں میں بہت دیر نہ بیٹھیں - ایسی حالت میں انکو ساری رات بند کر دینا چاہئیے - کیونکہ اکثر امراض سردی اور پسینہ کے بند ہونے سے پیدا ہوتے ہیں - اور جب ہوا گرم ہوتی ہے - تب اُس کے موافق جسم میں اثر کرتی ہے - کیونکہ اس وقت جلد کے کام کی قوت بڑھ جاتی ہے - اور اس سے پسینہ پیدا ہوتا ہے - اور رطوبات دمویہ پسینہ کی جگہوں میں داخل ہو جاتی ہیں - نیز اغشیہ مخاطیہ (سفید جھلیاں) کا کام بھی جلد سے مشابہ ہونے کی وجہ سے بڑھ جاتا ہے اس واسطے مرض کے دنوں میں معدے اور امعاء میں احساس بڑھ جاتا ہے - اور یہہ دونوں قبولیت امراض کے لیے مستعد ہو جاتے ہیں خصوصاً معدہ - کیونکہ ان دنوں میں یہہ بیدار کرنے والی غذاؤں کا اور مصالحدار غذاؤں کا متحمل نہیں ہو سکتا - ایسے ہی شورا مچھلی وغیرہ کا تحمل نہیں ہو سکتا - اور تمام اغذیہ حیوانیہ گرمی میں پسند نہیں کرتا - جیسا کہ سردی میں پسند کرتا ہے پس اس قسم کی غذاؤں کا استعمال موسم گرما میں مناسب نہیں ہوتا خصوصاً گوشت اسوقت مناسب اغذیہ نباتاتی غذائیں ہیں اور وہ بھی کم مقدار میں جسطرح ہوا اعضاء

میں اثر کرتی ہے ایسا ہی جگر میں بھی اثر کرتی ہے اور اُس کے فعل کو بڑھاتی ہے۔ اور صفرا کو زیادہ پیدا کرتی ہے
اور یہی سبب ہے کہ جلد زرد ہو جاتی ہے اور آنکھیں سفید ہو جاتی ہیں۔ لیکن امراض صدر کے بیمار کے
لیے گرم ہوا مفید نتائج پیدا کرتی ہے اسی واسطے مریض کے لیے گرم شہروں میں رہنا مناسب ہوتا
ہے۔ اسواسطے ایسے شخصوں کے لیے جو سل کے لیے مستعد ہوں یا مصر کے شہروں میں مرض
میں مبتلا ہو جائیں تو مناسب ہے کہ گرم زمین یا حبشیوں کے شہروں میں سکونت کریں۔
اگر ہوا خشک ہو تو اُس میں سانس لینا مشکل ہوتا ہے۔ اور نبض متواتر ہو جاتی ہے اور انسان ہانپتا
ہے۔ اور اگر اس سے سخت ہو جائے تو مُنہ اور ناک اور کان سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ پس
اس سے معلوم ہوا کہ ہوا جب اپنی طبعی حالت سے متغیر ہو جاتی ہے تو صحت کے لیے سخت مضر
ہوتی ہے۔ اور اگر تر ہو جائے جیسا کہ مصر کے علاقوں میں دریائے نیل کے چڑھنے کے وقت خصوصًا
اسکے سیلابی کے دنوں میں جبکہ وہ بہت سے حصہ زمین کو ڈھانپ لیتا ہے ہو جاتی ہے۔ تو گرمی
کے ساتھ ملکر بول زیادہ خارج کرتی ہے اور ہوقت سانس لینا دشوار ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص کمزور
ہو اسکا سینہ منطبق ہو جاتا ہے۔ اور غشیہ مخاطیہ اور ہضم کی نالیاں مادوں کو زیادہ نکالتی ہیں
بس ایسے وقت میں ایسے شخص کے لیے جو اس سے متاثر ہو مناسب ہے۔ کہ اس کی رطوبت سے
بچنے کے لیئے کافی کپڑے پہنے۔ اور بہت احتیاط کرے اس طرح پر کہ شام کے وقت چھت سے
باہر نہ بیٹھے اور نہ ہی گھر کے دروازے اور نہ ہی شارع عام میں بیٹھے ایسے ہی اگر ہوا میں
بخارات و دخانات رویہ ملجائیں تو وہ بھی مضر ہے کیونکہ بخارات اور دخانات (دھواں) جب تھوڑی
سی مسافت میں پیدا ہوتے ہیں تو اسے عمدہ ہوا زائل ہو جاتی ہے۔ اور ایسی ہوا میں سانس لینا
مشکل ہو جاتا ہے اور اگر یہ حالت بہت مدت تک رہے تو موت کا موجب بنجاتی ہے۔ مثلاً اگر کسی
بند مکان میں کوئلے دُکھائے جائیں تو صاف ظاہر ہے کہ انکا بخار ہوا کو خراب کر دیگا جس سے
وہ ہوا اسو نگنے والے کے لیے زہر قاتل بنجائے گی۔ ایسے ہی اگر کسی مکان میں بارہ جوش
دیا جائے یا اسمیں سرکہ یا شراب انگوری رکھی جائے تو بھی اس مکان کی وہی کیفیت پیدا
ہوتی ہے کیونکہ ان سب سے عمل کیمیاوی پیدا ہوتا ہے۔ جس سے بخارات نکلتے ہیں۔ جو ہوا
خراب کر دیتے ہیں۔ جس سے ہوا تنفس کے قابل نہیں رہتی ایسے ہی اگر کسی تنگ اور بند
مکان میں بہت سے لوگ جمع ہو جائیں اور اس کی ہوا کا مفید جزو جسکو آکسیجن کہتے ہیں ختم
ہو جائے اور دوسرا جزو جسکو کاربونک کہتے ہیں باقی رہ جائے تو یہ ہوا بھی تنفس کے قابل

نہیں رہتی ایسے ہی کسی تنگ مکان میں نباتات ودیگر شگوفوں کا پایا جانا بھی مضر ہے کیونکہ وہ نباتات اس مکان کی ہوا کے مفید حصہ کو چوس لیتی ہے۔ اور کاربونک ایسڈ جو زہریلا مادہ ہے باقی رہ جاتا ہے جو کہ سردرد متلی قے اُبکائی کا باعث ہو جاتا ہے کبھی ہوا میں ضررناک غبار بھی شامل ہو جاتی ہیں جیسے غبارات معدنی اور نمک اور کوئلے وغیرہ کے اور کبھی ہوا میں وہ بخارات شامل ہو جاتے جو بند پانیوں اور گندے حوضوں سے اُٹھتے رہتے ہیں اس قسم کی ہوا سانس میں دو طرح سے تاثیر کرتی ہے ایک تاثیر کیمیاوی دوسری ترکیبی۔ جس ہوا میں ٹھیرے ہوئے پانیوں اور گندے تالابوں کے بخارات شامل ہوں اس سے بخارات پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ ہوا بڑی ثقیل ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات قاتل ہوتی ہے اسیواسطے وہ لوگ جو ایسے مقامات میں رہتے ہیں جہاں کہ گندے حوض اور بدبودار تالاب بکثرت ہوں ہمیشہ بیمار رہتے ہیں اور ثبوت اس امر کا اُنکے رنگوں کی زردی اور قوائے جسمانی اور عقلیہ کی کمزوری ہے۔ اسواسطے ضروری ہے کہ ان حالتوں میں ایسے مکانوں سے گرمی کے موسم میں دور رہیں یا ان پانیوں کو خشک کرنے کی کوشش کریں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو رات کے وقت گھروں سے باہر نہ نکلنا چاہیئے۔

عقد ثانی

مکانات سکونت کے بیان میں

موسم کے تغیر و تبدل اور ہوا کے اختلاف سے لوگوں کو مکان بنانے پڑتے ہیں تاکہ موسم و ہوا کے ضرر و نقصان سے اپنے آپ کو بچائیں۔ لیکن جو مکانات اصول حفظ صحت کے موافق نہیں ہوتے وہ مفید ہونے کی بجائے مضر ثابت ہوئے ہیں۔ کیونکہ بعض مکانات کی وضع قطع ہی ردی ہوتی ہے اور اُنکے اندر وہ ضروریات جو صحت بخش مکان کے لیے ضروری ہیں نہیں ہوتیں یا اُنکا رخ مناسب حال نہیں ہوتا۔ یا اُنکا مصالح اور مادہ ہی ردی ہوتا ہے یا اُنکے کمروں کی تقسیم کا انتظام درست نہیں ہوتا اس واسطے ضروری ہے کہ جب کوئی مکان بنایا جائے تو اصول حفظان صحت کی پابندی سے بنایا جائے مثلاً سب سے ضروری اور مقدم بات یہ ہے کہ مکان کی کرسی اور فرش اونچا ہونا چاہیئے۔ اور اس طرز سے بنایا جائے کہ ہر ایک طرف سے ضرورت کے مطابق ہوا کی آمد و رفت ہوتی رہے۔ کیونکہ اگر مکان کی کرسی پست ہوگی تو اس مکان کی زمین ہمیشہ مرطوب رہے گی۔ اور وہ رطوبت رات کو زیادہ ہو جایا کرے گی۔ جس سے ہوا ثقیل ہو جائے گی اور ایسے گھر میں رہنے

والے نزلہ اور زکام اور امراض خنازیریہ کے شکار رہینگے - علاوہ ازین مکان کا منہ جہانتک ہوسکے
سمندر کی طرف ہونا چاہیے خصوصاً مصر میں کیونکہ اس طرف سے مرطوب ہوا آتی رہیگی جس سے موسم
گرما کی کثیر الحرارت ہوا لطیف و ہلکی ہوتی رہے گی - اور مکانون کا منہ ٹھہرے ہوے پانی کی طرف
نہیں رکھنا چاہیے - کیونکہ اس صورت میں جو ہوائیں اُنسے صعود کرینگی وہ اُن لوگوں پر جو ایسے
مکانات میں رہتے ہونگے بُرا اثر ڈالیں گی - اسی واسطے وہ مکانات جو جھیلوں پر واقع ہوتے
ہیں اُنکے بند ہو جانے اور جاری نہ رہنے سے مضر صحت ہو جاتے ہیں - ایسے ہی مکانات
کا منہ قبرستان یا ایسی جگہہ کی طرف جہیں کوڑا کرکٹ یا اشیاء شور ڈالی جاتی ہوں نہ ہونا چاہیے
کیونکہ یہہ سب چیزیں قوت شامہ میں بُرا اثر کر کے صحت کو نقصان پہونچاتی ہیں - اسی واسطے شہروں اور
گھروں کے درمیان چمڑے منڈی کا ہونا بہت مضر ہے - ایسے ہی بہت درختوں والے باغوں میں
مکانات نہ بنانے چاہیے - اور نہ ایسی جگہہ جہاں کھجوروں کے درخت بہت ہوں - اور نہ ایسی جگہہ
جو اونچے اونچے درختوں سے گھری ہوئی ہو - کیونکہ ان حالات میں رطوبت غالب رہے گی
جس سے بخارات پیدا ہونگے - ایسے ہی ضروری ہے کہ مکانات پختہ اینٹوں یا پتھروں سے بنائے
جائیں - اور اگر کچی اینٹوں کے ہوں تو چاہیے کہ مکان بنانے سے پہلے اینٹوں کو بہت مدت
تک دھوپ میں خشک کیا جائے - کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو اُسکی دیواریں بہت مدت تک
مرطوب رہیں گی - اور گھر رہائش کے قابل نہ ہوگا - کیونکہ رطوبت صحت کے واسطے مضر ہوتی
ہے - **فائدہ** :- مکانوں میں انکے خشک ہونے سے پہلے داخل ہونا صحت کے لیے مضر ہے
اسواسطے ضروری ہے کہ جب مکان بنائے جائیں تو انکو خشک ہونے تک چھوڑ دینا چاہئے
اور اُنکے کمروں کو اسطرح تقسیم کرنا چاہیے کہ اُس میں ہوا کی آمد و رفت سہولت اور آسانی
سے ہو سکے یعنے کمروں کے جھروکے اور روشندان بالمقابل ہونے چاہئیں - اور مکانات
کے عمدہ ہونے کے لیے کافی روشنی کا ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ اندھیرے والے گھر عموماً مرطوب
ہوتے ہیں اور اُن میں تازہ ہوا کی آمد و رفت نہیں ہوتی - روشندان اتنے ہونے چاہئیں
جنسے مکان میں کافی روشنی آسکے - اور حد سے زیادہ روشندان نہ ہونے چاہئیں کہ مکان
پنجرے کی طرح ہو جائے کیونکہ اس حالت میں اُنسے بہت دھوپ پہونچے گی اور مکان ضرورت
سے زیادہ گرم ہو جائے گا - اور گرمی کے موسم میں زیادہ گرمی کے سبب سے اور سردی
کے موسم میں زیادہ سردی کی وجہ سے مکان قابل رہائش نہیں رہے گا - نیز روشنی کی کثرت

آنکھ کو نقصان دیگی - جو آشوب چشم وغیرہ امراض عین کا باعث ہو جاوے گی - مکانوں کی چھتیں بھی اونچی ہونی
چاہئیں - کیونکہ پست چھتوں والے مکانوں میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے جسکا صحت پر بُرا اثر پڑتا ہو
مگر حد سے زیادہ بلندی بھی مناسب نہیں کم ازکم آٹھ ہاتھ (بارہ فٹ) زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ (۱۸ فٹ) کافی
ہے - اور سونے کا کمرہ اونچا ہونا چاہیے اور پاخانے کی جگہ سونے کے مکان سے دور ہونی چاہیے - تا
کہ اُنکی بدبو رہنے والے کو تکلیف نہ دے - اور کوئیں بھی مکان سے دور ہونے چاہئیں تاکہ کوئوں کا
پانی ترشح کے ذریعہ سے مکانوں کو مرطوب نکرے - اور اصطبل مکانات کے پیچھے اور اُنکی سطح کے نیچے
ہونا چاہیے - تاکہ رہنے والے اُنکی بو سے تکلیف نہ اُٹھائیں - حیوانات کا انسانوں کے ساتھ ایک
ہی جگہ میں رہنا نہایت ہی مضر ہے - نیز مکانات کو باہر کی طرف سے چونے کے ساتھ یا مٹی کے ساتھ
پلستر کرنا چاہیے تاکہ دیواروں کی درزیں بند ہو جائیں اور اُن میں چوہوں سانپوں ہوام (وہ موذی
جانور جو زمین کے نیچے رہتے ہیں) وحشرات (وہ بے ضرر جانور جو زمین کے نیچے رہتے ہیں - ٗ) کو رہنے
کے لیے جگہ نہ ملے - اور مکان اندر کی طرف سے صاف ستھرا اور سفید رہنا چاہیے - اور ہر سال سفیدی
کرانی چاہیے - کہ عفونتیں دور ہو جائیں - اور مچھر پسو چیونٹی وغیرہ حشرات وہوام مر جائیں اور جو لوگ
اپنے مکانوں کو ایسے رنگوں کے ساتھ جنمیں تیل ملے ہوئے ہوتے ہیں نقش ونگار کراتے ہیں
اُنکو چاہیے کہ جبتک وہ رنگین نقش ونگار بخوبی سوکھ نہ لیں اُن میں سکونت نہ کریں کیونکہ انکا مادہ سفیدہ
کاشغری اور سندروس وغیرہ ہوتا ہے - اور زیادہ ضرر دینے والا تیل تارپین کا تیل ہوتا ہے - جو
اُن رنگوں کی ترکیب میں داخل ہوتا ہے - جسکی بو سے اسکے سونگھنے والے کو سخت درد وشکم کے پیدا
ہونے کا خوف ہوتا ہے - اور قصبے اور چھوٹے چھوٹے دیہات کی وضع بھی گھروں کی طرح ہونا چاہیے
اور اُنکے مکانات ایک طریقہ سے منتظم ہونے چاہئیں - اسطرح پر کہ اُنکے محلے سیدھے ہوں تاکہ تازہ
ہوا کی آمد ورفت آسانی سے ہو سکے - کیونکہ ٹیڑھے اور پیچدار محلوں میں تازہ ہوا کی آمد ورفت مشکل ہوتی
ہے - اسی وجہ سے ایسے محلوں کی ہوا متعفن ہو کر مضر صحت ہو جاتی ہے - نیز اُنکے محلے کشادہ ہونے
چاہئیں جنکی وسعت آٹھ یا سات یا کم ازکم چھ ہاتھ ہونی چاہیے - تاکہ اُن میں ہوا اور روشنی آسانی
سے نفوذ کر سکے - کیونکہ جو لوگ تنگ وتاریک کوچوں میں رہتے ہیں وہ زرد رنگ ضعیف القوی امراض
کثیرہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں خصوصاً آشوب چشم وخنازیر میں - جیسا کہ قاہرہ کے بعض کوچوں کے
رہنے والوں میں یہہ حالت دیکھی جاتی ہے - خصوصاً یہودیوں کے کوچوں میں - اور کوچوں اور
شاہراہوں کی زمین ہموار ہونی چاہیے کیونکہ اگر نشیب ہوگی تو اُن میں پانی پڑ جانے سے متعفن ہو کر

صحت کو ضرر پہنچ جائے گا - اور ہر روز جھاڑو دینا چاہیئے خواہ ایک ہی دفعہ ہو - اگر بارش ہوجائے اور گلی کوچوں میں کیچڑ ہوجائے تو جلدی سے کیچڑ کو اُٹھانا چاہیئے - اور گلیوں کو جسطرح ہوسکے خشک کرنا چاہیئے - اگر موسم گرمی کا ہو - اور گرد و غبار کثرت سے ہوجائے تو تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد زمین پر چھڑکاؤ کرنا چاہیئے جیساکہ قاہرہ میں کیا جاتا ہے - اور ہر سال زمین کے فرش کے اوپر کا حصّہ جدا کرنا چاہیئے - کیونکہ وہ چوپائے کے بول و براز اور انکی لید و میل کچیل سے بنا ہوتا ہے - پس اگر چھوڑا جائے گا تو بارش ہونے سے متعفن ہوکر اس سے مضر صحت ہوائیں صعود کرینگی - اور پہلے طبقے کے اُکھاڑنے کے بغیر ہی اسپر دوسرا طبقہ چڑھا دینا جیساکہ بعض اوقات کیا جاتا ہے - مضر ہے - اور اُسکا ضرر دو وجہ سے ہے **اوّل** یہ کہ جب میل کچیل اس حلقہ سے طبقہ کے ساتھ چھپ جائے گی تو اُس کے تر ہونے کے وقت تری پہلے طبقے تک نفوذ کر جائے گی - اور اس سے عفونت پیدا ہوگی - **دوسری** وجہ یہ کہ اس طرح سے زمین اونچی ہوتی جائے گی اور مکانات پست ہوجائیں گے اور پھر رہائش کے قابل نہیں رہیں گے نیز شہروں اور دیہات میں مُردے دفن کرنے اور اُنکے اندر قبرستان بنانے سے بہت پرہیز کیا جائے - کیونکہ ایسا کرنے سے ناخوشگوار مضر صحت ہوائیں اُن سے صعود کریں گی - پس مناسب ہے کہ قبرستان شہر کے باہر دور مسافت پر ہوں - اور خشک جگہ پر ہوں - اور شہر کی ہوا کے نیچے واقع ہوں - اور قبر کا گڑھا معتدل قامت انسان کے قد کے برابر گہرا ہونا چاہیئے - اور ان باتوں میں مُردوں کی حقارت و اہانت کا خیال نہ کریں - بلکہ اسمیں عزت شان و شوکت ہے - نیز قبروں کے دور ہونے سے بدبودار ہوائیں صعود نہ کریں گی - اور لوگ انکی ہواؤں کی بدبو سے تکلیف نہ اُٹھائیں گے اگر کوئی مالدار صاحب وسعت اپنے مُردوں کی قبروں کو خوبصورت بناوے اور قبروں کے گرد درخت لگاوے تاکہ قبریں باغ کی طرح ہوجائیں - اور جو وہاں جائے اُسکا دل خوش ہوجائے تو کوئی حرج نہیں ہے - اور شہروں کے اندر وسیع اور کشادہ جگہ چھوڑ دینی چاہیئے اور اسمیں درخت لگانے چاہیئے - تاکہ زیبائش اور تفریح طبع کے لیئے خوشنما منظر بن جائے - اور شہروں کے اندر جو مساجد اور تکیے ہوں وہ صاف ستھرے ہوں - کیونکہ خدا کے گھر ہیں - اسواسطے مناسب ہے کہ ہر روز اُن میں جھاڑو دیا جائے - اور اُنکی بول براز کی جگہ صاف رکھی جائے - کیونکہ اُس کے بغیر جو شخص وہاں رہتے ہیں اُنکی صحت کو ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہوتا ہے - جسطرح شہر کے اندرونی حصے کا خیال کرنا ضروری ہے - ایسے ہی اُسکے بیرونی حصے کا بھی خیال رکھنا چاہیئے - اور وہ اسطرح کہ اس کے ارد گرد ایسے گڑھے نہ ہوں جن میں پانی جمع نہ ہوجائے - اور جو شخص شہر کے باہر سے

مکان بنانے کے لیے مٹی لائے۔ تو مناسب ہے کہ اُس گڑھے کو جہاں سے مٹی لی گئی ہو ہموار کر دیا جائے۔ اور شہر کے گرد ٹیلے نہ ہونے چاہئیں۔ جیسا کہ مصر میں ہیں۔ کیونکہ اُن ٹیلوں سے دو نقصان پہنچتے ہیں اوّل یہ اُس جگہ میں جو ٹیلوں سے محیط ہوتی ہے تازہ ہوا نہیں پہنچتی دوسرے یہہ کہ ناخوشگوار ناپسند متعفن ہوائیں جو مضر صحت ہوتی ہیں صعود کریںگی۔ اسواسطے ضروری ہے کہ کوڑا کرکٹ اور سیل مجیل دور جگہہ ڈلوایا جائے اور ضروری ہے کہ شہر اور گاؤں جہاں تک ہو سکے درختوں سے محیط ہوں کیونکہ یہہ صحت کے لیے بہت مناسب ہیں۔

عقد ثالث
لباس کے بیان میں

انسان چونکہ رقیق الجلد کثیر الاحساس ہے کہ اس کے جسم پر دوسرے حیوانوں کی طرح نہ پشم ہے نہ بال اس واسطے ہمکو لباس پہننے کی ضرورت ہے۔ تاکہ بیرونی تاثرات سے بچ سکے۔ اور یہہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ حبشی لوگ ہمیشہ ننگے رہتے ہیں کیونکہ اُن کا ملک گرم ہے اور باوجود اس کے وہ روغن اور چربی بدن پر ملتے رہتے ہیں جسکی وجہ سے اُنکے جسم گرمی اور ہوا۔ اور دیگر آفات یا خارجہ سے بچے رہتے ہیں۔ اگرچہ یہہ تدبیر لباس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر کوئی روئی یا السی کا ایک ہی کرتا پہن لے تو بہ نسبت تیل اور چربی ملنے کے زیادہ گرمی سردی بچانے والا ہوتا ہے۔ لیکن اُنکی جہالت نے انکو کپڑے پہننے سے منع کیا ہے۔ اور انکی وحشت و جہالت نے انکو اسطرف مجبور کیا ہوا ہے۔ نہ اس لیے کہ انکو کوئی چیز نہیں ملتی۔ اور لباس نہ پہننے کی وجہ سے انکا یہہ حال ہے کہ کئی خطرناک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر کپڑے پہنتے تو اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوتے۔ مگر اس حالت میں وہ امراض سل اور دیگر خوفناک امراض میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور اس عقد میں بہت سے فرائد (موتی) ہیں۔

فریدہ اُولیٰ۔ لباس سر کے بیان میں

سر کو ڈھانپنے والی چیز خفیف ہونی چاہیے۔ جیسے کہ بقراط نے کہا ہے۔ کیونکہ اگر سر کا کپڑا بھاری ہوگا اور گرمی کا موسم آجائے گا۔ تو وہ گرم ہو جائے گا۔ اور بہت سا خون اُسکی طرف متوجہ ہو جائیگا جس سے مغز میں خون کا غلبہ ہو جائے گا۔ اور اُس سے درد سر یا سکتہ پیدا ہو جائے گا۔ اور اس کا

بوجہ سر کے پسینہ کو کثرت سے پیدا کرے گا۔ گویا کہ وہ ایک حمام میں ہے۔ اور اُس سے نزلہ دماغیہ اور زکام پیدا ہوگا۔ اس واسطے تمام بھاری لباس مثلاً اُون یا روئی کی پگڑی سر کے لیے مضر ہوگی۔ اسواسطے سر کے لیے ترکی ٹوپی مناسب ہے۔ اور جو شخص دھوپ میں بیٹھنے والا ہو اُنکو چاہیئے کہ اپنے سر کو سفید ململ کے کپڑے سے ڈھانپ رکھے۔ اور گرم ملکوں میں مناسب ہے کہ ترکی ٹوپیوں کا رنگ سفید ہو۔ کیونکہ سفید رنگ گرمی کو روکتا ہے۔ بخلاف سُرخ اور سیاہ کے کہ وہ گرمی کو جذب کرتے ہیں ایک وقت اہل یورپ بھی اپنے سروں پر ایسی ہی پگڑیاں باندھتے تھے۔ جیسا کہ آج اہل مشرق باندھتے ہیں لیکن تجربے نے انپر ظاہر کر دیا کہ سر کا ہلکا رکھنا بہ نسبت بھاری کے زیادہ مفید ہے اسواسطے اُنہوں نے اسکی تابعداری کر لی۔ اور اپنی ٹوپیوں میں ایک ایسی چیز نکالی جو اُنکی آنکھوں کو سُورج کے شعاعوں سے روکتی ہے۔ اور اُسکو مغرب کے رہنے والوں نے پسند کر لیا۔ اور اپنے سر پر کھجور کے ریشوں سے ایک قسم کا چھاتا بنا ہوا جسکا دائرہ وسیع ہوتا ہے اپنے سروں پر پہنتے ہیں جو اُنکو سُورج کی روشنی کی شدت اور بارش سے بچاتا ہے۔ یہہ چھاتا انگریزی ٹوپی کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور اُسکو اُنکے کسی عالم نے بھی بُرا نہیں کہا۔ جیسا کہ حج کے دنوں میں جو کہ اہل مغرب مسلمان آتے ہیں تو دیکھا جاتا ہے۔ اور گرم ممالک میں سر کا منڈانا بھی نہایت اچھی چیز ہے۔ کیونکہ اس سے سر ہلکا ہو جاتا ہے۔ اور صفائی اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ اور عورتیں چونکہ بال رکھنے کی عادی ہوتی ہیں اسواسطے اُنکو مردوں کی مانند سر کو ڈھانپنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پس اگر وہ سر کو ڈھانپنا چاہیں تو صرف ہلکی ٹوپیاں جنپر تیلے سے رومال بندھے ہوئے ہوں پہنیں۔

فریدۂ ثانیہ۔ لباس جسم کے بیان میں

قمیص اور شلوار جو جسم کے ڈھانپنے کے کام آتی ہیں یہہ السی یا روئی یا سفید اُون کی جو رنگین نہ ہو ہونی چاہئیں۔ اور اس جسم کے لباس کو جلدی جلدی تبدیل کرنا چاہیے۔ دولت مندوں کو مناسب ہے کہ ہر دن یا کم از کم ایک ہفتہ میں تین دفعہ لباس تبدیل کریں۔ اور غرب کو ایک ہفتہ سے زیادہ لباس بدلانے اور دھونے میں تاخیر نہ کرنی چاہیے۔ اور اون کا کپڑا اسوائے کسی خاص ضرورت کے جیسے کہ بعض امراض میں یا کمزور اشخاص میں ہے متعلق بدن کے ساتھ نہ ہونا چاہیے۔ اونی لباس سردی کے موسم میں پہننا چاہیے۔ اور اُسکو جلدی جلدی تبدیل کرتے رہنا چاہیے۔ کیونکہ وہ تعفن بہت جلد قبول کرتا ہے۔ اور لباس کی شکل مناسب بقدر ضرورت ہونی چاہیے نہ تو اتنا وسیع ہو کہ ضرورت سے زائد

ہوا اس میں دخول کرے اور سردی سے نہ بچا سکے اور نہ اتنا تنگ ہو کہ جسم کی حرکت کافی طور پر نہ ہو سکے اور اُسکی آستینیں اور گریبان تنگ نہ ہوں کیونکہ اس سے خون کے دورہ میں رُکاوٹ ہوتی ہے اور گریبان کے تنگ ہونے سے گردن کی رباطات ٹکراکر اُس سے سرور واور آشوب چشم وغیرہ امراض راس ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور گرم ممالک میں لباس کا رنگ سفید ہونا چاہیئے۔ کیونکہ سفیدی کا خاصہ ہے کہ وہ سورج کی شعاعوں کو روکتی ہے۔ جسکا تجربہ شاہد ہے۔ اسی واسطے بادیہ نشین لوگ سفید اون کو ہی پہنتے ہیں جیسے کہ برانڈی یا اور کوٹ اور اس خاصیت کو طبیبوں نے تجربہ طبیہ سے ثابت کیا ہے اسطرح پر کہ اگر دو مقیاس الحرارت لیکر ایک کو سیاہ کپڑے پر اور دوسرے کو سفید کپڑے پر رکھیں تو معلوم ہوگا۔ کہ سیاہ کپڑے والے مقیاس الحرارت کا درجہ سفید والے سے بڑھا ہوا ہوگا جس سے معلوم ہوا کہ سیاہ رنگ کے اندر شعاعوں کے جذب کرنے کی خاصیت ہے۔ اور سفید میں روکنے کی۔ اسواسطے ایسے مسافروں کے لیے جو دھوپ میں چلتے ہیں مناسب ہے کہ سفید چوغہ پہن لیا کریں۔ یا اونی چھاتے سفید رنگ کے ہوں۔

فریدۂ ثالثہ۔ پاؤں کے لباس کے بیانمیں

بقراط نے کہا ہے کہ جو چیز پاؤں میں پہنی جائے گرم ہونی چاہیے یعنے پاؤں ہمیشہ گرم رہنے چاہئیں۔ اور سر سرد کیونکہ پاؤں جب سرد ہو جاتے ہیں تو اُنکے سرد ہونے سے درد شکم درد امعاء وغیرہ امراض رئیس وصدر وامراض اعضاء البول پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ضروری ہے کہ تمام لوگ پاؤں سے ننگے نہ رہیں۔ کیونکہ ننگا رہنا بہت سے امراض کا باعث ہوتا ہے۔ قدرت نے حیوانات کے لیے سُم اور کھر اُنکو برہنہ پائی سے بچانے کے لیے پیدا کر دیے مگر انسان ان اسباب سے خالی ہے اس واسطے اسکو ضرور ہے کہ کانٹوں۔ سنگریزوں۔ پتھروں وغیرہ سے بچنے کے لیے پاؤں میں جوتی پہنے۔ اور کسی حالت میں پاؤں کو ننگا نہ چھوڑے۔ جو لوگ پاؤں سے ننگے رہتے ہیں اُنکے پاؤں پھٹ جاتے ہیں اور زخمی ہو جاتے ہیں۔ اور کئی قسم کی اذیت اُٹھاتے ہیں۔ جوتی نہ بہت فراخ ہو۔ اور نہ تنگ کیونکہ اگر فراخ ہوگی تو پاؤں چلنے کی حالت میں دباؤ نہ ہونے سے بار بار باہر نکلینگے۔ اور چلنے والا تکلیف اُٹھائے گا۔ اگر تنگ ہوگی تو اُسکا دباؤ پاؤں پر بہت پڑے گا۔ جس سے زخم و چھالے پیدا ہونگے۔ اور مفید بات یہ ہے کہ ہر موسم میں جرابیں جنکو جُرابات کہتے ہیں پاؤں میں پہنی جائیں۔ کیونکہ یہ پاؤں کو سردی سے بچاتی ہیں اگر گرمی کے

موسم میں سوتی یا السی کی ہوں ۔ اور سردی کے موسم میں اون کی ۔

عقدِ رابع جسم کی صفائی کے بیان میں

جسم کی صفائی ایک ایسی چیز ہے ۔ جسکو شرع نے بھی پسند کیا ہے ۔ اور عقل نے بھی ۔ اور خدا نے بھی اپنی روشن کتاب میں صاف رہنے والوں کی تعریف فرمائی ہے ۔ اور کہا ہے کہ اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے ۔ اور احادیث میں بھی اس کے لیے بہت ترغیب و تحریص وارد ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میلا کچیلا رہنا صحت کے لیے مضر ہے ۔ اس سے جوئیں پیدا ہوتی ہیں اور بہت سے امراض جلدیہ مثلاً خارش داد اور خنام اور گنج وغیرہ نمودار ہو جاتے ہیں ۔ اور صفائی سے مہذب اور وحشی انسان میں تمیز ہوتی ہے ۔ اور میلا رہنے سے انسان کی شکل پلید حیوانوں کی طرح بدصورت و بدوضع ہو جاتی ہے ۔ اور لوگوں کو اُس کی صحبت سے نفرت ہو جاتی ہے ۔ اسواسطے ہر انسان کا فرض ہے کہ اپنے لیے نہانا اور غسل کرنا روز ضروری سمجھ لے ۔ اگر یہہ نہ ہو سکے تو کم از کم ہر روز کئی دفعہ ہاتھ مُنھ دھوئے ۔ جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکا حکم دیا ہے ۔ گرمی کے دنوں میں ۔ اول تو ہر روز نہانا چاہیے ۔ نہیں تو تین دن کے بعد تو ضرور ہی چاہیے ۔ اور ایک ہفتہ سے کسی صورت میں تجاوز نہ کرے اور سردی کے دنوں میں پندرہ دن سے زیادہ نہ گذرنے دے ۔
اور نہانے کے واسطے صابون اور تولیہ ضروری ہے تاکہ وہ میل جو رگوں سے نکلکر جسم پر جم جاتی ہے دور ہو جاوے اور جو لوگ ایسے کام کرتے ہیں جنسے اُنپر گرد وغبار پڑتا رہتا ہے ۔ اُنکو چاہیے کہ بہ نسبت دوسروں کے زیادہ نہایا کریں ۔ اور نہانے کے وقت چند امور کا خیال رکھنا چاہیے اول یہہ کہ سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے نہ نہائیں ایسے ہی جب پسینہ آیا ہوا ہو ۔ کیونکہ اس سے امراض کثیرہ کے پیدا ہونے کا احتمال ہے اور گرمی کے موسم میں ایسے شخص کے لیے جو تندرست ہو ٹھنڈے پانی سے نہانا مضر نہیں ہے ۔ خواہ گھر میں نہائے یا نہر وغیرہ پر اور نہانے کی تاثیر مختلف پانیوں کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے ۔ مثلاً اگر ٹھنڈے پانی کی حرارت طبعی جسم کی حرارت سے کم ہوگی تو وہ قابض اور مقوی ہوگا ۔ جو گوشت کو طاقت دیتا ہے اور قوت ہاضمہ کو بڑھاتا ہے ۔ اور اعضاء تناسل کو بیدار کرتا ہے ۔ مگر کمزوروں بچوں اور بوڑھوں کے مناسب نہیں اور شیر گرم پانی جسکی حرارت کا درجہ جسم کی حرارت سے تھوڑا زیادہ ہو تو وہ تری پیدا کرتا ہے احساس تام کو کم کرتا ہے ۔ تھکان اور جلد کی خشکی کو دور کرتا ہے ۔ جو شخص حمام میں نہاوے لازم ہے کہ

اس میں کچھ مدت ٹھیرے۔ جو ایک گھڑی سے کم نہ ہو۔ اور جن حماموں میں حرارت کا درجہ بہت ہی بڑھا ہو جیسے کہ مصر اور بلاد شرقیہ کا حال ہے۔ تو اس قسم کے حمام غالباً ضعف یعنے کمزور کرنے والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ انسان اُنسے نکلنے کے بعد کمزوری اور سُستی محسوس کرتا ہے۔ اور جو شخص ایسے حماموں میں بہت دیر تک بیٹھے اُسکو ضیق النفس اور نبض میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ اور کبھی بیہوشی اور سکتہ تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ لیکن اس قسم کے حمام پسینہ لانے اور امراض صدریہ میں مفید ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ حرارت حد سے زائد نہ ہو۔ اور دریائے شور کے پانی میں نہانا ٹھنڈے پانی کی طرح ہے لیکن اس میں بہ نسبت اُس کے تقویت زیادہ ہے اسواسطے نہانے کے لیے چند شرائط میں جنسے غفلت کرنا مناسب نہیں۔ اول یہ کہ کمزور آدمی موسم سرما میں ٹھنڈے پانی سے نہ نہانے اس کے واسطے نیم گرم پانی کا استعمال ضروری ہے۔ دوسرا یہ کہ جہاں پسینہ آیا ہوا ہو اُسکو ٹھنڈے پانی سے نہ دھوئیں۔ کیونکہ اس سے پسینہ بند ہو کر ضرر عظیم کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مثلاً ہضم کے باطل ہونے خون حیض بند ہو جانے اور بواسیر کا خون رُک جانے کا اندیشہ ہوتا ہے **فائدہ** (۱) ملنا اور کیسہ کرنا جو حماموں میں عموماً کیا جاتا ہے۔ یہ بہت مفید چیز ہے۔ کیونکہ اس سے عضلات کے کام کی طاقت بڑھتی ہے۔ اور مفاصل کی حرکت آسان ہوتی ہے۔ مگر یہ ملنا اور کیسہ کرنا بہت سختی سے نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس سے بعض لوگوں کو نقصان پہنچا ہے۔ (۲) حمام ہضم کے بعد ہونا چاہیے۔ کیونکہ ہضم کی حالت میں نہانے سے ہضم کا کام ٹھیر جاتا ہے۔ اور اس کے ضرر عظیم پیدا ہوتا ہے۔ اسواسطے ضروری ہے کہ کہانے کے بعد چار گھنٹہ تک نہ نہایا جاوے اور حمام سے نکلنے کے وقت انسان کو چاہیے کہ گردن کو ڈھانپے رکھے تاکہ ہوا نہ لگے۔

عقد چہارشنبہ دربیان روغن و عطر و در اسباب زینت وغیرہ

اس قسم کی اشیا تین قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ جنکے جلد پر لگانے سے جلد کی حالت میں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوتی دوسری وہ چیزیں جو جسم کے اجزا کی تقویت کے لیے جنمیں سُستی۔ استرخا کمزوری آگئی ہو استعمال کی جاتی ہیں۔ تیسری وہ چیزیں جو زیب و زینت اور خوبصورتی کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ پہلی قسم کی چیزوں میں سے مرہم خیار و مرہم نورہ مرہم تمر ہندی۔ اور صابون لوز اور عرق گلاب وغیرہ روغن ہیں جو زینت کے لیے ملے جاتے ہیں۔ دوسری قسم کی اشیاء وہ خوشبوئیں ہیں جو سر کے ساتھ جلد کی تقویت کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں مگر ان کا فعل مستقبل

اور دلمی نہیں ہوتا ساور تیسری قسم کی چیزوں وہ تیل ہیں جو چہرے کو سرخ یا سفید بنا دیتے ہیں یا بالوں کو رنگتے
ہیں پس وہ تیل جو چہرے کو سفید کرتا ہے وہ تباشیر اور سون کھی سے مرکب ہوتا ہے۔ اس کے استعمال
سے چمڑے کی نفاست دور ہو جاتی ہے اور جلد کا رنگ مٹیالا ہو جاتا ہے۔ اور سرخ رنگ کے تیل
کئی اقسام کے ہوتے ہیں۔ کوئی تو مرزا حسن یوسف یا اسبا خیر یا شنگرف سے بنائے جاتے ہیں۔
مگر یہہ سارے کے سارے جلد کے واسطے مضر ہیں۔ اور طباشیر اور شنگرف کا مرکب بہت نقصان
دیتا ہے۔ کیونکہ اُس سے اس قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جو کہ پارہ اور اُس کے مرکبات کے استعمال
سے پیدا ہوتی ہیں۔ نیز یہہ مرکب چہروں کو جھیل دیتا ہے۔ اور اُس سے قسم قسم کی وآو پیدا ہو جاتی ہے
اور جن چیزوں سے بال رنگے جاتے ہیں اُن میں اکثر ناٹیریٹ آف سلو۔ جسکو عربی میں حجر جہنمی
کہتے ہیں استعمال ہوتا ہے۔ خواہ وہ کاسٹک یہاں بنایا جائے یا یورپ سے لایا جائے۔
اور کبھی وہ خضاب چونہ اور سُرمہ سے بنایا جاتا ہے۔ پس اس ساری تقریر کا خلاصہ یہہ ہے کہ پہلے اور
دوم درجہ کی چیزوں چمڑے کی حفاظت اور اسکی طراوت کے لیے مفید ہیں۔ اور تیسرے درجہ کی چیزیں
غالباً مضر ہیں۔ اور عورتوں کی یہہ غلطی ہے کہ ان چیزوں کو زیب و زینت اور جمال و خوبصورتی
کا موجب خیال کرتی ہیں۔ اور مرد بھی اُنکو پسند کرتے ہیں۔ اگر یہہ چیزیں زینت کا باعث تصور
بھی کی جائیں۔ تو اُنکی زیب و زینت تھوڑی دیر کے لیے ہوتی ہے۔ پھر وہ زینت ختم ہو جاتی
ہے۔ اور وہ عورتیں مردوں کی نظروں میں بدنما اور بدصورت معلوم ہونے لگتی ہیں اس واسطے
سب سے پاکیزہ اور نفیس چیز عورتوں کے لیے جسم اور کپڑے کی صفائی ہے۔ کیونکہ اس سے
انکے اجسام زیادہ رقیق اور لطیف ہو جاتے ہیں اور اسکا اثر دیرپا ہوتا ہے۔

چھٹا عقد غذاؤں کے بیانمیں

اس میں چند فصلیں ہیں۔ پہلی فصل عام غذاؤں کے بیانمیں

غذا وہ مادہ ہے جو انسان کی قوت نمو کو بڑھاتا ہے کیونکہ غذا بدل ما یتحلل کا کام دیتی ہے یعنے حرکت
و محنت سے جتنا حصہ اعضا کا اور انکی قوت کا کم ہوتا ہے وہ اس سے پورا ہو جاتا ہے۔ یہہ
غذائیں اُن اشیا سے حاصل ہوتی ہیں۔ جنمیں صفت حیات موجود ہے۔ اسواسطے معدنیات
غذا کا کام نہیں دے سکتیں ہاں معدنیات مثلاً نمک نمک کی اصلاح کا کام دیتی ہیں۔

دوسری فصل اُن غذاؤں کے بیان میں جو نباتات سے بنائی جاتی ہیں

نباتاتی غذائیں بہ نسبت دوسری غذاؤں کے استعمال میں زیادہ آتی ہیں۔ اور منفعت میں بھی زیادہ ہیں۔ نباتاتی غذائیں گندم۔ جو۔ چاول۔ مکی۔ باجرا۔ وغیرہ اجناس نباتیہ ہیں۔ ہر ایک میں سے آٹا نکالا جاتا ہے۔ جو مختلف طریقوں سے کھایا جاتا ہے۔ نیز دال لوبیا اور مسور و چنے کا آٹا نکالا جاتا ہے۔ ان چیزوں میں سوائے اس آٹے کے جسکو اصطلاح طب میں نشاستہ کہتے ہیں ایک مادہ پایا جاتا ہے۔ جسکو طب کی اصطلاح میں شکر کہتے ہیں۔ اسکی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ پس جسقدر ان چیزوں کا قوام پختہ نہیں ہوتا اتنا ہی شکر کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اور تمام قسم کے آٹے عمدہ روٹی پکانے کے قابل نہیں ہوتے کیونکہ اکثروں کے آٹے میں اچھی طرح خمیر نہیں اُٹھتا۔ بہرحال جو۔ اور مکی۔ اور چاول کی روٹی اچھی نہیں ہوتی۔ اور گندم کی روٹی سب سے ہلکی اور اچھی اور جلدی ہضم ہونے والی ہوتی ہے۔ اور انسان کے لیے عمدہ غذا ہے۔

تیسری فصل۔ عمدہ رُوٹی کے اوصاف میں

یہہ بات ظاہر ہے کہ تمام لوگوں کے لیے ایک قسم کی روٹی اور ایک قسم کا کھانا مناسب نہیں ہے کیونکہ لوگ دولتمندی اور غریبی اور آرام اور محنت کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ اسواسطے ایسے لوگوں کے لیے جو محنت مزدوری کرنے والے ہوں مثلاً راج مزدور کسان وغیرہ مزدوری پیشہ لوگ اُن کے لیے وہ روٹی مفید ہے جو سخت اور دیر ہضم ہو۔ کیونکہ ایسے لوگوں کے اعضاء ہضم بہت قوی ہوتے ہیں اگر انکو گندم کے خالص آٹے کی روٹی دی جاوے گی تو اُنکے حق مفید نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ جلدی ہضم ہوجائے گی۔ اور وہ جلدی بھوکے ہوجائیں گے۔ اور اُنکو کئی دفعہ کھانا چاہیے۔ اور دولتمند لوگوں کے لیے جنکو تھکا دینے والے کاموں سے واسطہ نہیں پڑتا سخت روٹی مناسب نہیں ہے کیونکہ اُنکی قوت ہاضمہ ضعیف ہوتی ہے۔ اسواسطے اُنکے مناسب لطیف غذا ہے ایسے لوگوں کے لیے مناسب ہے کہ جس آٹے سے روٹی پکائی جائے اُسمیں کسی قسم کی کوئی غیر چیز نہ ہو۔ اور صاف ستھرے خالص پانی میں گوندھا جاوے اور اچھی طرح گوندھا جاوے اس طرح پر پہلے تو نہایت زور سے ملا جائے پھر چھوڑ دیا جائے تاکہ خمیر ہوجائے۔ اور پھر عمدہ روٹی پکائی جائے۔ اسطرح پر کہ نہ تو خام رہے۔ اور نہ ہی جل جائے۔ اور سب سے عمدہ روٹی وہ

روٹی ہے جسکو عیش رومی یعنے ڈبل روٹی کہتے ہیں۔ اس سے دوئم درجہ پر وہ روٹی ہے جو مصر میں عام طور پر پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں بہ نسبت سابق کے پانی زیادہ ہوتا ہے اور اُسکی مانند کامل پختہ نہیں ہوں۔

چوتھی فصل لیس دار غذاؤں کے بیان میں

لیس دار غذاؤں میں سے بھنڈی اور گھیا توری ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ایک میں لیسدار مادہ بکثرت ہے۔ اور یہہ غذائیت کے لیے اچھی ہیں۔ مگر بعض اشخاص کی طبائع کے موافق نہیں ہوتیں۔ کیونکہ انکو اُنکے کہانے سے تکلیف ہوتی ہے۔ اور بعض وقت قے ہوجاتی ہے۔ پس جس شخص کی طبیعت ایسی ہو اُسکو چاہیے کہ یہہ چیزیں استعمال نہ کرے مگر کسی دوسری چیز کے ساتھ ملاکر جس میں لیس دار مادہ کم ہو۔ یہہ لیسدار مادہ آیا لک خرفہ کا ہو اور چقندر میں بھی پایا جاتا ہے۔ مگر بہ نسبت توری اور لونگ اور بھنڈی کے کم ہوتا ہے۔ اور گاجر اور بنجر (چقندر) میں مادہ نشاستہ اور لیسدار مادہ اور کسیقدر شکر بھی پائی جاتی ہے۔ اسی واسطے یہہ دو چیزیں بھی غذائیت کے لیے مناسب ہیں اور شلغم اگرچہ اس میں شکر کا مادہ پایا جاتا ہے تاہم غذائیت کے مناسب نہیں۔ کیونکہ کبھی اُسکا ہضم ہونا آسان نہیں ہوتا اور اس سے ہوا بہت پیدا ہوتی ہے۔ اور پیاز اور گندنا اگر استعمال کیے جائیں تو کچھ ہرج نہیں ہے۔ مصر میں ان دو چیزوں کی کاشت بہ نسبت دیگر علاقوں کے کم ہوتی ہے۔ اگر کدو گلڑی کھیرے پکاکر کھائے جائیں تو غذائیت کے لیے نہایت مناسب ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح سے اُنکا ہضم آسان ہوجاتا ہے۔ اور دیسی بینگن جو سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ اُسکا کھانا ایسے شخص کے لیے جسکی قوت ہاضمہ کمزور ہو مناسب نہیں ہے۔ مگر انگریزی بینگن۔ جو سرخ رنگ کا ہوتا ہے اُس کے استعمال کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ اور زمین قند اگرچہ اس میں آٹا کا مادہ ہوتا ہے تاہم معدہ پر ثقیل ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں ایک تیز مادہ ہوتا ہے۔ جو زائل نہیں ہوتا۔ مگر بہت ہی گرم تیز جوش دیتے سے اُسکا کھانا سوائے اُس شخص کے جسکی قوت ہاضمہ قوی ہو دوسرے کے لیے مناسب نہیں ہے۔ اہل مصر کی بدقسمتی ہے کہ وہ آلو ونکی زراعت نہیں کرتے۔ اور اُنکے کھانے کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ یہہ نہایت خفیف سریع الہضم قابل غذائیت ہے۔ اور بہت سے طریقوں سے پکایا جاتا ہے۔ کبھی پانی جوش دیکر پکاتے ہیں کبھی تیل یا گھی میں پکایا جاتا ہے۔ یا بھنا جاتا ہے۔ یا گوشت کے ساتھ پکاتے ہیں۔ غرض یہ ہے خواہ کسی طرح پکا کر

نہایت لذیذ اور عمدہ بنتا ہے۔ اور اچھی غذائیت دیتا ہے۔

پانچویں فصل میوہ جات کے بیان میں

مصر کے مخصوصہ میوؤں میں سے کھجور ہے۔ اس میں نشاستہ اور شکر بکثرت ہوتی ہے یہ عمدہ غذائیت کا کام دیتی ہے۔ اسی واسطے اکثر لوگ اسی پر گذارہ کرتے ہیں۔ میوہ جات میں سے ایک کیلا ہے۔ یہہ ایک لطیف خوش ذائقہ خوشبودار پھل ہوتا ہے۔ جو بخار والوں اور کمزوروں کے مناسب حال ہے۔ ان میں سے انجیر اور انگور بھی ہیں۔ یہہ دونوں اگر پختہ طور سے پکے ہوئے ہوں۔ تو نہایت لطیف اور عمدہ ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے آڑو اور خوبانی بھی ہیں یہہ دونو اگرچہ چھوٹے ہی ہوں۔ تاہم غذائیت کے مناسب ہیں۔ بشرطیکہ اچھی طرح پکے ہوئے ہوں۔ اور ان میں سے سیب اور امرود اور زردالو بھی ایسے میوے ہیں جو دوسرے علاقوں سے شہر مصر میں آتے ہیں۔ اور مصر میں انکی زراعت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اگر بوے جائیں تو ریشہ دار ہوجاتے ہیں۔ جنمیں ایک قسم کا قابض ترش مادہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اور سب سے عمدہ میوے جو مصر میں پیدا ہوتے ہیں وہ سنگترے اور لیموں ہیں۔ اور یہہ کثیر الاستعمال بھی ہیں۔

فائدہ مذکورہ بالا میوونکو کامل پکنے کے بعد جب انکا رنگ خوبصورت ہوجائے اور ذائقہ عمدہ ہوجائے اور خوشبو اچھی ہوجائے استعمال کرنا چاہیے اس حالت میں یہ کثیر الغذائیت صحت کے لیے مفید ہوجاتے ہیں۔ جبکہ سبز ہوں انکو نہیں کھانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ اس حالت میں یہہ قابض ترش ذائقہ اور بوے مخصوصہ سے خالی ہوتے ہیں۔ یہہ کیفیت تمام کچے میوؤں میں ہوتی ہے۔ جب یہہ میوہ جات اسی حالت میں کھائے جائیں تو انکا ہضم مشکل ہوجاتا ہے۔ جس سے ہاضمے کی نالیاں جوش مارتی ہیں۔ اور ان سے امراض کثیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ میوہ جات میں سے خربوزہ اور پھوٹ یہہ دونو پھل خوش ذائقہ ٹھنڈے ہوتے ہیں کیونکہ ان میں پانی اور شکر کا مادہ بکثرت ہوتا ہے۔ لیکن جب اچھی طرح سے پختہ نہ ہوں تو ان میں شکر کا مادہ انہیں ہوتا۔ مگر ان دونو کا بکثرت اور حد سے زیادہ استعمال کرنا اسہال عظیم پیدا کرتا ہے۔

چھٹی فصل حیوانی غذاؤنکے بیان میں

اغذیہ حیوانیہ۔ انڈے دودھ گوشت ہیں۔ انڈا ایک قسم کا ہلکا غذائی جوہر ہوتا ہے اس کا درجہ

حیوانات اور نباتات کے بین بین ہے کیونکہ غذائیت میں نباتات سے بڑھ کر ہے اور گوشت سے کم
یہ کسی طرح سے پکایا جاتا ہے سب سے آسان اور مفید صحت نیم برشت ہے۔ جسکی ترکیب یہ ہے۔ کہ
پانی میں اسقدر جوش دیا جائے کہ اُسکا قوام رقت و غلظت کے بین بین ہو جائے کھانے کے وقت
سفیدی و زردی ملاکر اور تھوڑا سا نمک ڈالکر کھانا چاہیے۔ اور بھنا ہوا۔ اور تلا ہوا انڈا ردی ہوتا ہے۔ کیونکہ
اسطرح سے اُسکی رطوبت خشک ہو جاتی ہے۔ اور دیر ہضم ہو جاتا ہے۔ خصوصاً اُسکی سفیدی۔ اور اس قسم کا
بنا ہوا انڈا صحت کے لیے مضر ہوتا ہے۔ اور زیتون یا گھی میں جوش دیا ہو بہ نسبت اُسکے اچھا
ہوتا ہے۔ بشرطیکہ سفیدی اور زردی ملا دیجاوے۔ جو لوگ انڈے کو گرم خیال کرتے ہیں غلطی میں
ہیں۔ اور دودھ سب سے عمدہ غذا دینے والی چیز ہے۔ اور انسان بلکہ اکثر حیوانات کے لیے سب
سے پہلی غذا ہے۔ اور مطلقاً عمدہ غذا ہے۔ خواہ اکیلا استعمال کیا جائے یا کسی کھانے کے ساتھ
اور بلحاظ قرب و بعد ولادت کے اُسکا قوام مختلف ہوتا ہے۔ ابتدا میں۔ اُسکا قوام رقیق ہوتا ہے پھر
آہستہ آہستہ غلیظ ہوتا جاتا ہے۔ اسواسطے نوزائیدہ بچے کے لیے پرانا دودھ مناسب نہیں ہوتا۔
کیونکہ اُسکے اعضا ہضم کے قابلیت نہیں رکھتے۔ اور غذاؤں کے اعتبار سے۔ اُسکی مقدار بھی مختلف
ہوتی ہے۔ پس جو عورت نباتی غذائیں کھاتی ہے اُسکا دودھ زیادہ ہوتا ہے۔ اور اُس دودھ سے
جو حیوانی غذاؤں سے بنتا ہے اچھا ہوتا ہے جیسے کہ ان چارپاؤں کا دودھ زیادہ ہوتا ہے
جو سبز چراگاہ میں چرتے ہیں۔ اور جو بہائم سوکھا گھاس کھاتے ہیں اُنکا دودھ گاڑھا ہوتا ہے
اور اُس میں مکھن و پنیر زیادہ ہوتا ہے۔ سب سے عمدہ دودھ غذائیت کے مناسب گائے کا
دودھ پھر بکری کا پھر بھیڑ کا پھر اونٹ کا پھر گدھی کا پھر گھوڑی کا۔ **فائدہ** گدھے کے
دودھ اور عورتوں کے دودھ کے درمیان بڑی مشابہت ہے۔ جب دودھ رقیق ہوتا ہے
تو مادہ مصلیہ زیادہ ہوتا ہے۔ اور جب گاڑھا ہوتا ہے تو مادہ جبنیہ (پنیر والا) اکثر ہوتا ہے۔ اور تعجب
کی بات ہے۔ کہ دودھ اگرچہ تمام غذاؤں سے عمدہ اور احسن ہے۔ مگر بعض اشخاص کے معدے اسکو
ہضم نہیں کر سکتے۔ جب ایسی بات ہو تو چاہیے کہ جس قسم کا دودھ ہضم نہ ہوتا ہو اُسکو چھوڑ کر دوسری قسم
کا دودھ شروع کرے۔ اور تمام اقسام کو آزماتا جائے۔ جو موافق آجائے اُسکو شروع رکھے۔ مگر گھوڑی
گدھی کا دودھ بلا ضرورت استعمال نہ کرنا چاہیے۔ اور جس شخص کے اعضاء ہضم ضعیف ہوں اوسکو
قشطہ (جس دودھ سے ...... مکھن جدا نہ کیا گیا ہو .....) کا استعمال مناسب نہیں ہے
اور مکھن جلدی متعفن ہو جاتا ہے۔ اور جب متعفن ہو کر بدمزہ ہو جائے تو صحت کے لیے مضر ہوتا ہے

اسواسطے مکھن ہمیشہ تازہ استعمال کرنا چاہیے۔ یا گھی استعمال کریں۔ اگرچہ گھی تازہ مکھن کا کام نہیں دیسکتا مصر والوں کی عادت ہے کہ اپنے کھانوں میں بہت سا گھی ڈالتے ہیں جس سے کھانا ثقیل اور دیرہضم ہوجاتا ہے۔ اور دہی ٹھنڈی ہوتی ہے۔ جب اُس سے پتلا پانی دور کر لیا جائے تو اُس سے ایک ٹھوس سفید رنگ کی چیز حاصل ہوتی ہے جسکو میٹھا پنیر کہتے ہیں۔ یہہ تبرید میں اُس سے کم ہوتا ہے۔ اور خشک پنیر معدے کو جگانے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں بہت نمک ہوتا ہے۔ پس جس شخص کا معدہ پہلے ہی کثیر الحس ہو۔ اسکو اسکا استعمال مناسب نہیں۔ اور پتلا دودھ علم طب میں تبرید کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہہ تبرید کی خاصیت اس میں اُسوقت پیدا ہوتی ہے جب تمام اعضاء جنبیہ دفعہ کئے جائیں۔

ساتویں فصل گوشت کے بیان میں

اس کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ چارپایوں کے گوشت کے بیان میں۔

گوشت انسان کی بہت ضروری غذا ہے۔ کیونکہ گوشت کی تھوڑی مقدار وہ کام دیتی ہے۔ جو دوسری غذاؤں کی کثیر مقدار کام نہیں دے سکتی۔ عموماً جن حیوانات کا گوشت کھایا جاتا ہے وہ گائے۔ بھینس بھیڑ۔ بکری۔ اور اونٹ ہیں۔ گائے اور بھینس کا گوشت تندرست آدمی کے لیے نہایت مقوی اور سہل الہضم غذا ہے۔ اس کے ماسوائے دوسرے گوشت غذائیت میں کم ہوتے ہیں۔ اور جبتک حیوان جوان نہ ہو اُسکا گوشت عمدہ نہیں ہوتا۔ اور چھوٹے حیوانوں کا گوشت سہل الہضم خفیف اور لطیف ہوتا ہے۔ اور جو شخص ضعیف الہضم ہو اُس کے مناسب ہوتا ہے۔ اور چربی والا گوشت ثقیل و دیرہضم ہوتا ہے لازم ہے کہ ایسا گوشت استعمال کیا جائے جسمیں چربی کم ہو۔ لیکن چربی سے بالکل خالی کرنا بھی مناسب نہیں۔ اور مریض حیوانوں کا گوشت استعمال نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ ایسا گوشت کھانے والا خود اُس مرض میں مبتلا ہو سکتا ہے جسمیں وہ حیوان مبتلا تھا۔ ایسی حالتوں میں عقلمند کو مناسب ہے کہ اگر اچھا گوشت نہ مل سکے تو نباتی غذاؤں پر گذارہ کرے۔ اور اپنے نفس کو مرض اور ہلاکت کے لیے پیش نہ کرے اور وہ گوشت جس سے کوفتہ اور کباب بنائے جاتے ہیں دیرہضم ہوتا ہے۔ کیونکہ چبانے کے بغیر نگلا جاتا ہے۔ اور خرگوش کا گوشت سریع الہضم ہوتا ہے۔ اور اس سبب سے کمزوروں کے مناسب حال

ہوتا ہے۔ اور اس سے شوربے پکائے جاتے ہیں جو معدے پر خفیف ہوتے ہیں۔

دوسرا حصہ پرندوں کے گوشت کے بیان میں

پرندوں کا گوشت بلحاظ اہلی و جنگلی ہونے کے مختلف ہے۔ مرغ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک سنہری اور دوسرے رومی۔ بطخ۔ مرغابی۔ اور کبوتر۔ اور چوزے کا گوشت نرم خوش ذائقہ کم غذائیت والا ہوتا ہے۔ جبتک چوزہ چھوٹا ہو اُسکا گوشت لطیف اور سریع الہضم ہوتا ہے۔ اور رومی چوزہ کا گوشت اوصاف مذکورہ میں سنہری چوزے سے کم ہوتا ہے۔ بطخ اور مرغابی کا گوشت ثقیل۔ چرب اور دیر ہضم ہوتا ہے۔ کبوتر کا گوشت گرم اور ہلکا ہوتا ہے۔ اور اُسکی طبیعت جیسا کہ عوام الناس خیال کرتے ہیں گرم نہیں ہے۔ اور جنگلی پرندوں کے گوشت مثلاً بٹیر اور جنگلی مرغابی اور اُسکا چوزہ اور جنگلی کبوتر ان سب کا گوشت خوش ذائقہ اور خانگی پرندوں سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ لیکن معدے کو بیدار کرنے والا ہوتا ہے۔ اسواسطے ضعیف الہضم کے واسطے مناسب نہیں۔

تیسرا حصہ مچھلیوں کے گوشت کے بیان میں

انکے گوشت بلحاظ بحری و نہری ہونے کے مختلف ہوتے ہیں۔ سب سے میٹھے پانی کی مچھلی کا گوشت نرم ہوتا ہے۔ اور دریائے شور کی مچھلی کے گوشت سے سریع الہضم ہوتا ہے۔ اور چانے دار مچھلی کا گوشت عمدہ اور غذائت کے قابل ہوتا ہے۔ بخلاف اس مچھلی کے جسکے چانے نہیں ہوتے انکا گوشت پھیکا لیسدار ہوتا ہے۔ اور اس میں بہت سا روغنی مادہ پایا جاتا ہے اسیواسطے انکا گوشت دیر ہضم ہوتا ہے۔ اور وہ مچھلیاں جنکے چانے نہیں ہوتے جنکو عربی زبان میں قرامیط سیلان اور جیاض کہتے ہیں یہہ ٹھیرے ہوئے میلے پانی اور کیچڑ میں ہوتی ہیں اور باوجود کے یہہ دریائے شور کی مچھلی سے بلحاظ ذائقہ کے اچھی ہوتی ہیں۔ اور جو پتھریلے پانی میں رہنے والی ہوں وہ بہ نسبت دوسروں کے اچھی ہوتی ہیں۔ مگر چانے دار مچھلی سب سے اعلیٰ اور احسن ہوتی ہے۔ مچھلی خواہ بحری ہو یا نہری تازہ بہ نسبت نمک لگائی ہوئی کے اچھی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ سریع الہضم اور غذائیت دینے والی ہے۔ لیکن اُسکے گوشت میں پیاز لہسن۔ اور دیگر خوشبودار تیز مصالح ڈالنے چاہئیں۔ جو لوگ ہمیشہ مچھلی کا گوشت کھاتے ہیں جیسے شکاری اور نہروں کے کنارے پر رہنے والے وہ بہت طاقتور ہوتے اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ بات مچھلی کھانیکے سبب سے

ہے۔ مگر بہتر یہہ ہے کہ اسکو صحت ہوا کی طرف منسوب کیا جائے۔ اور مچھلی غذا کا کام نہیں دیتی بلکہ یہہ
ایک قسم کا گرم مصالح ہوتا ہے۔ مچھلیاں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ اور کئی طرح سے تیار کی جاتی ہیں۔ بعض
کو نمک لگا کر دھوپ میں خشک کیا جاتا ہے۔ بعض کو نمک لگا کر ایک دوسری پر تہ بتہ رکھکر بہت
مدت تک رکھہ چھوڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ متعفن ہوجاتی ہیں۔ اور جسکی تیاری میں ذائقہ تیز
اور قوی ہوجائے وہ نہایت بھوک لگانے والی ہوجاتی ہے۔ اور اُس کی تھوڑی مقدار بھوک
کو تیز کرتی ہے۔ اسواسطے جسکی قوت ہاضمہ ضعیف ہو اُس کے واسطے مناسب نہیں ہے۔ بہرحال
جب اسکے استعمال کا ارادہ کیا جائے تو نہایت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ اور جسمیں کچھہ بھی تعفن
ہو اوس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ اُس کی تاثیر سڑے ہوئے حیوان کی زہر کی طرح ہوجاتی ہے۔

آٹھویں فصل گرم مصالحوں کے بیان میں

گرم مصالح نباتات و معدنیات سے ہوتے ہیں۔ پیاز لہسن و گندنا اور انگریزی بگین کو انھی کے
ساتھہ شامل کیا ہے۔ یہہ کہانے کی اصلاح کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں۔ لہسن کا استعمال کم
کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس میں بیداری کی قوت زیادہ ہے۔ سرکہ اور لیموں کا شیرہ اور انگور کا شیرہ اور
مرچ سُرخ اور مرچ سیاہ اور دارچینی تج و لونگ اور سونٹھہ یہہ سب چیزیں گرم مصالح میں شامل
ہیں۔ اور ساری کی ساری تیز اور معدے کو بیدار کرنے والی ہیں۔ اس واسطے انکا استعمال نہایت
مناسب مقدار اور احتیاط کے ساتھہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اگر انکا استعمال زیادہ کیا جائے گا تو بہت
سی امراض کا باعث ہونگی۔ جنسے صحت کو نقصان پہنچے گا۔ زیتون اور سرکہ کی چٹنی بھی گرم مصالح
میں شامل ہیں۔ یہہ تمام مصالح نباتاتی ہیں۔ معدنی مصالح صرف نمک ہے۔ اور یہہ سب سے
زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ یہہ ہر قسم کے کہانوں کا مصالح ہے۔ اس کے بغیر کوئی کھانا کھایا نہیں
جاتا۔ مصر کے نازک طبع لوگوں نے اسکا نام ابومصلے (یعنے مصالحوں کا باپ) رکھا ہوا ہے۔
تاہم بقدر ضرورت استعمال کرنا چاہیے۔ اگر زیادہ ہوجائے گا تو اسکے اندر بھی تنبیہ کی تاثیر پیدا ہوجائے
گی۔ شکر شہد اور ترش و لیسدار چیزیں کھانوں کو اچھا بنا دیتی ہیں۔ کیونکہ ان سے ترش چیزوں کی
جھنجھناہٹ اور لیسدار چیزوں کی بے مزگی معتدل ہوجاتی ہے۔ کھانے کو لذیذ عمدہ سریع
الہضم قابل تغذیہ بنانے کے لیے ضروری ہے کہ کئی امور کا لحاظ رکھا جائے ان میں سے
سب سے زیادہ پکانے کا لحاظ ہونا چاہیے۔ اور یہہ کئی طرح سے ہوتا ہے کیونکہ یا صرف

صرف پانی سے پکایا جاتا ہے۔ یا تیل سے یا مکھن سے یا گھی سے یا بھونا جاتا ہے یا جوش دیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ پس ان حالتوں میں لازم ہے کہ پکا ہوا کھانا اسی شکل میں ہو کہ اُس کے لیے مناسب ہو۔ کیونکہ اگر بہت پک جائے گا تو اُسکا ذائقہ خراب ہو جائے گا۔ یا اگر کچا رہیگا تو خشک اور کھانیکے قابل نہ رہے گا۔ تلا ہوا گوشت اچھا کھانا ہے۔ لیکن غذا دینے والا حصہ اس میں سے صرف شوربا ہے۔ اور بھونا ہوا گوشت بہ نسبت دوسرے گوشت کے زیادہ غذا دیتا ہے۔ اور بہت مفید ہے۔ کیونکہ اُس کے اوصاف ذائقہ اور بو باقی رہتے ہیں۔ مگر ضعیف الہضم کے لیے اسکا کھانا مناسب نہیں۔ اور جو گوشت کسی قسم کی سبزی ترکاری کے ساتھ پکایا جاتا ہے وہ خوش ذائقہ کثیر الغذا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اسوقت وہ خواص نباتیہ و خواص حیوانیہ کا جامع ہو جاتا ہے۔ اور بھونکر سرخ کیا ہوا گوشت جیسا کہ مچھلیاں اور بعض گوشتوں کو کہتے ہیں اگرچہ لذیذ بنجاتا ہے۔ مگر اعضا العضدرو الہضم کو تحریک دیتا ہے۔ اور نمک لگایا ہوا گوشت (سوکھا ہوا) ردی ہوتا ہے۔ اور حلوے ثقیل دیر ہضم ہوتے ہیں اگرچہ خوش ذائقہ خوشبودار ہوتے ہیں۔ اسیواسطے ضعیف الہضم کے واسطے مناسب نہیں ہیں۔ مربے تمام پھلوں سے بنائے جاتے ہیں۔ شکر یا شہد میں پرورده کیے جاتے ہیں۔ یہ اچھی چیز ہے مگر اُن میں زیادہ مصالح نہیں ڈالنے چاہئیں۔ ورنہ مہیّجہ ہو کر مضر صحت ہو جاتے ہیں ؛

نویں فصل کھانے کا اندازہ اور مناسبت ممالک مختلفہ اور تبدیل موسم کے لحاظ سے۔ اسکے پانچ حصّہ ہیں۔

پہلا حصّہ مناسب عامہ کے بیان میں

تندرست آدمی کو نباتاتی اور حیوانی غذائیں مناسب ہیں۔ اور سب اُسکے لیے مفید ہیں مگر گرم ممالک میں نباتاتی غذا میں ضعیف الہضم لوگوں کے لیے بہ نسبت حیوانی غذاؤں کے زیادہ مناسب ہیں نباتاتی غذاؤں کو حیوانی غذاؤں کے ساتھ ملا کر کھانے سے کوئی ہرج نہیں ہے۔ جیسے انڈہ اور دودھ۔ اور چھوٹے حیوانوں کا گوشت ہمیشہ نباتاتی غذاؤں کا کھانا شہوت کو بجھا دیتا ہے۔ اگرچہ امراض مزمنہ میں اُنکا استعمال زیادہ مفید ہوتا ہے۔ جو لوگ سخت کام کرنے والے ہوں یا سرد ممالک کے رہنے والے ہوں اُنکے لیے حیوانی غذاؤں کا

استعمال زیادہ مفید ہے مصر میں چونکہ گرمی اور سردی متوسط ہے اسواسطے یہاں کے لوگوں کو موسم گرما میں گوشت کم کھانا چاہیے اور سردی میں زیادہ۔

دوسرا حصہ طعام کی مقدار مناسب کے بیان میں

بعض لوگ کھانے میں اتنے حریص ہوتے کہ ضرورت سے زیادہ کھاجاتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طعام بخوبی ہضم نہیں ہوتا۔ اور مواد فاسدہ کا اجتماع ہوجاتا ہے۔ جس سے اکثر امراض مثلاً کمزوری اور اعضائے ہضم کا جلنا پیدا ہوتے ہیں۔ اس واسطے حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ما ملاء ابن آدم وعاءً شرًا من بطنہٖ (انسان کے لیے بسیار خواری سے بڑھکر کوئی بُری چیز نہیں) اور بعض حکیموں نے کہا ہے کہ زیادہ کھانا عقل کو کھودیتا ہے۔ اور مُہلک امراض کو پیدا کرتا ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ انسان بسیارخواری سے پرہیز کرے اگر کوئی شخص بسیارخواری پر تقاور ہو اور معدے کی قوت کے باعث کھانا ہضم بھی ہوجائے تاہم دوسرے اعضا ضعیف ہوجاتے ہیں۔ خصوصاً دماغ پھر دماغ اپنے کام میں سُست ہوجاتا ہے یا کم از کم بسیارخواری سے ناموزوں موٹا پیدا ہوجاتا ہے جو چلنے پھرنے سے مانع ہوتا ہے۔ اور اُس سے نقرس وغیرہ بہت سے امراض پیدا ہوجاتے ہیں۔ یاد رہے کہ زیادہ کھانے والا کچھ زیادہ تندرست و قوی نہیں ہوتا۔ بلکہ کمزور کم عمر اور قلیل العیش ہوجاتا ہے۔ اس واسطے مناسب ہے کہ ہر ایک شخص کے لیے اُس کے کھانے کی مقدار اُس کے جسمانی اشغال اور قوت ہضم کے مناسب ہو۔ بس تندرست آدمی کے لیے ایک رطل سے لیکر ڈیڑھ رطل تک رات دن کے لیے کھانا کافی ہے۔ اگر کبھی انسان اپنی عادت کے موافق کھائے اور اُس کے بعد بہت پانی پی جائے اور پھر معلوم ہو کہ کھانا اپنے مقررہ وقت پہ ہضم نہیں ہوا۔ تو اُسکو چاہیے کہ ایک دو دن کھانا نہ کھائے اور جو شخص ہضم ہونے سے پہلے کھانا کھالے وہ اپنے نفس کے لیے نقصان پہونچانے کا سبب بنتا ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ **شعر**

اجعل غذائك كل يوم مرةً	واحذر طعامًا قبل هضم طعام
ہر روز ایک دفعہ کھانا کھاؤ	جبتک پہلا کھانا ہضم نہ ہولے دوسرا مت کھاؤ

تیسرا حصہ اس بیان میں کہ دو کھانوں کے درمیان کتنا فاصلہ چاہیے

یہہ بات بدیہی ہے کہ کھانے کے ہضم ہونے کے لیے کچھ وقت چاہیے۔ لیکن یہہ مدّت مختلف

اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔ بچوں اور جوانوں میں کم ہوتی ہے۔ اور بوڑھوں میں زیادہ۔ زور آور اور تندرست بہ نسبت کمزوروں کے کھانا جلد ہضم کر لیتے ہیں۔ لیکن ہضم کے لیے لازمی وقت چار گھنٹہ سے لیکر پانچ گھنٹہ تک ہے۔ اسواسطے کھانے میں ان اوقات کا لحاظ رکھنا چاہیئے (اور چار یا پانچ گھنٹہ سے پہلے دوسرا کھانا نہ کھانا چاہیئے۔ مگر چونکہ معدہ بھی راحت کا محتاج ہے۔ اسواسطے اسکو آرام دینے کے لیے ضروری ہے کہ دو کھانوں کے درمیان چھ یا سات گھنٹے کا وقفہ ہو۔ اور جیرآدمیوں کو رات و دن میں صرف دو دفعہ کھانا چاہیئے۔ اس امر کے لیے مصر میں مناسب وقت یہہ ہے کہ صبح کا کھانا زوال سے ایک دو گھنٹہ پہلے ہو۔ اور رات کا کھانا غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ پہلے ہو۔ اور رات کے وقت کھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ نیند کا آغاز ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی ہضم بھی شروع ہوتا ہے۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ جسم میں دو کام ایک ہی وقت میں شروع ہونے سے تشویش پیدا ہوتی ہے۔ جسکا نتیجہ بدہضمی اور خوابی ہوتا ہے۔ صبح کے کھانے کی مقدار خصوصًا ایسے لوگوں کے لیے جنکے اشغال ذہنی اور عقلی ہوں تھوڑی ہونی چاہیے۔ کیونکہ زیادہ کھانے سے بدہضمی پیدا ہوگی اونگھ آئیگی۔ اور غور و خوض میں خلل واقع ہوگا۔ اور کام ناتمام رہ جائے گا۔ اور رات کا کھانا بہ نسبت دن کے زیادہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ دن کے کام ختم ہو چکتے ہیں اور رات کی طراوت آجاتی ہے اور ہضم میں آسانی ہوجاتی ہے۔ کھانا کھانے کے بعد تین یا چار گھنٹہ سے پہلے نہ سونا چاہیے بچوں اور جوانوں کے قوائے ہاضمہ چونکہ بہ نسبت دوسروں کے قوی ہوتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ کھاتے ہیں انکی نشو و نما اور حفظ صحت کا باعث ہوتے ہیں اس لیے انکو چاہیے کہ دن میں کئی دفعہ کھائیں۔ مگر صبح اور شام کے ہر دو کھانوں کے درمیان ہلکی غذا مثل پھلوں یا ڈبل روٹی وغیرہ اختیار کریں بعض لوگ دن میں صرف ایک دفعہ کھاتے ہیں یہہ عادت ٹھیک نہیں بلکہ صحت کے لیے مضر ہے کیونکہ معدہ اس حالت میں بہت مدت تک خالی ہوجاتا ہے اور اس کھانے میں جو کھانے کے وقت - معدہ میں پہنچتا ہے معدہ اسپر اپنا عمل دفعۃً نہایت سرعت سے شروع کر دیتا ہے جس سے بھاری امراض پیدا ہوجاتے ہیں۔ پس جس شخص کی ایسی عادت ہو اوسکو چاہیئے کہ اپنے نفس کو دن میں دو دفعہ کھانے کا عادی بنائے اگرچہ ہر دفعہ تھوڑا ہی کھائے۔

چوتھا حصہ کھانے اور اسکی مدت کی کیفیت میں

کھانے والے کو چاہیے کہ کھانے کو بہت چبائے تاکہ ہضم میں آسانی ہوجائے کیونکہ بہت دیر چبانے

سے لقمہ میں نگلنے سے پہلے لعاب داخل ہوجاتا ہے جس سے ہضم میں بہت مدد پہنچتی ہے۔ اور ہضم اول اپنا کام بخوبی تمام کرلیتا ہے اور لقمہ جلدی نگلنے اور دیر تک نہ چبانے کے سے ہضم اول پورا نہیں ہوتا۔ اور نگلنے میں حد اعتدال کا خیال رکھنا چاہیے۔ نہ تو بہت جلدی کھایا جائے نہ بہت ہی دیر سے اوسط درجے کی مقدار بیس منٹ یا تیس منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ہے اور نفسانی تصرفات یعنے غم و غصہ رنج و راحت کے وقت کھانا نہیں کھانا چاہیے۔ کیونکہ اسوقت کھانا کھانے سے بدہضمی پیدا ہوگی یا امراض خطرناک حادث ہونگے۔ کھانا کھانے کے وقت رنج و غم کے خیالات برطرف کردینے چاہئیں کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جو کھانا تر و تازگی اور خوش دلی اور خرمی سے کھایا جاتا ہے وہ جلدی ہضم ہوجاتا ہے۔ اور اس طرز سے کھانے والا خوش رہتا ہے۔ اور جو کھانا غم و رنج کے وقت کھایا جائے اُسکا اثر اولٹا پڑتا ہے۔

پانچواں حصّہ کھانیکے وقت پینے کے بیانمین

کھانا کھانے کے درمیان دو دفعہ یا تین دفعہ پانی پینا چاہیے۔ لیکن کثرت سے نہ پینا چاہیے کیونکہ کثرت سے ہاضمہ میں فتور آتا ہے اور کھانے کی حالت میں بالکل پانی نہ پینا بھی مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے خشکی پیدا ہوتی ہے۔ جس سے کھانے کے بعد ہضم کے شروع میں پانی پینا پڑے گا جسکا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ قوت ہاضمہ معطل ہوجاتی ہے۔ اور بعض وقت اس سے بھی زیادہ نقصان پہونچتا ہے جیسا کسی شاعر کے قول سے ظاہر ہوتا ہے۔

لا تشربن عقیب طعامك عاجلا　　فتقود نفسك للبلا بزمام

ترجمہ کھانے کے بعد جلدی سے پانی نہ پی کیونکہ تو اپنے نفس کی طرف مصیبت باگ سے پکڑ لائے گا **فائدہ** اگرچہ اس سے پہلے ہم نے ذکر کیا ہے کہ کھانا وقت معین پر ہونا چاہیے لیکن اگر کھانے کا وقت آجائے اور انسان کو بھوک نہ ہو یا معدے میں کسی قسم کا ثقل محسوس کرے اور معلوم کرسکے ہضم پورا نہیں ہوا تو ان حالتوں میں کھانے سے باز رہے۔ کیونکہ اگر اسوقت کھائے گا تو بدہضمی یا دیگر امراض میں مبتلا ہوگا۔

دسویں فصل پینے کی چیزونکے بیانمیں اُسکے چند حصّے ہیں پہلا حصّہ پانی کے بیانمیں

یہہ مسلم ہے کہ خالص پانی تمام پینے والی چیزوں سے مفید تر ہے۔ اس کے بغیر زندگی محال

ہے۔ پیاس کو بجھاتا ہے۔ رطوبت پیدا کرتا ہے۔ طعام کو تحلیل کرتا ہے۔ ہضم میں آسانی پیدا کرتا ہے۔ یہہ اوصاف اس حالت میں ہوتے ہیں جبکہ مواد غریبہ سے پاک ہو۔ سب سے عمدہ پانی جاری پانی ہے جیسے دریائے نیل کا پانی۔ دریائے نیل روئے زمین کی تمام نہروں سے بڑا ہے۔ اُسکا پانی اُن بارشوں سے جمع ہوتا ہے جو پہاڑوں پر پڑتی ہیں۔ پھر وہ ریت اور پتھروں پر گزرتا ہے۔ کنوں اور حوضوں کا پانی جاری پانی سے عمدگی وجودت میں کم ہوتا ہے۔ مقطر اور جوش دیا ہوا پانی بدذائقہ اور ثقیل ہوتا ہے۔ کیونکہ ہوا سے خالی ہوتا ہے۔ سب سے عمدہ پانی وہ ہے جسمیں کوئی ذائقہ و بو نہ ہو۔ صابون کو تحلیل کر سکے۔ سبزی ترکاری اس میں آسانی سے پک سکے جو اُس کے برخلاف ہو وہ ردی ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ مضر صحت ہے۔

دوسرا حصہ پانی کی صفائی میں

اگرچہ ہر وقت پانی کا صاف کرنا آسان نہیں۔ لیکن جب موقعہ ملے صاف کر لینا چاہیے۔ جسکے کئی طریقے ہیں (۱) یہہ کہ ریت کو کسی ٹوکرے میں ڈالدیں اور اُس سے پانی گزار کر صاف کرلیں۔ (۲) کسی کپڑے سے پانی چھان لیں اسطرح سے اجزائے غریبہ دور ہو جاتے ہیں۔ اگر پانی بدبودار ہو تو کوٹے ہوئے کوئلوں سے گزار لینا چاہیے۔ یا اس میں کوئلے ڈالدینے چاہئیں۔ اُس سے بو دور ہو جاوے گی۔ سرکہ یا لیموں کا عرق ڈالنے سے بھی بدبو دور ہو سکتی ہے۔ چونکہ دریائے نیل کے پانی میں مٹی بہت شامل ہوتی ہے اور اُسکا اسحالت میں پانی مضر صحت ہے۔ اسواسطے ضروری ہے کہ پانی کچھ دیر پڑا رہنے دیں تاکہ وہ صاف ہو جاوے اور مٹی نیچے بیٹھ جاوے یا کسی برتن میں ڈالدیا جاوے جس سے ترشح ہوتا ہے اور مقطر کیا ہوا پانی پیا جاوے۔ یا اس میں کڑوے بادام کوٹ کر یا خوبانی کا مغز یا پھٹکڑی وغیرہ معتاد چیزیں ڈالدیں۔ اور جب نیل کا پانی بوجہ مل جانے حوض وغیرہ کھڑے پانیوں کے خراب ہو جاوے۔ یعنے اُس میں مواد حیوانیہ اور نباتیہ شامل ہو جاویں تو اس صورت میں صفائی کی معمولی تجویزوں سے پانی صاف کرنا چاہیے۔ بلکہ اس حالت میں ریت یا کوئلے سے صاف کرنا چاہیے کیونکہ کوئلہ کا خاصہ ہے۔ کہ وہ پانی کے تعفن کو دور کرتا ہے۔ اور پینے کے قابل بنا دیتا ہے۔

تیسرا حصہ ان اشربہ کے بیان میں جو پانی سے ملائے جا سکتے ہیں

اگر پانی میں لیموں کا عرق ملایا جاوے تو خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ اور اکثر طبائع کو خاصا مفید پڑتا ہے۔

چوتھا حصہ جوشاندوں و خیساندوں کے بیان میں

اگر جو کو جوش دیکر اسکا پانی لے کر اس میں شکر یا شہد ملا کر پیا جاوے تو عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اور تبرید کا کام دیتا ہے۔ چا و قہوہ کے استعمال سے ایک قسم کی دماغ میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ دیگر خوشبودار معطر نباتی اشیاء مثل دارچینی و لونگ وغیرہ کے استعمال سے بھی یہی کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ بعض اشخاص کے اعصاب میں سستی و بے چینی و بے خوابی پیدا ہو جاتی ہے۔ مصر والوں کے لیے سنگترے و نارنگی کی چھال کا خیساندہ زیادہ مناسب ہے۔ یہہ دو اشیا مصر میں بکثرت و ارزاں ہوتی ہیں۔ انکا خیساندہ تسکین دینے والا۔ و قوت ہاضمہ بڑھانے والا ہے۔ اور چائے کے قائم مقام ہے۔

پانچواں حصہ ان اشربہ کے بیان میں جو خمر و سکر کی کیفیت پیدا کرتے ہیں

سب سے زیادہ سکر پیدا کرنے والی وہ ہے جو انگور سے حاصل ہوتی ہے۔ جسکو نبید کہتے ہیں۔ بلحاظ ذائقہ و دیگر خواص کے اس کے کئی اقسام ہیں۔ بعض میٹھی ہوتی ہیں۔ بعض کڑوی اور بلحاظ اس زمین کے جسمیں انگور بویا جاتا ہے اسکا ذائقہ مختلف ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ نبید یعنے شراب انسان کی ضروریات میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ روئے زمین پر بعض مقامات ایسے ہیں جہاں کے لوگ اسے جانتے ہی نہیں پھر بھی وہ نہایت قوی ہیکل و تندرست ہیں۔ اور بعض مقامات میں باوجود اس کے موجود ہونیکے بعض اشخاص اسکے پاس نہیں پھٹکتے اور وہ بھی مضبوط اور صحیح و سالم ہوتے ہیں۔ بلکہ گرم ممالک میں اسکا استعمال مضر ہوتا ہے۔ اگرچہ تھوڑا ہی استعمال کیا جاوے تو مفید ہے۔ کیونکہ اعضاء ہضم کو تحریک دیتا ہے اور جلد کے کام کو مدد دیتا ہے۔ اور سردی لگنے سے بچاتا ہے۔ اکثر لوگ اس کے ایسے عادی ہو گئے ہیں کہ گویا ان کے واسطے لازمی ہو گیا

حرام ہے گرم ممالک میں کثیر مقدار سے استعمال کیا جائے۔

ہے۔ علم طب میں اسکو نہایت مقوی ادویہ سے شمار کیا گیا ہے۔ اسی واسطے کمزوروں وضعیف الہضم لوگوں اور بوڑھوں کو دیجاتی ہے۔ سب سے قبیح شراب عرقی ہے کیونکہ وہ مضر صحت ہے تعجب کی بات یہہ ہے کہ یہہ چیز اگرچہ مصر والوں کے لیے مضر ہے مگر وہ لوگ اُسکا بڑا استعمال کرتے ہیں۔ استعمال بھی ضرورت کے وقت نہیں۔ بلکہ محض مستی کے واسطے بخلاف اہل فرنگ کے کہ وہ لوگ مناسب مقدار سے قوۃ ہاضمہ کی تحریک کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

اور بوزہ جو ایک قسم کی شراب ہے ممالک یورپ میں بکثرت استعمال ہوتی ہے۔ خصوصاً انگلستان میں۔ اور گندم۔ جو۔ وغیرہ غلّوں سے بنائی جاتی ہے۔ اور بجائے نبید کے اسکو استعمال کرتے ہیں۔ مصر میں ایک قسم کا بوزہ تیار کرتے ہیں جو نہایت بدذائقہ اور بہت سکر پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ اور بلا ضرورت استعمال کرتے ہیں۔ شراب کسی قسم کا ہو ضروری نہیں ہے۔ ہاں بعض اوقات حفظ صحت یا تقویت کے واسطے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسکے غیر ضروری ہونے سے ہی تمام مذاہب میں حرام ٹھیرا گیا ہے۔ علاوہ اس کے انسان مستی کی حالت میں ایک ادنی حیوان بلا تمیز ہو جاتا ہے۔ اور یہہ مستی اکثر امراض کا باعث ہو جاتی ہے۔ یہانتک کہ بعض طبائع میں مرض سکتہ پیدا ہو کر موت ناگہانی کے شکار ہو جاتے ہیں۔

گیارہویں فصل فضلات کے بیان میں

وہ مادے جو جسم انسان سے خارج ہوتے ہیں۔ جیسے بول و براز۔ پسینہ۔ آنسو۔ لعاب دہن منی۔ انکو طبی اصطلاح میں فضلات (یعنے ایسی چیزیں جو ضرورت بدن سے زائد ہیں) کہتے ہیں۔ ان کو بالتفصیل ترتیب وار بیان کیا جاتا ہے۔ (۱) براز و پاخانہ وہ فضلہ ہے۔ جو غذا کے ہضم ہونے کے بعد بچ رہتا ہے۔ اور اُس میں صفرا ملنے کے باعث زردی مائل ہو جاتا ہے۔ چونکہ صفرا کا خاصہ تحریک دینا ہے یہہ امعاء (انتڑیاں) کو تحریک دیتا ہے اس واسطے اسکا نیچے اُترنا آسان ہو جاتا ہے۔ امعاء رقیق سے گزر کر امعاء غلیظ میں جمع ہو جاتا ہے۔ پھر اوقات مختلفہ میں باہر نکلجاتا ہے۔ اکثر اوقات ارادہ سے خارج ہوتا ہے کبھی بے ارادہ بھی نکل جاتا ہے۔ اچھا براز وہ ہے جو قوام و وقت کے اعتبار سے معتدل و منتظم ہو۔ پتلا ہونا ہضم کی خرابی پر دلالت کرتا ہے۔ معتاد سے کم ہونا قبض پر دلالت کرتا ہے۔ جب قبض ہو جاتی ہے۔ تو اس سے بھوک کی کمی سر درد۔ تہوع (جی متلانا)

قے وغیرہ امراض مختلفہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور مختلف افراد میں۔ براز قلت وکثرت و قوام وہیئت کے رو سے مختلف ہوتا ہے۔ بعضوں کو زیادہ آتا ہے بعضوں کو کم۔ کبھی سخت کبھی نرم اور سائل مگر عمدہ منجمد وٹھوس ہے۔ کیونکہ ہضم کی عمدگی و تمامیت پر دلالت کرتا ہے۔ اُسکے بعد نرم ہے۔ پاخانہ اُس شخص کا ہوتا ہے جو بہت کھاتا ہے یا اس کی غذا کثیر الغذائیت ہوتی ہے۔ فائدہ تغیرات سماوی بھی اس میں تاثیر کرتے ہیں۔ سردی اس کی مقدار بڑھتی ہے۔ اسیواسطے اس موسم میں اسہال پیدا ہوتے ہیں گرمی سے مقدار گھٹتی ہے۔ اسواسطے اس حالت میں قبض ہوتی ہے۔ ایسے ہی فصول و اقالیم بھی اس میں موثر ہوتے ہیں۔ سرد ممالک میں پاخانہ زیادہ آتا ہے۔ اور گرم ممالک میں کم۔ اغراض نفسانیہ بھی اس میں اثر کرتے ہیں۔ مثلاً خوف شدید سے ناگہانی اسہال لگ جاتے ہیں۔ جب فضول مادے انتڑیوں میں بند ہوجاتے ہیں تو منجمد ہوکر ان سے قبض کی شکایت ہوجاتی ہے۔ کبھی یہہ فضلات بے قاعدہ و بے ترتیب نکلنے کے عادی ہوجاتے ہیں۔ اس میں ہضم کی پختگی میں فرق آجاتا ہے۔ ایسی حالت میں خفیف سہل الہضم غذائیں استعمال کرنی چاہئیں۔ اور قبض کا علاج لیسدار روغن اور اشیاء سے کرنا چاہیے۔ سب سے عمدہ علاج قبض کے لیے خفیف وملین حقنہ کرنا ہے۔ لیکن عوام الناس خارج از عقل حقنہ کا استعمال کرنا پسند نہیں کرتے۔ اور اسکو ایک قسم کی لواطت خیال کرتے ہیں۔ بیجھ بڑے ہیں ایسی عقل پر کہاں حقنہ۔ کہاں لواطت۔ کہاں راجہ بھوج۔ کہاں گنگال تیلی۔ جو لوگ زیادہ بیٹھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ زیادہ قبض کی شکایت کے شکار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ جو کڑی مار کر بیٹھا کریں۔ اور اشیاء ملینہ استعمال کیا کریں۔ تاکہ اس تکلیف سے بچے رہیں۔ بعض لوگوں کی عادت مسہل لینے کی ہوتی ہے۔ مگر یہہ عادت مضر ہے۔ کیونکہ اعضاء ہضم اسکے عادی ہوجاتے ہیں۔ پھر اس سے سخت قبض اور انتڑیوں میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ اور اسکا اثر دوسرے اعضا پر پڑتا ہے جس سے خطرہ عظیم پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس واسطے ہمیشہ اسہال لینے سے پرہیز کرنا چاہیے اور جب ضرورت ہو تو نہایت احتیاط سے لینا چاہیے۔ خصوصاً بچوں کو اس عادت سے بچانا چاہیے۔ کیونکہ اُنکے اعضاء کے پردے وغشیہ نہایت لطیف و ضعیف ہوتے ہیں

(۳) بول بھی متعلقات ہضم سے ہے۔ اسکو مشروبات سے وہی نسبت ہے۔ جو مواد ثفلیہ کو ماکولات سے (یعنے جسطرح پاخانہ ماکولات کا فضلہ ہوتا ہے اسیطرح بول مشروبات

کا فضلہ ہوتا ہے۔ عوام الناس جاہل خیال کرتے ہیں کہ بول حلق سے مخصوص نالیوں کے ذریعہ مثانہ میں
پہنچتا ہے۔ مگر یہہ خیال فاسد ہے۔ حقیقت یہہ ہے کہ مشروبات بھی اشیا، ماکولات منجمدہ کی طرح ہضم
ہوتے ہیں اور خون میں سرایت کرتے ہیں۔ اور قابل غذا، مادہ کے ساتھ سفید رنگ نالیوں میں ہوتے
ہوئے دو گردوں میں پہنچتے ہیں جسکو بول کہتے ہیں۔ پھر اُن گردوں سے بذریعہ دو نالیوں کے
جنکو حالبین (دودھ دینے والی) کہتے ہیں جدا ہوتا ہے۔ یہہ دو نالیاں نہایت تنگ ہیں۔ اسواسطے
بول ان سے قطرہ قطرہ ہوکر مثانہ میں اترتا ہے۔ اور وہاں جمع ہونے کے بعد مختلف اوقات
میں حسب ارادہ خارج ہوجاتا ہے۔ جب مثانہ میں مقدار کثیر جمع ہوجاتا ہے۔ اور انسان اسکو
محسوس کرتا ہے۔ تو اُسکے نکالنے کا ارادہ کرتا ہے۔ لیکن چونکہ نکالنا ارادہ انسانی کے تابع
ہے اسواسطے کبھی انسان اسکو جلدی نکال دیتا ہے۔ اور کبھی تاخیر کردیتا ہے۔ اور کرتے کرتے
روک بھی سکتا ہے (فائدہ) بعض اشیا بول میں تاثیر کرتی ہیں اور اسکو حالت طبعی سے
متغیر کردیتی ہیں۔ مثلاً تارپین کا تیل سونگھنے یا بنفشہ اور مٹی کا تیل سونگھنے سے بول کی رنگت ان اشیاء
کی طرف مائل ہوجاتی ہے۔ اور ہلیون (ناگ دون) کے کھانے سے بول بدبودار ہوجاتا ہے
اور لوبان کے چبانے سے بول سے گدھے کے بول کی سی بو آتی ہے۔ مثانہ میں بہت دیر رہنے
سے اسکے رنگ میں فرق پڑجاتا ہے۔ اگر بہت دیر مثانہ میں نہ رہے تو صاف ہوتا ہے۔
اگر دیر تک رہے تو سُرخی مائل ہوجاتا ہے (فائدہ) سردی بول کو بڑھاتی ہے اور پسینہ
کو گھٹاتی ہے۔ چونکہ ان دونوں میں اشتراک ہے اسواسطے جب ایک میں زیادتی ہو تو دوسرے
میں کمی آجاتی ہے۔ مثلاً گرمی کے موسم میں جب پسینہ آرہا ہو اس وقت اگر ٹھنڈے پانی میں کر
ٹھہر جائیں یا ٹھنڈے مکان میں جابیں تو پسینہ کم ہوکر بول کا احتباس پیدا ہوجاتا ہے
اور شیر گرم پانی کے ساتھ نہانے میں بھی بول کا احتباس ہوتا ہے۔ کیونکہ اس حالت
میں جلد کے مسامات سے بہت سا پانی جسم میں داخل ہوتا ہے۔ اور مشروبات کے ساتھ
جمع ہوتا ہے جس سے عادت سے زیادہ بول کی مقدار ہوجاتی ہے (فائدہ)
چونکہ بول کا بہت دیر تک مثانہ میں بند رکھنا مضر ہے جس سے سلسل بول وغیرہ امراض
عظیمہ کا خطرہ ہے۔ اسواسطے ضروری ہے کہ جب بول کا احساس پیدا ہو بول کر دیوے
اور ہرگز بند نہ رکھے کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر

لا تحبس الفضلات عند انحصارہا ۔ ولو کنت بین المرہفات الصوارم

ترجمہ فضلات ہضم ہو چکنے بعد ہرگز بند نہ کر اگرچہ تو تیز تلواروں کے منہ میں ہی ہو۔

(پسینہ) یاد رہے کہ جلد دو قسم کے مادوں کو خارج کرتی رہتی ہے۔ ایک تو ہمیشہ لگاتار خارج ہوتا رہتا ہے۔ مگر غیر محسوس و غیر مشاہد ہوتا ہے۔ کیونکہ یہہ مادہ نکلتے ہی معدوم ہو جاتا ہے اور اسکا وجود محسوس نہیں ہوتا مگر اسوقت جبکہ جسم یا اُس کے کسی حصہ کو موم یا چمڑے وغیرہ تنگ مسام والی چیز کے ساتھ لپیٹا جاوے دوسرا وہ مادہ جو پسینہ کہلاتا ہے یہہ ظاہر محسوس ہوتا ہے۔ اور پہلے سے زیادہ کا عارض ہوتا ہے۔ یہہ دونو مادے جلد کے مسامات سے نکلتے ہیں۔ پسینہ بعض حالات (مثلاً کھانے کے بعد یا گرم شربات یا گرم حمام کے بعد) میں زیادہ آتا ہے جلد کے ظاہری افعال و حرکات کو معدہ و امعا و اعضاء تنفس کے مخاطی جھلیوں کے افعال و افراز سے گہرا تعلق ہے جسطرح ان اعضاء کے افعال میں ارتباط ہے۔ ویسا ہی جلد اور باطنی جھلیوں کی ترکیب و ساخت میں بھی مشابہت ہے۔ اسیواسطے جب دونو میں سے کسی ایک کے فعل میں زیادتی ہو جاتی ہے تو دوسرے کے کام میں کمی واقع ہو جاتی ہے مثلاً اگر جلد سخت سردی کی تاثیر سے سکڑ جاوے اور اُس کے فعل میں کمی آجاوے تو اعضاء تنفس و آلات ہضم کا فعل بڑھ جاتا ہے۔ یعنے اس سے اسہال یا نزلہ صدریہ یا کھانسی وغیرہ امراض پیدا ہو جاتے ہیں اسواسطے ضروری ہے کہ جلد کو سردی سے بچایا جاوے خصوصاً پسینے کے وقت اور جلد کے افعال کو بول کے ساتھ بھی تعلق ہے جیسا ایک کے کام میں زیادتی ہو تو دوسرے کے کام میں کمی ہو جاتی ہے۔ اسیواسطے موسم گرما میں پسینہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور بول کم اور موسم سرما میں اسکے برخلاف اسی واسطے موسم سرما میں رات کے وقت بول زیادہ آتا ہے۔ اور اسکی زیادتی سے پسینہ میں کمی ہوتی ہے۔ اور کھانسی والے کی شکایت زیادہ ہو جاتی ہے۔

بہت سردی لگنے سے جلد کا فعل کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں گرم کپڑوں سے تدارک کرنا چاہیے۔ جب پسینہ منقطع ہو جاتا ہے تو اسکے بعد جسم پر ایک چربدار مادہ گرد و غبار سے ملا ہوا رہ جاتا ہے۔ جسکو میل کہتے ہیں۔ جو بدن پر طلاء (نہایت پتلا مادہ) کی طرح باقی رہتی ہے جس سے جلد کا کام معطل ہو جاتا ہے۔ اُسکا دور کرنا لازمی ہے جب سردی جلد میں اثر کرے اور اُس سے اعضاء ہضم یا اعضاء تنفس میں کچھ خلل پیدا ہو تو جلد کو گرم پانی یا گرم بھاری کپڑوں سے بیدار کرنا چاہیے تاکہ گرم ہو کر پسینہ آجاوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سردی اعضاء تنفس میں ایسا ہی اثر کرتی ہے جسطرح اعضاء باطنہ میں۔

زانسو، آنسو وہ پانی ہے جو چھوٹی سی غدود سے جو آنکھ کی باہر کی طرف میں رکھی ہوئی ہے آتا ہے۔ اسکو غدہ دمعیہ کہتے ہیں۔ اس غدود سے آنسو محفوظ نالیوں کے ذریعہ سے آنکھ کی سطح پر گرتے ہیں۔ آنسوؤں کا فائدہ آنکھ کا تر رکھنا ہے تاکہ آنکھ آسانی سے حرکت کر سکے اور اپنی ہیئت طبعیہ پر قائم رہ سکے۔ معمولی حالت میں آنسو پلکوں سے نیچے نہیں اترتے جب اعتدال سے بڑھ جاویں تو اسوقت ناک سے نیچے اتر آتے ہیں۔ رونے کی حالت میں حالت طبعیہ پر بڑھ جاتے ہیں چونکہ ناک کے گڑھے میں داخل نہیں ہو سکتے اسواسطے رخساروں پر بہ جاتے ہیں (لعاب) یہ بھی آنسوؤں کی طرح ایک سیال مادہ ہے جو غدد لعابیہ سے نکلکر منہ میں نازل ہوتا ہے۔ تاکہ منہ کو تر رکھے نیز قوت ذائقہ کو مدد دیتا ہے۔ کیونکہ مذوقات تحلیل کرتا ہے۔ اور قوت ہضم کی اعانت کرتا ہے۔

منی و اعضاء تناسل اور اُس کے متعلقات کے بیان میں

چونکہ نکاح سے مراد توالد و تناسل ہے۔ تاکہ نوع انسانی باقی رہے اسواسطے ضروری ہے کہ نکاح بلوغت کے بعد کیا جاوے یہہ وہ وقت ہے جسمیں قوت جسمانی کے کمال کا وقت ہوتا ہے۔ اور جسم کا نشوونما اپنی حد کے نزدیک پہنچ جاتا ہے۔ مگر بالغ ہوتے ہی نکاح نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ جب زن و شوہر جماع میں مستغرق ہو جاوینگے۔ حالانکہ وہ چھوٹے ہیں تو انکی قوت کمزور ہو جاویگی۔ اگر ایسی حالت میں اولاد پیدا ہو گئی تو ضعیف و مریض رہیں گے اسکا نقصان عورت کے حق میں زیادہ ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں حاملہ ہونے اور ولادت کی تکلیف ناقابل برداشت ہوگی۔ اُس کے علاوہ اُسکا دودھ بھی بچہ کی غذا کے لیے کافی نہ ہوگا۔ اسواسطے مردوں کو پندرہ سولہ سال سے پہلے اور عورتوں کو تیرہ چودہ سال سے پہلے نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن یہہ مدت بھی قاعدہ کلیہ کے طور پر نہیں ہے۔ کیونکہ اکثر لوگ اس مدت میں بلوغت تک نہیں پہنچتے۔ اور بعض بالغ تو ہو جاتے ہیں مگر کمزور ہوتے ہیں۔ پس جنکی یہہ حالت ہو انکو چاہیے کہ جب تک لائق نکاح نہ ہو جاوے شادی نہ کرے۔ حیض کی حالت میں مباشرت نہ کرنی چاہیے۔ عورت جب تک پاک نہ ہووے مقاربت نہ کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ هُوَ اَذًی فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰی یَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَکُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ

اَلْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ یعنے تجھ سے حیض کے وقت مباشرت کرنے کو پوچھتے ہیں۔ کہدے یہ دکھ دینے والی ہے۔ پس حالت حیض میں عورتوں سے کنارہ کشی کرو۔ اور اُن سے مقاربت نہ کرو یہانتک کہ پاک ہو جاویں۔ جب پاک ہو جاویں تو آؤ اُن کے پاس جہاں سے حکم دیا تمکو اللہ نے بتحقیق اللہ پسند کرتا ہے باز رہنے والوں کو۔ اور دوست رکھتا ہے پاک ہونے والوں کو۔ ابتدا حمل اور آخر حمل میں بھی جماع نہ کرنا چاہیئے تاکہ بچہ نہ گر پڑے۔ اور شیر خوارگی کے زمانہ میں کثرت سے جماع نہ کرے کہ اس سے دودھ خراب ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے جماع کا نام غیلہ ہے جس کے واسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰى عَنِ الْغِيْلَةِ یعنے ارادہ کیا ہے کہ غیلہ (یعنے حالت رضاع میں جماع کرنا) سے منع کروں۔ جماع میں افراط کرنا صحت کے واسطے مطلقاً مضر ہے۔ جس سے امراض اعضار البطن۔ مرگی۔ کمزوری۔ امراض صدر وغیرہ امراض کثیرہ پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔

جماع کے واسطے کوئی خاص مدت معین نہیں ہو سکتی۔ ضرورت وطاقت کے موافق جائز ہے عام طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ہر ہفتہ میں دو دفعہ مناسب ہے۔ اگر کوئی بہت بیویاں والا کہہ اٹھے کہ میں تو اس نصیحت پر عمل نہیں کر سکتا۔ اتنی عورتیں ہوتے ہوئے ایک ہفتہ میں دو دفعہ پر کس طرح گزارہ ہو سکتا ہے اسطرح تو میری زندگی تلخ ہو جاوے گی۔ حالانکہ میںنے تعداد ازواج لذت وکثرت اولاد کے لیے کیا ہے۔ تو ایسے بزرگ سے کہا جاوے گا حضرت آپ کو تعداد ازواج پر کسنے مجبور کیا تھا۔ کیا ایک کافی نہ تھی۔ اور اگر وہ کہے کہ شرع میں حکم ہے تو کہنا چاہیے کہ شرع کا حکم جواز کے لیے ہے نہ وجوب کے لیے۔ اور ایسے شخص کے لیے ہے جو طاقت میں قوی ہو۔ باوجود اس کے کثرت ازواج کی حالت میں بھی جماع میں افراط نہ کرنا ہی اچھا ہے۔ کیونکہ افراط سے ضعف طاری ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے۔ اور اگر تو اپنے نفس کی حفاظت کرے گا اور اپنے پانی کو بچائے گا تو لذت عظیم پائے گا۔ اور ایسی صورت میں جو اولاد پیدا ہوگی وہ مضبوط تندرست ہوگی۔ باوجود اس حکم طبابت کے حدیث شریف میں افراط جماع سے ممانعت ہے۔ فرمایا ہے اِنْ هُوَ اِلَّا نُوْرُ عَيْنَيْكَ وَمُخُّ سَاقَيْكَ یہہ قطرہ منی تیری آنکھوں کا نور ہے۔ اور تیری ہر دو ساق کا مغز ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

ثلاث هن من شرك الحمام ... ودائعة الصحيح الى السقام

دوام مدامنة و دوام وطأ   و ادخال الطعام على الطعام

یعنے تین چیزیں موت کا جال ہیں اور تندرست کو بیماری کی طرف بلاتی ہیں۔ ہمیشہ شراب پینا ہمیشہ جماع کرنا۔ کھانے پر کھانا کھانا۔ چونکہ عورتوں کو جماع سے بہ نسبت مردوں کے تکان و ماندگی کم ہوتی ہے۔ اس واسطے اسکا ضرر مردوں کی نسبت عورتوں میں کم ہوتا ہے۔ اور یہ خیال کہ قوت باہ بڑہانے والی چیزوں کا استعمال کرتے رہیں گے نہایت فضول خیال ہے۔ کیونکہ یہ ادویہ کچھ مفید نہیں ہوتیں بلکہ مضر۔ اکثر امراض خطرناک کا موجب ہوتی ہیں۔ اگر ان سے کوئی نتیجہ پیدا بھی ہو تو اُسکے پیچھے اعضاء تناسل میں نہایت کمزوری و فتور پیدا ہوجاتا ہے۔ اور ممکن نہیں کہ زائل شدہ قوت اصلی حالت پر آجاوے (**فائدہ**) جماع کے واسطے بھی وقت مقرر ہونا چاہیے۔ ہضم غذا سے پہلے مناسب نہیں ہے۔ سب سے اچھا وقت غذا ہضم ہونے کے بعد سونے سے پہلے ہے۔ کیونکہ باقی رات کا آرام اس تکان کو دور کر دے گا۔ جو اس سے حاصل ہوا ہوگا۔ جوں جوں انسان عمر میں بڑھتا جاوے اس میں کمی کرتا جاوے۔ اور جب بڑھاپے (ساٹھ سال کے بعد) کی حد تک پہونچ جاوے تو بالکل ترک کر دے۔ کیونکہ اس وقت میں مضر بلکہ مہلک ثابت ہوا ہے۔ کہ بعض بڈھوں کا حالت جماع میں دم نکل گیا۔ اور جب عورت حیض سے رہ جاوے (۴۵۔۵۵ تک) تو اسکو بھی اس حالت میں کثرت جماع سے رُکنا چاہیے کیونکہ بالکل ترک کر دینا اکثر امراض کا موجب ہوتا ہے۔ اگرچہ اتنا خطرہ نہیں ہوتا جتنا کہ افراط جماع سے۔

بارھویں فصل حواس خمسہ کے بیان میں

حواس خمسہ۔ قوۂ بصر۔ سمع۔ شم۔ ذوق۔ لمس۔ ہیں اس فصل میں چند حصے ہیں۔ پہلا حصہ (قوۂ باصرہ کے بیان میں) بصر ایک عضو ہے جسکا کام دیکھنا ہے یہ حواس انسانی میں سے سب سے اعظم و اعلے ہے۔ کیونکہ زندگی کا مزا اسی سے ہے۔ اسی واسطے کسی نے کہا ہے کہ اندھا الغرض زندہ بلکہ مردہ ہی ہوتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ جو چیز آنکھ میں تشویش و خرابی کا باعث ہو اُس سے پرہیز کیا جاوے۔

دوسرا حصہ اُن اشیا کے بیان میں جو بلا واسطہ آنکھ میں اثر ڈالتی ہیں

بہت تیز روشنی آنکھ کے واسطے بلاواسطہ مضر ہے۔ کیونکہ آنکھ کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔
اس کے احساس کو بڑھاتی ہے۔ کبھی اس میں جوش پیدا کر دیتی ہے۔ اور کبھی کمنہ پیدا کر دیتی
ہے۔ یعنے آنکھوں میں سیاہ یا نیلا یا لال اثر آتا ہے۔ بس جس شخص کا پیشہ ایسا ہو جسکو نہایت
روشن اشیار مثلاً آگ اور سفید ریت سے واسطہ رہتا ہے۔ یا آدمی نہایت تیز روشنی سے
تاریکی کی طرف یا اس کے برخلاف جلدی سے گزر جاوے۔ تو ایسی طبائع اس قسم کے امراض
کے لیے مستعد ہوتی ہیں۔ آنکھوں کو تیز روشنی سے بچانے کے لیے نیلی یا سفید کانچ کی عینک
مفید ہوتی ہے۔ یا آنکھوں کے سامنے رنگین کپڑا رکھنا چاہیے جسطرح تیز روشنی سے آنکھ
کو نقصان پہونچتا ہے۔ ایسا ہی روشنی کی قلت بھی آنکھ کو ضعیف و کمزور کرتی ہے۔ باریک
اشیار کی طرف کثرت سے دیکھنا بھی آنکھ کو ضرر دیتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات اندھا کر دیتا ہے
(فائدہ) یاد رہے کہ الوان کو یہ (مضبوط رنگوں) سے بھی ضرر پیدا ہوتا ہے جو تیز روشنی
سے۔ اور سب سے زیادہ ضرر پہونچانے والا سرخ رنگ ہے کیونکہ وہ بہ نسبت دوسروں کے
آنکھ کو زیادہ ماندہ کر دیتا ہے۔ ایسا ہی سفید رنگ بھی مضر ہے۔ بخلاف سبز و نیلا رنگ کے
کہ وہ آنکھ کو تکلیف نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ سبز و نیلے رنگ کی عینکیں بنائی جاتی ہیں۔
اور پردے کے کپڑے اور مکانات کے فروش کے کپڑوں کے رنگ سبز و نیلے
ہوتے ہیں۔ نیز مصنوعی روشنی بہ نسبت طبعی و قدرتی روشنی کے زیادہ مضر ہے۔ اسی
واسطے وہ کام جو مصنوعی روشنی میں کیے جاتے ہیں نہایت ضرر رساں ہوتے ہیں۔ سب
سے عمدہ مصنوعی روشنی وہ ہے جو موم بتی سے حاصل کی جاوے۔ مصنوعی روشنی کے واسطے
تیل نہایت عمدہ و صاف ہونا چاہیے۔ کیونکہ ردی تیل سے گندی ہوا اوپر کو اڑتی ہے۔
سیاہ غبار (جسکو جھلا کہتے ہیں) ہوا میں پھیل کر ضیق النفس کا باعث ہوتا ہے۔ نیز ردی
تیل کی روشنی سرخ تاریک ہوتی ہے۔ جو آنکھ کو تعب و تشویش میں ڈالتی ہے۔ مصنوعی روشنی
کو آنکھ کے نزدیک نہیں رکھنا چاہیے۔ اور نہ ہی آنکھ کے نیچے رکھنا چاہیے۔ بلکہ اس طرح رکھی
جاوے کہ شعاعیں اوپر سے پڑیں۔ اس مطلب کے واسطے سبز رنگ کا ٹکڑا پیشانی اور آنکھ
کے سامنے رکھنا چاہیے۔ اور روشنی کے شیشے کے گلوپ سے یا جھڑی جیسے سفید کپڑے
سے ڈھانپ دینا چاہیے۔

تیسرا حصہ ان اشیا کے بیان میں جو بالواسطہ آنکھ کو نقصان پہونچاتی ہیں

(۱) اشیاء بو دار جیسے (روح گلاب روح کیوڑہ وغیرہ وغیرہ) آنکھ کو بالواسطہ نقصان پہونچاتے ہیں کیونکہ یہ اشیاء آنکھ کے اعضا میں تحریک پیدا کرتی ہیں وجہ یہ کہ اس طریقہ سے خون زائد از ضرورت سر کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے (۲) گرم ہوا آنکھ میں ہیجان پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ گرم ہوا آنکھ کی تر رکھنے والی رطوبت کو جذب کرتی ہے (۳) اختلاف ہوا سے بھی آنکھ کو نقصان پہونچتا ہے۔ خصوصاً علاقجات مصر اور اطراف حجاز میں چہرے کا پسینہ بند ہو جاتا ہے جس سے آنکھ غشاء مخاطی میں ایک قسم کا تمدد و احتقان پیدا ہوتا ہے۔ جسکی وجہ سے آنکھ کا احساس زیادہ ہو کر عارضہ رمد (سرخی چشم) ہو جاتا ہے۔ (۴) روزوں کی کثرت تمام اعضاء کو ضعیف کرتی ہے۔ خصوصاً آنکھوں کو۔ (۵) خون کا زیادہ نکلوانا بھی روزے کی طرح آنکھوں کو بلکہ تمام جسم کو کمزور کر دیتا ہے۔ (۶) کثرت جماع بھی آنکھ کے واسطے نہایت مضر ہے۔ کیونکہ اس سے دماغ (بھیجا) جو اعصاب بصریہ کا منشاء (اُگنے کی جگہ) ہے ضعیف ہو جاتا ہے اس کے علاوہ بہت سی چیزیں ہیں مثلاً بنگ نفاح (موتھ کی جڑ) دھتورہ۔ جو دار بھی آنکھ کے ضعف کا باعث ہیں اگر کسی ضرورت کے واسطے ان اشیاء کا استعمال کرنا پڑے تو نہایت احتیاط اور قلت مقدار سے کرنا چاہیے۔ نیز وہ بخارات جو باخانون اور قلعی اور پارہ کے کارخانوں سے اُڑتے رہتے ہیں۔ رمد شدید پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔

چوتھا حصہ امراض چشم اور اُن کے علاج میں

کبھی آنکھیں بغیر کسی ظاہری مرض کے کئی اقسام کی بیماریاں ہو جاتی ہیں۔ جیسے دور سے اچھا دیکھنا اور نزدیک سے کم۔ یا نزدیک سے اچھا دیکھنا اور دور سے خراب یا احساس کی کمی و بیشی چنانچہ احساس کی زیادتی سے بعض لوگوں کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کہ وہ معمولی معتاد روشنی کی برداشت نہیں کر سکتے۔ انکو اندھیرے یا نہایت ہی کم روشنی میں آرام ملتا ہے جب احساس بہت زیادہ ہو جاوے تو انکو سر درد ہو جاتا ہے۔ اس حالت کا علاج یہ ہے کہ آہستہ آہستہ روشنی کے برداشت کرنے کی عادت لی جاوے یا نیلے رنگ کی عینک کے ذریعہ سے روشنی کا اثر قبول کرنے کی عادت کی جاوے۔ پھر آہستہ آہستہ نیلے رنگ میں کمی کی جاوے۔ یہاں تک

کہ آنکھ میں برداشت کی قوت پیدا ہو جاوے - اور کمی احساس کے یہہ معنے ہیں کہ سوائے روشنی - کی
اشیا کے تمیز کی قدرت نہ ہو ایسی حالت کا علاج یہہ ہے کہ آنکھ کو آرام دیا جاوے اور چیزوں کو کم تو
روشنی میں دیکھنے کی عادت ڈالی جاوے - اور قصر النظر یعنے دور سے نہ دیکھنے کا سبب یہہ ہوتا
ہے کہ آنکھوں کی سطح اپنی اصلی حالت سے محدب (یعنی کناروں سے پتلا ہونا اور بیچ سے اٹھا ہوتا) ہو جاتی
ہے - یعنے باہر کی طرف ابھر آتی ہے اور اسکا باعث رطوبت کی زیادتی ہوتی ہے - اس حالت
کا علاج مقعر شیشوں کی عینک سے کرنا چاہیے - (طول النظر دور سے نظر آنا) کا سبب رطوبت مائیہ
کی قلت ہوتی ہے اس حالت والی آنکھ چھوٹی ہے اور یہہ حالت انسان کی پینتالیس ۴۵ سال میں عارض
ہوتی ہے - اور جسقدر عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے - وہ حالت بڑھتی جاتی ہے - یہہ حالت یا تو
ہر دو آنکھ میں معاً ہو جاتی ہے یا صرف ایک آنکھ میں - یا ایک آنکھ میں طول النظر کی مرض ہو جاتی
ہے اور دوسری میں قصر النظر کی اس مرض کا مبتلا اشیا کو سوائے تیز روشنی کے تمیز نہیں کر سکتا
اس حالت کا علاج محدب عینکوں کے استعمال سے کرنا چاہیے - مگر پہلے وہ عینک استعمال کرے
جسمیں تحدب کم ہو کچھ مدت کے بعد اس سے اعلے استعمال کرے -

پانچواں حصّہ قوّۃ سامعہ کے بیان میں

سننا ایک قوت ہے جو مسموعات کو دماغ کی طرف پہونچاتی ہے جس سے قوۃ ناطقہ کلام انسان اور
اُس کے معانی کو سمجھتی ہے - افلاطون نے قوۃ باصرہ و قوۃ سامعہ کا نام روح کے دو حواس
رکھا ہے - کیونکہ روح و نفس ناطقہ انہیں دو قوتوں کے ذریعہ سے اکثر اشیا کا ادراک کرتی
ہے - اور انہیں کے وسیلہ سے اشیا مضرہ سے اجتناب و پرہیز کرتی ہے - قوۃ سامعہ کے
ضعیف ہو جانے یا زائل ہو جانے کے اسباب واصلہ وغیر واصلہ ہیں - اسباب بلا واسطہ
میں سے سخت زور دار آوازیں ہیں جیسے توپ و بندوق وغیرہ اس قسم کی چیزوں کی آواز
کہ ان آوازوں سے قوۃ سامعہ خفیف ہو جاتی یا زائل ہو جاتی ہے - اسی واسطے اکثر توپ
چلانے والے یا لوہے کا کام کرنے والے ضعیف السمع ہو جاتے ہیں - اسکا علاج یہہ ہے
کہ کام کرنے کے وقت کانوں کو روئی سے بند کر لیا جاوے - اور بہتر یہہ ہے کہ روئی
روغن زیتون سے تر کی گئی ہو - اسباب غیر واصلہ یا بلا واسطہ میں سے دماغ یا اس کی جھلیوں
کی سوزش ہے - کہ اس سے اکثر بہرہ پن ہو جاتا ہے کیونکہ قوۃ سامعہ کا عصب (پٹھہ)

دماغ کے قریب ہے اور اسکا قوام نرم ہے۔ اسیواسطے جس شخص کی یہہ حالت ہو کہ قہوہ یا اشربہ روحیہ کے استعمال سے اُس کے دماغ میں تحریک شدید پیدا ہو جاتی ہو۔ اس کی قوۃ سامعہ مشوش و پریشان و ضعیف ہو جاتی ہے۔ معتاد خون مثلاً خون حیض یا نفاس یا خون بواسیر کا بند ہو جانا یا اُس خون کا وقت مقررہ پر نہ نکلو انا جسکا وہ عادی تھا مثلاً خون فصد یا حجامت یا کسی زخم کے مادے یا کسی جلدی مرض کا رُک جانا یا پسینہ کا بند ہو جانا یہہ سب ایسے اسباب ہیں جنسے قوۃ سامعہ کے ضعیف ہو جانے یا بہرہ پن پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ انکا علاج یہہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے ان اسباب کو پھر پیدا کرنا چاہیے یا اُس کے معاوضہ میں خون جاری کرنا چاہیے۔ کثرت جماع بھی قوۃ سامعہ کو نہایت ضعیف کرنے والی یا زائل کرنے والی ہے۔ سب سے اعلےٰ قوۃ سامعہ کو تقویت دینے والی چیز موسیقی و راگ کا سننا ہے۔ کیونکہ اکثر مشاہدہ میں آیا ہے۔ کہ اس قسم کے مریض اس تجویز سے شفایاب ہو گئے۔ بلکہ بعض مجنون بھی اس سے شفایاب ہو گئے۔ اور ایسے شخص کے لیے جو رنج و غم و حزن و فکر کے بوجھ کے نیچے دبا ہوا ہو گانا بجانا راگ کا سننا نہایت ہی مفید ہے۔ یہہ سماع و راگ کی خوبی ہے کہ لشکروں کو بہادر بنا دیتا ہے۔ تکان و ماندگی فراموش کر دیتا ہے۔ اور از سر نو دشمن کی لڑائی کے واسطے تیار کر دیتا ہے۔

چھٹا حصّہ اُن اشیاء کے بیان میں جو قوۃ سامعہ کے نقصان پورا کرنیکے لئے مستعمل ہوتی ہیں

اگر بہرہ پن قدرتی و خلقی ہو تو غالباً گنگاپن کی طرح دور نہیں ہوتا۔ اگر عارض ہو تو اُسکا علاج اُس ٹونٹی کے ذریعہ کیا جاتا ہے جو آواز کو جمع کر دیتی ہے اور کان تک پہونچا دیتی ہے اس آلہ کو (قرن سمعی) کہتے ہیں یہ آلہ مختلف دھاتوں کا مثلاً تانبے چاندی سونے وغیرہ سے بنایا جا سکتا ہے اسکا باریک کنارہ کان میں رکھا جاتا ہے۔ اور موٹا کنارہ باہر کی طرف ہوتا ہے جس سے آواز بند ہو جاتی ہے۔ اور بخوبی سُنائی دیتا ہے فاضل کہ یورپ میں ایسے ہمدرد نوع انسان بھی پائے جاتے ہیں جنہوں نے کوشش کر کے ایسے وسائل مہیا کیے ہیں جنسے وہ بہروں و گنگوں کو لکھنا و پڑھنا سکھلاتے ہیں یہاں تک کہ وہ بھی دوسرے لوگوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ نہایت معتبر و مفید کتابیں تصنیف و تالیف کرتے ہیں۔

ساتواں حصہ قوۃ شامہ کے بیان میں

یہہ قوۃ ناک میں رکھی گئی ہے۔ اُن اعصاب کے ذریعہ سے جو نخاعی جھلی میں رکھے گئے ہیں۔ یہہ کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ یہہ قوۃ بعض حیوانات میں بہ نسبت انسان کے زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ اکثر حیوانات کا خوراک حاصل کرنا اس قوت پر موقوف ہے۔ اور بو ناک کی طرف بذریعہ ہوا کے جاتی ہے کیونکہ ہوا ہی بو ان کو اُٹھاتی ہے۔ اور ناک کی طرف پہنچاتی ہے جسقدر ہوا کی گرفت سخت ہوتی ہے اسی قدر بو ناک کو زیادہ پہونچتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ شامہ کم و بیش ہوتی ہے فائدہ یاد رہے کہ قوۃ شامہ و قوۃ ذائقہ میں بڑا بھاری تعلق ہے۔ کیونکہ طعام کی بو کھانے سے پہلے پہونچ جاتی ہے اور خوشبو کا پانا ذائقہ کی لذت کو زیادہ کرتا ہے۔ پس شامہ و ذائقہ میں وہ نسبت ہے جو قوۃ سامعہ و باصرہ میں جسطرح سونگھنے و چکھنے میں تعلق ہے۔ اسیطرح قوۃ شامہ اور اعضاء ہضم میں بھی تعلق و ارتباط ہے۔ اسکی دلیل یہہ ہے کہ بعض اشخاص کو بدبودار چیزوں کے سونگھنے سے قے یا تہوع (جی متلانا) ہو جاتا ہے قوۃ شامہ اعضاء تناسل اور اعصاب میں بھی اثر کرتی ہے۔ کیونکہ خوشبودار چیزوں کے سونگھنے سے جماع کی خواہش اور دل میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض چیزوں کے سونگھنے سے رنج و غم پیدا ہوتا ہے بعض سے نیند یا بیداری یا سر درد پیدا ہو جاتا ہے قوۃ شامہ کو اعضاء تنفس کے ساتھ بھی تعلق ہے۔ یہاں تک کہ یہہ اعضاء تنفس کی ایک جزو ہے۔ اور اسی کے ذریعہ سے پھیپھڑہ میں داخل ہونے والی ہوا کے اوصاف معلوم ہوتے ہیں۔ اگر ہوا جید ہو تو قبول کرتی ہے ردی ہو تو پرہیز کرتی ہے۔ یہہ قوۃ مختلف اشخاص میں مختلف ہوتی ہے بعض میں نہایت ہی کمزور ہوتی ہے۔ بعضوں کو اس سے بڑا حصہ ملا ہوا ہوتا ہے یہانتک کہ نہایت ادنی درجہ کی کیفیت کو معلوم کر لیتا ہے۔ بعض اشخاص میں بالکل مفقود ہوتی ہے۔ بعض حالات میں متغیر و متبدل ہو جاتی ہے جیسے زکام کے وقت بعض چیزوں کی بو قوۃ شامہ میں ایک خاص قسم کی تاثیر پیدا کرتی ہے۔ مثلاً افیون۔ بھنگ۔ دھتورہ بیلاڈونا۔ جوز المقی دبین چل اکہ ان سے نیند پیدا ہوتی ہے۔ اگر ان کی بو تھوڑی و ضعیف ہو۔ اگر زیادہ و قوی ہو۔ تو سر درد پیدا ہوتا ہے۔ کستوری کے سونگھنے سے بعض لوگوں کو سخت سر درد ہو جاتا ہے اور کبھی نکسیر چھوٹ پڑتی ہے۔ روغن تارپین کی بو اول قوۃ شامہ میں اثر کرتی ہے۔ پھر بول کی طرف جاتی ہے وہاں جا کر بنفشہ کی سی بو ہو جاتی ہے کافور کی بو سونگھنے

تناسل کی قوت کو کمزور کرتی ہے - گلاب چنبیلی بنفشہ - گلاب بابونہ - گل ریحان - وغیرہ جید خوشبو دار پھولوں کی بو خطرناک امراض کا باعث ہوتی ہے - بشرطیکہ یہہ چیزیں بند مکان میں ہوں خصوصاً رات کے وقت جبکہ اس مکان میں ضرر رساں بودار چیزیں ہوں مثلاً ہڑتال وغیرہ سمیات بلکہ بعض وقت مار ڈالتی ہیں - یہہ اشیا مذکورہ تیز بو والی اگرچہ بعض وقت ان سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے - مگر بالکل ان کا ترک کرنا درست نہیں - بلکہ بعض اشیا کے سونگھنے سے کوئی حرج نہیں - اور ضرر مذکور افراط و کثرت کی حالت میں ہو سکتا ہے - دھواں - روح نوشادر - روح زعفران - ایتھر کی بو اگرچہ قوی ہے مگر بعض اوقات بعض امراض مثلاً - بیہوشی - اختناق الرحم کے دور کرنے اور قریب المرگ کے زندگی کو تحریک میں لانے کے واسطے ایسی نہایت مفید ہوتی ہیں -

فائدہ - جس شخص کے ناک کی ساخت کامل صحیح نہ ہو اُس میں قوۃ شامہ بھی کامل نہیں ہوتی - جسکی ناک نہ ہو اس کی قوۃ شامہ ہی نہیں ہوتی - اِس واسطے جس کی ناک نہ ہو اُسکو چاہیے کہ مصنوعی ناک چڑھوا لے - تا کہ قوۃ شامہ عود کر آوے کیونکہ ناک فی نفسہ قوۃ نہیں رکھتی - بلکہ اس میں بوئیں جمع ہو جاتی ہیں - ناک محض ایک نالی ہے - جو بو کے اُٹھانے والی ہوا کو اعلےٰ نتھنوں تک پہنچا دیتی ہے - حقیقت میں قوۃ شامہ کا مدار خیاشیم (نتھنوں) پر ہی ہے -

آٹھواں حصّہ قوۃ ذائقہ کے بیانمیں

قوت ذائقہ ایک حس ہے جس سے کھانوں کے مزہ کی تمیز کہ آیا وہ میٹھا ہے یا پھیکا - تلخ ہے یا شیریں جید ہے یا ردی وغیرہ مذوقات کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اس قوۃ کا محل زبان ہے اور زبان اُس پٹھے کی شاخوں سے جو اس کام کے واسطے مہیا گیا ہے ڈھپنی ہوئی ہے اور وہ پٹھا اُس پٹھے کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے جسکو تو امی اثلاثی کہتے ہیں یہہ قوۃ ذائقہ بعض امراض میں ضعیف ہو جاتی ہے - بلکہ بعض میں بالکل مفقود ہو جاتی ہے - جیسا کہ اختلائے ہضم کے امراض حادہ میں مشاہدہ ہوتا ہے - خصوصاً معدہ کے امراض میں - پس اگر کوئی شخص اس مرض میں مبتلا ہو جاوے - تو اُسکو چاہیے کہ تحریک دینے والی یا گرم ادویہ سے علاج نہ کرے کیونکہ اِس سے بجائے فائدہ کے خطر عظیم کا اندیشہ ہے اسکے واسطے اسی قدر کافی ہے کہ بعض ترش اشیا سے علاج کرے اور کامل پرہیز کو ہاتھ سے نہ دے -

نواں حصہ قوۃ لامسہ کے بیان میں

لامسہ وہ قوۃ ہے جس کے ذریعہ سے اُن اشیا، اور جواہر کی جو ہمارے ارد گرد محیط ہیں تمیز ہوتی ہے اسکا محل جلد کی سطح ہے خصوصاً ہاتھ۔ کیونکہ ہاتھ کے ذریعہ سے ہی ہم اجسام کے درجہ حرارت انکی اشکال تو ام حرکت سکون سختی بڑائی ہمواری ناہمواری وغیرہ اوصاف پر حکم لگا سکتے ہیں۔ یہ قوت انسان میں بہ نسبت دیگر حیوانات کے اتم و اکمل ہے۔ اور عورتوں میں بہ نسبت مردوں کے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی قوۃ کے ذریعہ سے قوۃ فکر میں زیادہ بیداری پیدا ہوتی ہے۔ یہی قوۃ اعضاء تناسل کو حرکت میں لاتی ہے۔ مگر جلق و مشت زنی کرنے والے اور قدرت کی پیروی کرنے والے میں فرق عظیم ہے اور وہ یہہ کہ جلق کرنے والے کے ہاتھ کی جلد سخت ہوتی ہے اور قدرتی پیروی کرنے والے کو ایسے چمڑے کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے جو نسبتاً ہاتھ کی جلد سے نرم ہے یہہ قوت سوائے نابینوں کے دوسرے لوگوں میں کامل نہیں ہوتی یہہ لوگ ملموسات کو ایسی خوبی سے ادراک کرتے ہیں کہ آنکھوں والے نظر اور تامل سے بھی نہیں کرتے۔ اور معتدل و مناسب لمس اُس شخص کی ہوتی ہے جسکے ہاتھ کی جلد نرم اور حرارت میں معتدل اور مرطوب ہو اس قوۃ کو ملنے یا سخت رگڑنے سے زائل نکرنا چاہیے۔ کیونکہ اس وقت جلد اجسام غریبہ کے ملنے سے سخت متاثر ہوتی ہے جس سے بعض اوقات خطرات کا اندیشہ ہوتا ہے۔

تیرھویں فصل عقل و حرکات نفسانیہ کے بیان میں

یہہ امر بدیہی ہے کہ دماغ حواس کے وسیلہ سے اشیا کا ادراک کرتا ہے۔ اور ہر ایک قسم کے محسوسات کا اثر اس میں منطبع ہو جاتا ہے۔ اور دماغ ان تاثرات کو مدت انطباع کی کمی و بیشی کے اندازہ سے محفوظ رکھتا ہے اور یہہ قوۃ جسکے ذریعہ سے حفاظت ہوتی ہے قوۃ حافظہ کہلاتی ہے۔ یہی انطباع تمام اعمال و اشغال عقلیہ کی بنیاد ہے۔ مختلف حیوانات میں مختلف عقل ہوتی ہے۔ مگر نوع انسان میں بہ نسبت دیگر انواع حیوانات کے عقل زیادہ ہے اور مردوں میں بہ نسبت عورتوں کے زیادہ ہوتی ہے۔ کہولت کے زمانہ میں بہ نسبت بچپن جوانی۔ اور بڑھاپے کے عقل زیادہ ہوتی ہے۔ جسقدر دماغ بڑا ہوتا ہے۔ اسیقدر عقل زیادہ ہوتی ہے۔ مگر اس حالت میں جبکہ دماغ کی بڑائی کسی مرض کا نتیجہ ہو۔ بعض حکما کا قول ہے کہ بعض اجزاء اس کا ابھرا ہوا ہونا دلالت کرتا

ہے کہ اس میں اشیا محفوظہ کی قابلیت پائی جاتی ہے چنانچہ یہہ کیفیت کھوپری کی ہیئت کی بحث سے
معلوم ہوتی ہے۔ اسی واسطے والدین کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کی تربیت کے لیے انکے
قوی مخصوصہ کا خیال رکھیں۔ اور انکے لیے وہ صنعت و حرفت علم و ہنر اختیار کریں جنکی طرف انکی طبیعت
مائل ہو کیونکہ انسان کبھی ایسے کام میں مصروف ہوجاتا ہے جو اس کی طبیعت کے مناسب ثابت
نہیں ہوتا اس واسطے مناسب ہے کہ پہلے سے ہی علامات کا اندازہ لگا کر بچہ کی تربیت میں کوشش
کیجاوے۔ جب بچہ ایسے کام میں لگایا جاتا ہے جس کی طرف اُسکا دل راغب ہو تو وہ اس میں
دل سے کوشش کرتا ہے۔ اور تھوڑے ہی سے زمانہ میں اُسکو حاصل کرلیتا ہے۔ برخلاف اسکے لت
لگے جب اُسے غیر مرغوب کام کے لیے مجبور کیا جاوے تو اس حالت میں یا تو کچھ سیکھتا ہی نہیں
یا مدت دراز کی محنت شاقہ سے بھی نتیجہ اچھا نہیں حاصل کرسکتا۔ اور امور طبعیہ کا خاصہ ہے کہ جب
کسی ایک عضو کا فعل زیادہ ہوجاتا ہے تو دوسرے عضو کا کام کم ہوجاتا ہے پس جو شخص اشغال
عقلیہ میں زیادہ مصروف رہیگا وہ بہ نسبت اُس کے جو امور جسمانیہ میں مصروف رہتا ہے بیمار رہتا
ہے۔ جو شخص حصول علم میں افراط سے کام لیتا ہے وہ بہ نسبت دوسرے کے مادہ فاسدہ کو زیادہ
قبول کرتا ہے۔ اور اسپر رنج و غم کے آثار زیادہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور وہ سودا و جنون اور
پوشیدہ مادوں کے مخفی رہنے کے لیے زیادہ مستعد ہوتا ہے۔ اور نیند کھجاتی ہے اور اعضاء ہضم
سوزش و التہاب کے لیے تیار رہتے ہیں اعضائے تناسل اور انکی طاقت کمزور ہوجاتی
ہے۔ اسی واسطے جو شخص طالبعلمی میں بہت کوشش کرتا ہے یا تو اُس کی اولاد ہوتی ہی نہیں یا کم
ہوتی ہے اور تمام قویٰ میں سے تکان اور ماندگی کو کم قبول کرنے والی طاقت قوت حافظہ ہے۔ اس
قوت سے بچپن میں بغیر ماندگی کے کام لینا بہت آسان ہے۔ فائدہ سب سے زیادہ تھکانیوالے
کام اشغال عقلیہ ہیں جن میں غور و خوض تامل و فکر کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اسی میں تمام قویٰ عقلیہ کی مساعدت
درکار ہوتی ہے۔ شعر گوئی۔ علوم ادبیہ۔ علم منطق۔ ہندسہ۔ حساب۔ اس قسم کے علوم میں جن کے
حاصل کرنے والے کو تمام قویٰ عقلیہ کا کثرت سے استعمال کرنا پڑتا ہے اسی واسطے وہ لوگ اکثر
امراض دماغی میں مبتلا ہوتے ہیں پس مناسب ہے۔ کہ ان اشغال عقلیہ سے پرہیز کیا
جاوے۔ جو دماغ کو بہت تحریک دیتی ہیں۔ خصوصاً کھانے کے بعد سوچنا نہ چاہیے۔ کیونکہ
اس سے بدہضمی ہوتی ہے۔ چونکہ اشغال عقلیہ اکثر اعضائے جسمانی اعضائے ہضم میں اپنا
اثر ڈالتی ہیں۔ اسواسطے بعض حکماء کی رائے ہے کہ اشغال عقلیہ میں مصروف ہونے کیلئے

سب سے عمدہ وقت صبح کا ہے۔ مگر نفسانی خواہشات اور جذبات طبعی مثلاً عشق غیرت طمع - یہ جسم کی ترکیب کے لحاظ سے پیدا ہوتی ہیں یعنے اگر جسمانی بناوٹ لطیف ہوگی تو اس سے عقل و تمیز وغیرہ امور عقلیہ مفید پیدا ہونگے اور اگر جسم کی بناوٹ کثیف ہوگی تو خواہشات نفسانیہ پیدا ہونگے اور جب یہ خواہشات نفسانی غالب ہوجاتے ہیں تو اُن سے خطرات عظیمہ پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے عشق اور لالچ اور غیرت سے دل کا کام ٹھیر جاتا ہے۔ اور نیند دور ہوجاتی ہے اگر دیر تک یہی حالت رہے۔ تو جنون اور ماندگی کا خوف ہوجاتی ہے۔ حد سے زیادہ خوشی اور غم اور حد سے زیادہ وطن کی محبت اور بخل اور غصہ اور بدلہ لینے کی خواہش یہ اس قسم کی حرکات ہیں جنسے ناگہانی موت کا خطرہ ہوتا ہے۔ البتہ اگر خوشی حد اعتدال کے اندر ہو تو جسم کو نفع دیتی ہے روح کو خوش کرتی ہے۔ اور عقل کو بڑھاتی ہے اعضا کو طاقت دیتی ہے بخلاف اس کے جب افراط کو پہنچ جائے تو جسم کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اور ہضم اور دوران خون کو پریشان کر دیتی ہے اور کبھی بیہوشی کی نوبت پہونچتی ہے اور گاہے ناگہانی موت آموجود ہوتی ہے۔ اور عورتوں اور بوڑھوں کو بنسبت دوسروں کے یہ حالت زیادہ ضرر ہوتی ہیں۔ اور ہمیشہ غمگین رہنا سر درد اور سانس کی تنگی اور بھوک کی کمی اور نیند کی قلت کو پیدا کرتا ہے۔ اگر مدت دراز تک یہ حالت رہے تو ممکن ہے کہ دیوانہ ہوجائے مگر وطن کی محبت اگرچہ اسکی نسبت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے حُبُّ الوطن من الایمان ؛ ترجمہ وطن کی حب ایمان سے ہے۔ لیکن جو حد سے بڑھ جاتی ہے۔ تو امراض کثیرہ کا باعث ہوتی ہے چنانچہ بعض لوگوں میں مشاہدہ ہوا کہ ان کو مالیخولیا ہوگیا۔ اور نہایت دبلے پتلے ہوگئے۔ بلکہ بعض ہلاک ہی ہوجاتے ہیں۔ اسکا علاج یہ ہے۔ اسکو تسلی دیجائے اور وعدہ دیا جائے۔ کہ وہ وطن کو لوٹایا جائے گا۔ اس کی امیدیں پوری کی جائیں گی۔ ان باتوں سے اُسکی تسلی نہ ہو تو پھر اُسکو واپس کرنا واجب ہے۔ ورنہ ہرگز اچھا نہ ہوگا۔ امراض نفسانیہ میں سے حُب النفس یعنے خود پسندی بھی ہے۔ لیکن یہ لوگوں میں مختلف ہوتی ہے۔ اگر متوسط درجہ کی ہو۔ تو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ علوم و فنون میں پیش دستی کا موجب ہوتی ہے۔ لیکن جو حد سے بڑھ جائے تو اُس وقت تکبر اور غرور پیدا ہوجاتا ہے۔ اس عادت کو لوگوں کی تعریف و تعظیم طاقت دیتی ہے۔ مگر وہ لوگ جنکی عقلیں کامل ہوتی ہیں۔ وہ مدح و ذم کی طرف التفات نہیں کرتے۔ لیکن کثرت مدح و تعریف مضر ہوجاتی ہے۔ کیونکہ اس سے ممدوح کے دل میں تکبر پیدا ہوجاتا ہے۔ اور بعض وقت وہ اپنے دل میں کہتا ہے۔ کہ اگر میں اس تعریف کا مستحق نہ ہوتا یا ان سے افضل نہ ہوتا تو اُن سے یہ بات صادر نہ ہوتی۔ اس سے اُس کے دل میں دوسرے لوگوں کی حقارت کا خیال پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اپنے عیوب کا

خیال نہیں رہتا۔ اور چاہتا ہے کہ میری بات کی تصدیق کی جائے۔ اگرچہ جھوٹی ہی ہو۔ پر اس میں اشاعت حق کا مادہ مفقود ہو جاتا ہے خصوصاً یہہ عادت بچوں کے حق میں نہایت ہی مضر ہے۔ کیونکہ اس سے انکا غصہ اور رونا بڑھ جاتا ہے۔ اور ایک ادنی بات۔ سے بھی انکا غصہ بڑھ کر اٹھتا ہے جس سے انکی صحت کو نقصان ہو پہنچتا ہے کثرت مدح اور تعظیم کی عادت جب بڑوں میں تکبر اور غرور کا مادہ پیدا کر دیتی ہے یہاں تک کہ بعض لوگ تھوڑی سی بات کے لیے نہایت بھڑک اٹھتے ہیں۔ کہ جنون تک نوبت پہنچ جاتی ہے تو بچوں کا کیا حال ہوگا۔ اور بخل کی عادت اسواسطے بری ہے۔ کہ اس سے اوصاف حمیدہ مفقود ہو جاتے اور افعال ذمیمہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اسکی حالت یہہ ہو جاتی ہے کہ عادت قبیحہ کو اخلاق جمیلہ خیال کرتا ہے۔

یقضی علی المرء فی ایام محنتہٖ حتی یراحسنا مالیس بالحسن

ترجمہ وہ اپنے ایام زندگی میں یہاں تک پہونچ جاتا ہے کہ قبیح چیز کو بھی حسین خیال کرنے لگ جاتا ہے۔

عشق۔ ہر عشق یہہ سب خواہشات نفسانیہ میں سے قوی اور مضبوط ہے یہہ ممالک گرم میں بہ نسبت ممالک سرد کے زیادہ ہوتا ہے۔ اور موسم بہار میں بہ نسبت دوسرے موسموں کے زیادہ چمکتا ہے۔ اور شہروں میں بہ نسبت گاؤں کے زیادہ ہوتا ہے اور جوانی میں بہ نسبت دوسرے حصے عمر کے زیادہ ہوتا ہے۔ یہہ صحت کے لیے مضر ہے۔ بعض اوقات جنون پیدا کر دیتا ہے اوسکا بڑا علاج تو وصال محبوب ہے اگر ممکن ہو اور حلال ہو۔ اگر بوجہ کسی مانع کے (مثلاً معشوق عالی رتبہ ہو یا شرعاً حرام ہو) یہہ بات ممکن نہ ہو۔ تو پھر کوچ کر جانا اور کہیں دور دراز سفر پہ چلے جانا اور دنیاوی کاروبار میں مشغول ہو جانا مناسب ہے۔

غیرت یہہ ایک نفسانی اثر ہے جو انسان میں اسبات میں دوسرے کے شریک ہو جانے سے پیدا ہوتا ہے جسکو وہ پسند کرتا ہے ممالک گرم میں یہہ حالت زیادہ ہوتی ہے۔ اور جس شخص کی قوت عقلیہ پر یہہ کیفیت غالب ہو جائے وہ دوسروں پر بدظن ہو جاتا ہے۔ اور ہر شخص کو جو اسکے گھر میں آئے یا اسکے اہل کی طرف دیکھے یا اس سے باتیں کرے اگر وہ اس کا باپ یا بیٹا ہو متہم کرتا ہے۔ اور اپنی بیویوں کے حق میں اگرچہ امین ہی ہوں بدظن رہتا ہے اگر یہہ حالت کسی انسان میں بہت مدت رہے تو اس سے جنون پیدا ہو سکتا ہے یہہ کیفیت عورتوں میں بہ نسبت مردوں کے زیادہ ہوتی ہے۔ اور کبھی شیر خوار بچوں کو بھی لاحق ہو جاتی

ہے خصوصاً لڑکیوں کو جس سے انکی صحت بگڑ جاتی ہے۔ بلکہ بعض وقت ہلاک ہو جاتی ہیں کیونکہ آدمی باوجود بچہ ہونے کے اور نفسوں پر غالب ہونیکے اپنی صحت کھو بیٹھتے ہیں تو بچوں کی کیا حالت ہو گی۔ اسواسطے مناسب ہے کہ جہاں تک ہو سکے بچوں کے ساتھ مہربانی سے سلوک کیا جائے اور جس شخص کے بہت بچے ہوں۔ اُنکے درمیان عدل و انصاف کرے اور ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے۔ حدیث میں بھی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اتقوا اللہ واعدلوا بین اولادکم ترجمہ اللہ سے ڈرو اور اولاد کے درمیان عدل اور انصاف کرو۔

غصہ۔ غصہ یہ انفعالات نفسانیہ میں سے نہایت ہی قبیح چیز ہے۔ یہانتک کہ غصہ کرنے والے سے انسانیت دور ہو جاتی ہے اور درندے کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ اور اُس سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہیں جو عقلمندوں کے مناسب حال نہیں ہوتے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ غضب کی حالت میں خون سر کی طرف چڑھ جاتا ہے یہانتک کہ بعض اوقات صاحب غضب ناگہانی مرض سے مر جاتا ہے۔ اور بعض کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ غصے کی حالت میں خون پیٹ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ جس سے اُسکا چہرا زرد جلد سرد اور رنگ فک ہو جاتا ہے۔ اور اس حالت سے مرگی۔ جنون۔ یرقان۔ وغیرہ امراض کثیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ غصہ بعض امراض کو بہ نسبت دوسرے اسباب مرض کے زیادہ بھڑکاتا ہے۔ مثلاً غصہ سے اعضاء ہضم میں سوزش مزمن پیدا ہو جاتی ہے۔ اسواسطے مناسب ہے کہ جو شخص کثیر الغضب ہو۔ اسباب غضب سے پرہیز کرے۔ اور جہاں اُسکے وقوع کا ظن ہو وہاں سے دور ہو جاوے۔ اور اپنی غذا نباتات سے بناوے۔ اور اگر دموی مزاج ہو تو حسب ضرورت فصد کراوے۔ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ اہل عرب خصوصاً مصر کے باشندے بہ نسبت دوسروں کے زیادہ غصے والے ہوتے ہیں۔ تھوڑی بات سے انکے غیض و غضب کی آگ مشتعل ہو جاتی ہے اور چلانے اور گالی گلوچ اور لعن طعن سے اسکو بڑھاتے ہیں۔ یہ فعل شرعاً و عقلاً ناجائز ہے۔ اسواسطے کہ شرع میں غصے کے کھانے کا حکم قرآن اور حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اور عقلاً اس واسطے کہ صحت کے لیے مضر ہے۔ اور جو صحت کے لیے مضر ہے اُسکو ترک کرنا واجب ہوتا ہے۔

بدلہ۔ بدلے کی خواہش ایک نفسانی تاثر ہے۔ جو کینہ اور حقد سے قدرت کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ خواہش شاذ و نادر ہی مفید ہوتی ہے۔ اگرچہ انتقام لینے والا حق پر ہی ہو۔ اکثر اوقات مضر ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُسکا سینہ حقد اور کینہ سے صاف نہیں ہے۔

ایسا شخص ہمیشہ رنج وغم دل تنگی اور عداوت سے بھرا رہتا ہے۔ جبتک غضب اللہ کے لیے نہ ہو۔ عفو سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ کیونکہ حفاظت حقوق الٰہی کے لیے بدلہ لینا واجب ہے نہ اپنی خود غرضی کے لیے۔

خوف۔ جسم میں مضر تاثیر پیدا کرتا ہے کیونکہ اس سے خون کا دورہ زیادہ ہوجاتا ہے۔ جس سے سانس میں تنگی اور حرکت رُک جاتی ہے۔ اور آنکھیں اور مُنہ پھول جاتا ہے کبھی بے ارادہ بول وبراز جاری ہوجاتا ہے۔ جسپر بہت خوف طاری ہوجائے۔ اُسکی عقل دور ہوجاتی ہے زبان گونگی ہوجاتی ہے۔ تدبیر مسلوب ہوجاتی ہے۔ زمین تنگ ہوجاتی ہے۔ نہیں جانتا کہ کیا کرے۔ پھر اُس سے مرگی یرقان وغیرہ امراض عصبیہ کے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ کبھی بڑھاپے کا حملہ ہوجاتا ہے۔ اسواسطے نہایت ضروری ہے کہ بچوں کو بھوت پریت چھلاوہ دیو وغیرہ خوفناک چیزوں سے نہ ڈرایا جاوے۔ کیونکہ اُنسے بعض نقصان مرگی اور قرینہ یرقان وغیرہ امراض کے پیدا ہونیکا خوف ہے۔ بلکہ بچوں کو بہادری اور شجاعت کا عادی بنانا چاہیے۔

چودھویں فصل آواز کے بیان میں

آواز۔ حروف ہجائیہ کے اجتماع سے پیدا ہوتی ہے۔ اور نوع انسانی کے ساتھ مخصوص ہے اُسکا فائدہ کلام کرنا۔ جواب دینا۔ امر ونہی سے خطاب کرنا وغیرہ امور ہیں۔ یہہ سانس کی مدد سے حنجرہ پیدا ہوتی ہے مردوں میں بہ نسبت عورتوں کے اور جوانوں میں بہ نسبت بچوں کے قوی ہوتی ہے۔ بچوں کے والدین یا اُنکے مربیوں کو چاہیے۔ کہ انکو سکھاویں۔ کہ کلام اسطرح کریں کہ نہ بہت اونچی ہو کہ سننے والے کو اذیت پہونچے۔ نہ اتنی پست کہ سننے والا سمجھ نہ سکے۔ اور اورجہاں تک ہوسکے بچوں کی آواز کو لکنت۔ توتلاپن۔ غنغنہ پن وغیرہ عیوب اصوات بچائیں۔ کیونکہ اگر وہ بچپن میں اسکے عادی ہوجائیں گے تو جوانی میں اصلاح مشکل ہوگی۔ جو شخص امراض سینہ میں مبتلا ہو اُسکو اونچی آواز سے نہیں بولنا چاہیے۔ اور نہ ہی۔ بانسلی۔ مرلی۔ بین۔ طبلہ۔ سارنگی۔ ڈھول۔ دف۔ وغیرہ آلات موسیقی کا استعمال کرنا چاہیے۔ جو شخص اونچا بولنے اور زیادہ چلانے کے عادی ہوتے ہیں اُنسے خطرناک امراض پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ جو شخص عیوب اصوات میں سے کسی عیب میں مبتلا ہو اگر وہ آہستہ آہستہ کلام کرنے کی مشق کرے۔ اور مدت طویل جاری رکھے تو ممکن ہے کہ وہ عیب بالکل زائل ہوجائے یا اُس کی نوعیت تبدیل ہوجائے۔ تیز

غذاؤں اور چربدار میووں مثلاً اخروٹ۔ بادام وخرمانی وغیرہ کے استعمال سے بھی آواز کی حالت بدل جاتی ہے۔ اگر دن میں سردی اثر کر جائے تو حلق متاثر ہو کر آواز بیٹھ جاتی ہے۔ اور چونکہ حلق اور اعضائے تناسل میں تعلق ہے۔ اسواسطے اگر کوئی شخص جماع سے فارغ ہو کر اعضائے تناسل کو ٹھنڈے پانی سے دھوئے۔ تو اس سے حلق میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے آواز متغیر ہو جاتی ہے اس کی دلیل خصی کے آواز کا بدلجانا ہے۔

پندرھویں فصل حرکات اور ریاضات کے بیان میں

ہر ایک عضو اپنے بقا کے لیے ایک فعل کو جو اس کے مناسب حال ہو۔ چاہتا ہے۔ اور عضلے حرکت کے اعضا ہیں۔ اور یہہ قاعدہ ہے۔ کہ جسقدر اعضا سے زیادہ کام لیا جائے وہ طاقتور ہو جاتا ہے۔ اس واسطے عضلات کے مضبوط کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ریاضات سے انکو مضبوط کیا جائے قدیم حکما کے نزدیک عضلوں کا مضبوط کرنا نہایت ضروری تھا۔ اسواسطے انہوں نے اسکے لیے بہت سے تدابیر اختراع کی تھیں اور اس زمانہ کے لوگوں نے اس امر کا زیادہ خیال نہیں کیا۔ اس لیے کمزور اور اکثر امراض کے شکار ہوتے ہیں۔ اور بچوں کے لیے ضروری ہے کہ لطیف ریاضات کریں اور عمدہ ہوا کھائیں۔ تاکہ امراض شکم اور دماغ جو کہ حرکت نہ کرنے اور عمدہ ہوا نہ کھانے سے پیدا ہوتے ہیں بچے رہیں اور جوان جوں جوں جوان ہوتے جاویں انکو چاہیے کہ ہمیشہ لکھنے پڑھنے صنعت وحرفت وغیرہ اپنے امور ضروریہ میں اپنا سارا وقت خرچ نہ کریں۔ اور اپنے کام کو ایسی جگہ نہ کریں جہاں کہ ہوا اور روشنی کی قلت ہو بلکہ واجب ہے کہ اپنا کام کاج ایسے مکانات میں کریں۔ جو مرطوب نہ ہوں۔ اور وہاں روشنی اور ہوا کا کافی گذر ہو اور دن کے وقت کچھ حصہ کھیلنے کودنے اور ٹہلنے باغوں کی سیر کرنے میں گذاریں تاکہ بدن طاقتور ہو جائے اور پٹھے مضبوط ہو جائیں اور کھانا آسانی سے ہضم ہو جائے۔ اور سارا دن لکھنے پڑھنے میں صرف نہ کریں۔ کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ مصر میں بچوں کے پڑھانے والے اور منشی لوگوں کی اولاد جو سارا دن لکھائی پڑھائی میں مصروف رہتے ہیں۔ اکثر امراض میں مبتلا رہیں۔ اور میلے بدبودار مکانات میں کھیلنا نہ چاہیے۔ کیونکہ وہاں کی ردی ہوا انکی صحت کو نقصان دیگی۔ پانی میں تیرنا نہایت اچھی ریاضت ہے۔ کیونکہ اس میں تمام عضلے حرکت کرتے ہیں۔ اور یہہ کمزور بچوں اور ان لوگوں کے لیے جو خنازیر میں مبتلا ہوتے ہیں نہایت مناسب ہے۔ کیونکہ جاری اور سرد پانی

نہایت مقوی ہوتا ہے۔ تیرنا انسان کو ساری عمر فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور بعض اوقات ڈوبنے سے بچاتا ہے۔ اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اعلموا اولادکم السباحة فانها تطیل العمر۔ ترجمہ اپنی اولاد کو تیرنا سکھاؤ۔ کہ وہ عمر کو بڑھاتا ہے۔ اور بچے اس کے بچپن ہی سے عادی ہو سکتے ہیں اگرچہ تیرنا نہایت مفید ہے۔ مگر عورتوں کے لیئے مناسب نہیں کیونکہ حیا مانع ہے۔ لیکن اگر استعمال کریں تو مفید ہے۔

گھوڑے کی سواری میں کئی قسم کی حرکتیں اور ریاضتیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک وہ قوۃ پیدا ہوتی ہے جس سے گھوڑے پر چڑھ سکے۔ دوسری وہ قوت جس سے اُس کی پیٹھ پر بیٹھ سکے۔ اور گھوڑے کی سواری کئی قسم کی ہے۔ اور گھوڑ دوڑ ایک ایسی حرکت ہے۔ جو کمزوروں اور مریضوں کے لیئے مناسب نہیں۔ یہ تندرستوں اور طاقتوروں کے مناسب ہے۔ ایسی ہی نیزہ بازی تیر اندازی بھی طاقتور تندرستوں کے واسطے مناسب ہے۔ اگرچہ گھوڑے کی سواری ایک قسم کی ریاضت ہے۔ لیکن حد سے زیادہ نہ چاہیئے۔ اور کھانے سے پیچھے بھی نہ کرنی چاہیئے۔ کشتی کی سواری بھی صحت کے لیئے مفید ہے۔ مگر کشتی کی سواری فی نفسہ مفید نہیں ہے۔ بلکہ اسکی وجہ عمدہ ہوا کا لینا۔ اور پانی اور خلا دیکھنا ہے۔ حاصل کلام ہر قسم کی ریاضت مفید ہے بشرطیکہ معتدل ہو۔ اور کھانا کھانے کے بعد نہ ہو۔

فائدہ بالکل آرام کرنا اور کسی وقت ہاتھ پاؤں نہ ہلانا۔ اور ہر وقت چارپائی پر لیٹے رہنا صحت کے لیئے مضر ہے۔ اسی واسطے تو دیکھتا ہے کہ جو لوگ قلیل الحرکت ہوتے ہیں وہ بہت موٹے ہو جاتے ہیں اور اس سے خطرناک امراض پیدا ہوتے ہیں۔ جنکا علاج سوائے اسکے کہ ہر روز دور دراز مسافت قدموں پر طے کرے کوئی نہیں ہے مگر اتنی بھی نہ ہونی چاہیئے۔ جو تھکا دے کیونکہ اس حالت میں بجائے نفع کے نقصان ہوتا ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ حد سے زیادہ ریاضت کرنے سے نقصان پہنچتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ سائیس جو گھوڑے کے ساتھ ساتھ بھاگے جاتے ہیں باوجود سخت مشقت کرنے کے تندرست رہتے ہیں۔

جواب۔ یہ لوگ بچپن سے ہی عادی ہو جاتے ہیں۔ اُنکے اعضا سخت ہو جاتے ہیں۔ اور جو وہ کے اگر چلنے میں افراط سے کام لیں تو تھک کر عاجز ہو جاتے ہیں۔ اور امراض قلب اور سینہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور بعض جوانی کی حالت میں مرجاتے ہیں۔ اسواسطے ان بیکسوں کے مالکوں کو چاہیئے۔ کہ ان پر مہربانی کریں۔ اور قساوت قلبی سے کام لیں۔

اسکو کیا معلوم ہے۔ کہ بیچارے کا کیا حال ہورہا ہے۔ وہ تو مزے سے قدمباز رہوال گھوڑے پر سوار ہے
اسکی بلا سے جو کسی کی جان پر بن آئے۔ اسکو خیال چاہیے کہ اگر اسکو گھوڑے سے اُترکر سائیس کا جو تھی
حصہ بھی پیدل چلنا پڑے تو اسکو سائیس کی کیفیت معلوم ہو۔ اور پھر اسپر رحم کھائے۔

سوطھویں فصل نیند کے بیان میں

چونکہ انسان سارا دن اپنی ضروریات میں لگا رہتا ہے۔ اور تھک جاتا ہے اس واسطے اللہ نے
اُسکے آرام کے لیے نیند بنائی۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ترجمہ
تمہاری نیند کو آرام بنایا۔ اسکا فائدہ ہے کہ انسان سے جو سارا دن کام کرتے ہو۔ تو قوت کم ہوجاتی ہے۔
اسکا معاوضہ ہوجاتا ہے محنت و مشقت کے بعد نیند بڑے مزے سے آتی ہے۔ اُسوقت حواس
ٹھہر جاتے ہیں ذہن بیکار ہوجاتا ہے۔ آنکھیں بند ہوجاتی ہیں۔ کان بہرے ہوجاتے ہیں۔
اور رات کی نیند دن کی نیند سے اچھی ہے۔ اور اُسکا خلاف مضر ہے۔ اور بے چھت جگہہ میں نہیں
سونا چاہیے۔ کیونکہ تغیرات سماویہ کا شکار بنے گا۔ جو کام کاج رات کے وقت کیے جاتے ہیں۔
سب مضر ہیں۔ لشکروں اور قافلوں کا راتوں رات سفر کرنا اسے قسم ہے۔ کیونکہ اس سے انکو اور انکے
مویشیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ البتہ اگر مسافت قلیل ہو۔ تو رات کو سفر چنداں مضر نہیں۔ جب تھکا
ہوا انسان کامل نیند کے بعد بیدار ہوتا ہے تو اُسکا نتیجہ راحت اور آرام ہوتا ہے۔ اسکی قوت اور ذکاوت
و فطنت تیز ہوجاتی ہے۔ نیند جسقدر راحت اور مدت مناسب کے ساتھ ہوگی اسیقدر مفید ہوگی۔
اور کامل اُسوقت ہوتی ہے جب انسان غم و رنج سے خالی۔ اور ناقص اوسوقت ہوتی ہے۔
کہ جب انسان کسی فکر میں مشغول ہو۔ اس حالت میں سونے والا قسم قسم کے ردّی خواب
اضغاث احلام دیکھتا ہے اور تھوڑے شور سے چونک پڑتا ہے۔ اور معتدل نیند کی مدت
بچوں عورتوں اور ادھیڑوں کے لیے چھ گھنٹے سے آٹھ گھنٹے تک ہے۔ اور جو کمزور ہو۔
اُسکو اس کو اُس سے بھی زیادہ فرصت ہے۔ اور بوڑھوں کی نیند کم ہوجاتی ہے۔ نیند کی حالت
میں سر کو کسی بھاری کپڑے سے نہیں ڈھانپنا چاہیے۔ اور نہ ہی کسی کپڑے سے باندھنا
چاہیے۔ کیونکہ اُس سے دماغ کے ابخرے بند ہوجاتے ہیں۔ اور تنگ کپڑے نہ پہننے۔
اور نیند کے وقت کمر نہیں باندھنی چاہیے۔ بلکہ ایک ہی قمیص کافی ہے یہہ کپڑا خواہ روئی
کا ہو یا السی کا کچھ نقصان دہ نہیں ہوتا۔ بستر نہ بہت سخت ہو اور نہ بہت نرم کیونکہ نرم زیادہ

حرارت کا باعث بنتا ہے۔ جس سے بہت سے بخارات اُٹھتے ہیں اور سخت سے سونے والے کو چین نہیں پڑتا۔ اور سر کسی تکیہ کے ذریعہ سے باقی جسم سے اونچا رہنا چاہیے۔ دو شخص ایک بستر پر نہ سوئیں۔ کیونکہ اس سے زیادہ حرارت پیدا ہوگی۔ اور بعض وقت ایسے امور پیدا ہوتے ہیں جنکا ذکر کرنا مناسب نہیں مثلاً ہوا کا خارج ہونا خصوصاً مرد و عورت کا ایک فرش پر سونا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ ہر دو کے جسم کے لمس سے قوت شہویہ بھڑکے گی جس سے کثرت جماع پیدا ہوکر ضرر کثیر کا باعث ہوگی۔ نیند کی کیفیت انسان کے آرام کے موافق ہونی چاہیے۔ لیکن مناسب ہے کو داہنے پہلو پر سوئے۔ جیسا کہ شرع اپسند کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس قسم کی نیند انبیاء کی نیند ہوتی ہے۔ اور بائیں پہلو پر سونے سے دل کی حرکت کو تکلیف پہونچتی ہے۔ کیونکہ دائیں طرف کا بوجھ پڑ جانے سے دل کے اجزا دب جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بائیں طرف سونے سے یہ نقصان ہے کہ جب ہضم معدہ سے پہلے انسان بائیں طرف سو جاتا ہے۔ تو معدے سے ہضم شدہ مادے کا نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ معدہ ایک قسم کا بوٹا ہے جو چوڑائی میں نم معدہ کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ اور اُسکا مُنہ جگر کی طرف سے دائیں پسلیوں کے نیچے ہے پس جب انسان بائیں طرف سو جاتا ہے تو طعام معدے کے منہ سے نکلتا ہے۔ اور بعض اوقات کابوس اور خوفناک خوابوں کا اور ناگہانی بیداری کا باعث ہوتا ہے۔ اکثر اوقات پیچ پڑتا ہے۔ یہ حالت بچوں میں بہ نسبت دوسروں کے زیادہ ہوتی ہے اور پیٹ کے بل سونا ان انتشار کی حرکت کو جو شکم اور سینہ کے اندر ہیں۔ روک دیتی ہے۔ اور پیٹھ کے بل سونا خراٹوں اور انتشار کا موجب ہوتا ہے۔ کہ ہاتھ پاؤں نصف سکیڑ کر نہ بالکل پھیلا کر سُوئے۔ کیونکہ اس سے خون کا دورہ آسان ہوتا ہے۔ اور اعضاء کو زیادہ راحت ملتی ہے دوسم سرما میں دن کو سونے کی عادت خراب ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سے سر میں بوجھ ثقل اور کسد ذہنی پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کو بہت خوابیں آتی ہیں۔ اُس کے دو سبب ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ دماغ کے اندر ہی اس قسم کی خاص قابلیت ہوتی ہے دوسرا ایسے کاموں میں مصروف رہنا جو غور و فکر کے متعلق ہوں کیونکہ بدیہی بات ہے کہ اکثر اوقات خوابیں انسان کے اُن تفکرات کے مطابق ہوتی ہیں جو بیداری میں کرتا ہے۔ معدہ کی بہتری یا بدہضمی یا دوسرے حالات عصبی اس امر کو تقویت دیتے ہیں۔ اور اُس کی دلیل یہ ہے۔ کہ خالی الذہن۔ فارغ البال کو کسی قسم کا خواب نہیں آتی۔ اور خوابوں کی کیفیت مختلف ہوتی ہے۔ بعض لوگ چپ چاپ خواب دیکھتے جاتے ہیں۔ بعض بکواس

کرتے ہیں۔ یا چلاتے ہیں بعض اسی حالت میں اٹھکر بھاگنے لگتے ہیں۔ اور ایسے کام کرتے ہیں جنپر وہ بیداری کی حالت میں قادر نہ ہوتے۔ اسحالت کو استیقاظ نومی کہتے ہیں مشاہدے میں آیا ہے کہ بعض لوگ جو اس حالت میں گرفتار تھے وہ نیند کی حالت میں دیوار پر چل رہے ہیں جسپر چلنا بیداری کی حالت میں دشوار گذار تھا۔ پس جس شخص کی ایسی حالت ہو اسکو بیدار نہیں کرنا چاہئے مگر اس حالت میں جبکہ وہ اپنے بستر پر ہو۔ یا ایسی حالت میں جس سے خوف نہ ہو۔ کیونکہ اگر وہ جگایا جائے گا۔ اور وہ خطرناک حالت میں ہوگا۔ تو بعض وقت اسکا جگانا مضر ثابت ہوگا۔ اکثر لوگ ایسے خوابوں کو متہم بالشان سمجھتے ہیں۔ اور انکی تعبیر میں کوشش کرتے ہیں۔ اور اس سے اچھا یا برا نتیجہ نکالتے ہیں۔ لیکن یہ بات حقیقت میں درست نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالی نے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کیا۔ اسواسطے عقلمند کو چاہیے۔ کہ جب کوئی خوش خواب دیکھے تو خدا کی تعریف کرے۔ اور بشارت جانے۔ اور جب مکروہ خواب دیکھے تو اپنی دائیں طرف تین دفعہ تھوک دیوے۔ اور یہہ دعا پڑھے۔ اللھم انی اعوذ بک من نومی ھذا ان یضرنی فی دینی او دنیای ترجمہ یا الہی میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔ کہ یہہ خواب مجھ کو میرے دین یا دنیا میں ضرر نہ پہنچاوے اور کسی کو اس سے خبر نہ دیوے۔ تو اللہ اس سے تکلیف کو دور کردیگا۔ کابوس بھی ایک قسم کا خواب ہے جو مخالف صرف اسباب میں ہے کہ کابوس میں تکلیف پہونچتی ہے۔ اور اس کا طریقہ یہہ ہے۔ کہ معدہ کی پری یا سینہ پر دباؤ یا پیٹھ پر سوتے وقت انسان کے بے قاعدہ سونے سے ہوتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ کوئی چیز بڑے جثے والی دیو یا دشمن یا کوئی درندہ اسکے سینہ پر سوار ہے۔ جو اسکو کلام کرنے سے روکتا ہے۔ حالانکہ اسکا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ اور وہ صرف سانس کی تنگی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور سانس کی تنگی اسباب مذکورہ میں سے کسی سبب سے ہوتی ہے۔ اسکا علاج یہہ ہے کہ ہضم طعام کے بعد سوئے اور جسطرح معتدل ہو۔

ستارھویں فصل مزاجوں کے بیان میں اسکے کئی حصے ہیں پہلا حصہ مزاج من حیث المزاج کے بیان میں

وہ اختلافات جو افراد انسانی کے درمیان انکی جسمانی بناوٹ کے لحاظ یا کسی مادے کے غلبہ یا کسی عضو کی خاص حالت کے واسطے مستعد ہونے کے پائے جاتے ہیں۔ انکو مزاج کہتے ہیں۔ اگر دوران

خون کے اعضا دوسرے اعضا پر غلبہ کریں اور اس غلبہ کے سبب سے خون کی کثرت پائی جائے تو اسے مزاج دموی کہتے ہیں۔ اور اگر اعصاب پر غلبہ ہو تو مزاج عصبی کہتے ہیں۔ اور اگر صفراء غالب ہو تو مزاج صفراوی کہتے ہیں۔ اور اگر سودا غالب ہو تو سوداوی کہتے ہیں۔ اگر خون کا دورہ غالب ہو اور ساتھ ہی سانس خالص سریع ہو تو ایسے مزاج کو دوری تنفسی کہتے ہیں۔ کیونکہ دوری کا نتیجہ ایک ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دوران خون ضعف اور قوت میں تنفس کے تابع ہوتا ہے۔ اور اگر عضلات کا غلبہ ہو۔ تو مزاج عضلی کہتے ہیں۔ اور اعضائے تناسل کا غلبہ ہو تو مزاج تناسلی کہتے ہیں۔
ہماری اس تقریر سے قدماء کے کلام کا جو مزاجوں کو چار یعنے صفرا، سودا، خون، بلغم میں تقسیم کرتے ہیں۔ ابطال ہو گیا۔ کیونکہ اُنکے پاس اس دعوی پر سوائے ظن کے کوئی دلیل نہیں ہے۔
فائدہ ان اخلاط اور امزجہ میں سے کسی ایک کے غلبے سے امراض مخصوصہ یا انکی استعداد پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ جب قوت حیات کسی عضو میں حد اعتدال سے زیادہ ہو جاتی ہے تو وہ عضو امراض کا نشانہ بنجاتا ہے۔ اور تعجب ہے کہ عام لوگ ایسے عضو کو ضعیف خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ قوی ہوتا ہے اور جو اس کو مرض لاحق ہوتی ہے۔ وہ اسکی قوت سے ہوتی ہے۔ نہ کہ ضعف سے جیسے کہ عوام الناس خیال کرتے ہیں۔ اسواسطے مناسب ہے کہ اس خیال سے کہ وہ عضو کمزور ہے طاقت والی غذاؤں یا تحریک دینے والی دواؤں کا استعمال نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس سے اور مرض بڑھے گی۔ اور اس سے خطرناک عوارض پیدا ہونگے۔ بلکہ ان حالات میں مناسب یہ ہے کہ ہلکی غذائیں یا لطیف ٹھنڈی دوائیں۔ مثل نباتات اور ترش شربتوں کے استعمال میں لائیں۔ چونکہ مزاجوں کا اختلاف جسمانی بناوٹ میں اثر ڈالتا ہے۔ جس سے افراد انسان کے اوصاف و شہوات اور خواہشات مختلف ہو جاتے۔ اسواسطے مناسب ہے۔ کہ ہم ہر ایک مزاج اسکی کیفیت تاثیر اور اسکے اوصاف و خواہشات کو الگ الگ بیان کریں۔ تاکہ فائدہ ظاہر ہو۔ اور ہمارا دعوی بے دلیل نہ رہے اور اللہ ہادی ہے۔

دوسرا حصہ مزاج دموی کے بیان میں

حبشیوں اور سوڈانیوں کے علاوہ جس شخص پر یہ مزاج غالب ہو اسکا رنگ سرخ جلد قوی ہوتی ہے سینہ فراخ۔ تیز فہم۔ ہوتا ہے۔ مگر ساتھ ہی زود رنج۔ مغلوب الغضب۔ سریع العشق۔ تیز المزاج اور امراض [illegible] مستعد رہتا ہے۔ امراض دموی کا دورہ منتظم ہوتا ہے۔ انکی مدت

کم ہوتی ہے مراکثر اکجاد بخر ہوتا ہے۔ اور سوڈانیوں اور حبشیوں میں دموی مزاج والے کی علامت آنکھوں کا سُرخ ہونا۔ اور جلد کی کھجاوٹ اور باقی اعصاب وہی ہوتی ہیں جو دوسروں میں ہوتے ہیں ایسی مزاج والے کے لیے مناسب ہے کہ زیادہ کھانے پینے سے پرہیز کرے خصوصاً ایسے کھانے پینے سے جو قوت تحریک میں زیادہ ہو۔ جیسے گوشت شراب وغیرہ اور کثرت جماع اور بیداری سے بھی پرہیز کرے۔ کیونکہ ان سے امراض خطرناک کا اندیشہ ہے۔ اور زیادہ خوشی اور سخت رنج اور بہت غصے اور اُن اشیاء سے جن سے دوران خون میں تغیر واقع ہوتا ہے۔ پرہیز کرے۔ چونکہ امراض مذکورہ ایسے مزاج والے پر غالب ہوتی ہیں۔ اسواسطے مناسب ہے کہ انکے وقوع سے پہلے لطیف غذاؤں اور ملین شربتوں سے تدارک کرتا رہے۔ اور اگر کسی مرض میں مبتلا ہو جائے تو فصد عام یا جونکوں۔ یا حجامت یا نیم گرم پانی سے نہانے کے ساتھ علاج کرے۔ اور نیم گرم پانی سے نہانے کا طریقہ یہہ ہے۔ کہ پانی حوض میں ڈالکر اہل یورپ کی طرح مریض اس میں غوطے لگا دے۔

تیسرا حصہ مزاج عصبی کے بیان میں

اس مزاج والے کا سر بڑا کھوپری بڑی۔ اکثر اوقات امور عقلیہ میں مصروف رہتا ہے۔ اور تیز فہم اور ذکی ہوتا ہے۔ مصر والے اسکو عطاردی کہتے ہیں اکثر حالات میں اس مزاج والا لمبا پتلا ہوتا ہے۔ اور بعض حالات میں خشک اور اُسکے عضلے اُبھرے ہوئے۔ اور باریک ہوتے ہیں۔ اور اُسکا چمڑا قلیل اللون اور کثیر الاحساس ہوتا ہے۔ چونکہ ایسا شخص اکثر امراض دماغی کی قابلیت زیادہ رکھتا ہے۔ اسلیئے اسکے فرائض میں آسانی سے رُکاوٹ آجاتی ہے اور اشکال جمیلہ وصور حسنہ کا بڑا مشتاق ہوتا ہے۔ خفیف النوم ہوتا ہے۔ اور پریشان اور پراگندہ خوابیں اُسکی نیند میں خلل ڈالتی ہیں۔ اور اُسکے دل اور شرائیں کی ضربات ضعیف و کمزور ہوتی ہیں۔ یہہ مزاج نحیف عورتوں میں غالب ہوتی ہے۔ اس مزاج کی اصلاح کا بڑا ذریعہ عضلات کا متحرک کرنا ہے۔ کیونکہ جب عضلے قوی ہوجاتے ہیں تو اعصاب کے افعال سے مقابلہ کرتے ہیں۔ بلکہ بعض وقت ان سے قوت میں زیادہ ہوجاتے ہیں۔ اور یہہ بات پیدل چلنے یا گھوڑی کی سواری یا ایسے کام سے جو جسم کو تھکا دے حاصل ہوتی ہے۔ اس مزاج والے کا فصد لینا اور خون نکالنا۔ خواہ طبعی ہو یا صناعی ہو۔ اُسکی صحت کے لیے مضر ہے۔ لطیف ہو۔ اور قہوہ اور چائے وغیرہ خوشبودار اور محرک اشیاء سے پرہیز کرے ٹھنڈے پانی سے نہانا۔ اوس کے واسطے

مفید پڑتا ہے۔

چوتھا حصہ مزاج لین فاوی یعنی بلغمی کے بیان میں

اس مزاج والے کا جسم پھولا ہوا۔ رنگ پھیکا ہونٹ موٹے اور موٹا جسم بھدا دل اور ڈھیلا ہوتا ہے۔ اور تھوڑی سی حرکت سے تھک جاتا ہے۔ اور بھوک کم لگتی ہے۔ تھوڑا کھاتا ہے۔ ہضم دیر سے ہوتا ہے۔ نبض سست ہوتی ہے۔ بہت سوتا ہے۔ حرکت میں سست اور دوسرے لوگوں کی طرح جماع سے لذت نہیں اُٹھاتا۔ جس شخص کی یہ حالت ہو اُسکو بھنے ہوئے گوشت قہوہ۔ چائے وغیرہ محرک اغذیہ اور اشربہ روجبہ استعمال کرنے چاہئیں۔ اور حسب حال ریاضت کرنی چاہیے۔ اور نیند کو کم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور حمام میں بٹھانا چاہیے۔ اور جو چیزیں اس مزاج کو بڑھانے والی ہیں (مثلاً ریاضت نہ کرنا۔ پست مکانوں میں رہنا۔ اور بہت غذائیں کھانا) اُن سے پرہیز کرے۔ اور اُس کے اوصاف میں ایک بات یہ بھی ہے کہ قلیل الاحساس ہوتا ہے۔ اور اسکے امراض میں التہاب نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کے لیے خون کا نکلوانا مضر ہوتا ہے۔

پانچواں حصہ مزاج صفراوی کے بیان میں

یہ مزاج دوسرے مزاجوں پر جگر کے بڑے ہو جانے اور اُسکی صفرا کو زیادہ خارج سے پیدا غالب نہیں ہوتی ہے۔ اس مزاج والا زرد رنگ سیاہ بال تو انکھوں والا ہوتا ہے۔ نبض متواتر اور سخت ہوتی ہے۔ ہر قسم کے اشغال کی طرف اسکی طبیعت مائل ہوتی ہے۔ اور ایک قسم کی جنون کے لیے (جسکو انگریزی میں ہولونا نیا اور یونانی میں مانیا کہتے ہیں) مستعد رہتی ہے۔ حب تفخر اور غصہ اور حب انتقام اس میں غالب رہتی ہے۔ نیز امراض جگر اور اعضائے ہضم کی استعداد رکھتا ہے یہ مرض مزمن ہو کر سوداریا مالیخولیا کی طرف مستمیل ہو جاتی ہے ایسے شخص کے لیے ترش اور لیس دار اشیا کا کھانا اور اسی قسم کے اشربہ کا پینا اور سفید گوشت اور سبزی ترکاری کا کھانا مناسب ہے۔ اور جب کسی مرض میں مبتلا ہو جائے تو کامل پرہیز اور ترش دوائیوں سے علاج کرنا چاہیے۔ اور مقعد یا جگر یا معدے پر جونکیں لگانی چاہئیں۔ اور اگر اعضائے ہضم سلامت ہوں تو قے کرنا اور ٹھنڈے پانی میں بہت دیر بٹھانا مفید ہوتا ہے اور اگر ہولونا نیا یا مالیخولیا میں گرفتار ہو جائے تو اسکا علاج تسلی لہو لعب اور وصل محبوب یا دوسرے ملک کا سفر یعنے تبدیلی آب

دہوا ہے۔

چھٹا حصہ مزاج دوری اور تغفنی کے بیان میں

اس مزاج والے کی نبض عریض ممتلی ہوتی ہے۔ اسکا سانس خالص اور خون سے بھرا ہوا۔ اور اسکا جسم اُن عوارضات کے لیے جس کے واسطے دموی مزاج والا مستعد رہتا ہے۔ تیار رہتا ہے۔ اسکا علاج دموی مزاج کے مطابق کرنا چاہیے۔

ساتواں حصہ مزاج عضلی کے بیان میں

اس مزاج والا قوی ہیکل مضبوط بدن سخت عضلوں والا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اُن کے عضلے چمڑے کے نیچے اُڑے ہوئے اور باہر نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور ایسا شخص قد اور موٹائی میں میانہ ہوتا ہے۔ اور اُس کے سر کا حجم بھی متوسط ہوتا ہے۔ اسکو کشتی۔ ڈنڈ ..... مگدر پھرانا۔ گتکے بازی کرنا وغیرہ اشغال جسمانی کا بڑا شوق ہوتا ہے۔ اور اشغال عقلی کی طرف رغبت نہیں ہوتی اور قلیل الاحساس قوی الہضم ہوتا ہے۔ جب کسی مرض میں مبتلا ہو جائے تو اس کا علاج مزاج دموی کے مطابق کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہہ مزاج بھی مزاج دموی کی ایک قسم ہے۔

آٹھواں حصہ مزاج تناسلی کے بیان میں

اس مزاج والے کے اعضا تناسل عظیم وحجم دار ہوتے۔ آواز کڑی ہوتی ہے۔ جسم اور ڈاڑھی کے بال بہت ہوتے ہیں۔ کثرت جماع کی طرف مائل ہوتا ہے۔ جس سے وہ نحیف ہو جاتا ہے ایسے شخص کے لیے جماع کی قلت اور معتدل ریاضت اور تحریک دینے والے کھانے پینے سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ اور بہت مدت بستر پر نہ لیٹا رہے۔ اور نہ ایسی چیزوں میں مشغول ہو۔ جو اعضا تناسل کو بھڑکانے والی ہوں۔ مثلاً خوبصورت تصویروں کو دیکھنا اور لہو ولعب کرنا۔ اور عشقیہ کتابوں کا پڑہنا۔ یہہ مزاجیں جو اوپر بیان ہوئی ہیں امزجہ مفردہ کہلاتی ہیں اور اس قسم کی دو یا زیادہ مزاجوں کے ملنے سے ایک اور مزاج پیدا ہوتی ہے۔ جسکو مزاج مرکب کہتے ہیں۔ یہہ مزاجیں مزاج اصلیہ کے ساتھ امراض و استعداد میں مشترک

ہوتی ہیں۔ مگر درجہ میں کسی قدر ضعیف ہوتی ہیں۔

اٹھارھویں فصل اسباب صحت کے بیان میں

زندگی کے مدارج سات ہیں پہلا شیرخواری کا زمانہ دوسرا دودھ چھوڑنے کا زمانہ تیسرا لڑکپن کا زمانہ چوتھا نوجوانی پانچواں پوری جوانی چھیواں ادھیڑ ساتواں بڑھاپا۔ مگر ہم بیان اختصار کے واسطے بلوغت کے زمانے سے پہلے زمانے کو طفولیت سے تعبیر کریں گے۔ اور اس فصل کو پانچ حصوں میں منقسم کریں گے۔

پہلا حصہ طفولیت کے بیان میں۔

اس کے ضمن میں آٹھ شاخیں ہیں پہلی شاخ طفولیت اولی کے بیان میں اس شاخ میں رضاع (شیرخواری) فطام (دودھ چھوڑنا) درجہ (لڑکپن) اور تمیز کا زمانہ شامل ہے۔ اور یہ غالباً سال تک ہوتا ہے۔ پھر شیرخواری کے دو قسم ہیں۔ رضاعت طبعی و رضاعت غیر طبعی رضاعت طبعی یہ ہے۔ کہ ماں یا ماں کے دودھ سے ہو۔ اور غیر طبعی یہہ ہے کہ کسی حیوان کے دودھ سے ہو۔ اچھی رضاعت بچے کے حق میں ماں کا دودھ ہے۔ نیز اس قسم کی رضاعت ماں کے حق میں بھی مفید ہے۔ کیونکہ اس سے وہ امراض جو ولادت کے بعد پیدا ہو سکتی ہیں رک جاتی ہیں اور ماں بچے پر مہربانی کرنے کے سبب اکثر امراض سے بچی رہتی ہے۔ اور پہلا دودھ جسکو بہلی کہتے ہیں نکلجاتا ہے۔ اور یہہ دودھ بچے میں مسہل کی تاثیر پیدا کر سکتا ہے۔ جس سے بچے کے پیٹ سے مادہ سوداویہ جسکو مصر میں حلقمہ کہتے ہیں اور جو ہضم کی نالیوں میں جمع ہوتا ہے۔ نکلجاتا ہے۔ پھر اس دودھ میں وہ اوصاف جو بچے کی عمدہ غذا کے لیے ضروری ہیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ جس سے بچہ قوت حاصل کرتا ہے۔ نشوونما پاتا ہے۔ اور تمام امراض سے صحیح سالم رہتا ہے۔ چونکہ ماں کی محبت بچے پر زیادہ ہوتی ہے۔ اسواسطے اسکی محبت بچے کی نیند کی کیفیت اور اسکی تک کو بڑھاتی ہے۔ اور آسمانی تغیرات سے بچاتی ہے۔ لیکن کبھی ماں کا دودھ غذا کے قابل نہیں ہوتا۔ یا تو ماں کے جسم کی کمزوری کے سبب سے کہ اسکو پستانوں میں اتنا دودھ جو بچے کے لیے کافی ہوسکے پیدا نہیں ہوتا۔ اور اس حالت میں وہ خود تقویت کی محتاج ہوتی ہے۔ اسواسطے ایسی حالت میں ماں کا دودھ بچے کے لیے مفید

نہ ہوگا۔ ایسی حالت میں اگر دودھ پلایا جاوے گا تو بچے کا خناز یراور حدبہ یعنی کبڑا پن وغیرہ امراض یعنی فاویہ میں مبتلا ہونے کا احتمال ہوگا۔ یا ماں سینے کی مرض مثلاً سل میں مبتلا ہو اس وقت بھی اُسکا دودھ پلانے کے قابل نہیں ہوتا۔ یا وہ حاملہ ہوجاوے یا شیرخواری کی مدت میں حیض آنے لگے۔ کیونکہ ان حالتوں میں۔ دودھ کی خاصیت بدل جاتی ہے۔ اور بچے کی غذائیت کے قابل نہیں رہتا۔ یا ماں کے جسمانی کاموں میں مصروف ہونے سے جس سے اسکو پسینہ آجاوے اور اسکا دودھ گرم ہوجاوے اس حالت میں بھی دودھ ٹھیک نہیں رہتا۔ کیونکہ اُس سے تشنج یا کسی عصبی مرض کے پیدا ہونیکا خطرہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی اگر عورت غمگین یا غصے والی یا زود رنج ہو تو بھی اُسکا دودھ صالح نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ امور دودھ کو خراب کردیتے ہیں اگر یہ مانع نہ پائے جائیں تو سب سے بہتر ماں کا دودھ ہے۔ اور اگر کوئی مانع پایا جاوے یا ماں کی عادت ہی دودھ پلانے کی نہ ہو تو مناسب ہے کہ کوئی دودھ پلانے والی رکھی جاوے۔ دودھ پلانے والی ایسی ہو جسکا دودھ عمدہ ہو۔ اور اُن عیب سے جو شیر دہندگی کے قابل نہیں ہوتے پاک ہو۔ اور اسکی عمر پندرہ اور پچیس سال کے اندر ہو۔ اور جسم مضبوط رکھتی ہو اور اسکا دودھ مدت کے لحاظ سے بچے کی ماں کے دودھ کے قریب ہو اور کسی بیماری مثلاً۔ خارش۔ درد۔ جذام۔ داء الفیل وغیرہ میں مبتلا نہ ہو۔ اور اُس کے منہ یا پستان یا فرج بلکہ تمام بدن میں کوئی زخم نہ ہو۔ کیونکہ یہ امراض بچے کی طرف جلدی منتقل ہوجاتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں۔ اور اگر ہلاکت کا باعث نہ ہوں تو ساری عمر تکلیف کا باعث رہتی ہیں۔ اگر ایسی انّاں دودھ پلانے والی نہ مل سکے تو رضاعت صناعیہ سے کام لینا چاہیے۔ یعنی کسی ایسے حیوان کا دودھ پلانا چاہیے۔ جو جننے میں عورتوں کی مدت کے مساوی ہو۔ اور اُسکا دودھ بھی بچے کی ماں کے دودھ کی مانند کر یا جاوے۔ اور حیوان تندرست توی ہیکل ہونا چاہیے۔ سرخ گدھی کا دودھ بہ نسبت دوسرے حیوانوں کے عورتوں کے دودھ کے بہت مشابہ ہے۔ اگر نہ مل سکے تو اُسکے عوض میں گائے یا بکری یا بھیڑ کا دودھ استعمال کرنا چاہیے۔ اور بچے کو حیوان کے پستانوں سے بلا واسطہ دودھ پلانا چاہیے۔ کہ یہ طریقہ سب سے اچھا ہے۔ کیونکہ دودھ اس حالت میں اپنے تمام اوصاف پر حاوی ہوتا ہے بخلاف دوسری حالتوں کے کہ اسوقت بیرونی ہوا کے ملجانے سے اسکے بعض خواص مفقود ہوجاتے ہیں۔ اور اسکی عمدگی میں فرق آجاتا ہے۔ اور وہ حیوان جسکا دودھ

پلایا جائے اسکی غذا نہایت اچھی ہونی چاہیئے اور اسے ایسی جگہ میں باندھنا چاہیے جسکی ہوا پاک وصاف ہو اور سرسبز و شاداب چراگاہ میں چھوڑا جایا کرے۔

دوسری شاخ کیفیت رضاع اور دودھ کے اوصاف کے بیان میں

جب بچہ پیدا ہو جائے تو پانچ یا چھ گھنٹے کے بعد اسکو دودھ دینا چاہیئے۔ اور اس مدت میں شکر یا شہد سے میٹھا پانی کرکے پلایا جائے۔ اور شیر خواری کے ابتدا میں شیر خواری کا انتظام یعنے باقاعدہ دودھ پلانا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ بچہ ایک دن بلکہ گھڑی میں کئی دفعہ دودھ پیتا ہے۔ لیکن ہر دفعہ اسکا دودھ پینا تھوڑا ہوتا ہے۔ چند ہفتوں کے بعد اوقات معینہ میں دودھ پلانے کا عادی بنانا چاہیے۔ یعنی ماں یا دودھ پلانے والی چار دفعہ دن میں اور دو دفعہ رات میں دودھ پلایا کرے۔ اور یہہ دودھ پلانا دودھ پلانے والی کے کھانا کھانے سے پہلے یا اسکے چند ساعت بعد ہونا چاہیے۔ اور جو عورتیں یہ عذر پیش کرتی ہیں۔ کہ ہمارا دودھ بہت ہوتا ہے اوقات معینہ کا بچے کو کیونکر عادی بناویں اُنکے اس قول کی پروا نہ کی جائے اور انکو سمجھایا جائے۔ کہ اس طریقہ سے یہہ فائدے ہیں۔ ہمکو چاہیے کہ وہ طریقہ اختیار کریں جو احسن اور زیادہ مفید ہو چونکہ یہہ طریقہ بلاد یورپ میں مستعمل ہے۔ اور وہاں کی عورتیں اس سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اسواسطے ہمنے اپنے ملک کی عورتوں کے بچوں پر رحم کھاکر انہیں نصیحت کی ہے۔ اگر وہ انکار کریں گے اور اسکی مخالفت کرینگی تو خدا کے سامنے گنہگار اور جوابدہ ہونگی۔ اگر وہ ہماری بات کی تحقیق کرنا چاہیں۔ اور نفع نقصان میں امتیاز کرنا چاہیں تو انکو چاہیے کہ بچپن ہی اپنے بچوں کو اسکا عادی بنائیں۔ جب اسکا عادی بنائیں گی۔ تو اسکا نفع انکو معلوم ہو جائے گا کہ وہ دیکھیں گی اُنکی اولاد تمام امراض سے بچ گئی ہے۔ کہ اگر وہ یہ تدبیر نہ کرتیں تو انکے بچے مصائب میں گرفتار ہوتے۔ اور یہ بات معلوم ہوتی ہے اس عورت کے مقابلے سے جسنے اپنے بچے کو ہمارے حکم کے مطابق دودھ پلایا ہو اور اس عورت کے مقابلے سے جس نے اسکے برخلاف کیا ہو۔ اور یہہ طریقہ کہ بچہ جب ہلے یا روئے جھٹ دودھ پلا دینا اُسکا نقصان یہہ ہے۔ کہ اسکا معدہ بھر جاتا ہے۔ جس سے ہضم کامل نہیں ہوتا جسکا نتیجہ قے ہوتا ہے جس سے امراض رو بہ پیدا ہوتے ہیں اگر معدہ کا امتلاء نہ ہوتا۔ تو یہہ مصیبتیں نہ پہونچتیں۔ اور سب سے ردی مرض جو کہ اس حالت سے لاحق ہوتی ہے بچے کا سوکھ جانا یا اسہال لگ جانا ہے جن سے اکثر اوقات بچے ہلاک ہو جاتے

رہیں جب ماں کے پستانوں سے دودھ بہ رہا ہو۔ اُسوقت میں بچے کو دودھ نہ پلانا چاہیے۔ کیونکہ اُس دودھ میں غذا جید بننے کی صلاحیت نہیں ہوتی چاہیے کہ کچھ مدت دودھ پستانوں میں ٹھیرا رہے تاکہ غذا ر جید بنجائے۔ اور جب بچہ چھ یا پانچ ماہ کا ہو جائے تو اسکو لطیف غذا دینی چاہیے خصوصاً جب ماں یا دایہ کا دودھ کم ہو جائے اور یہ غذا باریک چاولوں سے جو پانی یا دودھ میں جوش دئیے ہوں ہونی چاہیے یا روٹی کا حریرہ ہونا چاہیے۔ اسطرح پر کہ روٹی لے کر اُسکا گودا نکالا جائے اور پھر دوبارہ اگر بریانی ڈالکر حلوا بنایا جائے۔ تاکہ اُسکا ہضم کرنا آسان ہو جائے اور بچہ تکلیف نہ اٹھائے کیونکہ اُسکا معدہ لطیف اور رقیق ہوتا ہے یا وہ حریرہ جو مٹر کے آٹے سے بنایا جائے مگر یہ غذا رضاعت کے بدلے میں ہونی چاہیے۔ اگر بچہ چھ دفعہ دودھ پینے کا عادی ہو تو دو دفعہ اُسکو غذا دیجائے۔ تب اسکو چار دفعہ دودھ دینا چاہیے۔ اور ہر کھانے اور دودھ دینے کے درمیان اتنا ہی وقت ہونا چاہیے۔ جتنا دو دودھوں کے درمیان ہوتا ہے۔ ان قواعد کی پابندی نہ کرنے سے اکثر بچے مختلف امراض سے مرجاتے ہیں۔

تیسری شاخ دودھ چھوڑانے کے بیان میں

جب بچے کا معدہ سخت غذاؤں کے ہضم کرنے کے قابل ہو جائے اُسوقت دودھ چھوڑانا واجب ہو جاتا ہے اور یہ دو سال کامل کے بعد جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ **ترجمہ** عورتیں اپنی اولاد کو دو کامل سال دودھ پلائیں جو شخص رضاعت کی مدت پوری کرنی چاہتا ہو) ہوتا ہے۔ مگر بعید از سعد کے جھٹ پٹ دودھ نہیں چھڑانا چاہیے۔ بلکہ دودھ چھڑانے سے پہلے شیر خواری کے اوقات کو کم کرنا چاہیے۔ اور جسقدر کم ہوتے جائیں اُسکے عوض میں غذا دیجائے یہاں تک کہ رضاعت کے اوقات فناہ ہو جائیں اور بچہ اس سے متاثر نہ ہو۔ کم کرنے کی کیفیت یہہ ہے کہ ایک دن میں یا دو دن میں ایک دفعہ کم کیا جائے پھر آہستہ آہستہ ایک دن میں تین دفعہ یا دو دفعہ کم کیا جائے یہاں تک کہ بچے کو خیال بھول جائے اور اسبات کا بڑا خیال رہے کہ بچے کو قبض یا بول کی کمی نہ ہونے پائے اگر ان میں سے کوئی بات ہو جائے تو کوئی مسہل خفیف یا مدر لطیف استعمال کرنا چاہیے۔ مثلاً شہد یا شکر کا پانی۔ کہ اکثر اوقات یہی کفایت کرے گا۔

چوتھی شاخ بچوں کے غسل دینے کے بیان میں

عام عورتوں کا اعتقاد ہے کہ بچوں کو غسل دینا یا نہلانا مضر ہوتا ہے خصوصاً جبکہ اُسکا باپ مرض آتشک میں مبتلا ہو اور کہتے ہیں۔ کہ اُسکا باپ جب بیمار تھا۔ تو وہ سال کے بعد نہایا کرتا تھا۔ اس واسطے وہ عورتیں اپنی اولاد کو بلا غسل و صفائی کے چھوڑ دیتی ہیں یہانتک کہ بچے پر میل کی تہیں چڑھ جاتی ہیں جس سے مسام بند ہو کر پسینہ وغیرہ بخارات کا نکلنا رک جاتا ہے۔ پھر مکھیاں اسپر گرتی ہیں۔ اور اسکو دکھ دیتی ہیں۔ اور اُس سے جلد میں جوئیں وغیرہ موذی جانور پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور مسامات کے بند ہو جانے سے بخارات اور پسینہ رک جاتا ہے جس سے خارش درد گنج وغیرہ امراض جلد یہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے انکی اولاد کمزور و دُبلی ہوتی ہے۔ اور سب سے بُری عادت عورتوں کی یہہ ہے۔ کہ اگر بچے کی آنکھیں آجاتیں تو انکو نہیں دھوتیں۔ اور اُن سے میل کچیل نہیں دور کرتیں۔ وہ میل جمع ہو کر بعض خشک ہو جاتی ہے۔ اور بعض تر جس سے بچہ آنکھیں بند کرنے پر قادر نہیں ہوتا کیونکہ خشک حصہ آنکھوں کو چبتا ہے۔ اور اس غفلت سے آنکھوں کی پلکوں کے مسام بند ہو کر زخمی ہو جاتے ہیں اور اس سے رمد زیادہ پڑ جاتی ہے بلکہ بعض اوقات اسکا نتیجہ اندھاپن ہوتا ہے۔ عورتوں کو چاہیے۔ کہ اس قسم کے خیالات فاسدہ دور کر دیں اور بچوں کو دن میں کئی دفعہ غسل دیا کریں۔ یعنے ہر روز اُنکے منہ ہاتھ پاؤں اگلا حصہ و پچھلا حصہ دھویا کریں۔ اور سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی اور گرمی کے موسم میں گرم پانی سے پرہیز کریں اسطرح سے انکی جلد صاف رہتی ہے۔ اور اُنکے اجسام قوی رہتے ہیں۔ اور نہلانے کی مدت دس پندرہ منٹ سے زاید نہیں ہونی چاہیے اور اس کے بعد اُس کے بدن کو تولیہ سے صاف کر دینا چاہیے۔

پانچویں شاخ بچوں کے ملنے اور اُنکی نیند کے بیان میں

بچے کے جسم کو ملنے سے اس کو بڑی راحت ملتی ہے۔ کیونکہ اس سے جسم میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اور جلد کے افعال میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ پس ہر روز بچے کے جسم کو ہاتھ سے ملنا چاہیے۔ اور نیند مطلقاً جسم کے لیے راحت ہے۔ مگر بچوں کے لیے زیادہ ضروری امر ہے خصوصاً نوزائیدہ بچے کے لیے۔ اور جوں جوں بچہ بڑا ہوتا جاتا ہے نیند کم

ہوتی جاتی ہے۔ مگر نیند بھی کھانے پینے کی طرح باقاعدہ ہونی چاہیئے۔ بچے کو دن کے وقت زیادہ سونے سے روکنا چاہیئے۔ تاکہ رات کو زیادہ سووے۔ کہ اس میں ماں یا دایہ یا بچے کے لیے فائدہ ہے۔ کیونکہ ماں کا دودھ زیادہ بیداری سے گندہ نہیں ہوگا۔ اور یہہ بات عادت ڈالنے سے پیدا ہوسکتی ہے۔ جب بچپن میں کوئی عادت ڈالی جائے تو وہ طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے پھر اس سے جدائی مشکل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ بوڑھا ہو جائے۔ اور یہہ عادت جو عورتیں بچے کو جھولی میں ڈالدیتی ہیں۔ نہایت ردی ہے۔ کیونکہ حرکت سے زیادہ نیند پیدا ہوتی ہے۔ اور نیند کی زیادتی بدن کو کمزور اور نحیف کرتی ہے۔ اس واسطے بچے تشنج مرگی کزاز وغیرہ امراض دماغیہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جسکو اس کلام میں شک ہو وہ جھولا میں پڑ کر دیکھلے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ جبکہ بڑا آدمی خواہ جوان ہو یا ادھیڑ۔ اس سے تھک جاتا ہے۔ تو چھوٹا بچہ ضعیف القویٰ کا کیا حال ہوگا۔ اسی واسطے اہل یورپ نے جھولا چھوڑ دیا ہے۔

چھٹی شاخ بچوں کے لباس اور اُنکے بستر کے بیان میں

اس بارے میں لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے عادتیں بھی مختلف ہیں بعض تو بچے کو کپڑے پہناتے ہیں۔ اور پھر انکو معمولی طور پر لپیٹ کر چھوڑتے ہیں۔ یہہ عادت مصر والونکی ہے۔ اور بعض ایک کپڑے میں لپیٹ دیتے ہیں۔ اور چھوڑ دیتے ہیں۔ یہہ عادت کسانوں کی ہے اور بعض بچے کے دونوں ہاتھ پھیلا دیتے ہیں اور پھر ایک لمبا کپڑا اُسکے دونوں کندہوں سے دونوں ٹخنوں تک باندھ دیتے ہیں۔ یہ ترکوں رومیوں اور شامیوں کی عادت ہے۔ مگر یہہ سب عادتیں قبیح ہیں۔ کیونکہ لپٹا ہوا لڑکا حرکت پر قادر نہیں ہوتا۔ وہ ایک لکڑی کی گٹھری کی مانند ہو جاتا ہے جس سے تشنج اسہال۔ التہاب۔ بدہضمی۔ نفخ دماغ کی بندش وغیرہ۔ امراض پیدا ہوتے ہیں نیز اسکا پاخانہ انہیں کپڑوں میں نکلتا رہتا ہے۔ اور اُس کے تعفن سے امراض جلدیہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور حرکت نہ کرنے سے اسکے ہاتھ پاؤں کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور بچہ نحیف وکمزور ہو جاتا ہے پس ایسی عادات کا چھوڑنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہہ عادات طبیعت اور عقل کے منافی ہیں۔ اور جسکو شک ہو وہ ایسے بچوں کا اُن بچوں سے مقابلہ کر کے دیکھ لے۔ جو اسطرح سے نہیں پالے جاتے۔ کہ اُن لڑکوں میں نہ کوئی کبڑا ہوتا ہے نہ لنگڑا۔ اور نہ اور مرض میں مبتلا ہوتا ہے جنمیں پہلے قسم کے لڑکے مبتلا ہوتے ہیں پس نہایت ضروری ہے کہ

بچوں کو ہرگز نہ دبایا جائے - اور اُنکے ہاتھ پاؤں نہ لپیٹے جائیں - بلکہ روئی یا السی کے نازم ہلکے کپڑے پہنائے جائیں - اور قمیص کو کسی دو سکر ہلکے لباس میں ڈھانپا جائے - مگر لباس موسم و ملک کے آب و ہوا کے موافق ہونا چاہیے یعنے سردی میں بھاری اور گرمی میں ہلکا - اور ربیع اور خریف میں متوسط - اور اُنکے سروں کو ہلکے کپڑے سے ڈھانپنا چاہیئے تاکہ دماغ میں زیادہ گرمی اثر نہ کر جائے - کیونکہ گرمی کی زیادتی سے دماغ کا بند ہونا - اور پٹھوں کا تشنج اور آنکھوں اور کانوں کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں - اور بچے کا بستہ پاکیزہ نرم روئی یا السی سے بھرا ہوا ہونا چاہیے اگر مکی کے بالوں یا چاول کے نالوں سے خصوصاً گرمی کے موسم میں بھرا جائے تو بہتر ہے - اور بچوں کے سر کے بالوں کی صفائی میں بہت کوشش کرنی چاہیے - اسطرح پر کہ ہر ہفتہ میں پانی سے دھوویں اور نرم کپڑے سے فی الفور خشک کردیں - اسطرح سے نہ انمیں میل رہتی نہ کسی قسم کی چھلکے (پنجابی میں سکری) اُٹھتے ہیں نہ جوئیں پیدا ہوتی ہیں - کیونکہ جوؤں کا پیدا ہونا میل کا نتیجہ ہے - جو شخص کہتا ہے کہ بچوں کے سروں میں جوؤں کا پیدا ہونا اُسکی صحت کی عمدگی کی دلیل ہے جوؤں کو زائل کرنے والی سب سے اچھی چیز - بلیم کا جوشاندہ ہے - پھر سر کو روغن بادام یا تازہ مکھن سے ملنا چاہیے - اور بالوں کو او نچے دانتوں والی کنگھی سے کنگھی کرنا چاہیے - اور جب بچہ بول سے بستر کو تر یا میلا کرے تو بدلا دینا چاہیئے - کیونکہ اُسکے جلد یہ عفونت پیدا ہوتی ہے - اور امراض ثقیلہ پیدا ہوتی ہیں -

ساتویں شاخ بچے کے حرکات کے بیان میں

جب بچہ چلنے کے قابل ہو جائے - تو اُسکو اپنی ماں یا دایہ یا خادم یا خادمہ کے ساتھ گھر میں - اگر وسیع ہو یا باغ میں چلنا چاہیئے - اور اُسکو ایسی ہوا میں حرکت کرانی چاہیے جو پاک و صاف ہو جسکو باد بگولہ سے مکدر نہ کیا ہو - اور نہ آفتاب کی حرارت نے زیادہ گرم کیا ہو - بچے کو دس مہینہ سے پہلے نہ کھڑا کرنا چاہیئے - نہ چلانا چاہیے - کیونکہ اسوقت اُس کی ہڈیاں نہایت نازک ہوتی ہیں - اور جسم کے بوجھ کی برداشت نہیں کرسکتیں - اور جب چلنے یا اُٹھنے کی حالت تک پہنچ جائے - تو پھر اُسکو آہستہ آہستہ نہایت نرمی سے چلانا یا اُٹھانا چاہیے - اور کسی نرم بستر یا چٹائی پر چلانا چاہیئے تاکہ اُس کی حرکات طاقت حاصل کریں -

آٹھویں شاخ ایسی وصیتوں کے بیان میں جو بچوں سے تعلق رکھتی ہیں

نیز خوابیدہ بچے کو رات کے وقت ایسی جگہ بٹھانا یا لٹانا چاہیے۔ جو روشنی کے بالمقابل ہو۔ کیونکہ بچہ روشنی کی طرف دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر روشنی اُس کے سامنے نہ ہوگی تو کونشر ہے آنکھ پھرا کر اسکو دیکھے گا۔ جس سے اکثر اوقات بھینگا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ہوا کے گذرنے کی جگہ میں نہ بٹھانا چاہیے۔ اسکے بیٹھنے کی جگہ ایسی ہونی چاہیے جسکی حرارت اور ہوا معتدل ہو۔ اور بچے کو بذات خود بول براز کا عادی بنانا چاہیئے۔ اور اُس کے لیے حتی الامکان وقت مقرر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بچہ جس بات کا عادی بنایا جائے آسانی سے بنایا جا سکتا ہے۔ اسطرح بچہ سل کجیل کا نشانہ ہوگا۔ اور بہت سے بچا رہے گا۔ چونکہ بچے سریع الغضب کثیر الخوف کثیر الحرکت ہوتے ہیں اور روشنی سے نہایت آسانی کے ساتھ متاثر ہوتے ہیں اسواسطے مناسب ہے کہ بچے کو روشنی کا عادی بنایا جائے۔ اور تاریکی میں نہ بٹھایا جائے اور اگر بچہ کسی چیز یا شخص دیکھنے سے ڈرتا ہو۔ تو اسکو اسکی طرف دیکھنے اور اسکے نزدیک ہونے اور چھونے کا عادی بنایا جائے۔ تاکہ اسکا خوف نکل جائے۔ اور دلیر ہو جائے۔ اور کسی چیز سے نہ ڈرے اور آگ اور گڑھا اور موذی جانوروں کے حالات سُنائے جائیں تاکہ اُن سے ڈر کر پرہیز کرے۔ چونکہ چھوٹے بچے طوطے کی طرح ہوتے ہیں۔ اور ہر قول و فعل کی آسانی سے نقل کر لیتے ہیں۔ اسلئے مناسب ہے کہ اُنکے سامنے کوئی ناشائستہ حرکت نہ کیجائے تاکہ نقل نہ اُڑاویں۔ اور اُس کی ہر ایک بات خصوصاً وہ جو اُس کے لیئے مضر ہو نہ مانی جائے۔ اور اس بات میں اُسکے غمگین ہونے کے خوف سے سُستی نہ کی جائے کیونکہ بچہ گرم موم کی طرح ہے جدھر چاہو پھیر سکتے ہو۔ بچپن میں ہی نیک عادات کا عادی بنانا چاہیے۔ اور بُرے کاموں سے روکنا چاہیے۔ کیونکہ اگر بُری عادتوں کا عادی ہو گیا تو پھر اُنکا دور کرنا مشکل ہو جائے گا۔ والدین کی حد سے زیادہ مہربانی بچوں کے حق میں مضر ہوتی ہے جس سے وہ عادات بد کے عادی ہو جاتے ہیں۔ جنکا بڑے ہونے کے بعد زائل ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ بلکہ ساری عمر دور نہیں ہوتیں۔

دوسرا حصہ طفولیت ثانیہ کے بیان میں

پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ سات سال سے طفولیت ثانی کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اس عمر کو سن الاثغار

یعنی دانتوں کی تبدیلی جو اس عمر میں دودھ کے دانت دوسرے دانتوں سے بدل جاتے ہیں۔ جو کھوٹ یا شوخت کے زمانے کے سوائے ساقط نہیں ہوتے۔ اس عمر کو سن تمیز سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس عمر کے بچوں کو حرکات جسمانی کی ترغیب دینی چاہیے۔ اور اشغال عقلیہ کی طرف متوجہ کرنا چاہیے۔ اسطرح پر کہ قرآن شریف پڑھیں اور نماز ادا کریں جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ جب بچہ سات سال کا ہوجائے اسکو نماز کے لیے حکم دو اور جب دس سال کا ہوجائے۔ اسکو مار کر پڑھاؤ۔ پھر علم حساب ہندسہ جغرافیہ وغیرہ علوم ریاضیہ سکھانے چاہئیں تاکہ انکے ذہن شگفتہ ہوجائیں۔ لیکن انکی تعلیم کے درمیان راحت و ریاضت کا وقت بھی نکالنا چاہیے۔ اور انکے لیے سات یا آٹھ گھنٹے سونا ضروری ہے۔ اور ہر دن چار دفعہ سے زیادہ نہ کھانا چاہیئے۔ مگر ہر دفعہ تھوڑا تھوڑا کھانا کھائیں نہ سیر ہو کر۔ اور اسی عمر میں انکو اوپر داخلاق حمیدہ و عادات پسندیدہ کا عادی بنانا چاہیے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے کہ انہیں اخلاق قبیحہ و عادات قبیحہ پیدا نہ ہوجائیں۔ اور ایسی چیزوں سے جو شہوات نفسانیہ کو بھڑکا دیں دور رکھنا چاہیے۔

تیسرا حصہ سِن شباب کے بیان میں

یہ وہ زمانہ ہے جو طفولیت ثانیہ کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اُسکا آغاز سن بلوغ سے ہے۔ بلوغت کا زمانہ بلحاظ نر و مادہ و لدیت تنگدستی اور دولتمندی کے مختلف ہوتا ہے۔ چنانچہ دولتمندوں کی اولاد جلدی بالغ ہوجاتی ہے۔ یہانتک کہ بعض لڑکیاں دولتمندوں کی نو یا دس سال میں بالغ ہوجاتی ہیں۔ اور کبھی سولہ سال تک بالغ ہوتی ہیں۔ اور لڑکا کبھی چودہ سال میں بالغ ہوجاتا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ اٹھارہ سال تک اس زمانے میں بہت تغیرات جنسے خطرناک حالات پیدا ہوتے ہیں حاصل ہوتے ہیں۔ یہ حالات لڑکوں اور لڑکیوں دونوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ لڑکیوں کے حالات تو اُن کی فصل مخصوص میں بیان کیئے جائیں گے۔ مگر لڑکوں کے حالات یہاں بیان ہوتے ہیں۔ اس عمر میں انکے اندر خون کا غلبہ ہوتا ہے۔ خون کا دوران تیز ہوتا ہے۔ خنازیر۔ اور گنجاپن جو خون کی کمزوری سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس عمر میں خود بخود زائل ہوجاتے ہیں انپر شہوت غالب آجاتی ہے انکے دلوں میں عورتوں کی محبت جاگزین ہوجاتی اعضاء تناسل بڑھ جاتے ہیں اسوقت انکے

مناسب حال بہت تجاویز ہوئی ہیں جو غلبۂ اعضائے تناسل کے بیان میں بعض بیان کی ہیں۔ اور اس زمانے میں وہ ان امراض کے لیے تیار رہتے ہیں جو مزاج دموی میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس زمانے میں ان امراض کا ان اشیاء سے علاج کرنا چاہیے جسکا بیان وہاں ہو چکا ہے۔ جیسے نباتاتی غذا کھانی چاہیے۔ اور تحریک پیدا کرنے والی اغذیہ سے احتراز کرنا چاہیئے۔

چوتھا حصہ سن کہولت کے بیان میں

سن شباب کے بعد یہ زمانہ شروع ہوتا ہے۔ یہہ زمانہ مردوں میں قوت کا زمانہ ہے جب مرد اس عمر تک پہنچ جاتا ہے تو امراض طفولیت اور شباب سے بے غم ہو جاتا ہے۔ دھڑکے امراض کم ہو جاتے ہیں۔ اور زندگی مزے کی ہو جاتی ہے یہ زمانہ تیس سال تک رہتا ہے۔ پھر جتنا اس سے بڑھتا جاتا ہے شیخوخت کے قریب پہنچتا جاتا ہے اور امراض کا نشانہ بنتا ہے پھر وہ زمانہ پندرہ سال یا اٹھارہ سال امراض صدر دور و پھیپھڑے کے التہاب کے لیے تیار رہتا ہے۔ اسحالت میں سرد اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے۔ جب انسان چالیس سال تک پہونچ جاتا ہے۔ تو امراض بطن کا نشانہ بنتا ہے۔ اسحالت میں زیادہ کھانے پینے سے خصوصا اشربہ روحیہ اور محرکہ سے پرہیز لازم ہے اس عمر میں بواسیر اور مالیخولیا کا ظہور ہوتا ہے۔ اسواسطے مناسب ہے کہ اس عمر میں جواہر نباتیہ لطیفہ سے غذا بنائی جاوے۔ اس زمانے کے اخیر میں شیخوخت کا زمانہ شروع ہوتا ہے اس میں طاقت اور قوت احساس ضعیف ہو جاتی ہیں خصوصا اعضا تناسل۔

پانچواں حصہ سن شیخوخت کے بیان میں

یہہ زمانہ پچپن یا ساٹھ سال سے شروع ہوتا ہے اس میں قوی عقلیہ و جسمانیہ تدریجا گھٹنے لگتی ہیں جسم بھی گھٹنے لگتا ہے اگر کوئی موٹا ہو تو دبلا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ عضلات کی قوتیں ضعیف ہو جاتی ہیں۔ کمر جھک جاتی ہے سانس میں تنگی آجاتی ہے۔ دوران خون بطی ہو جاتا ہے۔ حرارت غریزی کم ہو جاتی ہے جلد خشک ہو جاتی ہے۔ جھریاں پڑ جاتی ہیں۔ تمام کام سست پڑ جاتے ہیں۔ عورتوں میں بہ نسبت مردوں کے بڑھاپا جلدی آتا ہے۔ گو یا حیض کے بند ہوتے ہی آدباتا ہے یہ جسمانی تغیرات عقل میں تاثیر کرتے انسان حریص و طامع ہو جاتا ہے آرزوئیں اور امیدیں زیادہ ہو جاتی ہیں جیسا کہ حضور اقدس نے فرمایا ہے۔ انسان بوڑھا ہوتا ہے اور اس میں

وغیرہ رذائل جوانی زندگانی ہیں حرص۔ طول امل اس زمانہ کے امراض کا تعلق زیادہ تر شکم و
دماغ۔ و اعضائے تناسل سے ہوتا ہے زیادہ تر انہیں اعضا کے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں
غرض۔ پیری اُن کے حق میں تازہ مصاف ہوا ہے۔ چونکہ بوڑھا انسان اس عمر میں ادنیٰ چیز سے
بھی متاثر ہو جاتا ہے جسکا تدارک مشکل ہو جاتا ہے۔ اسواسطے مناسب ہے کہ گرم کپڑے پہنیں
اور دفعتہً گرمی سے سردی میں جانے سے پرہیز کریں کیونکہ اس حالت میں جلد کا کام فوراً منقطع ہو
جاتا ہے جس سے امراض کثیرہ پیدا ہونے کا احتمال ہے اسواسطے مناسب ہے کہ گرم پانی سے غسل
کیا کریں۔ اور تری پہنچانے والے روغنوں سے مالش کیا کریں مگر بہت دیر تک نہ نہائیں۔
کہ ضعف عظیم کا باعث ہوتا ہے۔ کپڑے صوف (اون) کے پہنا کریں کہ اس سے جلد کے کام
میں مدد ملتی ہے سر پر بھاری پگڑی نہ ہونی چاہیے۔ کہ اس سے دماغ کے بند ہو جانے یا بعض
اوقات سکتہ کا ڈر ہوتا ہے۔ جیسا کہ بچوں کو سردی سے بچانا ضروری ہے تو بوڑھوں کے
لیے نہایت ہی ضروری ہے غذا اُنکے مناسب حال وہ ہے جو سریع الہضم ہو مثلاً سفید گوشت
سبزیاں پکے ہوئے میوہ جات۔ اغذیہ غلیظہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ اُن سے ریح پیدا ہوتی
ہے۔ سیر ہو کر نہ کھاویں ابھی بھوک باقی ہو کہ ہاتھ طعام سے کھینچ لیں۔ قہوہ چائے سے پرہیز کریں
ہاں طبیبوں کا قول ہے۔ کہ اگر بوڑھے لوگ عمدہ نبیذ تھوڑا سا استعمال کریں۔ تو مفید ہے۔
کیونکہ ہاضمہ کو طاقت دیتی ہے۔ اور جسمانی طاقت کو بڑھاتی ہے۔ وہ اسوقت بمنزلہ دوا کے ہو جاتی
ہے۔ اور ہمیشہ شکم کا خیال رکھیں کہ قبضی نہ ہونے پائے۔ اور قبضی ہو جائے تو جلدی سے خفیف
مسہل کے ساتھ تدارک کریں۔ کیونکہ اس عمر میں قبضی کے باعث امعا مستقیم کے ٹیڑھے ہو جانے اور
گردوں کے التہاب اور سخت سر درد کا ڈر ہوتا ہے۔ اگر ہمیشہ رہے تو سکتہ ہو جاتا ہے بول کو نہ روکیں
کیونکہ اُس کے مثانہ میں بہت دیر تک روکنے سے امعا مستقیم کو تکلیف ہوتی ہے۔ انکو ریاضت
بہت کرنی چاہیے۔ کیونکہ ریاضت کے سبب جسمانی کام اپنی اصلی حالت پر رہتے ہیں۔ اور
جسم کو فائدہ دیتی ہے۔ اور جو چیزیں خوشی کا موجب ہوں مثلاً سماع راگ رنگ وغیرہ اچھے اچھے
کلام جو ذہن کو کمزور نہ کریں۔ اور اعراض نفسانیہ یعنے زیادہ رنج و راحت سے بھی پرہیز کریں۔ کیونکہ اکثر
دیکھا گیا ہے کہ بہت بوڑھے حد سے زیادہ غم کھانے سے دفعتہً مر گئے۔ اور زیادہ نہ سوئیں چار
چھ گھنٹے سونا اُنکے واسطے کافی ہے جہاں تک ہو سکے جماع سے پرہیز کریں۔ کیونکہ یہ جسم
اور قوی عقلیہ کو کم کرتا ہے۔ اور بعض وقت ناگہانی موت کا موجب ہوتا ہے۔

انیسویں فصل اُن اصول صحت کے بیان میں جو مستورات سے مخصوص ہیں اس میں تین حصے ہیں

پہلا حصہ کلام عام کے بیان میں

عورتیں بہ نسبت مردوں کے احساس میں زیادہ اور عقل اور قوت میں کم اور سانس میں ضعیف اور نبض میں تیز اور جلد میں رقیق اور لمس میں نازک ہوتی ہیں کیونکہ اُنکے جسم پر بہ نسبت مردوں کے بال کم ہوتے ہیں۔ اُنکا پسینہ بو اور حرارت میں بہ نسبت مردوں کے کم ہوتا ہے اور چند باتیں ایسی ہیں جو صرف عورتوں سے ہی مخصوص ہیں۔ مثلاً حیض کا آنا اور سن یاس تک پہنچ کر اُسکا منقطع ہوجانا۔ اور حاملہ ہونا اور ولادت وغیرہ۔

حیض لڑکی کی والدہ یا اُس عورت کو جسکی کہ وہ حفاظت میں ہے۔ مناسب ہے کہ لڑکی کو جب اُس کے حیض کا زمانہ نزدیک آنے والا ہو اُسکو خبردار کردے اور اُسکو خون کے آنے کی کیفیت سمجھا دے تاکہ وہ اُس کے دیکھنے سے ڈر نہ جائے کیونکہ قبل ازیں وہ اُسکی عادی نہ تھی۔ اور اس حالت میں اُسکو اجازت نہ دے کہ وہ اپنے ہاتھ اور پاؤں اور اعضا تناسل کو ٹھنڈے پانی سے دھوئے کیونکہ اُس سے خون سیلان بند ہوجاتا ہے۔ اور سخت غضب اور غصے وغیرہ انفعالات نفسانیہ سے احتراز کرے کیونکہ اس سے بدہضمی پیدا ہوتی ہے۔ اور بدہضمی سے حیض کا خون ٹھیر جاتا ہے۔ اور ٹھیر جائے۔ تو دوبارہ جاری کرنا مشکل ہوتا ہے جس سے سر اور پیٹ سینہ وغیرہ کے امراض اور خون کا آنا اور قے وغیرہ پیدا ہوجاتے ہیں۔

فائدہ حیض اول اور ثانی کے درمیان بہت زمانہ فرق پڑجایا کرتا ہے۔ اور اُس کے بعد باقاعدہ منتظم طور پر آنے لگتا ہے۔ حیض کے اعتبار سے عورتوں کی حالت مختلف ہوتی ہیں مگر اچھی وہ ہے جو سال میں تیرہ دفعہ حیض لاوے۔ جن اسباب سے پہلی دفعہ حیض رُک جاتا ہے۔ یا دیر سے آتا ہے پھر بھی وہی اسباب پیدا ہوجاتے ہیں اور اُن سے وہ عوارض پیدا ہوتے ہیں جنکا ہمنے ابھی ذکر کیا ہے اور جب بلوغت کے وقت حیض ظاہر نہ ہو یا ظاہر ہوکر منقطع ہوجائے تو جاننا چاہیئے کہ اُسی مرض کے سبب سے ہے جس لڑکی کی یہ حالت ہوگی اُسکا رنگ پھیکا۔ اور اسکی جلد زرد سبزی مائل ہوگی۔ اُسکا چہرہ پھولا ہوا اور اُسکو تہ دمی۔ اور دل دھڑکنا اور بدہضمی عارض ہوگی۔ یہ سب باتیں حیض کے ٹھیر جانے یا بالکل بند ہوجانے سے پیدا ہوتی ہیں۔ جب لڑکی کو ایک دفعہ حیض جاتا

ہے۔ تو جاہل خیال کرتے ہیں کہ وہ جماع کے قابل ہو گئی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہہ ہے۔ کہ
جبتک لڑکی میں اوصاف جیسے رخساروں کی تازگی۔ پستانوں کا ابھرنا۔ قد کا معتدل ہونا۔ سرینوں کا
بھاری ہونا پیدا نہ ہو جائے جماع کے لائق نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں ناز و ادا اور غنج و دلال اور خاوند
کی محبت کے آثار نمودار نہ ہوں اور بچپن کے خواص جاتے نہ رہیں شادی کے لائق نہیں۔ اکثر عوام الناس کا
عقل و خرد سے عاری لوگوں کا قاعدہ ہے کہ چھوٹی عمر میں لڑکیوں کی شادی کر دیتے ہیں یہ عادت از روئے
عقل و شرع کے نہایت قبیح ہے۔ عقل کے رو سے اسطرح کہ عقل کے نزدیک جس فعل کا نتیجہ اچھا نہو
وہ فعل عبث ہوتا ہے عقلمندوں کے افعال بے فائدہ کاموں سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر کوئی بیوقوف
سوال کرے کہ بچپن میں شادی کر دینے میں کیا عیب و برائی ہو گئی ہے۔ کیا شادی ہونے سے مرد
لذت نہ اٹھائے گا۔ اور اپنے سامنے پیاری پیاری صورت کو نہ دیکھے گا۔ اُسکا جواب یہہ ہے کہ فی الحقیقت
یہہ بات بیہودہ ہے۔ کیونکہ چھوٹی لڑکی سے لذت اور فائدہ اٹھانا عبث ہے۔ لذت اور فائدہ اُسوقت
ہو سکتا ہے جبکہ مرد و عورت دونوں حد بلوغت کو پہنچے ہوئے ہوں۔ چھوٹی لڑکی سے خاوند کی
محبت اور بچہ پیدا کرنا۔ اور مال کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ یہ تمام فائدے اسی وقت متصور ہیں جبکہ
لڑکی پوری بالغ ہوئی ہوئی ہو۔ اور شرع کے رو سے اسواسطے بری ہے۔ کہ جب لڑکی چھوٹی ہو گی
اور حد بلوغ کو نہ پہونچی ہو گی تو جماع سے تکلیف اٹھائے گی۔ اور بعض اوقات اُسکے رحم میں خلل آ جائیگا
اور اسکا سبب چونکہ جماع ہوا ہے۔ اور اسی نے اسکو تکلیف دی ہے اور ہر ایک دُکھ دینے والا
کام حرام ہوتا ہے۔ بس اُس سے نتیجہ نکلا۔ کہ نہ طاقت رکھنے والی لڑکی سے وطی کرنا حرام ہے۔
اور عقل مطلب یہ ہے کہ ایسی لڑکی سے جسمیں نہ شہوت ہے نہ لذت بلکہ اسکو مکروہ سمجھتی ہے۔ اور اس کام
سے تکلیف پاکر چلاتی ہے۔ کیونکر جائز ہے۔ کہ اس سے وطی کرے۔ بعض اوقات اس وجہ سے
عورت کو خاوند کے ساتھ دشمنی ہو جاتی ہے۔ اور بھاگنے کی کوشش کرتی ہے۔ کیونکہ ایسی حالت
میں مرد قوی الشہوت اپنے مطلب براری کے لیے سخت کوشش کرتا ہے۔ جس سے عورت کے حق
میں خطرناک عوارض مثلاً رحم کا زخمی ہو جانا۔ یا اعضائے تناسل میں کوئی نقص آ جانا پیدا ہوتے
ہیں۔ اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ وہ جماع کے عادی ہو جائے گی اور نفرت نہ کرے گی۔ تو حاملہ ہو جانے
پر حمل کے لوازمات اور درد زہ کی تکلیف برداشت کرنے کے قابل نہ ہو گی یا تو مر جائے گی۔
اگر زندہ رہی تو خطرناک امراض کا نشانہ بنی رہے گی۔ اگر اولاد پیدا ہو گی تو وہ کمزور ہو گی غالب
یہ ہے کہ مر جائے گی۔ اہل مشرق کی عادت ہے۔ کہ بکارت کے پردہ کی بڑی حفاظت کرتے ہیں۔

اور اُنکو لڑکیوں کے واسطے انکی عفت اور زنا سے بری ہونے کی علامت خیال کرتے ہیں خصوصًا مصر کے
عیاش اور جاٹ لوگ۔ کہ وہ بکارت کے خون کا کپڑا قمیص وغیرہ محفوظ رکھتے ہیں۔ اور اُنکو عورتوں
کے اقارب و احباب کے پاس فخر کرتے ہوئے لے جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات اسکو ایک
علاقے سے دوسرے علاقے میں یا ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں بھیجتے ہیں حالانکہ یہ
عادت نہایت ہی قبیح اور خسیس ہے۔ کیونکہ اس میں پرلے درجہ کی بیحیائی اور بےشرمی پائی
جاتی ہے۔ اور اُسکی وجہ یہہ ہے۔ کہ وہ عورتوں کے ساتھ بدظنی رکھتے ہیں۔ حالانکہ تمام عورتیں
ایک قسم کی نہیں ہوتیں۔ بعض وہ ہوتی ہیں جنکی بکارت کا پردہ بہت اچھا ملا ہوتا ہے جسمیں
تھوڑا سا سوراخ ہوتا ہے۔ جو مہبل تک پہنچا ہوتا ہے۔ اور بعض کا پردہ بہت کھلا ہوا ہوتا ہے
اور بعض کا نہایت سخت ہوتا ہے۔ اور بعض کا رقیق جو آسانی سے پھٹ سکتا ہے اور بعض کی
بکارت کے پردہ میں ایک قسم کا تمدد ہوتا ہے جو جماع سے نہیں پھٹتا۔ اور بعض میں وہ پردہ
بالکل نہیں ہوتا۔ اور بعض میں ہوتا ہے لیکن کسی سبب یا مرض سے جو اعضائے تناسل میں پیدا
ہوتا ہے زائل ہوجاتا ہے۔ جب یہہ حالات ہیں تو ان حالات کے ہوتے ہوئے بکارت کے پردے
کے پھاڑنے کا خون عورت کی عفت کا کیونکر باعث ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی
عورت اس قسم کی ہو۔ کہ جسکا پردہ رقیق اور تھوڑی سی حرکت سے پھٹ جائے اور اُس سے خون
نہ نکلے تو وہ بیچاری مظلوم ذلیل ہو۔ اور اُس کے متعلقین بھی خفا ہوں۔ پس ان دلائل سے معلوم
ہوگیا کہ پردے کا پایا جانا جیسے کہ عورت کے بکر ہونے پر دلیل نہیں ہے۔ ویسے ہی اسکا
نہ ہونا اُسکے ثیب ہونے پر دال نہیں ہے۔ اگرچہ اکثر یہی ہے کہ وہ پردہ موجود ہوتا ہے۔
اور باقی اسباب جو ہمنے بیان کیے ہیں نادر ہیں۔ اسواسطے ضروری ہے کہ ہم بیان کردیں
کہ بکارت کا پردہ کبھی کسی سبب سے زائل ہوجاتا ہے۔ اور لڑکی کو معلوم تک نہیں ہوتا ہے
اور وہ بیچاری نہ ہونے سے شرمندہ ہوگی۔ حالانکہ وہ حقیقت میں بری اور بےعیب ہے
پس خاوند کو چاہیے کہ اگر خون نہ دیکھے تو بیوی کو عیب نہ لگاوے اور اُسے متہم نہ کرے
بلکہ ان اسباب کو جو ہمنے ذکر کیے ہیں خیال کرے جس سے اُسکی بریت معلوم ہوجائے گی۔
کیونکہ اگر وہ لڑکی والوں کو خبر کرے گا۔ تو وہ اُس مظلوم بیچاری کو ناحق عذاب دینگے۔ بلکہ
بعض مار دینگے۔ اور سب سے قبیح عادت مصر والوں کی یہہ ہے۔ کہ بکارت کے پردے کو
انگلی پر اُٹھا کر دکھاتے پھرتے ہیں۔ اور اُس سے بھی قبیح یہ بات ہے۔ کہ وہ لوگ لڑکی کے

خاوند کو ایک قسم کی کنگھی دیتے ہیں جسکو وہ اپنی زبان میں طلانہ کہتے ہیں تاکہ وہ اسکو اپنی انگل سے پھاڑے بلکہ بعض بلانے ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کنجی چھلا اور انپر ململ کا ٹکڑا لپیٹا جاتا ہے اور اس سے دوشیزگی کا پردہ پھاڑا جاتا ہے اور یہہ فعل شرعاً ناجائز ہے۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ جب کوئی شخص بکر کے پھاڑنے پر قادر نہیں ہے تو وہ کیوں ثیب سے نکاح نہیں کرتا۔ اور اسکو ایسی عورت کے ہونے میں کیا لذت ہے۔ جسکو پھاڑ نہیں سکتا۔ حیض کی حالت میں عورت کے پاس نہ جائے۔ کیونکہ اس سے اسکو تکلیف ہوتی ہے اور خون کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس زیادتی سے عورت ضعیف ہوجاتی ہے۔ اور مرد کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اس فعل سے امراض مزمنہ کا نشانہ بنجاتا ہے۔ اسی واسطے اللہ نے منع کیا ہے۔ اور عورتوں کو بھی چاہیے۔ کہ کثرت جماع کی طالب نہ ہوں۔ کیونکہ کثرت سے قوتیں کمزور ہوجاتی ہیں اور خطرناک امراض پیدا ہوجاتے ہیں۔ اور کبھی اسکا نتیجہ منع حبل ہوجاتا ہے۔ کیونکہ کثرت کی وجہ سے رحم متحرک رہتا ہے۔ اور اس میں مرد کی منی نہیں ٹھہر سکتی جس طرح مرد اگر افراط جماع کرے تو اسکی منی ناقص ہوجاتی ہے۔ اور نطفہ قرار نہیں پاتا۔

دوسرا حصہ ان تدبیروں میں جو عورتوں کے ساتھ مدت حمل اور ولادت کے بعد تعلق رکھتی ہیں

حمل بھی بہت سے امراض مثلاً تہوع۔ قے۔ ردی خواہش وغیرہ کا موجب ہوتا ہے۔ ان کو (وحم) کہتے ہیں۔ کبھی اس سے اسہال۔ دانتوں اور پستانوں کا درد عارض ہوتا ہے۔ گاہے جسم پر کلف (یعنے سیاہ داغ چھاجن) نمودار ہوجاتا ہے۔ گاہے قطن۔ وران۔ و اعضائے تناسل میں درد پیدا ہوجاتا ہے۔ اور جسم کے نچلے حصے میں ترہل (سستی)، و سانس کی تنگی پیدا ہوجاتی ہے۔ کبھی حمل سے امتلاء دموی ہوکر اس سے سر کا بھاری ہونا۔ سردرد۔ کانوں میں آواز کا امراض عارض ہوجاتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ یہہ بات ہے کہ گاہے اعضاء شکم کے امراض پیدا ہوکر سقوط کا موجب بنتے ہیں ان امراض کے روکنے کے لیے ضروری ہے کہ حاملہ معتدل ریاضت کیا کرے تازہ و صاف ہوا میں سانس لیا کرے۔ اور ان اشیاء سے پرہیز کرے جو عوارض مذکورہ کو بھڑکاتی ہیں۔ غذا نہایت خفیف سریع الہضم کھایا کرے۔ مٹی۔ چونہ۔ کوئلہ۔ وغیرہ ردی اشیاء سے جنکو اسکا دل چاہتا ہے پرہیز کرے۔ ریاضت دن کے وقت مناسب اوقات میں ہونی چاہیے۔ ہمیشہ بیٹھا رہنا حرکت نہ کرنا حاملہ عورتوں کے واسطے مضر ہوتا ہے۔ کیونکہ

اس سے عضلات کی قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ اور وردزہ کے وقت بچہ کے باہر نکالنے کے لیے کافی نہیں رہتی۔ نیز حرکت کے نہ ہونے سے نچلے اعضا پھول جاتے ہیں۔ اگر عورت دموی مزاج ہو اور خون کا امتلا ہو جاوے تو چوتھے یا پانچویں مہینے فصد عام کرا دینا چاہیے۔ اگر ایک دفعہ کے فصد سے امتلا خون دور نہ ہو تو حسب ضرورت قوت کے اندازہ سے مختلف اوقات میں دوبارہ سہ بارہ فصد کھلوانا چاہیے۔ خصوصاً جبکہ کوتہ دمی بھی عارض ہو۔ بعض اوقات آٹھ نو دفعہ فصد کی حاجت پڑتی ہے۔ اس طرح فصد کرنے میں عورت اور اسکے بچہ کا فائدہ ہے۔

نوٹ استقاط حمل کے لیے کوئی وقت مخصوص نہیں لاکن اکثر اوقات یہہ بات پہلے مہینے ہوتی ہے۔ اور جو عورت عصبی مزاج ہو اسے استقاط کا حمل کا اکثر اندیشہ رہتا ہے۔ اس سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ نیم گرم پانی سے غسل کیا کرے۔ اور ان سب باتوں سے جو اس کے جواہر میں قوی تاثیر پیدا کریں۔ پرہیز کیا کرے۔ ایسے ہی غم۔ غصہ۔ غیرت وغیرہ انفعالات نفسانیہ سے پرہیز کرے کبھی قبض کے باعث سے بھی بچہ گر جاتا ہے۔ اسکا علاج ملین حقنہ اور خفیف مسہل اور محلل اشربہ سے کریں۔ اور جو عورت اسکی عادی ہو اسکو چاہیے کہ گدہے یا گھوڑے کی سواری سے پرہیز کرے۔ اور زیادہ پاپیادہ نہ چلے۔ اور کوئی بھاری چیز نہ اٹھائے۔ اور سخت حرکت نہ کرے۔ کیونکہ یہہ تمام باتیں استقاط حمل کا موجب ہوتی ہیں۔ اور جب کوئے علامت جو استقاط پر دلالت کرنے والی ہو مثلاً پیٹھ کی درد یا کسی جگہہ سے خون کا پھوٹنا ظاہر ہو تو ضروری ہے۔ کہ فی الفور آرام اختیار کیا جائے یہاں تک کہ وہ درد یا خون بند ہو جائے اور جہاں تک ہو سکے غذا میں کمی کی جائے اور غذا سریع الہضم ہونی چاہیے۔ اور جماع سے پرہیز کرے کہ یہہ بات بھی بعض اوقات استقاط کا باعث ہوتی ہے۔ چونکہ استقاط کی عادت حمل کے زمانے میں مقررہ وقت پر نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر کسی عورت کو ایک دفعہ استقاط ہو چکنے کے بعد دوبارہ حمل ہو جائے۔ اور اسکو خوف ہو۔ یا ایسی علامات ظاہر ہوں جو استقاط پر دال ہوں تو اسی حالت میں فی الفور مناسب فصد کر دینا چاہیے کہ اس وقت کا فصد بڑا مفید ثابت ہوا ہے۔ حاملہ عورتوں کے لیے ادویہ مقویہ اور اشربہ روحیہ سے پرہیز کرنا لازم ہے اور جب اسکے اعضا تناسل میں کسی قسم کی حرکت محسوس ہو تو اسکو چاہیے۔ کہ اس پانی میں جس میں چونہ ڈالا گیا ہو یا السی سے جوش دیا گیا ہو۔ بیٹھے۔ یعنے آبزن کرے۔

تیسرا حصہ اُن اُصول میں جو عورت کی ناامیدی کے زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں

یاد رہے کہ عورتوں کے حیض کے بند ہو جانے سے بہت سے خطرناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں خصوصاً حمل کے زمانے میں جب اکثر اسقاط ہو جاتا ہو۔ یا زیادہ جماع کی جاتی ہو۔ یا خنازیر۔ سنبار کی۔ وغیرہ امراض عامہ میں مبتلا رہتی ہو۔ اور وہ امراض جو اس زمانہ میں اسکو عارض ہوتے ہیں۔ وہ امراض رحمی ہوتے ہیں۔ مثلاً سرطان رحم۔ قروح رحم۔ سیلان رحم۔ اور پستانوں کی غدودوں کا جامد و ٹھوس ہونا۔ اور نقرس اور وجع مفاصل۔ بواسیر۔ اگر حیض کا بند ہونا طبعی ہو۔ تو آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ پہلی عادت سے کم آنا شروع ہوتا ہے۔ پھر دیر سے آنا شروع ہوتا ہے۔ پھر اُسکی باقاعدگی میں خلل آجاتا ہے۔ یہانتک کہ بالکل بند ہو جاتا ہے۔ پس ان عوارض کے روکنے کے لیے یا اُن کے کم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ غذا لطیف کھاوے اور معتدل ریاضت کیا کرے۔ اور جماع سے پرہیز کرے۔ اسحال میں حیض کے جاری کرنے والی ادویہ سے علاج کرنا یا مسہل لینا یا فصد کرانا۔ وغیرہ تاکہ حیض بند نہ ہو۔ نہایت مضر ہے۔ کیونکہ اسوقت قدرت کا مقابلہ کرنا ہے۔

انیسویں فصل اُن اُصول کے بیان میں جو کہ صنائع سے تعلق رکھتے ہیں

یاد رہے کہ انسان کے کام اور اُسکے پیشے اور مکان کو بھی انسان کے جسم میں تاثیر ہے اور ان سے بہت امراض پیدا ہوتے ہیں۔ پس وہ لوگ جو پست مرطوب تاریک مکانوں میں رہتے ہیں جہاں کہ ہوا کا گذر کم ہوتا ہے۔ اُنکے رنگت پھیکے ہوتے ہیں۔ اور چہرہ پھولا ہوا معلوم ہوتا ہے اور جسم نحیف ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اعضائے ہضم کے امراض نزلہ اور زکام اقسام قسم کے درد اور خنازیر وغیرہ لاحق ہوتے ہیں۔ اسکی اصلاح اُن اصول سے کرنی چاہیے۔ جنکا ذکر ہمنے عام قانون میں کیا ہے۔ ورنہ ساری عمر مصیبتوں کا شکار رہینگے۔ اور اگر اُنکے اولاد ہوگی تو وہ بھی کمزور اور مریض رہے گی۔ اور جن لوگوں کو اپنے جسم سے زیادہ کام لینا پڑتا ہے مثلاً بوجھ اُٹھانے والے۔ مشک اُٹھانے والے یہ اکثر امراض فتوق۔ اور دور الی اور داء الفیل وغیرہ امراض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو مناسب ہے کہ کمر باندھے رہیں۔ اور پنڈلیوں پر پٹیاں باندھے رہیں۔ اور وہ لوگ جنکو آنکھ سے زیادہ کام لینا

ہوتا ہے۔ مثلاً طالب العلم کتابوں کا مطالعہ کرنے والے درزی۔ گھڑی ساز وغیرہ یہ لوگ اکثر آنکھ کے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ انکو مناسب ہے کہ کام کے وقت اپنی آنکھ پر عینکیں لگالیں اور بہت دیر تک کام میں مصروف نہ رہیں۔ اور وہ لوگ جنکو بیٹھنے سے اکثر کام پڑتا ہے۔ وہ اکثر بواسیر اور آلام مقعد۔ اعضائے تناسل کے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو نرم فرش پر بیٹھنا مناسب نہیں۔ کیونکہ وہ مقعد کو گرم کر دیتی ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ بالوں یا چھالوں کے مونڈھوں یا کرسیوں پر بیٹھیں۔ اور وہ لوگ جنکا کام دفعۃً گرمی سے سردی کی طرف جاتا ہے۔ مثلاً حمام والا لوہار اس قسم کے لوگ اکثر امراض میں مبتلا ہوتے ہیں جو پسینے کے بند ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اکثر کوتہ دمی یعنے ضیق النفس ریو اور زکام نزلہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ پارے قلعی ٹین وغیرہ کا کام کرتے۔ یعنے برتنوں پر چاندی سونا چڑھاتے ہیں وہ لوگ اکثر سیلان لعاب اور دانتوں کے گرنے ہاتھ پاؤں کے کانپنے اور انکے ٹیڑھے ہو جانے اور امراض صدر میں مبتلا ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں کو چاہیے کہ نہایت کشادہ دکان میں جسکی ہوا چاروں طرف سے کھلی ہو کام کریں اور انکے کارخانوں میں دھوئیں نکلنے کے لیے ممب لگے ہوں ایسے مکانوں میں کام کریں۔ اور جبتک کام کرتے ہیں قندیل جلتی رہے یا آگ جلائے رکھیں تاکہ ہوا تازہ ہوتی رہے۔ کیونکہ ہوا گرم ہوکر اوپر کو چڑھ جائے گی اور اسکی بجائے تازہ ہوا باہر سے آتی رہے گی۔ اور جو لوگ ایسے کام کرتے ہیں جنسے انکی ناک میں گرد و غبار بہو بخار رہتا ہے وہ لوگ امراض صدر اور جلد میں مبتلا رہتے ہیں اُن لوگوں کو چاہیے کہ اپنے ناک اور منہ پر نہایت باریک کپڑا باندھے رکھیں تاکہ گرد و غبار داخل نہ ہوسکے اور سیل وکجیل اور گرد و غبار کو دور کرنے کے واسطے اکثر نہاتے رہیں۔

دوسرا باب اُن حالات میں جو حاملہ عورتوں اور نفاس والی اور انکے نوزائیدہ بچوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اسمیں چند فصلیں ہیں پہلی فصل کلام کلی کے بیان میں

چونکہ حاملہ اور نفسا اور نوزائیدہ بچوں سے دائیوں کا تعلق پڑتا ہے۔ اور وہ دائیاں ایسے کام کرتی ہیں جو عقل اور تجربے کے مخالف ہوتے ہیں اسواسطے ہمنے ارادہ کیا کہ چند امور ضروریہ لازمیہ ذکر کئے جائیں۔ جنکے یاد رکھنے سے اُن نقصانات سے بچ سکیں جنکو دائیاں اپنی نادانی و غفلت

سے کرتی ہیں۔ اسواسطے ہم دائیوں پر بھی نظر دیتے ہیں کہ وہ ان ہدایات کی جو اس کتاب میں لکھی جاتی ہیں پیروی کریں۔ تاکہ ان مہلک اشیا یا مضر اشیا سے پرہیز کریں۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی جو ہماری اس کتاب کو پڑھیں تاکید کی جاتی ہے وہ بھی اس کتاب میں غور و خوض کریں اس کے مطابق عمل کریں۔

دوسری فصل ان اصول صحت کے بیان میں جو حاملہ عورتوں کیلئے لازمی ہیں

اٹھارھویں فصل میں جو اصول عورتوں کے متعلق ہم نے بیان کیے ہیں۔ اگرچہ انکی پیروی سے حاملہ عورتیں ضرر اور نقصان سے بچ جاتی ہیں۔ لیکن یہاں ہم چند فوائد اور ذکر کرنا چاہتے ہیں کہ اکثر اوقات حمل کی مدت نو مہینے ہوتے ہیں لیکن قوی عورتیں اس مدت سے پہلے یا پیچھے جنتی ہیں اسواسطے انکے احکام کا بیان کرنا مناسب ہے۔ بس چاہیے کہ نو ماہ کے بعد جننا اچھا ہو کیونکہ اس وقت بچہ تمام الخلقت ہوتا ہے۔ اور اسکی ولادت طبعی ہوتی ہے۔ اور اس وقت سے پہلے خواہ ساتویں مہینے ہو خواہ آٹھویں کے نصف خواہ نانویں کے نصف میں ان سب حالتوں میں اگر بچہ زندہ بھی رہ جائے تو ساری عمر کے لیے ضعیف و کمزور رہتا ہے۔ اور جسقدر ولادت کا زمانہ نانویں مہینے کے نزدیک ہوگا۔ بچہ زیادہ قوی اور عمر والا ہوگا۔ اور جو شخص کہتا ہے کہ ساتویں مہینے کا بچہ بہ نسبت آٹھویں یا نصف نویں سے زیادہ قوی ہوتا ہے غلط ہے اسکا قول قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ بے دلیل ہے۔

تیسری فصل ولادت اور اُس کے اعراض متعلقہ کے بیان میں

جب ولادت کا زمانہ قریب ہوتا ہے عورت کا پیٹ پست ہونے لگتا ہے۔ اور حاملہ اپنے آپ کو بہ نسبت سابق کے ہلکی پھلکی معلوم کرنے لگتی ہے۔ بول زیادہ آنے لگتا ہے اُس کی قبل سے مادہ مخاطیہ نکلنے لگتا ہے۔ اور خفیف سی دردیں محسوس ہونے لگتی ہیں۔ جو پیٹ سے شروع ہو کر کمر میں ختم ہوتی ہیں۔ اور دردوں کی مدت مختلف ہوتی ہے خفیف دردوں کو مصری زبان میں تحاتیس کہتے ہیں اور درد قوی کو طلق کہتے ہیں۔ اسی کو قرآن شریف میں مریم کے قصے کے اندر لفظ مخاض سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جب یہ حالت شروع ہوتی ہے۔ تو پے در پے دردیں شروع ہو جاتی ہیں۔ جب یہ علامات ظاہر ہو جائیں تو اُن اشیاء

کو طیار کرنا چاہیے جو نفسا اور بچے کے لیے لازمی ہیں۔ سب سے پہلے ایک تخت ہونا چاہیے جسپر ایک درجہ یا دو درجے ہوں۔ یا عورت کو زمین پر جننے دینا چاہیے۔

نوٹ۔ مصر ٹیونس۔ طرابلس۔ وغیرہ بلاد اسلامیہ میں یہہ رواج ہے کہ عورتیں کرسی پر جنتی ہیں۔ یہہ عادت نہایت قبیح ہے۔ کیونکہ اس سے خطرناک امراض پیدا ہوتے ہیں۔ خصوصًا یہ عادت اس حالت میں جبکہ دردزہ کا زمانہ بہت طویل ہو۔ نہایت نامناسب ہے کیونکہ بیٹھنے والی کی پیٹھ کو آرام نہیں ملتا۔ اگر بچہ جلدی سے پیدا بھی ہو جائے تو ممکن ہے کہ زمین پر گرے شاید دائی کے ہاتھ سے پھسل جائے۔ کرسی پر بیٹھنے کے عیوب میں سے ایک عیب یہہ بھی ہے۔ کہ عورت اُسپر اپنے دونوں سرین زور سے جما کر بیٹھتی ہے۔ اور دردزہ بچے کو عجان کی طرف دھکیلتا ہے۔ جس سے ممکن ہے کہ وہ پھٹ جائے اور عورت کو نقصان پہنچے۔ جیسا کئی دفعہ اسکا تجربہ ہو چکا ہے۔ جب یورپ والوں نے اسکو معیوب خیال کیا۔ تو انہوں نے اس رواج کو بالکل متروک کر دیا۔ اور اس کی بجائے فرش یا چارپائی تجویز کی اور یہہ بہتر ہے کیونکہ اس میں عوارض مذکورہ نہیں پائے جاتے۔ اگر دایہ کے بغیر بھی جنے گی تو بچے کو کوئی نقصان نہیں پہونچے گا۔ جب فرش پر جننے لگے تو چاہیے کہ اُسکی پیٹھ اور سر اُٹھے ہوئے ہوں۔ اور اُسکا فرش نرمی اور سختی کے بین بین ہونا چاہیے۔ اگر عورت غریب ہو۔ اور فرش کی طاقت نہ رکھتی ہو تو زمین یا صف پر جننے سے کوئی حرج نہیں۔ اسکے علاوہ بچے کی ناف باندھنے کے لیے تاگہ اور اُسکے کاٹنے کے لیے قینچی یا چھری ہونی چاہیے اور دردوں کے ابتدا میں عورت کو چاہیے کہ ادھر اودھر ٹہلے۔ اور بول کرے۔ اور ڈکار ے تاکہ بچے کے نکلنے کے واسطے رستہ ہو جاوے۔ اور اگر قبض ہو تو حقنہ کر لیا جاوے۔ اور اگر دموی مزاج ہو یا خون کا استلاء ہو یا سر درد ہو۔ فصد عام کیا جائے۔ ان سب تجویزوں سے ولادت میں آسانی ہوتی ہے۔ اگر عورت کمزور ہو تو یخنی یا شوربا پلانا چاہیے اور اشیاء قویہ اور گرم سے پرہیز کرنا چاہیے۔

پیرٹمو

چوتھی فصل اُن امور کے بیان میں جو مدت ولادت میں لازمی ہیں

جب دردزہ پے در پے شروع ہو جائے تو عورت کو چاہیے کہ اُس فرش پر بیٹھ کے بل لیٹ جائے جو اُس کی ولادت کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ اور دونوں پنڈلیاں رانوں پر

اور دو ڈرلیں پیٹ پر رکھے اور دونو قدموں کو کسی ٹھوس چیز پر یا عورتوں پر جو اُس کے سہارے کے
لیے بیٹھی ہوتی ہیں رکھے۔ اکثر اوقات دائیاں مہبل کو مکھن یا روغن زیتون وغیرہ چرب اشیا سے
ملتی ہیں تاکہ بچہ آسانی سے گذر آوے۔ لیکن یہہ طریقہ بہت ردی ہے۔ کیونکہ یہہ اشیا اس
جگہ کو بیدار کر کے پھر خشک کر دیتی ہیں اور وہ بجائے فراخ ہونے کے تنگ ہو جاتی ہے۔
اگر عورت درد زہ کے وقت کچھ پینا چاہے تو مصری کا شربت لانا چاہیے جو نیم گرم ہو یا کوئی محلل
شربت دینا چاہیے۔

نوٹ یاد رہے کہ بچہ جھلیدار تھیلی میں بند ہوتا ہے جس میں کسیقدر پانی ہوتا ہے۔ جب ولادت
کا وقت بہت ہی نزدیک پہنچ جاتا ہے تو اسی کیسے کا مستطیل حصہ رحم کی گردن سے مہبل کی
طرف اتر آتا ہے جو کہ اس پانی کے ساتھ پھولا ہوا ہوتا ہے۔ اس حصے کو مصری زبان میں
قرن کہتے ہیں۔ وہ رحم کی گردن میں اُترتے ہی اُسکو آہستہ آہستہ فراخ کر دیتا ہے اسوقت
میں اس کے پھاڑنے کے لیے جیسے کہ بعض دائیاں کرتی ہیں جلدی نہ کرنی چاہیے۔
دائیوں کا یہہ خیال کہ اس سے ولادت میں آسانی ہوتی ہے درست نہیں بہتر یہہ ہے۔ کہ
اسکو اپنی حالت پر چھوڑا جائے تاکہ خود پھٹے۔ اور جب وہ تھیلی پھٹ جاتی ہے تو رحم میں
بچے کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ اسوقت پتہ چل جاتا ہے کہ بچہ سر کے بل اتر رہا ہے۔ یا
سرین کے بل۔ یا زانو کے بل یا قدموں کے بل۔ مگر سر کے بل اترنا سب سے اچھی کیفیت
ہے۔ اور عورت کے حق میں نہایت آسانی کا موجب ہے۔ کیونکہ سر بچے کے جسم سے
نسبتاً بڑا ہوتا ہے جب وہ نکل آتا ہے تو باقی جسم آسانی سے پھسل آتا ہے اس صورت
کے علاوہ باقی صورتیں نہایت احتیاط کی محتاج ہیں۔ اگر بچے کا نزول سر کے بل ہو رہا ہو۔ اور
انعجان میں اگر ٹھیر جاوے اُسوقت دایہ کو بڑی ہوشیاری سے کام لینا چاہیے۔ اُسوقت
تھوڑی سی غفلت خطر عظیم کا موجب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ سر اعضائے مذکورہ کو
پھاڑ دے۔ اسواسطے دایہ کو مناسب ہے کہ اپنے ہاتھ اُسکے نکلنے کی جگہ پر رکھ دے۔
اور نہایت نرمی سے نیچے سے اوپر کی طرف تکیہ دے۔ اس ترکیب سے بچے کا سر مہبل
کے منہ کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ اور بچہ آسانی سے نکل آئے گا۔ اگر سر نکل آوے۔ اور
دونو کندھے بیچ میں پھنس رہیں یعنے ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف پھنس جائے
تو اس وقت درد زہ کی قوت سے دونو کندھوں کی توجہ متغیر ہو سکتی ہے اور ایک آگے اور

دوسرا پیچھے ہو سکتا ہے اسوقت دایہ کو چاہیے کہ پہلے ترکیب سے کام لے اور اگر سرین کے بل گر
رہا ہو تو یہہ حالت نہایت مشکل ہے بچہ نکلنے سے رک جاتا ہے اور ولادت کی مدت طویل ہو جاتی
ہے عورت دردوں سے تکلیف اٹھاتی ہے ہاں اگر چوتڑ دبلے اور چھوٹے ہوں تو ولادت میں
چنداں وقت نہیں ہوتی مگر باوجود کے عورت کے لیے سختی ہوتی ہے۔ مگر بچے کے
لیے خطر نہیں ہوتا۔ زیادہ مصیبت اُسوقت ہے جبکہ دونو سرین بڑے ہوں اور عورت بکر
ہو۔ اسوقت دایہ کو مناسب ہے کہ نرمی سے تھوڑا تھوڑا اس کے چوتڑوں کو اوپر کی طرف اٹھائے
اور بچے کے قدموں کی تلاسی کرے قدم ملجائیں تو ان کے ذریعہ سے جنوانے کی
کوشش کرے مدت طویل کے ولادت میں بعض اوقات ماں کے لیے بہت خطرہ ہوتا ہے
اگر ولادت زانو کے بل ہو۔ تو اکثر اوقات آسان ہوتی ہے۔ مگر باوجود اس کے دایہ کو چاہیے
کہ اپنی انگلیوں کو زہمر کی ہڈی کے درمیان رکھکر عورت کو مدد دے اور انکو نیچے کی طرف کھینچے
اگر ولادت قدمیں کی طرف سے ہو تو یہہ نہایت ہی آسان ہوتی ہے کیونکہ قدم سر کے قائم مقام
ہوتے ہیں یہہ آسانی سے نیچے کی طرف پکڑکر کھینچی جا سکتی ہیں۔ بہر حال ان تمام حالات میں
دایہ کو چاہیے کہ بچے کے حرکات خیال رکھیں۔ اور ایسی تدبیر کریں کہ بچے کا جسم نکلنے لگے
تو اسکا ایک کندھا آگے کی طرف ہو۔ اور دوسرا پیچھے کی طرف اور اسکا پیٹ ماں کے
چوتڑوں میں سے ایک کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ اور اسکی پیٹھ ماں کی دوسری ران سے
ملی ہوئی ہو۔ اور دونو ہاتھ کی حفاظت کے لیے دونو بغلوں کا خیال رکھے۔ اگر بغلیں سر
پر ملی ہوئی ہوں۔ اور ولادت سے مانع ہوں تو ہمکو مناسب ہے کہ انکو نرمی سے جدا کرے
اور اگر ولادت دو چوتڑوں یا زانوں یا قدموں کے بل ہو۔ اور سر کے سوا سارا جسم باہر
نکلجائے تو بچے کو نکالنے کے لیے کھینچنا نہ چاہیے۔ کیونکہ اس حالت میں یا مرجائیگا یا عراضِ
شدہ کا نشانہ بنے گا۔ بہتر یہہ ہے کہ جسم کو ایسی حالت پر جسپر وہ ہے بغیر کھینچے کے پکڑا
جائے اور مروڑا نہ جائے کیونکہ اس سے گردن میں گر جانے یا اُسکے کھینچے جانے کا
اندیشہ ہوتا ہے۔ بلکہ مناسب ہے کہ نئے دردوں کے انتظار کی جائے کہ جس سے بچے
کا سر بھی نکل آوے۔

جن حالات میں وضع حمل کے ردوات کے باعث بچے کا سر درمیان ہی میں لٹکتا رہ جائے
تو اسوقت مناسب ہے کہ بچے کی ٹھوڑی اس کی سینے پر رکھے جائے جسکی کیفیت اسطرح پر ہے

کروائی اپنے داہنے ہاتھ کی پہلی دو انگلیوں کو بچے کی گردن پر رکھے اور انکے ساتھ سر کو اوپر دفع
کرے اور بائیں ہاتھ کی دونو انگلیاں ناک کی دونو طرفوں پر رکھی ہوئی ہوں جنسے سر کو نیچے کی طرف
کھینچے۔ مگر یہہ تجویز درد زہ کی مدد سے پوری ہو سکتی ہے۔ اور اس وقت بچے کا نقصان ہوتا ہے
اور جن حالات میں بچہ اچھی طرح سے نکلنے کی واسطے متوجہ ہو رہا ہو تو بغیر کسی مددگار کے ولادت ہو
جاتی ہے۔ جو دائیاں بچے کھینچنے کے لیے جلدی کرتی ہیں۔ اس خیال سے کہ ولادت جلد اور آسانی
سے ہو جائے گی۔ نہایت خطا کرتی ہیں۔ کیونکہ اسطرح سے خطرناک عوارض پیدا ہوتے ہیں۔
اور بعض اوقات بچے کی ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ اگر کھینچا نہ جاتا تو خود باہر ہی نکل آتا۔ جہاں
جہاں تک ہو سکے دایہ کو چاہیے۔ عورت کے جنوانے میں نرمی سے مدد دے اور جس دایہ
نے صرف ایک یا دو دفعہ بچہ جنوایا ہو۔ اسکو مناسب نہیں ہے کہ اپنے ہاتھ کا استعمال کرے
بعض دائیاں عورت کو نہایت سختی سے کھینچتی ہیں۔ اور خیال کرتی ہیں کہ اس سے ولادت میں آسانی
ہوگی۔ مگر یہ طریقہ نہایت ہی مضر ہے۔ بعض حالات میں درد زہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ جو بچے کے نکالنے
کے واسطے کافی نہیں ہوتا۔ اگرچہ بچے کی وضع عمدہ ہی ہو۔ اس حالت میں رحم کمزور ہوتا ہے۔ اس
میں بچے کو باہر نکالنے کی کافی قوت نہیں ہوتی۔ اس حالت میں جو دار کا استعمال کرنا چاہیے۔ یہہ
دوا نرم زہ کے لیے نہایت مجرب ہے۔ کیونکہ یہہ رحم کو تحریک و تقویت کرتی ہے۔ جس سے
درد زہ نرم ہو کر بچہ آسانی سے نکل آتا ہے۔ کبھی ولادت بغیر ان حالات کے جنکا ہمنے ذکر کیا ہے۔ دایہ
کا ہاتھ چھونے کے بغیر ہو جاتی ہے۔ مگر بعض حالات میں ہاتھ سے کام لینا پڑتا ہے۔ جیسا کہ بچے کے
دونو ہاتھ یا ایک ہاتھ یا پنڈلی پہلے نکل آئی۔ اگر ہاتھ پہلے نکل آئے تو اسکے کھینچنے سے تاکہ بچہ جلدی نکل
آئے جیسا کہ بعض جاہل دایہ کرتی ہیں۔ پرہیز کرتی ہیں۔ کیونکہ یہ کام ماں اور بچے کے حق میں نہایت
مضر ہے۔ کھینچنے کی بجائے اسکو اوپر کی طرف بڑھانا چاہیے تاکہ رحم کی طرف لوٹ
جائے۔ پھر اُس کے قدموں کی تلاش کر کے انکو نکالنا چاہیے۔ تاکہ ولادت آسانی سے ہو جائے
اور اگر پنڈلی پہلے نکلے تو بھی کھینچنا نہ چاہیے۔ بلکہ اوپر کی طرف دھکیلنا چاہیے۔ اور پہلی حالت
کی طرح پاؤں کو تلاش کر کے ولادت کی آسانی میں کوشش کرنی چاہیے۔ جب ولادت بچے کی
غیر طبعی ہو۔ مثلاً بچے کا سر بڑا ہو یا حوض تنگ ہو تو بچے کا نکلنا مشکل ہوتا ہے ان حالتوں میں
ماہر دایہ ہونی چاہیے۔ جو مصنوعی طور سے جنوانے میں مشاق ہو اور اگر پیٹ میں ایک سے زیادہ
بچے ہوں مثلاً دو یہہ اکثر ہوتے ہیں یا تین چو نادر ہوتے ہیں تو ان حالات میں ولادت اکثر

اوقات غیر طبعی ہوتی ہے جو دایہ کے مدد کے بغیر پوری نہیں ہوتی۔ کبھی ایسی عورت کا وضع حمل بغیر
خطرہ کے ہو جاتا ہے۔ لیکن اُسکی مدت دراز ہوتی ہے۔ اور بہت تکلیف اُٹھاتی ہے اگرچہ بر سے
کا ہر ایک بچہ تنہا بچے سے کم ہی کیوں نہ ہو اور پہلے کا نکلنا بہ نسبت دوسرے کے مشکل ہوتا ہے۔ اور
دوسرا آسانی سے نکل آتا ہے۔ کبھی عورت کا پیٹ اتنا بڑا ہو جاتا ہے۔ کہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں ایک
سے زیادہ بچے ہونگے۔ مگر یہ گمان ہمیشہ صحیح نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کی حقیقت ولادت کے بعد ہی
معلوم ہوتی ہے۔ اگر دایہ کو معلوم ہو جائے۔ کہ اسکے پیٹ میں ایک سے زیادہ بچے ہیں۔ تو اُسکو چاہیے
کہ عورت کو خبر نہ کرے کیونکہ عورتیں بعض اوقات اس خبر سے گھبرا جاتی ہیں۔ اگر پیٹ میں دو بچے ہوں اور
پہلا سر کے بل نکلے تو اُسکو خود بخود نکلنے دینا چاہیے۔ اور کوئی علاج نہ کرنا چاہیے۔

پانچویں فصل اُن تدبیرات میں جو ولادت کے بعد ہونی چاہئیں

ولادت کے بعد سب سے پہلا کام ناف کا کاٹنا ہے۔ اگر ولادت تخت پر ہو۔ تو بچے کو ماں کے
دونو رانوں کے درمیان ہی رہنے دینا چاہیے۔ اور اگر کرسی پر ہو تو بچے کو دایہ کی گود میں رہنے
دینا چاہیے۔ اور وہاں ہی کاٹ دینا چاہیئے۔ اور کاٹنے سے پہلے ناف پر تاگا باندھ دینا
جس کی کیفیت یہ ہے کہ ایک بٹا ہوا تاگا لے کر اُس کے ساتھ ناف کا تاگا باندھ دیا جائے
اور ناف اور دھاگے کے درمیان تین انگل یا ساڑھے تین انگل کا فاصلہ ہونا چاہیئے اور یہ
کام بچے کی موٹائی اور دُبلے پن کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ اور باندھنے کی حالت میں اچھی طرح
باندھنا چاہیئے پھر اوپر کی طرف سے کاٹ دینا چاہیئے۔ پھر بچے کو پرورش کرنے والی کے حوالے
کر دینا چاہیے حکیم بیرون نے بیان کیا ہے۔ اگر ناف۔۔۔۔۔۔ کو اُس کے باندھنے سے پہلے
کاٹ دیا جائے تاکہ تھوڑا سا خون نکل جائے بہت اچھا اور مفید ہے۔ کیونکہ جو خون اس طرح سے نکل
جاتا ہے وہ فصد کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ یہ بات واقعی معقول اور قابل قدر معلوم ہوتی ہے
اور کبھی باندھنے سے پہلے ہی قطع کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً جبکہ بچہ قدموں کے بل اُترے اور ناف کا سر
یعنی نال اُس کی گردن پر لپٹا ہوا ہو۔ پھر اُسکو الگ کرنا چاہیے۔ اور اکثر اوقات خود ہی الگ ہو
جاتا ہے۔ اس طرح پر کہ درد اُس کے نکالنے کے واسطے کافی ہو جاتا ہے۔ پھر ولادت کے بعد
عورت پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹہ یا پینتالیس منٹ یا چھ گھنٹے میں اُس سے خلاصی پا جاتی ہے اور
ولادت کے بعد مناسب ہے کہ عورت درد زہ کے وقت اس خلاص کے نکالنے میں کوشش کرے

پنجابی نارہ

ابن علی جمعہ

اس طرح پر کہ نارو کو نرمی سے باندھ دیا جائے ۔ اور جب درد کہ منقطع ہو جائے تو رحم کو باہر کی طرف سے ملنے یا عورت کو چھینک آور ہتھیار سے بیدار کیا جاوے ۔ اور اکثر اوقات خلاص ایک ہی ہوتی ہے ۔ اگر چہ بچے دو ہوں ۔ اور کبھی دو ۔ اور اس حالت میں پہلے بچے کے اترنے کے بعد ہی خلاص کو الگ نہیں کرنا چاہیے بلکہ دوسرے بچے کے نکلنے کی انتظاری کرنی چاہیے ۔ کیونکہ اس سے اُس کے قتل ہونے کا خدشہ ہے ۔ خلاص کو ہاتھ سے نہیں کھینچنا چاہیے ۔ جیسے کہ بعض جاہل دایہ کرتی ہیں ۔ کیونکہ اس سے انقلاب رحم یا اسقاط رحم یا خون کی کثرت وغیرہ امراض خطرناک کا اندیشہ ہے ۔ ہاں اگر خود بخود نہ نکلے ۔ تو پھر بہت انتظار نہیں کرنی چاہیے ۔ اسوقت دایہ کو مناسب ہے ۔ اپنے ہاتھ سے نکال لینے کی کوشش کرے ۔ اس طرح کہ اپنے ہاتھ کو آہستہ آہستہ نارو کے ساتھ خلاص تک پہنچا دے ۔ اور نہایت نرمی سے اُسکو جڑ سے اُدکھاڑے ۔ اور اُس کے بعد بعض لوگ ماں کی خبرداری میں اور بعض بچے کی خبرگیری میں لگ جائیں ۔ اس فصل میں دو حصے ہیں ۔ پہلا حصہ ان تجاویز میں جو ماں کے لیے لازمی ہیں خلاص کے نکلنے کے بعد ماں کو بہت آرام دینا چاہیے ۔ اگر تخت پر جنی ہو تو اسی پر رہنے دینا چاہیے ۔ اور اگر کرسی پر جنی ہو ۔ تو فرش پر اُتار دینی چاہیے ۔ اور فرش پر اُتارنے سے پہلے اس پر نازک موٹے کپڑے رکھ دینے چاہیئیں تاکہ فرش خون سے آلودہ نہ ہو جائے اور عورت کو عمدہ کپڑے سے ڈھانپ دینا چاہیے تاکہ سردی نہ لگے ۔ اور ایسے مکان میں رکھنی چاہیے ۔ جہاں روشنی بہت نہ ہو ۔ اسکے پاس شور و شر نہ ہونا چاہیے کیونکہ اُس کی راحت میں نقصان آتا ہے ۔ اور یہ عادت کہ عورتیں جننے والی عورت کو گھیر لیتی ہیں ۔ اور اُس کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو جاتی ہیں ۔ کوئی تو اُسکو صبر و تحمل کی تلقین کرتی ہے ۔ کوئی اپنے بچے کی تعریف کرتی ہے ۔ کوئی اپنے اُن حالات کو بیان کرتی ہے ۔ جو ولادت کے وقت واقعہ ہوئی تھی ۔ کوئی اُسکے کھانے پینے سونے کے متعلق اپنی رائے قائم کرتی ہے غرض ہر ایک اپنا اپنا راگ الاپتی ہے ۔ نہایت مضر ہے ۔ کیونکہ ایک اُن میں سے اپنے احساس اور اُن خیالات نفسانیہ کو بھڑکاتی ہے ۔ پس اس حالت میں واجب ہے کہ کوئی عورت اُسکے پاس نہ آئے ۔ صرف چند آدمی اسکے اہل و احباب سے ہونے چاہیئیں جیسا کہ یورپ میں رواج ہے ۔ یہ حالت سات یا آٹھ دن تک رہنی چاہیے ۔ اُس کے بعد اگر عورت کی صحت اچھی ہو تو پھر دوسرے لوگوں سے بھی بات چیت کر سکتی ہے ۔ پھر گل بنفشہ یا گل نیلوفر کا خیساندہ یا

یا نیم گرم مصری کا شربت پلانا چاہیئے پھر چند گھنٹوں کے بعد چنے کی دال کا شوربا پلادیں۔ اور جب عورت کو دن میں بھوک لگنے لگے وہی شوربہ دیویں دوسرے تیسرے چوتھے روز بھی ایسا ہی کریں۔ اور ہر دن دو دفعہ شوربہ پلاویں۔ پھر آہستہ آہستہ غذا کی مقدار بڑھائیں۔ شروع شروع میں عورت کی غذا بڑھانا مضر ہے کیونکہ معدہ جب بھر جاتا ہے۔ اور بیدار ہوجاتا ہے تو نفاس کا خون بند ہوجاتا ہے۔ اور اس سے رحم اور ہضم کی نالی میں التہاب پیدا ہوتا ہے جس سے وہ ورم ہوجاتا ہے۔ پھر دوسرے تیسرے روز عورت کو بخار ہوجاتا ہے جسکو دودھ کا بخار کہتے ہیں جمّی اللبن اس میں عورت کے پستان پھول جاتے ہیں۔ پس اگر اسکو عادت بچے کو خود دودھ پلانے کی ہو تو وہ دودھ بچے کو پلاوے۔ ورنہ اپنے نفس کو گرم رکھے۔ اور عرق گل جوش دیا ہوا اور تھوڑا سا شہد کا پانی ملایا ہوا دیویں۔ یا جو کا جوشاندہ پلائیں یہہ عادت کہ عورت کو ولادت کے دن سے ساتویں یا آٹھویں دن تک کپڑے بدلنے نہیں دیتے بہت بُری ہے۔ کیونکہ کپڑے میلے ہو کر متعفن ہوجاتے ہیں۔ اور انکی عفونت عورت کی تشویش و گھبراہٹ کا موجب ہوتی ہے۔ اسواسطے مناسب ہے کہ کپڑے فی الفور بدل دیئے جاویں۔ اور ساتھ ہی سردی سے بچائی جاوے۔ ولادت کے بعد بھی عورت کو جلدی سے گھر کے کام کاج میں نہ لگنا چاہیئے۔ سات یا آٹھ یوم تک سوائے ضروری کام کے چارپائی سے نہ اُٹھنا چاہیے۔ میں یہہ خیال کرتا ہوں کہ جب عورتیں میری یہہ نصیحتیں سُنینگی تو شرمائینگی۔ اور بعض کہینگی کہ میں تو جوان ہوں تندرست ہوں مجھے کسی قسم کا مرض نہیں ہے۔ پھر کیوں چارپائی پر لیٹی رہوں۔ اور وہ میری نصیحت سے انکار کرکے اپنے کام میں مشغول ہوجائیں گی۔ مگر جب ایسا کریں گی تو اپنے نفس پر ظلم کریں گی۔ کیونکہ کبھی ایسے امراض لاحق ہوجائیں گے جنکا دور ہونا مشکل ہوجائے گا۔

دوسرا حصہ اُن تدبیروں میں جو ولادت کے بعد بچے کے لیے ضروری ہیں

ناف کاٹنے سے پہلے ضروری ہے کہ بچے کو ایک نرم کپڑے میں سردی سے بچانے کے لیے کوئی کپڑا نیم گرم پانی یا مکھن یا روغن زیتون سے تر کرکے اسپر پھیرا جائے اور جتنا حصہ ناڑو کا بچ رہے وہ ایک گدی میں جو روغن زیتون یا مکھن تازہ میں ڈبوئی ہو ڈبوئی جاوے۔ اور نہایت احتیاط کی جائے۔ پھر بچے کو موسم کے مطابق لباس پہنایا جائے۔ لباس تنگ نہ ہونا چاہیے تاکہ بچہ اپنی حرکات کو تمام کر سکے۔ اور ناف کی نالی یعنے

نارو کا خاصہ ہے کہ چوتھے یا پانچویں دن گرجاتا ہے اور بعض اوقات آٹھویں دن تک رہتا ہے۔ مگر اس کو گرانے کے لیے کھینچنا نہ چاہیئے۔ کیونکہ کھینچنے سے خون جاری ہوگا۔ اور بعض اوقات فتق پیدا ہوجائے گی۔ اُس کے گرجانے کے بعد ناف پر ایک کپڑا زیتون یا کسی دوسرے تیل میں ڈبوکر رکھنا چاہیئے۔ ماں کے لیے لازمی ہے کہ ان شرائط کی جو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں احتیاط رکھے۔

چھٹا فصل اُن امراض کے بیان میں جو عورتوں کو ولادت کے بعد لاحق ہوتی ہیں مثلاً رحم سے خون کا آنا۔ بیہوشی اور رحم کا درد ورحم کی سوزش اور پردہ صفاق کی سوزش۔ اور پستانوں کی بندش اور حلمتین کا زخم اور انکا پھٹنا۔ اس فصل میں سات حصے ہیں۔ پہلا حصہ رحم کے خون کے بیان میں۔

کبھی ولادت کے بعد فی الفور بہت سا خون شروع ہوجاتا ہے۔ جس سے عورت کمزور ہوجاتی ہے۔ اور اسکی آواز نہایت پست ہوجاتی ہے۔ اور غشی اور بیہوشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ اگر جلدی سے علاج نہ کیا جائے تو مرجاتی ہے۔ اسواسطے دایہ کو لازم ہے۔ کہ جب اُن میں سے کوئی علامت یا تمام علامات مشاہدہ کریں۔ تو اسی وقت عورت کے پیٹ پر ٹھنڈے پانی میں کپڑا بھگوکر رکھدیں یا پانی اور سرکہ اور زنگ سلقاس (نمک قلعی) اگر اس سے بھی بند نہ ہو تو پیٹ کو آہستہ آہستہ ملنا چاہیئے تاکہ پیٹ سکڑجائے۔ کیونکہ خون اکثر اوقات رحم کی کمزوری سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس سکیڑنے سے رحم کی نالیاں تنگ ہوجاتی ہیں اور خون تھم جاتا ہے۔ اگر اس سے بھی بند نہ ہو بلکہ زیادہ ہوجائے۔ تو یہ عمل کرنا چاہیئے۔ کہ کسی نازک کپڑے کو کسی قابض پانی میں ڈبوکر مہبل کو بند کردیں اور ٹھنڈی چیزیں پیٹ پر رکھتے جائیں۔ جب خون بند ہوجائے۔ تو اُس کپڑے کو جلدی سے نہ اٹھانا چاہیئے۔ اور اگر دایہ اس کام میں ماہر نہ ہو۔ تو کسی طبیب کو بلانا چاہیئے جو اس کام سے ماہر ہو۔

دوسرا حصہ اُس بیہوشی میں جو عورتوں کو ولادت کے بعد ہوتی ہے

جو عورت کمزور ہو۔ وہ ولادت کے بعد تھک جاتی ہے جس سے عام کمزوری پیدا ہو کر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا بیہوشی ہے۔ جب یہہ حالت پیدا ہو۔ تو اسکو اپنے فرش یعنے چارپائی پر کامل آرام کے لیے چھوڑ دینا چاہیے۔ اور اس کے نزدیک شور و غل نہ ہونا چاہیے۔ اور سرکہ لیموں یا تھوڑا سا ریتھر یا روح نوشادر سونگھانا چاہیے۔ اور اُس کے چہرے پر پانی چھڑکنا چاہیے۔ اس ترکیب سے بیہوشی بہت جلد رفع ہوجاتی ہے۔ یہہ حالت اس حالت کی منافی ہے۔ جو کثرت خون سے پیدا ہوتی ہے۔

تیسرا حصہ رحم کے درد کے بیان میں جسکو مصری زبان میں تمخا کہتے ہیں

کبھی عورتوں کو ولادت کے بعد رحم میں درد پیدا ہوتا ہے کبھی خفیف ہوتا ہے۔ کبھی شدید۔ اور وہ رحم کے سکڑنے اور اپنے آپ پیچ کھانے سے تاکہ اس میں سے خون اور بقیہ جاس نکل جائے پیدا ہوتا ہے۔ اس کے دور کرنے کے لیے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملنا کافی ہے۔ اور اُسپر گرم کپڑا رکھنا چاہیے۔ اور نارنجی کے پتے یا گل ہفشہ یا گل بابونہ کا جوشاندہ پلانا چاہیے۔

چوتھا حصہ التہاب رحم کے بیان میں

کبھی عورت کو درد زہ زیادہ دیر رہنے اور تکلیف اُٹھانے سے رحم میں التہاب پیدا ہوجاتا ہے۔ کیونکہ رحم کو اسحالت میں اپنی طاقت سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ کبھی اپینڈ کے بند ہونے یا جسم میں سردی کی تاثیر ہونے یا ہاتھ پاؤں کے ٹھنڈے ہوجانے یا کھانے کی کثرت یا اس کیفیت سے جو جاہل دایہ خلاص کے گرانے کے لیے کرتی ہیں۔ التہاب رحم ہوجاتا ہے۔ اور یہہ بات اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ پیٹ کے نچلے حصے میں رحم کے مقابل سخت درد پیدا ہوتا ہے۔ اور یہہ درد دبانے سے بڑھتا ہے۔ اور نفاس کا خون بند ہوجاتا ہے۔ درد رک جاتا ہے پستان پست ہوجاتے ہیں نبض تیز اور سر تفع ہوجاتی ہے۔ اور عورت کو ہوع اور قے اور عام بیقراری اور سخت بخار لاحق ہوتا ہے۔ یہہ التہاب اگرچہ خطرناک ہوتا ہے لیکن گھبرانا نہیں چاہیے۔ بلکہ جلد علاج میں مصروف ہونا چاہیے۔ اس

طرح کہ عورت کو بالکل آرام دیں اور محلل شربت پلائیں اور ملین حقنہ کریں اور مریضہ کی جسمانی قوت اور انعراض کے لحاظ سے تھوڑا تھوڑا بار بار فصد لیں۔ اگر ان تدابیر سے فائدہ نہ ہو۔ تو پیٹ یا فرج پر چند جوکیں لگائی جائیں۔ جو قریباً پچاس یا ساٹھ کے ہوں۔ اور ان تدابیر کو نیم گرم پانی میں خانے سے مدد دیجائے جس کی مدت آدھ گھنٹہ سے دو گھنٹہ تک ہونی چاہئے جیسا کہ اہل یورپ کرتے ہیں ۔

پانچواں حصہ پیٹ کے پردہ صفاق کے التہاب کے بیان میں ۔

یہہ التہاب بعینہ رحم کا التہاب سا ہوتا ہے جو صفاق تک پہنچتا ہے۔ یہہ کوئی دوسرا التہاب نہیں ہے۔ اور علامات بھی وہی ہوتی ہیں۔ جو التہاب رحم میں ہوتی ہیں۔ مگر زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اس میں پیٹ پھول جاتا اور درد کرتا ہے۔ چونکہ مرض اسحالت میں ایک ہی وقت میں دو عضوں (یعنے رحم و پردہ پیٹ) کو گھیری ہوئی ہوتی ہے۔ اسواسطے زیادہ خطرناک ہے اسواسطے اسکا علاج بہ نسبت سابق کے قوی ہونا چاہیے۔

چھٹا حصہ ہر دو پستانوں کی بندش کے بیان میں۔

کبھی عورت کے ہر دو پستان دودھ کی کثرت اور بچے کے نا چوسنے کے باعث بند ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں التہاب ہو جاتا ہے۔ اور کبھی یہہ التہاب ایک خاص وجہ سے جو اس قسم کی عورتوں سے مخصوص ہوتی ہے ہو جاتا ہے۔ اور کبھی بچے کی دودھ پینے کی بے تمیزی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس میں اگر ممکن ہو تو دودھ نکال دینا چاہیے۔ اگر ممکن نہ ہو۔ تو انبر تخم السی کی پلٹس باندھنی چاہیے۔ اور حقنہ سے علاج کرنا چاہیے۔ اور عورت کو چاہیے کہ کھانے پینے سے پرہیز کرے بہت تھوڑا کھائے تاکہ دودھ کم ہو جاوے۔ اور وہ بالی جسمیں تھوڑا سا پارہ دوکا نمک حل کیا ہوا ہو۔ پلائیں۔ اور ماء الشعیر اور عرق نجیل بھی پلانا مناسب ہے اسحالت میں بچے کو اسکا دودھ نہ پینا چاہیے۔ کیونکہ دودھ ردی التر کیب ہو جاتا ہے۔ اور اسوقت دودھ پینے سے بیماری میں زیادتی ہوگی۔ اور جب التہاب بڑھ جاوے یعنے پستانوں میں ریم پڑ جائے۔ تو چیر دینا چاہیے۔

ساتواں حصہ حلمہ کے زخم اور اس کے انشقاق کے بیان میں

یہہ بیماری اس عورت کو ہوتی ہے جسکے پستانوں کی جلد رقیق ہو اور شیر خواری کا زمانہ پہلا ہی ہو - یہہ زخم جو پیدا ہوتے ہیں وہ بچے کے دودھ پینے کی طاقت سے پیدا ہوتے ہیں - کبھی انکا سبب میل کا اجتماع ہوتا ہے اس سے بچنے کے لیے عورت کو چاہیئے کہ ولادت سے چند یوم پہلے نمک والے پانی کے ساتھ پستانوں کی بھوبیوں کو دھوتی رہے - اگر پھر بھی زخم ہو جاویں تو کسی طریقے سے علاج کرنا چاہیے - اور اچھا طریقہ یہہ ہے کہ انکو پورا صاف رکھا جائے - اور مرہم خیار سے بوبیوں کو ملا جائے - یا گندھک کی محلول سے بھرا جائے - یا ایک اوقیہ مقطر پانی میں روح توتیا ملا کر دھویا جائے - اگر ان سے فائدہ نہ ہو - تو کاٹنک لوشن کے خفیف محلول سے دھویا جائے - یعنے ایک اوقیہ صاف پانی میں اسکے ایک دو قطرے ڈالکر استعمال کریں - مگر اس دعا کے استعمال میں بہت احتیاط چاہیے - کہ اس کے استعمال کے بعد پستانوں کو اچھی طرح دھو ڈالیں - کیونکہ اگر دوا مذکور کا کچھ اثر بوبی پر رہ گیا - اور بچے نے دودھ پی لیا تو بچہ کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے - اس مرض سے بچنے کے لیئے اچھی تدبیر یہہ ہے کہ بچے کو دودھ پلانے کی کیفیت میں غفلت نہ کی جائے - کیونکہ اس غفلت سے زخم اور انشقاق پیدا ہوتے ہیں - اگر اس سے غفلت رہے تو کوئی دوا فائدہ نہ دیگی - اگر بچہ اپنے نقصان دہ رضاعت کی کیفیت کو نہ چھوڑے - تو پھر بڑا علاج یہ ہے کہ مصنوعی پستان سے اسکو دودھ پلایا جائے -

ساتویں فصل ان امراض میں جو نوزائیدہ بچوں کو عارض ہوتے ہیں اور چند عوارض میں سب سے پہلے کا نام اسفیکسیا یعنے گلا گھوٹنا

کبھی ولادت کے وقت بچے کا ماں کے پیٹ سے اترتے وقت گلا گھونٹ جاتا ہے جس سے اس کا رنگ پھیکا یا بنفشگی اور اسکا گوشت ڈھیلا اور اس کے ہاتھ پاؤں سست ہو جاتے ہیں - اور اس کے دل کی نبضات کی شناخت ابتدا ہی سے آواز کی حرکت کی تمیز مشکل ہو جاتی ہے - جب یہہ حالت ظاہر ہو - تو بچے کا سر ہوا کی طرف اور بچا رکھکر کروٹ کو ایک طرف لٹا دینا

چاہیے - اور اس کے جسم کو لپیٹ دیں - اور اسکا منہ اور ناک مادہ مخاطیہ سے صاف کریں - اور بچے کے
جسم اور ہاتھ پاؤں کو نازک پشم کے کپڑے کے ساتھ ملیں - اگر اُن سے فائدہ نہ ہو تو بچے کو شیر گرم پانی
میں اُسکی دونوں بغلوں تک بٹھا دینا چاہیے - اور پھر اُس کے جسم کو ملیں - دوسرا مرض سکتہ ہے
یہ مرض پہلے مرض کے ساتھ مشابہ ہے - مگر چند باتوں میں مختلف بھی ہے - اور وہ یہ کہ سکتہ کی حالت
میں بچے کا چہرہ گندم گون ہرن کے رنگ کا ہو جاتا ہے - اور اسکا سینہ خون سے بھر جاتا ہے
اور اُسکی جلد بند ہو جاتی ہے - اس حالت میں جلدی سے آنول نال کو قطع کر دینا چاہیے - تاکہ تھوڑا سا
خون نکل جائے پھر اُسکو باندھ کر بچے کو شیر گرم پانی میں بٹھانا چاہیے - اور آہستہ آہستہ جسم ملنا چاہیے
اور اگر یہہ تجویز کافی نہ ہو تو اُس کے ہر دو کان کے پیچھے ایک یا دو جونکیں لگوائی جائیں - تیسرا
مرض تشنج ہے - جسکو مصری زبان میں تربیہ کہتے ہیں - یہہ مصر کے علاقہ میں بہت ہے نہایت خطر
ناک ہوتا ہے - اکثر بچے اس سے مرجاتے ہیں اور جاہل عورتیں خیال کرتی ہیں کہ بچے پر جن سوار
ہے - اور یہہ خیال غلط ہے - اور وہ لوگ اس خیال سے کہ جن اس بچے کو نہیں چھوڑے گا -
اسکا علاج نہیں کرتے - حالانکہ بچوں کے امراض میں سے یہہ ایک مرض ہے - جسکا تعلق دماغ
کے ساتھ ہوتا ہے اور اسکے واسطے سے معدہ اور امعاء کا التہاب یا انتڑیوں میں جما ہوا
ثقیل مادہ پیدا ہوتا ہے - اور ایسے ہی انتڑیوں میں کیڑوں کا موجود ہونا اُسکا موجب ہوتا
ہے - اس قبیح مرض سے بچنے کے لیے ماں یا دایہ یا اسکی سرپرست کو لازم ہے - کہ بچے
کی تربیت ان اصول کے مطابق کریں - جو قانون صحت میں بیان کیے گئے ہیں یعنے بچے کے دودھ
پلانے چھوڑانے نیند اور غذا وغیرہ امور متعلقہ طفل کا خیال رکھیں - کیونکہ پرہیز علاج سے اچھا ہوتا
ہے - لیکن اگر کوئی مرض پیدا ہو جائے خواہ کسی سبب سے پیدا ہو - پیدا ہوتے ہی - مناسب
تدابیر سے علاج میں مصروف ہو جانا چاہیے - اور اُس کے اسباب کی تفتیش کرنی چاہیے - کیونکہ تمام
امراض میں تشخیص اسباب ہی سب سے مقدم چیز ہے - اگر تشنج کا باعث ان پاخانے کا نہ آنا ہو -
جو ولادت کے بعد ہی آیا کرتا ہے - جسکو مصری زبان میں حلقہ کہتے ہیں - جسکا آنا آٹھ یا دس گھنٹے
کے بعد ضروری ہے - تو اس کے نکالنے میں نرم حقنے کے ساتھ جسمیں شیر گرم پانی اور تھوڑا
سا شہد ہو - ضروری ہے - اور ایک اوقیہ شربت کاسنی لے کر اس میں تھوڑا سا پانی ملا کر چھوٹے
چمچے سے بچے کو چار یا پانچ گھنٹے تک پلاتے رہیں - اور اس حالت میں بچے کو دودھ نہ پلایا
جائے صرف شہد والے پانی پر اکتفا کیا جائے - اور اگر تشنج کا باعث وہ مادہ مخاطیہ ہو جو منہ

یا ناک میں ہوتا ہے تو اسکو توڑ اور دور کر دینا چاہیے۔ اور اگر وہ تشنج کا مادہ معدے میں ہو تو ان چیزوں کے ساتھ جنکا ذکر کیا گیا ہے نکالنے کی کوشش کی جائے۔ اگر پیٹ سخت ہو اور ہاتھ لگانے سے درد کرتا ہو تو اُسپر ملین ضماد کرنی چاہیے۔ یا تین چار جونکیں لگانی چاہئیں۔ اور اگر تشنج کا باعث امعا میں کیڑوں کا وجود جسکی علامت تہوّع اور مُنہ کی بدبوئی اور پاخانہ میں کیڑوں کا نکلنا ہے۔ تو اس کے نکالنے میں کوشش کرنی چاہیے۔

فائدہ دودھ کا زمانہ بچے کے حق میں امراض کثیرہ کا زمانہ ہے۔ اور سب سے خطرناک مرض یہہ تشنج ہے۔ اس سے کوئی بچہ نہیں بچتا۔ مگر وہ جو اپنی ماں کے پیٹ سے دانتوں کے ساتھ پیدا ہوا ہو۔ اس کے دانت ولادت کے بعد دو تین سال کے بعد نکلیں۔ اور یہہ نادر ہے بعض عورتیں جب بچے دانت نکالنے شروع کرتے ہیں۔ تو انکو سخت چیزیں چبانے کے لیئے دیتی ہیں۔ اس خیال سے کہ دانت آسانی سے نکل آئیں۔ مگر یہ بات خلاف واقع ہے۔ کیونکہ سخت چیزوں سے مسوڑے سخت ہو جاتے ہیں۔ جس سے دانتوں کی نکالنے میں روک پڑ جاتی ہے جب دانت نکلنے شروع ہوتے ہیں تو مسوڑے سوج جاتے ہیں اُن میں التہاب پیدا ہوتا ہے اور التہاب کے ساتھ سخت پیاس اور بخار اور بیقراری اور دبلاپن پیدا ہوتا ہے۔ اور یہہ التہاب منہ کے تمام اجزا اور معدے تک پہنچ جاتا ہے۔ اور کبھی دماغ تک جس سے تشنج مذکور پیدا ہوتا ہے۔ اسوقت ضروری ہے کہ بچے کا دودھ کم کر دیا جائے۔ اور گوند کا پانی جس میں مصری ڈالی گئی ہو۔ یا شہد کا پانی پلانا چاہیے۔ اور پانی میں تھوڑی سی رائی ڈالکر اور اسکو جوش دیکر پاشویہ کرنا چاہیے۔ اور اس کے کانوں کے نیچے چار یا چھ جونکیں لگانی چاہییں۔

فائدہ یہہ تشنج مذکور ہمیشہ دماغ کے التہاب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور کبھی ناگہاں پیدا ہو جاتا ہے جسکا کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اسکو چہرے اور اوپر سے ہاتھ پاؤں کا تشنج کہتے ہیں۔ اور نچلے ہاتھ پاؤں میں کم پیدا ہوتا ہے۔ اور دورے سے جس کی باری کبھی کم ہوتی ہے کبھی زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔ جب ظاہر ہو جائے تو اسکا علاج یہ ہے کہ اسکے دونوں ہاتھوں اور دونوں قدموں کو گرم پانی کے اندر جس میں رائی ڈالی گئی ہو رکھدیں۔ اور اسکے سر پر ٹھنڈے پانی سے تر کیا ہوا کپڑا رکھ دیں۔ اور سب سے اچھی تدبیر اُس وقت خون کو سر سے نیچے کی طرف کھینچنا۔ اور مسہل حقنوں کا استعمال کرنا ہے یا اُس کی دُبر میں بتی جو صابون سے تر کی ہوئی ہو۔ داخل کریں کہ اُس سے ہضم کی نالی میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور پاخانہ کا

نکلنا آسان ہوجاتا ہے اگر ان تدبیروں سے فائدہ نہو تو بچے کو تھوڑا سا شربت کاسنی یا گل آڑو
کا شربت جسمیں ایک یا دو رتی کیلومل ڈالا ہو پلائیں **چوتھی بیماری اسہال ہے** ۔ یہہ بیماری
بچوں کو تین مہینے سے اٹھارہ مہینے تک لاحق ہوتی ہے ۔ اس میں سبز یا زرد پاخانہ نکلتا ہو
بچہ حیران ہوتا ہے چلاتا ہے اور اسکا جسم کمزور اور دبلا ہوجاتا ہے ۔ بعض اوقات تشنج ہوجاتا
ہے ۔ جسکے سبب سے جلدی مرجاتا ہے ۔ اس مرض کا علاج سخت پرہیز سے کرنا چاہیے
اور محلل شربت اور ملین حقنوں اور پیٹ پر اسکا لیپ لگانا چاہیے ۔ اور اگر پیٹ میں گرمی ہو
اور زبان خشک ہو ۔ اور پیٹ میں درد ہو تو بچے کی طاقت کے موافق جونکیں لگانی چاہئیں ۔
کچھ جونکیں پیٹ پر لگائیں ۔ اور کچھ مقعد پر ۔ بچوں کے امراض روکنے کی سب سے اعلی تجویز
اور عمدہ علاج شیر گرم پانی سے نہلانا ہے ۔ اور بچے کو ہر بات کا عادی بنانے کے لیے اُسکو
ہر دن شیر گرم پانی میں آدھ گھنٹہ یا گھنٹہ بٹھانا چاہیے ۔ جب اُسکا عادی ہوجائیگا
تو خود بخود نہانا پسند کرے گا ۔ **پانچویں بیماری خناق ہے** یہہ چھوٹے بچوں کے
سینہ پر نزلہ آجانے کے سبب سے لاحق ہوتی ہے ۔ یہہ ایک قسم کی تشنجی کھانسی ہوتی ہے ۔
جو نوبت سے اُٹھتی ہے جس کے ساتھ ایک قسم کی آواز ہوتی ہے ۔ کچھ کتے کے بچے کی آواز
یا مرغی کے بچے کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے ۔ یہہ آواز ہوا کی نالی کے تنگ ہوجانے سے
پیدا ہوتی ہے ۔ اور ہوا کی نالی کا تنگ ہونا ۔ اس کی جھلی کے سوجنے یا چھوٹی جھلی کے پیدا ہوجانے
سے پیدا ہوتا ہے ۔ جسکی وجہ سے ہوا کا گذر مشکل ہوجاتا ہے ۔ اور بچے کو خناق کی حالت پیدا ہوجاتی
ہے ۔ لیکن یہہ حالت ہمیشہ نہیں رہتی ۔ بلکہ اس میں مختلف فاصلے ہوتے رہتے ہیں ۔ اور کبھی چند گھڑی
رہتی ہے ۔ اور کبھی چند یوم ۔ یہہ مرض نہایت ثقیل ہوتی ہے ۔ اگر مناسب تجاویز سے کامیابی نہ ہو
تو بچہ مرجاتا ہے ۔ اور مناسب علاج یہ ہے کہ بچے کی گردن کے چاروں طرف چار یا چھ جونکیں
لگادیں ۔ اور بار بار لگائی جائیں تاکہ زیادہ خون نکلنے سے بچہ کمزور ہوجائے اور جونکوں کی
ڈنگ کی جگہہ کو ملین ضماد سے ڈھانپا جائے اور بچے کے قدم رائی والے گرم پانی میں رکھے
جائیں اور پانی سے حقنہ کیا جائے ۔ یا کسی شربت میں ایک رتی کیلومل ڈالکر پلایا جائے تاکہ
پاخانہ آجائے ۔ اور جب اس حالت میں چھوٹی جھلی پیدا ہوجائے تو بچے کو تھوڑا سا پانی جسمیں
قے آور چیز ملی ہوئی ہو پلاویں تاکہ قے کرے ۔ اور اس قے سے اس مادہ فاسدہ کا جو
ہوا کی نالی میں نکلنا آسان ہوجائے ۔ اس مرض میں بچے کی نہایت احتیاط کی جاوے اور

بہت پرہیز کرایا جائے۔ اور سوائے خفیف اشربتوں کے کچھ نہ پلایا جائے۔

چھٹی مرض۔ خناق صدری ۔ یہہ مرض بچوں کو بہت لاحق ہوتی ہے۔ اُسکو بھی سعال نسمی کہتے ہیں۔ جسکا معدہ منتظم و باقاعدہ نہیں ہوتا۔ اور سانس لینے کے وقت مریض سے ایک خاص قسم کی سیٹی کی سی آواز نکلتی ہے۔ اُسکا علاج وہی ہے۔ جو خناق سابق میں ذکر ہوا۔ مگر اس میں سینے پر مخدر لیپ بھی کرنے چاہئیں

ساتویں مرض۔ قلاع ۔ یہہ چھوٹی چھوٹی پھنسیاں ہوتی ہیں۔ جو حلق کی چھت اور زبان پر نمودار ہوتی ہیں۔ یہہ پھنسیاں کبھی تو چھوٹی اور آپسمیں ملی ہوتی ہیں۔ جنسے ایک چھوٹی جھلی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور بچے کے منہ میں سخت التہاب پیدا ہوجاتا ہے۔ بچہ دودھ نہیں پی سکتا۔ زبان اور حلق کی چھت سفید ہوجاتی ہے۔ یہہ حالت اگر دیر تک رہے تو بچہ کمزور ہوجاتا ہے۔ اور بہت دُبلا ہوجاتا ہے۔ اور بعض اوقات جلدی مرجاتا ہے۔ اُسکا علاج یہ ہے کہ حلق کی چھت اور زبان پر روغن بادام شیرین۔ اور لعاب بہدانہ ملا جائے۔ اگر اس سے اچھا نہ ہو۔ تو حلق کی چھت اور زبان پر پھٹکڑی بریاں۔ اور مصری کا سفوف بناکر چھڑکا جائے اور پانی میں سرکہ ملاکر زبان پر ملا جائے۔ اور کبھی اس میں سر کے اگلے حصے کو داغ دیتے ہیں۔

آٹھویں مرض۔ جدری ۔ اُسکو سب لوگ جانتے ہیں۔ اور کبھی یہہ مرض وبائی طرح پھیلتی ہے اور اس حالت میں۔ اکثر اوقات مصر کے اندر سردی کے موسم میں ہر سال طاعون آتی ہے اور اس سے بھی طاعون کی طرح ضرر پہنچتا ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ۔ کیونکہ اکثر بچے ہلاک ہوجاتے ہیں۔ اکثر اوقات یہہ مرض بچپن میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات اس کے پیچھے بھی۔ بلکہ کبھی کہولت یا شیخوخت کے زمانے میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور بعض لوگوں کو یہہ بیماری ہرگز نہیں ہوتی۔ اور یہہ نادر ہے۔ یہہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ اور دوسری کا انجام بد ہوتا ہے۔ جسکا انجام اچھا ہوتا ہے وہ متفرق طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اس سے پہلی حرارت اور بخار پہلی اور معدے میں تھوڑا سا درد اور کبھی تھوع اور کبھی تشنج اور درد ظاہر ہوتا ہے ان اعراض کے ظاہر ہونے کے دو دن بعد تیسرے یا چوتھے دن چھوٹے چھوٹے سرخ ذرے تھوڑے اُٹھے ہوئے ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ بڑھتے جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔ پہلے پہل چہرے اور ناک اور منہ کے گرد ظاہر ہوتے ہیں پھر سینے میں پھر ہاتھ پاؤں میں۔ یہاں تک کہ سارے جسم کو گھیر لیتے ہیں

چیچک

ان کے ظاہر ہونے کے چوتھے یا پانچویں دن بعد انکا منہ سفید ہوجاتا ہے - پھر زرد ہوجاتا ہے
اور درمیان سے دب جاتے ہیں - اور گیارہویں دن اپنی نہایت کو پہنچ جاتے ہیں - پھر کھل
جاتے اور پھٹ جاتے ہیں - اور چہرے اور پلکوں کا ورم کم ہوجاتا ہے - اور جسکا انجام بد ہوتا
ہے اسکے دانے ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے اور ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ظاہر
ہوتے ہیں - اسکے اعراض ویسے ہی ہوتے ہیں مگر اس میں ہذیان اور عام کمزوری زیادہ ہوتی
ہے - اور اسکے دانے جلدی سے ظاہر ہوتے ہیں - اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے
گویا ایک ہی دانہ معلوم ہوتا ہے - اسوقت بچے کی شکل بدنما خوفناک معلوم ہوتی ہے - آخر
میں ریم پڑجاتی ہے - پھر خشک ہوکر چھلکے اترتے ہیں - اور یہہ بات پچیس دن یا اس سے بھی
زیادہ دنوں میں حاصل ہوتی ہے - اور ان دو اقسام کے درمیان بہت سے مدارج ہیں بعض
زیادہ خطرناک ہیں اور بعض کم -

فائدہ وہ چیچک جسکا انجام نیک ہوتا ہے اُسمیں مشکل سے دس فی صدی ہلاک ہوتے
اور دوسری قسم جسکا انجام نیک نہیں ہوتا اس میں ہلاکت زیادہ ہوتی ہے - مشکل سے ۲۰
فی صدی نجات پاتے ہیں - انکا چہرہ بدنما سیاہ ہوجاتا ہے - کوئی اندھا ہوجاتا ہے -
کوئی اعور ہوجاتا ہے - کسی کے ہاتھ پاؤں بگڑ جاتے ہیں - علاج - نیک انجام جدری کا علاج
آسان ہے - اسمیں پرہیز ہی کافی ہے - اگر مریض شیر خوارہ ہو - تو دودھ نہ دینا چاہیے
اور ملین شربت پلائیں - لیکن یہہ بات اعراض کے دور ہونے یا کم ہونے کے بعد ہونی
چاہیے - اگر معدے میں ورم معلوم ہو - تو اسپر جونکیں لگوئیں - اور اس کے پیچھے ملین لیپ
رکھیں - اور اگر نگلنے میں تنگی ہو - تو گردن پر ٹھوڑی کے نیچے جونکیں لگوائیں - اس بیماری میں
بچے کو معتدل مکان میں رکھنا چاہیے - اور دوسری قسم کا علاج بھی پہلی کی طرح ہے - مگر اسمیں علاج
قوی ہونا چاہیے - اسطرح پر کہ جونکیں زیادہ لگائی جائیں - اور مریض کی قوت اور اعراض کی شدت
کا لحاظ کرکے دوبارہ سہ بارہ لگائی جائیں - چونکہ زیادہ اعراض دماغ کو حاصل ہوتے ہیں اسواسطے
مناسب ہے کہ جونکیں دونو کانوں کے پیچھے لگائی جائیں - اور دماغ کا نہایت خیال کیا جائے
بعض اوقات یہہ تدابیر فائدہ نہیں دیتیں بلکہ مرض بڑھتا چلا جاتا ہے - اسواسطے بعض اطبا نے
اسکے خطرے اور درد کو کم کرنے کے لیے بہت سے تجربے کئے ہیں - اور سب سے احسن
یہ ہے کہ دانوں کے ظاہر ہونے کے ابتداء میں حجر جہنم یعنے سوڈا کاسٹک سے دانوں

کو داغ دیں۔ کیونکہ انہوں نے مشاہدہ کیا ہے کہ جب داغ دیا جاتا ہے تو بیماری کی زیادتی ٹھہر جاتی ہے اور درد کم ہو جاتا ہے۔ یہہ مرض ان ایام میں یورپ کے اندر نہیں پائی جاتی۔ حالانکہ کسی وقت میں وہاں سب سے زیادہ تھی۔ اور اس کی وجہ چیچک کا ٹیکہ ہے۔ جسکا ذکر ہم پیچھے کرینگے۔ اس مرض سے نکاہت ایسی ہی پیدا ہوتی ہے۔ جیسے امراض جلدیہ حادہ سے اسواسطے اس کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ تھوڑا سا سبب مثلاً ہوا کا لگ جانا یا غذا کی زیادتی خطرناک اعراض کا موجب ہو جاتی ہے۔ مثلاً امراض دماغ و حلق و صدر و بطن کا باعث ہو جاتی ہے۔ اور اسی سے تشنج یا استسقا پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ پس اس خیال سے کہ بچہ کسی اعراض میں مبتلا نہ ہو۔ ضروری ہے۔ کہ اسکو ایک ہی جگہ مہینہ یا دو مہینے رکھا جائے اور ہوا کی سختی سے بچایا جائے۔ اور خفیف طعام مثلاً شوربا۔ جسمیں چربی نہ ہو دیا جائے۔ اور کھانے پینے میں آہستہ آہستہ ترقی کی جائے۔

نویں مرض حماق۔ جسکو چھوٹی جدری کہتے ہیں۔ یہہ مرض بھی ایک قسم کی جدری ہے مگر بعض اوقات اس میں التباس اور شک ہو جاتا ہے۔ مگر تھوڑے تامل سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جدری ہے۔ اور بڑی شناخت اسکی یہ ہے کہ یہہ لمس اور ریم سے متعدی نہیں ہوتی اور اسکے اعراض حقیقی جدری سے خفیف ہوتے ہیں۔ یہہ ذرے چھٹے یا ساتویں دن پست ہو کر گر جاتے ہیں۔ اسکا علاج صرف مریض کو چند دن پرہیز کرانا ہے۔ اور محلل اشیار کا دینا اور سردی وغیرہ سے چند دن بچانا ہے۔

دسویں مرض مصنوعی جدری۔ جسکو چیچک کا ٹیکا کہتے ہیں۔ اس کی کیفیت یہہ ہے۔ کہ وہ مادہ جس سے ٹیکا لگایا جاتا ہے۔ گائے کی تھنوں کی پھنسیوں سے جو اسکے پستانوں کی جوانب پر جدری کی مانند ظاہر ہوتی ہیں۔ لیا جاتا ہے۔ یہ ایجاد انگلستان میں تیرھویں صدی ہجری کے شروع میں ہوئی تھی۔ اور اس مادے سے ٹیکا لگانے کا سبب یہہ ہوا کہ بعض اطبا نے دیکھا کہ جو لوگ ایسی گائے کا جسکے تھنوں پر بثور ہوتے ہیں دوہتے ہیں۔ وہ لوگ طبعی جدری میں مبتلا نہیں ہوتے۔ اور انکی انگلیوں میں تین یا چار دانے ویسے ہی ظاہر ہو جاتے ہیں جن سے وہ جدری سے بچ جاتے ہیں۔ پس اللہ نے ایسے طبیبوں کو الہام کیا کہ وہ اسکو انسان پر آزمائیں انہوں نے بار بار تجربہ کیا یہاں تک کہ انکے ظن کی تحقیق ہو گئی۔ اور معلوم ہو گیا۔ کہ یہہ طریقہ حقیقی جدری سے بچانے والا ہے پھر یہہ طریقہ

یورپ میں جاری ہوگیا اور لوگ خوش ہو گئے - اور ایسی مرض سے جو بڑی شکل ہلاک کرنے والی ضرر پہنچانے والی تھی بچ گئے - اور ایسی قوت سے یورپ میں اُسکی شناخت ہوئی یہاں تک کہ اب یورپ میں کوئی بچہ ہلاک نہیں ہوتا - اور جب عقلمندوں کے نزدیک یہہ امر محقق ہوگیا - کہ یہہ طریقہ نہایت مفید ہے تو انہوں نے لوگوں کو ترغیب دینی شروع کی مگر جاہل لوگوں نے اسکی مخالفت کی اس خیال سے کہ یہہ اللہ تعالی کے حکم کی مخالفت ہے - اور یہہ نہ جانا کہ یہ اللہ کی رحمت ہے - کیونکہ شرع شریف خاص الادویہ کی نفی نہیں کرتی - اسواسطے کوئی چیز اس طریقے سے مانع نہیں ہے - کیونکہ اسکا نفع خاص و عام دیکھ چکے ہیں - اور ثابت ہوگیا ہے کہ یہہ مادہ اور دوائیوں کی طرح ہے جو حیوانات نباتات جمادات سے بنائی جاتی ہیں - پس اس طریقے کے استعمال کرنے میں کیا حرج ہے - اور تعجب ہے کہ ٹیکے کا نفع اگرچہ عام ہو چکا ہے - تو بھی بعض لوگ اُس کی پیروی نہیں کرتے - اور بچوں کو ٹیکے لگانے کے فائق معلوم نہیں ہوتے - اور اپنی اولاد کو بلا ٹیکہ چھوڑ دیتے ہیں - یہاں تک کہ جدری حملہ کرتی ہے جسکا نتیجہ موت ہوتی ہے - جو اُنکے جگروں کو جلاتی ہے -

فائدہ اس ٹیکے سے جو دانے ظاہر ہوتے ہیں اُن سے تھوڑا بخار ہو جاتا ہے جسکا انجام اچھا ہوتا ہے - اگرچہ ایکدو دانے کا ظاہر ہو جانا بھی جدری حقیقی سے بچانے کے لیے کافی ہے - لیکن عادت یوں جاری ہوئی ہے کہ ہر ایک بازو پر تین یا چار ٹیکے لگائے جاتے ہیں تین دن تک ٹیکے کی جگہہ میں کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا تیسرے دن کے اخیر یا چوتھے دن کے شروع میں چھوٹی سُرخ رنگ کی پھنسی ظاہر ہوتی ہے - اور یہہ پھنسی بڑھتی جاتی ہے اور پانچویں یا چھٹے دن ایک شفاف مادے سے بھر جاتی ہے پھر درمیان سے دبجاتی ہے - اور ایک گول دائرے سے گھر جاتی ہے - اور ساتویں یا آٹھویں دن اپنی حد تک پہنچ جاتی ہے پھر اُسکا مادہ تھوڑا گدر رہتا ہے - اور نویں دن سے بارھویں دن تک خشک ہو جاتے ہیں - پھر چودھویں سے بیسویں دن تک اُنکے چھلکے اتر جاتے ہیں اور اس کے بعد نہ زائل ہونے والے نشان رہ جاتے ہیں - اور جب ٹیکا اچھی طرح نہ لگے مثلاً مادہ اُس کے وقت سے پہلے یا پیچھے لیا جائے یا اُن برتنوں میں ہی جسمیں وہ محفوظ رہتا ہے خراب ہو جائے یا جسکو ٹیکا لگایا جائے اس قبولیت کے اسقدر رو نہ ہو تو ان سب حالتوں میں دانے ظاہر نہیں ہوتے - اگر ظاہر ہو جائیں تو ردی ہوتے ہیں جب

یہہ حالت ہو تو ٹیکا دو بارہ سہ بارہ یا اس سے بھی زیادہ لگانا چاہیے ۔ اور کبھی ٹیکا لگانے سے ایسے
دانے نمودار ہو جاتے ہیں ۔ جو چپٹے نہیں ہوتے ۔ اور نہ درمیان سے دبے ہوئے ۔ انکو جدری
بقری کاذب کہتے ہیں اُسکے دانے چھٹے دن سے آٹھویں تک خشک ہو جاتے ہیں ۔ اور جلدی
سے گر جاتے ہیں اور پھر نشان باقی نہیں رہتا ۔

فائدہ ٹیکا ہر عمر میں لگانا درست ہے اور جس شخص کو جدری طبعی نہ نکلی ہو ۔ اوسکو لگانا واجب ہے
بچے کو چار مہینے سے چھٹے مہینے تک ٹیکا لگا سکتے ہیں ۔ اور اگر جدری وبائی کا زور ہو ۔ تو ولادت
سے تھوڑے دیر بعد بھی لگا سکتے ہیں ۔ جوان ۔ ادھیڑ ۔ اور بُوڑھے کو بھی ٹیکا لگانا منع نہیں ۔
وہ مادہ جس سے ٹیکا لگایا جاتا ہے ۔ اگر ایسے بچے سے بھی لیا جائے ۔ جو امراض متعدیہ مثلاً
خارش وغیرہ سے بیمار ہو ۔ تاہم دوسرے بچے کو ایسے ٹیکے سے کوی مرض پیدا نہیں ہوتی
لیکن پرہیز کرنا بہتر ہے ۔ اور سب سے اچھا یہہ ہے کہ مادہ کسی مضبوط تندرست لڑکے سے
لیا جائے ۔ اور اس شخص کا خیال جو کہتا ہے کہ جسم کے لیے جدری کا نکلنا ضروری ہے اور اسکے
نکلنے سے انسان اخلاط سے پاک ہو جاتا ہے ۔ اور جسکو نکل آئے ۔ اور اچھا ہو جائے ۔ اُسکی
صحت اچھی ہو جاتی ہے غلط ہے ۔ کیونکہ مشاہدہ اس کے خلاف ہے ۔ کیونکہ جو ٹیکا لگایا جائے
اور وہ شخص جسکو مدت العمر چیچک نہیں نکلی انکی صحت بہ نسبت اس کے جو اسمیں مبتلا ہوا ہے
اچھی ہوتی ہے مگر از کم یہ تو ضرور ہے ۔ کہ ٹیکا لگانے سے انسان بدصورتی اور بھونڈی شکل
سے بچ جاتا ہے فائدہ ٹیکا لگانا جسطرح زندگی کے تمام مدارج میں صحیح اور درست ہے
ایسے ہی سال کے تمام فصلوں میں جائز ہے ۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ سخت گرمی میں نہ لگایا جائے کیونکہ
بچے اس فصل میں بوجہ اپنے اعضا کے نرم ہونے کے تکلیف اُٹھاتے ہیں اگرچہ اس سے تھوڑا
ہی بخار ہو ۔ مادہ حاصل کرنے اور اسکی حفاظت کی کیفیت زخموں کے بیان میں مفصل تحریر کی
جائیگی ۔ اکثر اطبا کا قول ہے ۔ کہ ٹیکے کا اعادہ ضروری ہے مگر اعادہ پہلے ٹیکے سے چار یا پانچ
سال اور ہونا چاہیے ۔ اس اعادہ سے ضرر نہیں ۔ اور صرف خفیف اعراض پیدا ہوتے ہیں ۔
جب گائے سے مادہ نہ لیا جاتا تھا ۔ اسوقت لوگ جدری کے مادے سے بچوں کو ٹیکا کراتے
تھے مصر میں اسکو تنجانہ کہتے ہیں ٹیونس میں نترا کہتے ہیں لیکن اب یہ طریقہ متروک ہو گیا ہے
کیونکہ اس سے اچھا مادہ دستیاب ہو گیا ہے ۔

گیارھویں مرض حصبہ ہے ۔ اس مرض میں اکثر بچے مبتلا ہوتے ہیں ۔ اور ادھیڑوں میں

اسکا خطرہ کم ہوتا ہے - غالباً اسکا انجام بخیر ہوتا ہے کبھی اس کے ساتھ دیگر امراض شامل ہوجاتے ہیں - اسوقت یہہ مرض قاتل ہوجاتی ہے - اسکو حصبہ خبیثہ کہتے ہیں حصبہ سے تین چار یوم پہلے بخار شروع ہوتا ہے - اور مریض کو زکام لگجاتا ہے - اور آنکھیں سُرخ ہوکر آنسو جاری ہوجاتی ہیں - حلق جلتا ہے - سر درد پیدا ہوتا ہے - زبان سُرخ ہوجاتی ہے - کبھی سبات ہذیان بھی عارض ہوجاتا ہے - پھر تیسرے یا چوتھے دن جلد پر سُرخ سُرخ ذرے پسو جیسے تھوڑے ابھرے ہوئے پیدا ہوتے ہیں - جو نظر سے معلوم نہیں ہوتے بلکہ ٹٹولنے سے معلوم ہوتے ہیں پہلے پہل چہرے پر ظاہر ہوتے ہیں پھر گردن اور پھر سینے پر پھر ہاتھ پاؤں پھر تمام بدن پر - اور یہہ ذرے متفرق ہوتے ہیں پھر اکٹھے ہوجاتے ہیں - اسکی مدت اکثر اوقات بارہ سے پندرہ دن ہوتی ہے پھر جھڑے سے بھوسے کی طرح خشک ریشہ ہوکر اتر جاتے ہیں - اور کبھی اس سے بھی زیادہ دیر تک رہتے ہیں - اور دور ہونے کے بعد مدت تک کھانسی اور بحۃ الصوت اور آنکھ کی سُرخی باقی رہتی ہے - اُسکا علاج خفیف ہے - تخم کتان اور تمر ہندی کا جوشاندہ اور صمغ عربی - ملوا جسمیں شہد یا شکر ڈالی ہوئی ہو - کافی ہے - ساتھ ہی مناسب پرہیز ہونا چاہیے - اور ایسے مکان میں جو گرمی اور روشنی میں معتدل ہو آرام کرنا چاہیے - کیونکہ روشنی کی کثرت رمد کو بڑھاتی ہے - یہی علاج کرتے رہنا چاہیے - یہاں تک کہ ذرے خشک ہوجائیں - اسکے بعد تدریجاً غذا کی مقدار زیادہ کرنی چاہیے - بعض اوقات حصبہ دفعتہً غائب ہوجاتا ہے - اور اُس سے خطرناک عوارض پیدا ہوجاتے ہیں - اس حالت میں مریض کو نیم گرم پانی میں بٹھانا چاہیے یا اُس کو جلاب پہنچانی چاہیے - اگر اس سے بھی ذرے ظاہر نہ ہوں - تو اُس کے جسم کے اکثر حصے پر چند جونکیں لگانی چاہییں - اور علاج اعراض کی شدت اور مریض کی قوت کے لحاظ سے ہونا چاہیے - چونکہ یہہ مرض متعدی ہے - دوسرے بچوں کو مریض سے دور رکھنا چاہیے -

عوری

بارھویں مرض - قرمزیہ - یہہ بھی ایک قسم کا حصبہ ہے اس کی اعراض بھی ویسی ہی ہوتی ہیں - مگر چند باتوں میں اختلاف ہے - اول یہہ کہ اس کے دانے زیادہ چوڑے اور آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں - دوم یہہ کہ انکا رنگ احمر ناصع ہوتا ہے - انکے چھلکے چوڑے ہوتے ہیں - اور زبان قرمزی رنگ کی سُرخ ہوتی ہے - اس کی مدت اور معالجہ حصبہ کا سا ہے -

تیرھویں مرض - رمد ہے یہہ اکثر نوزائیدہ بچوں کو لاحق ہوتی ہے - اور سخت ہوتی ہے - یہاں تک کہ بچے کی آنکھوں سے پیپ جاری ہوجاتی ہے - اسکو رمد صدیدی کہتے

ہیں۔ یہہ مرض کبھی ولادت کے چند دن بعد پیدا ہوتی ہے۔ اور ایک سال یا اس سے زیادہ تک رہتی ہے۔ اور اسکا سبب وہ آتشک ہوتی ہے۔ جو اُسکی ماں کو ہو۔ اور کبھی اُسکا سبب ولادت کے وقت سردی کا لگ جانا یا میل یا دودھ پلانے والی کا گندہ دودھ یا غذا کا ردی ہونا ہوتا ہے۔ اسی واسطے اس مرض میں اکثر غریب لوگ مبتلا ہوتے ہیں اس کی علامات آنکھوں کی سُرخی اور ایک ایسے مادے کا جاری رہنا جو دودھ کی پھٹکیوں کے مثل ہوتا ہے۔ پھر یہ مادہ جلدی ہی پیپ کی شکل میں آجاتا ہے۔ اور پلکیں ایک دوسرے سے ملجاتی ہیں۔ اور آنکھوں میں التہاب شروع ہوجاتا ہے۔ اور اُنکی ترکیب میں فساد آجاتا ہے۔ اور بخار کا موجب ہوجاتا ہے۔ جب یہہ اعراض سخت ہوجائیں۔ تو اُن سے بخار اور بدہضمی وغیرہ پیدا ہوجاتے ہیں۔ اس حالت میں علاج کے واسطے جلدی کرنی چاہیے۔ تاکہ اُسکا زور کم ہوجائے۔ اور علاج مناسب پرہیز اور پلکوں پر ایک یا زیادہ جونکوں کا لگانا۔ یا ایک تی کیلومل سے مسہل دینا۔ یا تھوڑا سا کسٹر ایل شربت کاسنی میں ملاکر دینا ہے۔ اور آنکھوں کو ٹھنڈی یا نیم گرم پانی سے دھونا چاہیے۔ اور آنکھوں میں عرق گلاب جسمیں پھٹکڑی روح توتیا حل کیا ہو ڈالنا چاہیے۔ اور اگر پردہ قرنیہ میں نرمی یا زخم یا سوراخ ہو۔ تو کاسٹک لوشن تنہا یا تھوڑا سا شہد کا پانی ملاکر ڈالنا چاہیے۔ اور کاسٹک کے لفظ سے نا ہیں چاہیے کیونکہ نام کا کوئی عمل نہیں ہے بلکہ دارومدار اس کے کام پر ہے۔ کیونکہ مدت سے نیک نام اکثر کام قبیح ہوتے ہیں اور بہت سے بدنام اُنکے کام اچھے ہوتے ہیں۔ یہہ بھی اسی قسم کا ہے اگرچہ بدنام ہے مگر کام اچھا دیتا ہے۔ کیونکہ اس سے اکثر اوقات ایسے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ جو دوسرے میں نہیں پائے جاتے۔ یہہ چاندی اور ایسڈ سے بنایا جاتا ہے۔ اور اگر رمد خفیف ہو۔ تو پھٹکڑی توتیا اور پتھری سے علاج کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہی تینوں اجزاء اس زمانے کے موجودہ سرموں میں ڈالے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور چیزیں بھی ہیں کہ جو انہی شہروں سے مخصوص ہیں۔ جیسے انزروت اور ششم۔ لیکن ان کو باریک کرکے استعمال کریں۔ ورنہ بجائے فائدے کے نقصان ہوگا۔

چودھویں بیماری خنازیر کی بیماری ہے۔ جسکو مصری زبان میں خنزیر عقدہ یقنایہ کہتے ہیں۔ یہہ مرض غالباً نرم مزاج والوں کو پیدا ہوتی ہے۔ جنکے لب موٹے ہوتے ہیں خصوصاً اوپر کی لب۔ پھر اگر یہہ لوگ اگر سفید رنگ کے ہوں تو اُنکی جلد سفید اُٹھی ہوئی اور اُنکے جوڑ بڑے

اور قوائے عقلیہ زیادہ ہوتے ہیں - اگر سیاہ رنگ کے ہوں تو مقابلہ برعکس ہوتا ہے۔ اس مرض کے
کئی قسمیں ہیں کبھی یہ مرض ان غدودوں میں جو جلد کے نیچے یا ان غدودوں کو جو پیٹ میں تلی
میں عارض ہوتی ہے اور کبھی ہڈیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر جلد کے غدودوں میں ہو۔
تو ان میں گرہیں پڑ جاتی ہیں خصوصاً گردن میں وہ گرہیں بڑھتی بڑھتی بند کہ جیسے ہو جاتی ہیں
پھر آہستہ آہستہ اور بڑھتی جاتی ہیں اور کبھی یہ گولیاں آپس میں جدا ہوتی ہیں - اور کبھی ملی ہوئی
اسطرح پر کہ بڑے حجم والا ورم پیدا ہو جاتا ہے - اکثر اُنکا وجود بغل کے نیچے - اور جبڑوں
کے مابین ہوتا ہے - اور آہستہ آہستہ اور کبھی بہت مدت تک ایک حال پر قایم رہتا ہے اسوقت
لمس کرنے سے مریض کو درد ہوتا ہے - اور انکا رنگ سُرخ یا بنفشی ہوتا ہے - اخیر میں
بیٹ بڑھکر پھٹ جاتا ہے اور اسی سے سُرخ رنگ غبار آلودہ یا شفاف پتلی پیپ نکلتی ہے
اور اسکا خاصہ ہے کہ وہ پیپ نہ سفید ہوتی ہے اور نہ غلیظ اور اس کو کھلجانے سے مختلف
زخم پیدا ہوتے ہیں جو کئی مہینے بلکہ سالوں تک قائم رہتے ہیں - اور نہیں ملتے اور اکثر اوقات اُنسے
دوسرا ورم پیدا ہوتا ہے جو پہلے کے قریب پھٹ جاتا ہے - اور نئے نئے زخم پیدا ہوتے
جاتے ہیں جنکا ملنا مشکل ہوتا ہے - اور ایسے زنیق ہوتے ہیں کہ تھوڑے سبب سے پھٹ
جاتے ہیں یہ مرض بچوں کو ورجہ التسنین (یعنے جب کے دانت دودھ کے ہوتے ہیں) یا درجہ
تبدیل کے ابتدائے (یعنے جب عقل کے دانت نکلنے لگتے ہیں) میں لاحق ہوتی ہے - اور کہولت
کے زمانے میں نادر ہوتی ہے - اگر یہ مرض تنہا ہو اور اُسکے ساتھ کوئی اندرونی مرض نہ ہو تو
غالباً اسکا انجام بخیر ہوتا ہے - اور یہ بلوغت کے زمانہ میں ہوتا ہے - اور اگر یہ مرض پیٹ
کی غدودوں میں ہو - تو پیٹ سخت ہو جاتا ہے - اور ٹٹولنے والا اپنے ہاتھ کے نیچے مختلف
ورم محسوس کرتا ہے - اور یہ اورام غدودوں کی بندش سے پیدا ہوتے ہیں جیسے گردن میں
اس قسم میں اکثر بچے مبتلا ہوتے ہیں جس سے بچہ نحیف ہو جاتا ہے - اسکے ہاتھ پاؤں پتلے
ہو جاتے ہیں - اور اکثر اوقات تپ دق ساتھ ہوتا ہے - غالباً اس سے نجات نہیں ہوتی -
اور اگر یہ مرض ہڈیوں میں ہو - تو وہ نرم ہو جاتی ہیں موٹی ہو جاتی ہیں - ان میں گرہیں
پڑ جاتی ہیں یہ مرض بچوں کو اغلباً چھ یا سات سال میں لاحق ہوتی ہے - اس حالت
میں بچے کا سر اور جوڑ بڑے ہو جاتے ہیں اور اُس کے اعضا میں گرہیں پڑ جاتی ہیں -
اسکی پنڈلی کی ہڈیاں نرم ہو جاتی ہیں - اور مڑ جاتی ہیں اور اُس کی پیٹھ کے مہروں کا سلسلہ

کی جگہ سے کج ہوجاتا ہے۔ اور کمر کی ہڈی باہر نکل آتی ہے۔ ساتھ ہی بغل اور جنرعوں کی غدودوں میں گرہ پڑجاتی ہے یہہ مرض مرطوب پست مکانوں میں زیادہ غلبہ کرتی ہے۔ اسی واسطے اسکا وجود مصر کے علاقہ میں زیادہ ہے۔ کیونکہ اس میں حوض اور دلدل بکثرت پائے جاتے ہیں۔ تنگ و تاریک مرطوب پست محلوں میں رہنے والے اس میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ اور اسکا بڑا سبب دایہ کے دودھ اور اغذیہ کا ردی ہونا ہے۔ اس مرض کے تمام اقسام کا علاج ان اسباب سے دور رہنا ہے۔ جنسے یہہ پیدا ہوتی ہے۔ پس جو شخص ردی محلوں میں رہتے ہیں انکو مناسب ہے کہ فراخ محلوں میں چلے جائیں۔ جنمیں ہمیشہ تازہ ہوا آتی ہو۔ یا سرسبز و شاداب زمین میں یا دریا کے کنارے۔ اور بڑی بڑی نہروں کے کناروں پر رہایش اختیار کریں کیونکہ ان جگہوں کے رہنے والے اس مرض میں مبتلا نہیں ہوتے۔ اور بچے کو ریاضت کرائی جائے حمام کرایا جائے۔ اور عمدہ غذائیں دیجائیں۔

فائدہ تمام محرک چیزیں مزاج یسفناوی کو ضعیف کرتی ہیں۔ اور عضلی اور عصبی مزاج کو طاقت بخشتی ہیں۔ اسواسطے کھیلنے کودنے گھوڑے اور گدھے کی سواری اور تیرنے کے لیے حکم دینا چاہیے نیز معتدل حرارت دھوپ میں بیٹھنا بھی مفید ہے۔ اور اگر بچے پیٹھ کے مہروں کا سلسلہ باہر کی طرف نکل آوے تو پیٹھ کے بل سولانا چاہیے۔ اور عمدہ سُرخ بھونے ہوئے گوشت سے غذا ہونی چاہیے۔ اور آہن تاب پانی پلانا چاہیے۔ اور اس کے جسم پر خشک مالش کرنی چاہیئے اور کپڑے پشم کے ہونے چاہئیں تاکہ جلد ہمیشہ بیدار رہے۔ اور سردی اور رطوبت کی تاثیر سے محفوظ رہے اس مرض میں ٹھنڈے پانی خصوصاً دریا کے پانی میں نہانا سب سے مجرب علاج ہے۔ خنازیر کے ظاہر ہوتے ہی اس جگہ کا فصد لینا چاہیے۔ یعنے ہر ہفتے محل ورم پر دو تین سے پانچ تک جونکیں لگوانی چاہیے۔ غالب امید ہے کہ یہی تجویز اورام کے زائل کرنے کے لیے کافی ہوجائے گی۔ پھر انکے ڈنگوں پر صابون کا پھاہا یا نوشادر کی۔ یا مرہم بہودی لگانی چاہیے۔ اور زخموں کو ملائم مرہم سے درست کرنا چاہیے۔ اور کبھی زخموں کو سوڈا کاسٹک کے ساتھ داغ دینا پڑتا ہے۔ اگر سنگے پڑجائیں تو مریض کو محلل شربت پلائیں اور کھانے میں پورا پرہیز کیا جائے۔ اور اسکے پیٹے اور مقعد پر جونکیں لگوائے۔ اگر اورام خنازیریہ سے ہڈیوں میں نرمی پیدا ہوجائے تو قواعد صحت کے مطابق علاج کرنا چاہیے۔ اور ہڈیوں کے واپس کرنے میں مناسب پٹیوں

کے ساتھ کوشش کرنی چاہیئے۔

پندرھویں بیماری یرقان ہے۔ یہ بیماری نوزائیدہ بچوں کو ولادت کے وقت یا اسکے بعد لاحق ہوتی ہے۔ بچہ زرد ہوجاتا ہے۔ یہہ بیماری غالبًا جگر یا ہضم کی نالیوں سے پیدا ہوتی ہے۔ اسطرح پران دونوں سے مادہ صفراویہ عادت سے زیادہ الگ ہوتا ہے جسکو انکی رگیں چوس لیتی ہیں۔ اور وہ سارے جسم میں پھیل جاتا ہے۔ یہہ مرض خطرناک نہیں ہے اسکے علاج میں صرف شہد کا پانی یا گل آڑو کا شربت ہی کافی ہوجاتا ہے۔ اور اکثر اوقات بغیر کسی علاج کے تھوڑی ہی مدت میں بشرط قلت طعام اچھا ہوجاتا ہے۔ الحمد للہ اس کتاب کے دو باب ختم ہوئے۔ اور تیسرا باب شروع ہوتا ہے۔

تیسرا باب در امراض باطنیہ

پہلے باب میں ہمنے وہ وسائل بیان کیئے ہیں۔ جو امراض سے بچاتے ہیں۔ اس باب میں امراض اور اس کی تشخیص اور ان کے علاج کی کیفیت بیان کرتے ہیں۔ اور اس باب میں چند فصول ہیں۔ پہلی فصل مرض کی تعریف میں۔ اور اُس میں چند شاخیں ہیں۔ پہلی شاخ مرض کی تعریف میں۔ مرض ایک حالت ہے صحت کی منافی۔ جو ایک عضو یا اکثر اعضا میں تغیر ہونے سے پیدا ہوتی ہے جس سے اس عضو یا اعضاء کے کام میں خلل پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اُسکا علاج مریض عضو کی حیثیت سے ہونا چاہیئے یعنے اگر عضو اعضائے رئیسہ سے ہو مثلاً دماغ۔ دل۔ جگر۔ اس میں زیادہ کوشش ہونی چاہیئے۔ پھر امراض دو قسم ہیں۔ ظاہری۔ اور باطنی۔ ہر ایک ان میں سے یا خاص ہے یا عام۔ اطبار کی عادت ہے۔ کہ مرض کا نام مریض عوض کے نام پر رکھتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ التہاب المخ۔ التہاب الکبد۔ التہاب التامور (یعنے غلاف قلب) دوسری شاخ اسباب عامہ کے بیان میں یاد رہے۔ کہ بعض امراض ایسے ہوتے ہیں۔ جنکا سبب مجہول ہوتا ہے۔ اور بعض کے اسباب معلوم ہوتے ہیں۔ اور جنکے اسباب معلوم ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایک قسم کی ہوتی ہیں۔ بعض کئی اقسام کی اور بعض خاص مزاجوں کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں۔ اور بعض صنعت و دست کاری کے اعتبار سے ہوتی ہیں اور بعض ان اصول کی جو قانون صحت میں بیان کی گئی ہیں۔ تابعداری نہ کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور

بعض کا سبب ماں باپ کی امراض ہوتی ہیں یعنے موروثی ہوتی ہیں۔

تیسری شاخ - امراض کے اعراض کے بیان میں - ہر ایک مرض کے لیے اعراض ہوتے ہیں جنسے مرض شناخت کی جاتی ہے - لیکن یہہ اعراض ضعف و قوت میں مختلف ہوسکتے ہیں اسی واسطے امراض بھی اپنی مدت ابتدائی انتہائی اور خطرناک ہونے کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں - پہر مرض اگر ایک عرض کو لاحق ہو - تو اُسے بسیط کہتے ہیں - اور اگر دو یا زیادہ کو لاحق ہو تو اسکو مرکب کہتے ہیں اگر ایک ہی دفعہ لاحق ہو - اور تیز کم مدت والی جسکے ساتھ سخت بخار ہو - تو اسکو حاد کہتے ہیں - اور اگر تدریجاً شروع ہو - اور زمانہ لمبا ہو - ساتھ سخت بخار نہ ہو تو مزمن کہلاتی ہے - اور اگر ماں باپ سے اولاد کو ورثہ میں پہنچی ہو تو موروثی کہلاتی ہے - جیسے سل مرگی جنون وغیرہ وہ امراض جنکا علاج موت ہے **فائدہ** بعض امراض سے پہلے ہاتھ پاؤں میں سستی اعضاء کا ٹوٹنا بھوک کا کم ہونا - بیقراری کی کثرت پسینہ کا آنا یا پسینہ نہ آنا یا لرزہ یا قشعریرہ وغیرہ کا پیدا ہونا -

چوتھی شاخ - تشخیص امراض میں مرض کی حقیقت اور اُس کی جنس و نوعیت و اسباب کا جاننا تشخیص کہلاتا ہے - اسکا جاننا طبیب کے لیے نہایت ضروری ہے - کیونکہ مرض کی حقیقت و نوعیت معلوم ہو جانے سے طبیب کو علاج میں بڑی مدد ملتی ہے - اس کے بغیر اندھیرے میں تیر چلانا ہے تشخیص نہایت مشکل کام ہے - طبیب کو بڑی عقلمندی اور غور اور خوض سے کام لینا چاہیے - جب اس کام میں ماہر ہوگا - تو مرض کی حقیقت پر واقفیت ہونا ممکن ہے - اسواسطے ضروری ہے کہ اعراض کی تکلیف اور اُن کے محل اور ان کے وقت اور اُن کے سبب سوال کرے - پھر ان علامتوں کے ذریعہ سے جو اعضائے رئیسہ اعضائی ہضم اعضائے دورہ اعضائے تنفس میں پائی جاتی ہیں مرض کی نوعیت کو سمجھے اور علاج میں مصروف ہو -

پانچویں شاخ - اعضائے ہضم کی علامات میں طبیب کو لازم ہے کہ زبان اور مُنہ کو دیکھے - اور نکلے مادوں کی کیفیت میں غور کرے - کیونکہ زبان کی حالتکی شناخت مرض کی شناخت میں مدد دیتی ہے - کیونکہ زبان صحت کی حالت میں آسانی سے ہلتی ہے - اور نرم نازک مرطوب اور تھوڑی سی سفید صاف ہوتی ہے اور اسکی حرارت جسم کی بقیہ حرارت کی طرح ہوتی ہے اور مرض کی حالت میں اسکا رنگ بدلجاتا ہے - اور سیہ

ایک قسم کا تھوڑا سبز یا زرد یا سفید طبقہ چھا جاتا ہے۔ پس اگر درمیان سے میلا ور کنارے سرخ ہوں تو دائمی یا قائمی بخار یا وجع مفاصل پر دلالت کرتی ہے۔ اور اگر سرخ خشک ہو تو اعضاء ہضم کے التہاب پر دلالت کرتی ہے۔ یہہ التہاب منہ کی تلخی اور بھوک کے کم ہونے یا قے اور قبض اور اس درد سے جو پیٹ میں ہوتا ہے بھی معلوم ہوتا ہے۔

چھٹی شاخ ان علامات کے بیان میں جو اعضائے دورہ کے التہاب پر دلالت کرتی ہیں۔ ان علامتوں میں سے ایک تو نبض کا متغیر ہونا ہے۔ کیونکہ یہ تغیر شرائین کی ضربوں کا نتیجہ ہے اور نبض ٹٹولنے کا طریقہ یہہ ہے۔ کہ ہاتھ کے قبضہ سے ٹٹولی جاوے۔ کیونکہ ہاتھ کی شریانیں جلد کے نیچے رکھی ہوئی ہیں **فائدہ** صحت کی حالت میں عمر کے لحاظ سے نبض کی ضربات مختلف ہوتی ہیں۔ بچے کی شریانیں ایک منٹ میں سو سے ایک سو بیس تک ضربات لگاتی ہیں۔ اور جوان کی شریانیں نوے سے سو تک۔ اور آدھیڑ کی شریانیں پچتر سے نوے تک اور بوڑھے کی شریانیں ساٹھ سے پچتر تک۔ اگر کسی شخص کی ضربات اس کی عمر کے لحاظ سے اس قاعدے کے مطابق نہ ہوں تو یہہ حالت مرض پر دلالت کرتی ہے۔

اگر ضربات اس نسبت سے بڑھ جائیں تو نبض کو متواتر کہتے ہیں۔ اور اگر زور سے پڑیں تو نبض کو صلب کہتے ہیں۔ اگر ضربات مساوی ہوں تو اسکو متساوی کہتے ہیں۔ ورنہ غیر متساوی۔ اور اگر نبض کے حالات مساوی ہوں تو منتظم کہتے ہیں ورنہ غیر منتظم۔ اسی واسطے امراض حادہ میں نبض قوی ہو جاتی ہے۔ اور امراض مزمنہ میں ضعیف ہو جاتی ہے اور کمزوری کے بخار میں مرتفع متواتر ہو جاتی ہے۔ اور حالات نفسانیہ میں بھی نبض کے حالات میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ اسواسطے ان حالات میں طبیب کو نبض نہیں دیکھنی چاہیے۔ دل کی ضربات نبض کی ضربات کے مطابق ہوتی ہیں۔

ساتویں شاخ - ان علامات کے بیان میں۔ جو اعضائے تنفس میں پائی جاتی ہیں صحت کی حالت میں سانس مختلف ہوتا ہے۔ بچوں کو ایک منٹ کے اندر پچیس ۲۵ سے ستائیس ساتھ آتا ہے۔ اور ادھیڑ میں اٹھارہ ۱۸ سے بیس ۲۰ تک۔ جب اس سے مختلف ہو جاوے۔ تو بخار یا دوران خون کی رکاوٹ یا سانس کی خرابی پر دلالت کرتا ہے۔ اور سانس کبھی چھوٹا کبھی لمبا کبھی تعداد و غیرہ ہوتا ہے۔

آٹھویں شاخ - ان علامات میں جو دماغ میں پائی جاتی ہیں۔ دماغ کے کام میں کسی طرح سے

تغیر واقع ہوتا ہے اور یہہ بات سر درد ہذیان بے خوابی تغیر حواس وحرکت اور ہاتھہ پاؤں کے درد اور درد کمر وغیرہ سے معلوم ہوتی ہے۔ جب طبیب ان باتوں کو غور سے ملاحظہ کرے گا تو تشخیص کامل ہوکر علاج میں کامیاب ہوگا۔

نویں شاخ ۔ انذار (یعنے ڈرانا) کے بیان میں۔ طبیب کا مرض اور اُسکی مدت اور اُسکی انتہا وغیرہ تغیرات پر حکم لگانا کہ فلاں فلاں وقت میں فلان فلان حالت پیدا ہوگی اُسکو انذار کہتے یہہ حقیقت میں تشخیص کا نتیجہ ہے کیونکہ مرض کی جگہہ اور اُسکی طبیعت اور اسباب جان جاتا ہے۔ وہ اس کی رفتار اور مدت اور انتہا کو بھی معلوم کرسکتا ہے۔ مگر یہ انذار بہت مشکل ہے۔ طبیب کو ایسے حکم لگانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ ایک ہی مرض مختلف اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہوجاتی ہے۔ پس اگر کسی شخص کو سخت مرض میں مبتلا۔ پایا جاوے تو اُسکے اوپر موت کا فتوی نہ لگادیوے اور اس سے علاج نہ چھوڑدے۔ کیونکہ اکثر اوقات مشاہدہ ہوا ہے۔ کہ کئی مریض جو کسی سخت مرض میں مبتلا تھے اور طبیب نے انکی موت کا فتوی دیدیا تھا وہ شفا پا گئے۔

دسویں شاخ مرض کی طبیعت میں۔ اکثر لوگ ظن کے ساتھ مرض کی طبیعت میں خوض کرتے ہیں۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ یہہ اخلاط کا فساد یا انکی زیادتی کے سبب سے ہے۔ اور اخلاط اُن کے نزدیک صفرا۔ خون۔ بلغم۔ سودا۔ ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ وہ طبعی ہوائیں ہیں۔ مگر عقلمند کو چاہیے۔ کہ ان میں سے کسی کے قول کا اعتبار نہ کرے۔ اور تامل کرے کہ اس قول کی غلطی معلوم ہوجاوے۔ کیونکہ جسم اجزائے سائلہ واجزائے صلبہ سے مرکب ہے اور اجزائے صلبہ زیادہ ہیں۔ اور تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ بڑے بڑے امراض انہی اجزائے صلبہ کے رگ وریشہ میں ہوتے ہیں۔ اور اجزائے سائلہ میں امراض کا ہونا نادر ہے۔ کیونکہ یہہ تغیر اولی وبذاتہ نہیں ہوتا۔ بلکہ رگ وریشہ کے تغیر کے تابع ہوتا ہے۔ اسواسطے اسبات کا جاننا ضروری ہے۔ کہ اعضا ہی امراض میں مبتلا ہوتے ہیں اور یہہ اعضا دماغ۔ پھیپھڑا دل معدہ امعا جگر وغیرہ اعضائے باطنیہ اور چمڑا عضلے ہڈیاں اعضا ظاہرہ ہیں۔ اور اکثر اُن اعضا میں التہاب پیدا ہوتا ہے۔ یعنے التہاب اس مرض کا نام ہے۔ جو قوت جوش سے عارض ہوتی ہے۔ اور ضعف کی امراض نادر ہوتی ہیں۔ اور یہہ بھی اکثر التہاب کی تابع ہوتی ہیں مثلاً پھیپھڑے کے التہاب میں بلغم کا نکلنا زیادہ ہوتا ہے۔ جو

چیز زیادہ نکل رہی ہے وہ مرض میں مبتلا نہیں ہے۔ بلکہ پھیپھڑا مرض میں مبتلا ہے۔ اور بلغم کی زیادتی اس عضو کے مریض ہونے کا نتیجہ ہے نہ یہ کہ وہ خود مرض ہے۔ جیسا کہ صفرا کی زیادتی جگر یا ہضم کی نالی کے التہاب پر دلیل ہے۔ اس اصول کا جان لینا جو ہمنے بیان کیا ہے۔ کہ اجزائے سائلہ مریض نہیں ہوتیں۔ بلکہ اجزائے صلبیہ مریض ہوتی ہیں۔ تمام امراض کے مناسب علاج کی جڑ ہے۔ پس جس شخص کو کھانسی ہو یا اسہال یا قے ہو۔ اسکو گرم یا مقوی دوا نہیں دینی چاہیے۔ کیونکہ اس سے مرض بڑھ جاتی ہے۔ چہ جائے کہ مرض کو زائل کرے اس قسم کا علاج کرنا غلطی ہے۔

دوسری فصل التہاب کے بیان میں

التہاب ایک حالت ہے جس کے سبب مریض عضو میں قوت حیات بڑھ جاتی ہے۔ جسکا نتیجہ اس عضو کی سُرخی یا حرارت یا درد یا ورم ہوتا ہے۔ اُس کی حقیقت بیان کرنے کے لیے ہم ایک مثال بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے بدن کے کسی حصے میں کانٹا چبھ جائے تو وہ جگہہ فی الفور بیدار ہو جاتی ہے۔ اور بہت سا خون اُس کی طرف آجاتا ہے۔ جس سے وہ جگہہ سُرخ ہو جاتی ہے پھول جاتی ہے۔ گرم ہو جاتی ہے۔ درد سے ٹیس پڑ جاتی ہے اور اگر کانٹا اس میں رہ جائے تو پیپ پڑ جاتی ہے۔ یہی مثال تمام اقسام کی التہابات ظاہر باطنیہ پر صادق آتی ہے۔ ایسے ہی اگر آنکھ میں ریت کا دانہ پڑ جائے تو فی الفور جوش مار آتی ہے۔ اور رمد پیدا ہو جاتی ہے۔ اسیطرح روشنی یا حرارت کی کثرت اور چوٹ اور تیز چیزوں کا جسم پر لگانا یا اندر داخل کرنا۔ یا جل جانا۔ یا چیرنا پھاڑنا کہ ان سب صورتوں سے اس عضو میں جسپر انکلیف واقع ہوئی ہے۔ التہاب شدید پیدا ہو جاتا ہے۔ کبھی اعراض نفسانیہ یا سر میں درد کی زیادہ تاثیر سے دماغ میں التہاب آجاتا ہے جیسے کہ زیادہ گرم یا سرد ہوا یا ایسی ہوا سے جسمیں اجسام غریبہ ملے ہوئے ہوں یا زیادہ چلانے یا گانے سے پھیپھڑے میں التہاب ہو جاتا ہے ان مثالوں سے معلوم ہو گیا۔ کہ التہاب کبھی ظاہری ہوتا ہے۔ کبھی باطنی اور جن اسباب سے التہاب ظاہری پیدا ہوتا ہے کبھی اُن سے تمام رگ و ریشہ کا التہاب ایک ہی آن میں پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مار پیٹ اور جلنے اور ٹوٹنے اور زخم لگانے سے اور وہ اسباب جنسے التہاب باطنی پیدا ہوتا ہے وہ اکثر اوقات ایک ہی عوض میں اثر پیدا

کرتے ہیں۔ وہ اسباب جن سے التہاب باطنی پیدا ہوتا ہے۔ کھانے پینے کی کثرت اور تحریک دینے والی اشیا کا استعمال اور سخت محنت کا کام اور سخت اعراض نفسانیہ ہیں۔ اور تمام قسم کے التہاب کے ساتھ اعراض عامہ مثلاً نبض کا متواتر ہونا چمڑے کی جلد کی حرارت اور ایام تکلیف کا محسوس ہونا۔ پیدا ہو جاتی ہیں ان اعراض کا نام بخار ہے۔ اور التہاب کی بابت شدت اور خفت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ لیکن ظاہری التہاب کا خاتمہ پیپ پڑ جانے یا اُس کے تحلیل ہو جانے یا اس عضو کے مر جانے سے ہوتا ہے۔ اور التہاب ظاہری یا تو اپنے اختیار و مدت میں غیر منتظم ہوتا ہے۔ اور اکثر یہی ہے۔ اور کبھی منتظم ہو جاتا ہے۔ اور یہ قلیل ہے۔ بخلاف باطنی کے کہ وہ اکثر اوقات ایک مہینے سے زیادہ نہیں رہتا۔ اور مختلف التہاب کے سبب سے اسمیں بحران ہوتا ہے۔ کوئی بحران پسینے سے ہوتا ہے۔ اور کوئی نکسیر سے۔ کوئی قے یا اسہال سے جب۔ یہ بحران ہو چکتا ہے تو التہاب دور ہو جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات تحلیل سے ہوتا ہے۔

معالجہ تمام التہابوں کا علاج آرام اور پرہیز اور مناسب تدبیر اور محلل شربتوں سے ہونا چاہیے اگر کوئی چیز اُن سے فائدہ نہ دے تو بھی فصد عام یا اس جگہہ کے فصد سے علاج کرنا چاہیے اور بیرونی طرف اشیا ملینہ لگانی چاہئیں۔ اور مریض کی قوت اور شدت اعراض کا لحاظ کر کے دوبارہ سہ بارہ فصد لینا چاہیے۔ اگر التہاب ظاہری ہو تو مریض عضو کو پورا آرام پہنچانا چاہیے۔ اسطرح پر کہ ہرگز حرکت نہ کرے۔ اور دبایا نہ جاوے اور اسپر ملین اور محلل لیپ لگائے جائیں۔ جنکا ذکر جراحی کے حصے میں آئے گا۔

تیسری فصل حمیات کے بیان میں

اس میں چند حصے ہیں پہلا حصہ بخار کے بیان میں

متقدمین اطبا ہمیشہ سے بخار کے اسباب اور اُسکی جگہہ کے متعلق مختلف رہے ہیں اور ہر ایک اپنی اپنی رائے رکھتا ہے جسکی وجہ سے طب قدیم میں بہت مذاہب پیدا ہو گئے ہیں۔ لیکن اطبا متاخرین نے بخار کی تعریف کی ہے کہ وہ کوئی مستقل مرض نہیں ہے۔ بلکہ عضو مریض کا عرض ہے۔ دلیل اسکی یہ ہے کہ اکثر اوقات ظاہری التہاب میں خواہ وہ سرخ بادہ ہو۔ یا پھوڑا ہو۔ یا آنکھ کی سرخی ہو۔ یا حلق کا درد ہو مشاہدہ ہوا ہے

کران کے ساتھ تواتر نبض اور جلد کی حرارت اور عام کمزوری ہاتھ پاؤں کا ٹوٹنا منہ کا خشک ہونا
اور پیاس وغیرہ عوارض عامہ ہوتے ہیں۔ چونکہ بخار بھی انہی اعراض کا نام ہے اور یہہ اعراض
اُن امراض موجودہ میں موجود ہوتے ہیں۔ اسواسطے معلوم ہوا کہ بخار کوئی مرض نہیں
ہے۔ بلکہ عرض ہے۔ اور یہ اعراض حقیقت میں عضو مریض کے التہاب سے پیدا ہوتی ہیں۔
اسی واسطے جب لتہاب زائل ہوجاتا ہے۔ تو اعراض بھی دور ہوجاتے ہیں۔ اس اصول کے
مطابق جب سخت بخار پایا جائے۔ اور ظاہر میں اُسکا کوئی اثر نہ ہو۔ تو یہہ اسبات کی دلیل
ہوگی۔ کہ کسی باطنی عضو میں التہاب ہے۔ التہاب باطنی میں بخار سخت ہوتا ہے۔ کیونکہ اعضائے
باطنیہ بہ نسبت اعضائے ظاہریہ کے زندگی کے واسطے زیادہ ضروری ہیں۔ اگر کوئی اعتراض
کرے کہ تمہارے خیال کے مطابق بخار صرف التہاب کی دلیل ہے۔ اور التہاب کا سبب
تمہارے اصول کے مطابق قوت حیات کی زیادتی ہے۔ تو بخار والے کو ضعف شدید کہاں
سے آجاتا ہے تو جواب یہہ ہے کہ وہ ضعف اعضا کی قوت حیات میں اعتدال اور مساوات نہ رہنے
سے پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ قوت مذکورہ جب کسی ایک عضو میں زیادہ ہوجاتی ہے کہ تو دوسرے
میں کم ہوجاتی ہے۔ اور اس سے ضعف پیدا ہوجاتا ہے اور صحت اُسیوقت کامل ہوتی ہے
جبکہ اعضا کی قوتیں ایک نسبت سے معتدل اور مساوی ہو فائدہ بخار کے مریض کو
جو ضعف طاری ہوتا ہے یہ عارضی ضعف ہے۔ نہ کہ حقیقی۔ کیونکہ اگر حقیقی ہوتا۔ تو گرم اور
مقوی ادویہ سے وہ التہاب اور بخار جو اس سے پیدا ہوا تھا دور ہوجاتا۔ مگر مشاہدہ اسکی
برخلاف ہے۔ بلکہ التہاب ایسی چیز ونکے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ جو عضو کو کمزور کریں
مثلاً فصد عام پرہیز تام ملین اور محلل شربتوں سے۔ کیونکہ اُن سے قوت زائدہ دور ہو
جاتی ہے۔ اور اُسکے دور ہونے سے اعراض دور ہوکر شفا دور ہوجاتی ہے اطبائے
متقدمین کے غلطی تھی۔ کہ وہ ادویہ مقوی کے ساتھ علاج کرتے تھے۔ اور اس اصول سے
جواب معلوم ہوا ہے۔ واقف نہ تھے اسی واسطے اُنکے ہاتھوں سے بخار والے کم شفایاب
ہوتے تھے بخلاف آج کل کے طبیبوں کے۔ کہ یہہ طبیب التہاب کی مخالف ادویہ سے
علاج کرتے ہیں۔ اور کامیاب ہوتے ہیں۔ اور بہت مخلوق اُنکے ہاتھوں سے شفا
پاتی ہے۔

دوسرا حصہ حمیٰ دوریہ کے بیان میں (ملیریا)

اس بخار کے اسباب حوضوں دلدلوں وغیرہ گندے پانیوں کے بخارات ہیں اسی واسطے یہہ بخار ان مرطوب جگہوں میں جہاں کہ اس قسم کے پانی بکثرت ہوتے ہیں زیادہ ہوتا ہے خصوصاً مصر میں اس کی وجہ تسمیہ یہہ ہے۔ کہ یہہ بخار تین درجوں یا دوروں سے آتا ہے پہلا درجہ برودت کا دوسرا درجہ حرارت کا تیسرا درجہ پسینے کا۔ ان درجوں کے درمیان جو کہ راحت کا زمانہ ہے جسم صحیح و سلامت ہوتا ہے۔ مگر کسی قدر متغیر ہوتا ہے حمی دوریہ کی کئی قسمیں ہیں ایک کا نام حمی یومیہ ہے یہہ وہ ہوتا ہے۔ جو چوبیس گھنٹے کے بعد آتا ہے۔ دوسرا حمی غب یہہ وہ ہے۔ جو ایک دن آتا ہے اور ایک دن نہیں آتا تیسرا حمی ثلاث۔ اور یہہ وہ جو دو دن نہیں آتا۔ اور تیسرے دن آتا ہے۔ حمی ربعہ اور یہہ وہ جو تین دن غائب رہتا ہے۔ اور چوتھے دن آتا ہے۔ اور یہہ سب سے زیادہ نقصان دہ ہے یہ کبھی غیر منتظم ہوتا ہے۔ اسکو غیر منتظمہ کہتے ہیں اور کبھی منتظم ہوتا ہے۔ اسکو منتظمہ کہتے ہیں کبھی اسکے ساتھ سخت اعراض جو دماغ یا معدہ یا پھیپھڑے یا دل سے تعلق رکھتی ہیں شامل ہوتی ہیں جسکو خبیثہ کہتے ہیں۔ حمی دوریہ کی اعراض غالباً سر درد اور درد کمر اور ہاتھ پاؤں کے ٹوٹنے سے شروع ہوتی ہیں۔ اور اسکی نوبت دوسری نوبت سے تھوڑی سی مدت کے ساتھ جدا ہوتی ہے اس مدت کو فترہ کہتے ہیں اور ہر نوبت تین دوروں سے جیسا ہم ذکر کر آئے ہیں مرکب ہوتی ہے برودت کے دورے میں قشعریرہ جو کبھی شدید ہوتا ہے۔ اور کبھی خفیف حاصل ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ان میں سے یا طویل المدت ہوتا ہے یا قلیل المدت اور غالباً وہ دورہ نصف ساعت سے زیادہ نہیں ہوتا ہے۔ کبھی سردی یہاں تک شدید ہوتی ہے کہ مریض کا سارا جسم کانپتا ہے۔ اور حرارت کے درجے میں سخت حرارت پیدا ہوتی ہے جو پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹے یا اس سے بھی زیادہ تک رہتی ہے۔ اس درجہ میں مریض کو سخت پیاس اور حلق میں خشکی سر درد ہوتا ہے۔ نبض مرتفع اور متواتر ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تیسرا دور شروع ہوتا ہے جسکو دور العرق کہتے ہیں یہہ پسینہ کبھی بکثرت ہوتا ہے۔ اور کبھی کم اور اسپر نوبت ختم ہو جاتی ہے۔ اور تینوں درجوں کی مدت چار گھنٹے تک اور کبھی چوبیس گھنٹے تک ختم ہوتی ہے اسکے بعد مریض کو

آرام ملتا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تندرست ہے۔

معالجہ اس بخار کا علاج نوبت اور فترت اور مدت نوبت کے لحاظ سے مختلف ہے۔ اگر مرض برودت کے درجے میں ہو تو اسکو اچھی طرح کپڑوں سے ڈھانپ دیا جائے۔ اور خفیف معرق ادویہ مثلاً گل بلسان گل بنفشہ۔ یا گل خطمی یا زیرہ یا زیری کا خسانده پلائیں۔ اور اگر حرارت کے درجے میں ہو تو ٹھنڈے شربت مثلاً لیموں یا سنگترا یا ٹھنڈا پانی پلائیں۔ اور کپڑے اس سے دور کردیں۔ اگر اسکے ساتھ اعراض شدید ہوں مثلاً دماغ یا معدے وغیرہ کا التہاب تو ایسی حالت میں ان اعراض میں سب علاج کرنا چاہیے۔ اور اگر نبض سریع ہو تو فصد عام کرنا چاہیے۔ اور اگر پسینے کے درجے میں ہو تو بھی اشربہ مذکورہ ملانے چاہئیں۔ مگر ان سب حالتوں میں مریض کو ہمیں چارپائی پر لیٹے رہنا چاہیے۔ جب یہہ نوبت زائل ہوجائے تو پھر کینن چاہیے۔ کینن کا کھانا تین طرح پر ہے۔ یا جوش دیکر یا پیس کر یا اس کے بدل کونین کا نمک (کونین سلفس) دینی چاہیے اور اس کے جوش دینے کی کیفیت یہہ ہے۔ کہ ایک اوقیہ آدھ سیر پانی میں جوش دیا جائے اور فترت کے زمانے میں دو دفعہ پلائی جائے۔ اور اگر پیس دیں تو نصف اوقیہ دینا چاہیے اور اگر اسکے بدل کونین دیجائے۔ تو چھ رتی سے بارہ رتی تک دیجائے۔ اور ان ادویہ کا استعمال نوبت سے چند گھنٹے پہلے ہونا چاہیے۔ اور بہتر یہہ ہے کہ نوبت کے بعد استعمال کیجائیں۔ اور اگر کہیں نہ مل سکیں تو ان کے عوض پوست بلوط یا پوست سفصاف یا پوست خور یا زیتون کے پتے پانی میں جوش دیکر استعمال کئے جائیں۔ لیکن کینن زیادہ مفید ہے۔ اور علاج کے زمانے میں مریض کو آرام دینا چاہیے۔ اور خفیف غذا اور ترش اشربہ مثلاً تمر ہندی کا خسانده دینا چاہیے یا ماء الشعیر جسمیں تھوڑا نمک ڈالا گیا ہو۔ دینا مناسب ہے۔ اور کمزوری کے زمانے میں مریض کو چاہیے کہ سردی سے پرہیز کرے اور تمام اشیاء سے دور رہے۔

تیسرا حصہ حمیٰ دائمی کے بیان میں

یہ بخار خطرناک بخار ہے۔ جو غالباً معدہ اور امعاء وقبض کے التہاب سے پیدا ہوتا ہے اور اس کے کئی اقسام ہیں پہلی قسم حمیٰ التہابیہ۔ اس قسم کا بخار ان لوگوں کو ہوتا ہے۔ جو دموی مزاج اور مضبوط بدن ہوتے ہیں۔ اور یہہ اکثر اوقات ہضم کی نالی کے التہاب پر دلالت کرتا۔ اور غالباً سخت محنت یا جسم میں سردی کی تاثیر جبکہ پسینہ آیا ہوا ہو یا زیادہ کھانے پینے یا غصہ

رنج وغم وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس قسم کے اعراض یہ ہیں کہ ابتدائے میں قشعریرہ شروع ہوتا ہے۔ اُس کے بعد فی الفور سخت حرارت سر درد پیاس بھوک کی کمی منہ کی خشکی زبان کی سُرخی لگا ہے تھوع اور قے لاحق ہوتی ہیں اور نبض مرتفع متواتر ہو جاتی ہے جس سے عام کمزوری ہاتھ کا ٹوٹنا۔ اور درد کمر عارض ہوتا ہے اکثر اوقات اُس کے ساتھ بول کی قلت اور اسکا مکدر ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ **علاج** اس بخار کا علاج لیموں ماء الشعیر ماء الصمغ وغیرہ مبرد اشربہ سے ہونا چاہیے۔ اور مریض کو کامل آرام دینا چاہیے۔ اکثر اوقات یہہ تجاویز اس کے علاج میں کافی ہو جاتی ہیں۔ بلکہ اکثر اوقات بغیر علاج کے بذریعہ بحران زائل ہو جاتا ہے اگر یہ تدابیر نہ کافی ہوں اور بخار برقرار ہو بلکہ بڑھ جائے تو فصد عام یا جونکوں یا حجامت سے علاج کرنا چاہیے۔ مگر یہ علاج مریض کی قوت اور علاج کی شدت کے لحاظ سے ہونا چاہیے۔

دوسری قسم حمی صفراویہ۔ یہہ بخار غالباً معدہ اور جگر اور امعاء کے التہاب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اکثر گرمی کے موسم میں ظاہر ہوتا ہے ....

اور کبھی دیر ہضم اغذیہ کے استعمال سے اور کبھی اعراض نفسانیہ کے جوش سے پیدا ہوتا ہے۔ اسکے اعراض بھی پہلی قسم کے بخار کی طرح ہیں۔ قشعریرہ سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے جلد میں سخت حرارت اور خشکی پیدا ہوتی ہے۔ نبض میں تواتر پیدا ہو جاتا ہے۔ پیشانی میں درد اور ہاتھ پاؤں کا ٹوٹنا منہ کی تلخی اور غثیان۔ تہوع قے ظاہر ہوتی ہیں۔ اور زبان پر ایک زرد پردہ سا چھا جاتا ہے۔ اور مریض کو فم معدہ میں درد محسوس ہوتا ہے۔ جو دبانے سے بڑھتا ہے اور ایک دن کے اندر بخار میں ایک دفعہ یا دو دفعہ زیادتی ہوتی ہے۔ اس قسم میں صفرا بہت زیادہ خارج ہوتا ہے۔ یہانتک کہ بعض اوقات سارے بدن میں پھیل جاتا ہے۔ اور جلد زرد زعفرانی ہو جاتی ہے۔ جب یہہ حالت ہو تو سمجھنا چاہیے کہ جگر میں التہاب ہے اس حالت کے ساتھ قبض بھی ہوتی ہے اور بول کبھی سُرخ ہوتا ہے۔ جیسے کہ پہلی قسم میں۔ اور کبھی ایسا زرد ہوتا ہے۔ کہ اگر اس میں کوئی سفید چیز ڈالدی جائے تو زرد ہو جائے اس قسم کا علاج بھی پہلے قسم کے علاج کی طرح ہے۔ یعنے لیموں سنگترہ وغیرہ سرد ترش اشیاء کا پلانا۔ یا ماء الشعیر کا دینا۔ پس اگر اعراض التہابیہ دور ہو جائیں۔ اور صرف صفراویہ باقی رہ جائیں تو مریض کو قے آور ادویہ پلائی جائیں تاکہ زائد صفرا نکلجائے اور مرض کی تیزی کو وقت

مقویات اور مسہلات کا دینا مناسب نہیں۔

تیسری قسم حمی بلغمیہ کے بیان میں

یہ قسم معدے اور امعاء کے التہاب سے پیدا ہوتی ہے۔ اور یہہ بخار اکثر بلغمی مزاجوں کو لاحق ہوتا ہے۔ نیز بچوں اور کمزور عورتوں کو بھی عارض ہوتا ہے۔ اور اکثر اوقات ثقیل دیر ہضم اشیاء کے کھانے اور مرطوب پست مکانوں اور اعراض نفسانیہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اسکے اعراض منہ کا پھیکا ہونا لعاب کی کثرت اور غثیان اور قے ہے۔ کبھی منہ میں پھنسیاں سی نکل آتی ہیں یہ تمام علامتیں معدے کی مخاطی جھلیوں کے التہاب پر دال ہیں۔ معالجہ اسکا علاج اشربہ محللہ مثلاً ماء الشعیر۔ لیموں۔ اور سنگترہ سے کرنا چاہیے اگر بخار زائل ہوجائے اور اعراض بلغمیہ باقی رہ جائیں تو مریض کو خفیف مسہل مثلاً روغن ارنڈ۔ (یعنے کسٹرائل) یا سالٹ یا تمر ہندی کا خساندہ یا خیارشنبر کا جوشاندہ دینا چاہیے یا چھ رتی سے دس رتی تک عرق الذہب یا نصف رتی سے تین رتی تک طرطیر مقئی دیویں۔

چوتھی قسم حمی خبیثہ

یہہ سب سے زیادہ خبیث ہے۔ اسکو مصر میں نوشہ کہتے ہیں یہ قسم معدے اور انتڑیوں کے اعلے درجے کے التہاب کا نتیجہ ہے۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ ایک ان میں سے مرطوب مکانوں میں رہنا جنکی ہوا ردی ہو۔ یا جنمیں تازہ ہوا آسانی سے نہ آسکے۔ دوسرا سبب بہت سے لوگوں کا ایک مکان میں جمع ہونا مثلاً جیل خانہ یا چھاونی یا اصطبل وغیرہ تیسرا قبروں یا متعفن مکانوں مثلاً مذبح اور مدبغ کے قریب سکونت اختیار کرنا۔ یا تنگ شہروں میں رہنا۔ چوتھا سبب اعمال شاقہ سے تھک جانا اور اعراض نفسانیہ وغیرہ ہیں۔ یہہ قسم طاعون سے مشابہ ہے۔ اعراض اس مرض کے ابتداء میں سباط اور عام کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ اور مریض کو سوائے پیٹھ کے بل لیٹنے کے آرام نہیں آتا۔ اور زبان کا خشک ہونا اور ایک سرخ رنگ کے طبقے سے پوشیدہ ہونا جو اس کے بعد سیاہ ہوجاتا ہے۔ اور زبان لکڑی کی مانند خشک ہوجاتی ہے

مریض پر کلام کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اور دانتوں مسوڑوں اور دونوں ہونٹوں پر ایک قسم کا طبقہ جو
زبان کے طبقے کے مشابہ ہوتا ہے چھا جاتا ہے یہ ایک مادہ مخاطیہ ہوتا ہے جو شدت التہاب سے خشک ہو جاتا
ہے مریض کو سخت پیاس تہوع اور قے پیٹ میں درد اور قراقر عارض ہوتے ہیں کبھی نفخ ہو جاتا ہے اور کبھی
پہلے پہل قبض ہو جاتی ہے اور پھر اسہال شروع ہو جاتے ہیں جسکا مادہ بدبودار سودا یا صفرا ہوتا ہے۔ ان اعراض
کے ساتھ جلد میں حرارت اور نبض کا تواتر یا نبض کا صغر پیدا ہو جاتا ہے۔ کبھی ہذیان اور سبات اور بیہوشی
ظاہر ہوتی ہے۔ اگر یہ اعراض ہمیشہ رہیں تو مریض شدت اعراض کے ساتھ کمزور ہو کر مر جاتا ہے **معالجہ** اسکا علاج
ضعیف کرنیوالی اشیاء سے کرنا چاہیے اور مریض کی عام کمزوری کا لحاظ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ کمزوری صرف
عارضی کمزوری ہوتی ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ جب مقوی گرم دواؤں سے علاج کیا جاتا ہے تو مریض جھٹ مر جاتا ہے
اور جب ضعیف کرنیوالی اشیاء سے علاج کیا جاتا ہے تو اسکی شفا کی امید ہوتی ہے۔ بلکہ اکثر مریض شفا پا جاتے
ہیں اور سب سے زیادہ مفید دوا فصد عام اور بار بار مریض کی قوت اور شدت اعراض کی موافق جونکیں لگانا
اور کامل پرہیز اور اشربہ مجللہ مثلاً شیرہ بادام اور تھوڑا سا ٹھنڈا پانی اور ماء الشعیر اور برگ سنگترہ یا گل بنفشہ
کا خیساندہ ہے۔ اگر مریض کو قبض بھی ہو اور دو تین دن تک پاخانہ نہ آیا ہو تو خبیزہ یا بذر کتان کے جوشاندے
سے حقنہ ملینہ کرنا چاہیے۔ اور اگر دماغ کے اعراض سخت ہوں تو دماغ اور پیٹ کے التہاب کا ایک ہی وقت
میں علاج کرنا چاہیے اسطرح پر کہ دونوں کانوں کے پیچھے جونکیں لگائیں یا سر پر پچھنے لگائیں یا سر پر ٹھنڈی
رکھیں ایک اور قسم کا بخار ہوتا ہے جو پھیپھڑے اور دل کے التہاب سے پیدا ہوتا ہے جسکو ہم انکے باب میں بیان کرینگے
پانچویں قسم طاعون کا بخار ہے۔ طاعون ایک قسم کا خبیث بخار ہے اور اسکا سبب امراض وبائیہ کے
اسباب کی طرح ابھی تک معلوم نہیں ہوا کیونکہ ممکن نہیں ہے کہ جدری اور حصبہ اور ذوسنطاریہ کا سبب جبکہ
وبائی طور پر غلبہ کریں معلوم ہو سکے۔ اتنا معلوم ہوا کہ مرض موسم سرما کے اخیر میں ظاہر ہوتی ہے اور موسم
گرما کے ابتدا تک رہتی ہے یہ مرض ممالک مشرقیہ میں مشہور و معروف چلی آئی ہے توراۃ میں بھی اسکا ذکر ہے
مصر میں کبھی طاعون خفیف ہوتی ہے کہ بعض لوگ مبتلا ہوتے ہیں اور بعض نہیں ہوتے لیکن اکثر اوقات
وبائی ہوتی ہے اس حالت میں اکثر لوگ ایک ہی وقت میں اسمیں مبتلا ہو جاتے ہیں **اعراض** اسکے
اعراض عام کمزوری ہاتھ پاؤں میں تکسر اور غثیان تہوع ہیں دوسرے یا تیسرے دن بغل یا اوپر کنچالی جڈھ
یا گردن یا کسی اور جگہ میں ایک گلٹی سی ظاہر ہوتی ہے اور تمام بدن میں چنگاریاں سی پڑتی معلوم ہوتی
ہیں۔ اور کبھی گلٹی ظاہر نہیں ہوتی بلکہ صرف جلد میں چنگاریاں یا ایک قسم کے نکتے سے معلوم ہوتی
ہیں۔ اور پھر بخار اور کمزوری بڑھجاتی ہے مریض چل نہیں سکتا جب چلنے کا ارادہ کرتا ہے تو شرابی کیطرح

تھوکریں کھاتا ہے آنکھیں گڑ جاتی ہیں۔ زبان خشک ہو جاتی ہے۔ جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ اور مر جاتا ہے
یہ مرض وبا کی ابتدا میں اکثر قاتل ہوتی ہے۔ اور اسمیں مبتلا ہونیوالا چوبیس یا اڑتالیس گھنٹہ کے
بعد مر جاتا ہے۔ گویا کہ اُس پر بجلی گر گئی۔ یا سکتہ ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ موت کی سرعت شدت اسباب
کا نتیجہ ہے کیونکہ اسباب تمام اعصاب عصب ہضم و تمام غدودوں میں سمیت پیدا کر دیتے ہیں
اس حالت میں طبابت و علاج فائدہ نہیں دیتا۔ لیکن جب تیزی دور ہو جاتی ہے تو اعضا آہستہ
آہستہ متحمل ہو جاتے ہیں۔ مرض کی رفتار بطی ہو جاتی ہے اسوقت علاج بھی مفید ہوتا ہے
اور وبا کے انتہا میں بخار کا زور خفیف ہو جاتا ہے۔ اسوقت اسمیں مبتلا ہونے والے بغیر
علاج کے اچھے ہو جاتے ہیں **علاج** اسکا علاج بھی پہلے بخاروں کیطرح کرنا چاہیے یعنی شربت
محلہ لیموں۔ بزرکتان کا جوشاندہ ماء الشعیر یا برگ سنگترہ کا خیساندہ و شیرہ بادام وغیرہ
سے کرنا چاہیے۔ مگر علاج قوت مریض اور شدت اعراض کے لحاظ سے ہونا چاہیے۔ گلٹی کا
علاج جونکیں لگوانے یا ملین پلٹس سے کریں جب ریم پڑ جاوے تو چیر دیں تاکہ ریم خارج ہو
جاوے **فائدہ** اکثر اطبا کا قول ہے کہ یہ مرض متعدی ہے اور لمس کرنے سے ایک سے
دوسرے کیطرف منتقل ہو جاتی ہے خصوصاً یورپ کے طبیب بہت ہی قائل ہیں اسیواسطے
انہوں نے اسکے لیے کرنٹین اختراع کی ہیں اس لفظ کے معنی چالیس کے ہیں یعنے جس شخص
پر ظن ہو اُسکو اس جگہ میں چالیس دن تک رکھتے ہیں اور مخصوص اشیا سے اسکو اور اسکے
کپڑوں کو دھونی دیتے ہیں تاکہ اس سے سلامت رہیں اور جب ایسے لوگوں کی بات جو اسکے
متعدی ہونیکے قائل نہیں ہیں سنتے ہیں تو انکے قول کو ایک قسم کا مکابرہ و دعوی بے دلیل
سمجھتے ہیں۔ کیونکہ مشاہدہ ہوا ہے کہ حمی خبیثہ اور ذوسنطاریہ اور باقی امراض وبائیہ ایک
شخص سے دوسرے شخص کو لگجاتی ہیں یا ہوا کے سونگھنے سے یا انکے پسینہ وغیرہ سے پس طاعون
بھی سرایت کرنے میں انہی امراض کیطرح ہے اور جو لوگ اسکے متعدی ہونیکا اعتقاد نہیں رکھتے وہ
کہتے ہیں کہ امراض ہاتھ لگانے سے منتقل نہیں ہوتی اور اسکا سبب بیان کرتے ہیں کہ خود ظاہر میں
ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں جنسے ایک وقت بہت سے لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں وہ لوگ کارنٹین
کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں کچھ نفع نہیں لیکن احتیاط و پرہیز واجب ہے کیونکہ شارع
علیہ السلام نے پرہیز کرنے اور احتیاط کرنیکا حکم دیا ہے جہاں فرمایا ہے کہ جب تم سنو کہ وبا کسی زمین
میں نمودار ہوئی ہے تم وہاں مت جاؤ اور جب تمہاری زمین میں اتر آوے تو وہاں سے مت نکلو۔ بعض

محققین نے لکھا ہے۔ کہ زمین سے مقصود صرف زمین ہی نہیں ہے بلکہ گھر بھی شامل ہیں یعنے جس گھر میں وبا پڑے نہ اُس میں داخل ہونا چاہیے نہ نکلنا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ کا یہ قول کہ (لا عدوٰی) یعنے سرایت کچھ چیز نہیں ہے پہلے قول کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ عدوٰی فی نفسہ موثر نہیں ہے ممکن ہے کہ مانے چلنے سوا اللہ جل شانہ پیدا کردے کیونکہ تاثیر اللہ کے اختیار میں ہو۔ نہ کہ واسطے عدوٰی کے اور آپکا عدم دخول کے لیے حکم دینا یا تو ضعیف الیقین کے لیے ہے۔ کہ اگر وہ ایسی جگہہ داخل ہوجائے۔ اور اتفاق سے مبتلا ہوجائے تو وہ عدوٰی کی تاثیر خیال کریگا۔ نیز طاعون کی جگہہ میں داخل ہونیوالا اپنے نفس کو ہلاکت کے لیے پیش کرنیوالا ہے اس شخص کی مانند جو بغیر ہتیار اور آلات حرب کے میدان جنگ میں داخل ہوجائے اور اسی قسم سے حضور علیہ الصلوٰۃ کا یہ قول ہے کہ تندرست کو مریض پر اور مریض کو تندرست پر داخل نہ کرو۔ اور ہمارے آقا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جو انہوں نے ابو عبیدہؓ کے ساتھ ملک شام میں کیا تھا مشہور و معروف ہے۔ پس اس سے ظاہر ہوا کہ حاکم کا کرنٹین کے لیے حکم دینا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ وہ اپنی رعیت پر وبا کے منتشر ہونے سے خائف ہو۔ کیونکہ وہ راعی ہے اور ہر راعی اپنی رعیت کے واسطے سوال کیا جائے گا اس واسطے اُسکا فرض ہے کہ وہ رعیت کے واسطے مفید تدابیر تلاش کرے اور اُن کو نقصان سے بچائے۔ اور باوجود اس کے صحت اور مرض اور موت اور حیات اور نفع اور نقصان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہو۔ علاج وغیرہ صرف ظاہری اسباب ہیں

چوتھی قسم حمی دق کے بیان میں اُسکو مزمنہ اور ضعیفہ بھی کہتے ہیں

حمی دق کا لفظ ایسے بخار پر اطلاق ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ امراض مزمنہ لاحق ہوتی ہیں یہ بخار فی نفسہ کوئی مستقل مرض نہیں ہے۔ بلکہ ایک مقامی مزمن مرض کی علامت ہے اور وہ امراض مقامی سل یا معدے اور جگر اور امعاء اور گردے اور مثانے کا التہاب مزمن ہوتا ہے یا کوئی ایسے پرانے زخم جن سے بکثرت ریم جاری ہو **اعراض** اسکے اعراض تواتر نبض اور اُسکا چھوٹا ہونا اور بھوک کا کم ہونا یا سرے سے نہ ہونا اور بدہضمی اور سردی اور گرمی کا یکے بعد دیگرے آنا۔ اور جسم کا دبلا ہونا۔ اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی اور دونو قدموں کی حرارت اور چہرے کے رنگ کا پھیکا ہونا اور خشک کھانسی اور جلد کی خشکی اور پسینے کا نہ آنا اعصاب کو بخار کی زیادتی اور نیند میں بیقراری۔ پھر لیسدار پسینہ کا بکثرت آنا۔ پھر اسہال بھی ہوتے ہیں **علاج** اس بخار کا علاج مبرد مسکن ادویہ اور زود ہضم طعام مثلاً دودھ حریرہ اور پانی میں اُبلے ہوئے چاول و تازے انڈے اور سبزیات سے کیا جائے اور قہوہ چائے اشربہ روحیہ وغیرہ مقویات کو پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ چیزیں مریض کی جلدی ہلاکت کا موجب ہوتی ہیں۔ اگر گرمی کا موسم ہو تو ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا چاہیے اور اگر سردی کا موسم ہو تو گرم پانی سے اور اونی کپڑے پہنائیں۔ اگر یہ

مدت تک جاری ہے تو بخار زائل ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اکثر مشاہدہ ہوا ہے کہ جو لوگ سل وغیرہ جیسے خطرناک امراض میں مبتلا تھے انکو اس تدبیر پر مدت طویل عمل کرنیسے شفا ہوگئی اور طول مدت سے مراد کئی مہینے بلکہ کئی سال ہیں اور اس مدت میں مریض کو صرف دودھ اور پانی میں جوشیدہ چاول دینے چاہئیں اور سب سے اچھی تدبیر اس مرض میں معتدل ہوا اور کثیر الاشجار جگہہ میں رہنا ہے۔

ساتوین قسم ہیضہ جسکو مصر میں ہوائے اصفر کہتے ہیں

یہ مرض نہایت خطرناک ہے کیونکہ مریض کبھی دو گھنٹے کے اندر مرجاتا ہے یہ امراض وبائیہ میں سے ہے بلاد ہند میں قدیم الایام سے تھی لیکن کچھ سالوں سے زمین کی باقی اطراف میں بھی پھیل گئی ہے۔ اور بیشمار مخلوق تباہ ہوئی ہے اور مصر میں یہ مرض ۱۲۴۷ ہجری میں نمودار ہوئی تھی اور حجاز کے علاقے میں اسکا حاجیوں پر بھی حملہ ہوا تھا۔ اور حاجیوں کے مصر میں آنے سے وہاں بھی منتشر ہوگئی۔ اور بہت سے لوگ جان بحق تسلیم ہوئے لوگوں کے دلوں پر خوف عظیم چھا گیا اکیس دن تک بڑے زور شور پر رہی۔ پھر کم ہونی شروع ہوئی یہانتک کہ ضائع ہوگئی یہ بھی دیگر امراض وبائیہ کیطرح مجہول السبب ہے۔ اور جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اسکی دو اقسام ہیں ایک حمید اور ایک خبیث حمید وہ ہے جو وبا کے زمانے میں نہ ہو۔ بلکہ اسکا سبب ردی اغذیہ کا استعمال ہے اور خبیث وہ ہے جو وبا کے زمانے میں ظاہر ہو۔ یہ اکثر قاتل ہوتا ہے اور جوان اسمیں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں **اعراض** سارا جسم ٹھنڈا ہوجاتا ہے۔ جلد ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔ آنکھیں گڑ جاتی ہیں پیاس سخت ہوتی ہے قے لگاتار لگی رہتی ہے۔ اسہال بکثرت آتے ہیں جو چاولوں کی پیچھ کیطرح ہوتے ہیں۔ نبض نہایت ضعیف ہوجاتی ہے یہانتک کہ بعض اوقات محسوس نہیں ہوتی اور ہاتھ پاؤں میں تشنج ہوجاتا ہے۔ پیٹ میں سخت درد اور گھبراہٹ ہوتی ہے یہ تمام اعراض یا ناگہان پیدا ہوتے ہیں یا یکے بعد دیگرے پھر بڑھتے جاتے ہیں یہانتک کہ مریض تھوڑے وقت میں ہلاک ہوجاتا ہے **علاج** یہ اعراض اعضاء ہضم میں تغیر عظیم پر دلالت کرتے ہیں۔ اگر انکا سبب اور ماہیت معلوم نہیں ہوئی چونکہ یہ مرض سخت زور آور اور تیز رفتار ہے۔ اسواسطے اسکا علاج نہایت قوی ہونا چاہیے اسطرح پر کہ ان اعراض کے پیدا ہوتے ہی مقعد اور فم معدہ پر چند جونکیں لگائی جائیں اگر جونک نہ ملے تو پیٹ پر گہرے پچھنے لگائے جائیں اگر ممکن ہو تو فصد عام کیا جائے اور گہرے پچھنوں کی جگہہ پر سنگی لگائی جاوے۔ اور خون اترنے کے بعد اس کے پیٹ پر ٹھنڈے پانی کی گدیاں رکھی جاویں اور گرم کپڑے سے ہاتھ پاؤں لپیٹے جاویں اور ٹھنڈے پانی

سے حقنہ کیا جائے اگر پانی طلب کرے تو ہر دفعہ تھوڑا تھوڑا ٹھنڈا پانی دیا جائے پھر گرم حمام میں
رکھا جائے۔ تاکہ جسم پر حرارت ظاہر ہو۔ اگر قے اور اسہال برابر جاری ہوں۔ تو آدھ سیر
پانی میں پندرہ سے بیس قطرے لودنم کے ملا کر گھونٹ گھونٹ پلاویں نیز رح
اگر پی نہ سکے تو اسی سے حقنہ کریں۔ اور مریض کو کھانا نہ دیا جائے۔ اگرچہ وہ مانگے۔ اور وہ
طبیب سخت غلطی کرتے ہیں۔ جو ظاہری اعراض کو دیکھکر گرم اور مقوی ادویہ سے مریض
کا علاج کرتے ہیں۔ اس سے بجائے نفع کے نقصان ہوتا ہے۔ یعنے اعراض بڑھ جاتے
ہیں۔ مرض کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ اور کم ہی آدمی اس علاج سے شفا پاتے ہیں بخلاف
پہلے علاج کے **فائدہ** جب یہ مرض پھیلی تھی تو اکثر اطبا کا خیال تھا کہ متعدی ہے
مگر تجربے اور مشاہدے کے بعد معلوم ہوا۔ کہ متعدی نہیں ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ ایسے
مریض کے دیکھنے سے دل کانپ جاتا ہے۔ غم پیدا ہوتا ہے۔ اور کمزور دل والوں کو مناسب نہیں
ہے کہ ایسے مریض کو دیکھیں۔ جہانتک ہو سکے اس سے دور رہیں۔ کیونکہ مشاہدہ ہوا
ہے کہ بعض لوگ مریض کو دیکھنے سے خود مبتلا ہو گئے۔

روح الیبون ¹ پیسے

آٹھویں قسم اسہال کے بیان میں

اور ذوسنطاریہ بھی اسی قسم سے ہے

اسہال اور ذوسنطاریہ ایک ہی مرض ہے فرق صرف شدت و خفت اعراض کا ہے۔ اسہال
میں اعراض خفیف ہوتے ہیں۔ اور ذوسنطاریہ میں خفیف اسہال کے عوض پاخانے کا
نرم اور پتلا آتا ہے۔ اسکے اسباب بہت ہیں اور سب سے بڑا سبب دیر ہضم یا خراب کیفیت
یا ردی چربدار اغذیہ اور کچے میووں کا کھانا۔ اور خراب پانیوں کا پینا ہے۔ اکثر اسکا ظہور
سخت گرمی کے موسم میں ہوتا ہے۔ اور اس کی بڑی بھاری علامت پیٹ کا درد اور مروڑ ہے
جس کا نتیجہ اسہال ہوتا ہے اور سردی اور بخار جو شدت اور قوت میں مختلف ہوتا
ہے۔ ذوسنطاریہ بھی اسہال ہیں لیکن سخت اس کی علامت مقعد میں درد اور سوزش
اور زحیر اور اسہال کے مادے کی کثرت اور بار بار آتا ہے۔ بعض اوقات ایک دن میں پندرہ
سے ساٹھ دفعہ تک پاخانہ آتا ہے۔ اور کبھی اسکے ساتھ بخار آتا ہے اور کبھی نہیں۔ اس کے اسباب

بھی وہی ہیں - جو اسہال کے ہیں - لیکن سب سے بڑا سبب سردی کا لگنا ہے - جبکہ جسم گرم ہو رہا
ہو - اور غیر مسقوف مکانوں میں سونا - اور کھانے پینے کی کثرت اور مسہلات قویہ کا استعمال ہے
چونکہ مرض ایسے مکانات میں ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں لوگوں کا مجمع ہوتا ہے - مثلاً قید خانے شفا
خانے جنگی جہاز چھاؤنیاں اسلئے بعض طبیبوں نے خیال کر لیا - کہ یہ متعدی ہے لیکن اگر انسان مریض
کے پاخانے کی ہوا سے بچے اور اُس کے مکانوں سے پرہیز کرے تو خوف نہیں - ہاں اگر
اُن سے معاشرت رکھے اور اُنکے مواد سفلیہ کی ہوا اسکی ناک میں پہونچے خصوصاً وبا کے
وقت تو البتہ اندیشہ ہے - مگر یہہ بھی متعدی نہیں ہے - جیسا کہ بعض خیال کرتے ہیں -

علاج جب اسہال خفیف اور بہت دیر کے نہوں یا اسکا سبب بدہضمی یا اغذیہ ردیہ کا استعمال ہو
تو کامل پرہیز اور محللہ اشربہ مثلاً چاولوں کا پانی اور محلول الصمغ اور برگ سنگترہ کم فیسانده سے
علاج کرنا چاہیئے اگر اسہال پرانے ہوں جو ذوسنطاری تک پہنچ گئے ہوں تو اس حالت میں
مذکورسے فائدہ نہیں ہوتا - اسوقت مریض کی مقعد پر چند جونکیں لگانی چاہئیں - جنکی گنتی مریض
کی عمر اور قوت اعراض کے مطابق ہو نیز مریض کو نیم گرم پانی سے آب زن کرائیں اور پیٹ پر گدی
رکھیں اور اشربہ محللہ جیسے تخم السی کا پانی اور ماءالشعیر پلائیں - اگر ساتھ بخار بھی ہو تو فصد عام
کریں - اور جب بخار کے اعراض زائل ہوجائیں اور صرف اسہال کے اعراض باقی رہ جائیں
تو روح افیون کے دس قطرہ سے تیس تک پانی میں ملاکر گھونٹ گھونٹ پلائیں - اور
چاولوں کا پانی نشاستہ روح افیون - پوست خشخاش سے حقنہ کریں اور پیٹ پر بلیغ
ضماد کریں - اور بہت دیر تک ٹھنڈے پانی میں آبزن کرائیں اور سب سے اعلے تدبیر پرہیز ہے
اگر شفا پاجائے تو مریض کو چاہیئے کہ پھر زیادہ کھانے سے پرہیز کرے ورنہ مرجاۓ گا -
اور غذا سریع الہضم نباتاتی ہونی چاہیئے - اور ذوسنطاریہ کے مریض کو جہاں تک ہوسکے
سردی سے بچنا چاہیئے - اور اگر سردی کا موسم ہو تو اونی کپڑے سحو شالے پہنے - اور پاؤں
میں جرابیں رکھے اور پاؤں کو گرم پانی سے دھووے - اگر یہ علاج نفع نہ دیوے - اور
ذوسنطاریہ مزمنہ ہوجائے تو مریض کو کسی معتدل الہوا شہر میں چلا جانا چاہیئے کیونکہ اس سے
نفع عظیم مشاہدہ ہوا ہے -

چوتھی فصل اِس امراض میں جو اعشاء و امعاء سے تعلق رکھتی ہیں ۶

اس کے کئی حصے ہیں پہلا حصہ معدے کے التہاب میں

یہہ التہاب اکثر واقعہ ہوتا ہے۔ اور اس کے حصول کے کئی اسباب ہیں۔ جو نمکین مصالحدار اور محرک اغذیہ اور قہوہ اور چاء وغیرہ اشربہ روحیہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ معدے کی ترکیب نہایت لطیف ہے۔ یہہ ہر ایک چیز کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے۔ اور سب اعضاء سے زیادہ تکلیف اُٹھاتا ہے کیونکہ یہہ ہمیشہ کھانے پینے کے ہضم کرنے میں لگا رہتا ہے اسی واسطے اکثر لوگ معدے کے التہاب میں خواہ حاد ہو یا مزمن مبتلا رہتے ہیں۔ کبھی یہہ التہاب مسہلات یا مقیات یا ادویۂ مقویہ یا محرکہ کے استعمال سے پیدا ہوتا ہے۔ اور کبھی نقرسی گرمی سے سردی کی طرف چلے جاوینے یا خون یا پسینہ کے بند ہو جانے سے پیدا ہوتا ہے

اعراض زبان کا کناروں سے سُرخ ہونا اور سفید یا زرد پردے سے پوشیدہ ہونا۔ اور مُنہ کی خشکی اور تلخی اور سخت پیاس بھوک کی کمی اور نسیان قے اور تہوع اور فم معدے کا درد دبانے سے بڑھتا ہے۔ اور جلد کی حرارت اور نبض کا تواتر سخت بخار اور سر درد بیخوابی آنکھوں کا ضعف وغیرہ اعراض واغیہ ہیں۔ یہہ اعراض کبھی سخت ہو جاتے ہیں یہانتک کہ ایک ہی وقت معدے اور دماغ میں التہاب پیدا ہو جاتا ہے **علاج** اس التہاب کا سب سے بڑا علاج کامل پرہیز ہے۔ اور محلول الصمغ۔ لیموں سنگترہ۔ آب الشعیر۔ جوشاندہ تخم کتان اور خساندہ تمر ہندی وغیرہ اشربہ محللہ ہے۔ اگر بیماری بڑھ جائے اور یہہ تدبیر فائدہ نہ دیوے تو فم معدے پر جونکیں لگانی چاہئیں۔ جو بیس سے ساٹھ تک لگائی جاسکتی ہیں۔ اور انکے گرنے کے بعد انکی جگہوں پر ملین ضماد کرنا چاہیے۔ پھر پورا آرام دینا چاہیے۔ اگر ساتھ بخار بھی ہو تو قوت مریض اور شدت اعراض کے لحاظ سے مکرر فصد لینا چاہیے۔ اور شوربہ وغیرہ اشربہ محرکہ نہ پلائے جائیں۔ اگر مرض مزمن ہونے لگے یا مزمن ہو جائے تو اعراض وہی رہتے ہیں۔ لیکن کم ہو جاتے ہیں۔ اور علاج ایک ہی ہے اور کبھی معدے پر سرکہ یا کوئی مادے کو باہر نکالنے والی چیز یا داغ دینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر طبیب کو مناسب نہیں ہے۔ کہ مریض کو مقویات کا استعمال کرائے۔ کیونکہ اس میں خطرہ ہے۔ بلکہ بعض وقت التہاب مزمن سے حاد بن جاتا ہے۔

دوسرا حصہ تخمہ یعنی بدہضمی کے بیان میں

تخمہ بدہضمی کا نام ہے۔ اس کے بہت سے اسباب ہیں اُن میں سے چند اسباب امتلائے معدہ اور التہاب معدہ اور عصبانی معدے کا درد وغیرہ ہیں **اعراض** اس مرض کی علامت منہ کی تلخی زبان کا طبقہ مخاطیہ سے پوشیدہ ہونا بھوک کی کمی۔ ڈکاروں کا عادت سے زیادہ آنا۔ اور سر درد خصوصاً سر کے اوپر کے حصے میں۔ اس کے اسباب زیادہ کھانا یا ردی غذا کھانا اشربہ روحیہ کا استعمال کرنا ہے بعض جاہل طبیب خیال کرتے ہیں کہ بدہضمی معدے کی کمزوری سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اسکو ضعف کی امراض میں شمار کرتے ہیں مگر یہ اُنکی غلطی ہے۔ اگر وہ سوچتا۔ تو معلوم کرتا کہ یہ مرض معدے کی سوزش یا التہاب مزمن کا نتیجہ ہے **علاج** چونکہ بدہضمی التہاب معدے سے پیدا ہوتی ہے۔ اسواسطے مناسب علاج پرہیز کامل اور اشربہ محللہ اور آرام ہے۔ اگر یہ امراض امتلائے معدہ سے پیدا ہو تو گرم پانی سے قے کرانی چاہیے۔ قے آنے سے مرض دور ہوجائے گی۔ اگر مرض پرانی ہو جائے تو فم معدے پر دس جونکوں سے بیس جونکوں تک لگانی چاہئیں۔ یا فم پر پچھنیاں لگائیں۔ اور کبھی بدہضمی قے یا اسہال لینے سے زائل ہوجاتی ہے۔

تیسرا حصہ مغص معدہ کے بیان میں

مغص مذکور مختلف اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے بعض قسم معدے میں جلانے والا درد محسوس کرتے ہیں۔ جو حلق تک پہنچتا ہے۔ اور بعض قسم میں گہرہ درد اور بوجھ اور حرارت محسوس لیتے ہیں اور بعضے چبنے والا درد محسوس کرتے ہیں۔ اور وہ شخص نہایت کمزور ہوجاتا ہے اور بعض سخت بھوک اور عام کمزوری محسوس کرتے ہیں۔ یہ دردیں نوبت سے آتی ہیں۔ کبھی منتظم ہوتی ہیں اور کبھی غیر منتظم سخت کبھی نرم اس بیماری کے اسباب اچھی طرح معلوم نہیں ہوئے لیکن اکثر اوقات یہ مرض کھانے پینے کی کثرت یا اعراض نفسانیہ یا اشربہ روحیہ کے استعمال یا مخدرات کے استعمال سے پیدا ہوتی ہے **اعراض** اس کی علامات یہ ہیں مریض کا درد محسوس کرنا۔ اور معدے کا منطبق ہونا قے کا ہمیشہ ہونا اور سخت پیاس اور بھوک کی کمی۔ اور ایسی چیزوں کو دل چاہنا۔ جسکی عادت نہ ہو۔ کبھی بھوک معدے

زیادہ بڑھ جاتی ہے اور کبھی درد یہاں تک تیز ہوتا ہے کہ مریض کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا گرم لوہے
سے داغ دیا جاتا ہے۔ کبھی ان اعراض کے ساتھ سخت سر درد یا بیہوشی بھی ہوتی ہے معالجہ اس
مرض کا سب سے اچھا علاج پرہیز تام اور تدبیر کامل ہے۔ یعنے غذا ایسی ہونی چاہیے جو سریع الھضم
خفیف بآسانی ہو۔ یا دودھ اور شوربہ اور ان اسباب سے جو اسکے موجب ہیں۔ پرہیز لازم
ہے۔ اور حسانده تمر ہندی و جوشاندہ تخم کتان و ماء الشعیر وغیرہ اشربہ محللہ استعمال کریں
جس حالت میں مریض کو سخت بھوک محسوس ہو اسوقت کھانا نہیں دینا چاہیے۔ کیونکہ اس حالت
میں نہایت مضر ہے اسوقت سوائے ماء الشعیر اور شیرہ بادام اور دودھ کے کچھ نہیں دینا
چاہیے۔ اور اگر درد زیادہ ہو تو پینے کی چیزوں میں تھوڑا سا روح افیون یا روح حسن یوسفی
پلانا چاہیے۔ اور کبھی فم معدہ پر جونکیں لگائیں۔ اور اشربہ محللہ پینے۔ اور طعام سے پرہیز
کرنے سے کامل شفا حاصل ہوتی ہے۔ بعض لوگ صرف عمدہ نبیذ کے پینے سے فائدہ اٹھا
لیتے ہیں۔ اور بعض فم معدے پر جونکیں لگانے یا گرم لوہے کے ساتھ داغ دیے جانے سے
شفا پاتے ہیں۔ اور صرف نیم گرم پانی کے استعمال سے شفایاب ہوتے ہیں۔

ایک قسم کی

چوتھا حصہ قے کے بیان میں

قے چند امراض کے لیے عرض ہے۔ نہ کہ مستقل مرض۔ اور بد ہضمی یا معدہ میں دیدان
کے پائے جانے۔ یا خود معدے کے مریض ہونے۔ یا مرض امعاء یا مرض دماغ یا بخار
سے پیدا ہوتی ہے۔ اور کبھی گندی چیز کی طرف دیکھنے اور بدبودار چیز کے سونگھنے۔ یا
گندی چیز کے کھانے۔ یا کسی گاڑی یا کشتی پر سوار ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر ہمیشہ ہو تو یہ
وجوہر معدہ کا فساد پر دلالت کرتی ہے۔ علاج جب قے بدہضمی کا نتیجہ ہو تو گرم پانی سے
استفراغ کرنا چاہیے۔ جب معدہ خالی ہوگا قے منقطع ہو جاوے گی اور اگر اسباب زمانیہ
کا نتیجہ ہو تو صرف ٹھنڈا پانی یا اسمیں چند قطرے روح افیون یا عرق گلاب یا سرکہ یا عصارہ لیموں
کے زیادہ کرکے پلادیں۔ اور اگر اعراض نفسانیہ کا نتیجہ ہو تو مریض کو عرق گلاب یا عرق نعناع
کا گلاس بھر کر پلائیں۔ اور کبھی قے نہایت سخت ہوتی ہے جو ان تدابیر کو نہیں مانتی۔ اسوقت
فم معدہ پر پچھنے یا جونکیں یا کوئی پلاستر لگانا چاہیے۔ اگر اس سے بھی فائدہ نہ ہو۔ تو لوہا
گرم کرکے آگ کا انگارہ فم معدے پر رکھنا چاہیے۔ اور اگر معدے کے درد

یا معدے اور جگر کے التہاب سے پیدا ہو۔ تو ان اشیاء سے علاج کرنا چاہیئے۔ جنسے ان امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔

پانچواں حصہ منہ کی ترشی کے بیان میں

بعض لوگ منہ میں تُرشی ذائقہ محسوس کرتے ہیں بعض انکو ڈکار آتے ہیں۔ اسکا سبب زیادہ کھانا۔ یا نمکین یا تیز طعام کا کھانا ہے۔ اور کبھی یہہ معدے کی کسی مرض سے پیدا ہوتی ہے ان سب حالات میں پرہیز اور کھانے پینے کی تغیر اور اشربہ محللہ سے علاج کرنا چاہیے۔ اگر یہہ کافی نہ ہو۔ تو مصری کے شربت کے ایک گلاس میں ایک درم مگنیشیا حل کرکے پلائیں۔ امید ہے کہ یہہ تدبیر اس مرض کے زائل کرنے میں کافی ہو جائے گی۔

چھٹا حصہ التہاب کبد کے بیان میں

یہہ التہاب اکثر اوقات التہاب معدے یا امعاء کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ کبھی تنہا ہوتا ہے۔ یہہ گرم ملکوں کے امراض میں سے ہے۔ اس کے اسباب اشربہ ردیہ اور انفعالات نفسانیہ مثلاً رنج و غم غصہ غضب ہیں۔ اور کبھی جگر پر کوئی چوٹ لگنے یا کسی چیز پر گر پڑنے یا کسی خون کے بند ہو جانے۔ یا کسی جلدی مرض سے پیدا ہوتا ہے۔ اعراض فم جگر میں ایک گہرہ درد ہوتا ہے۔ نیند نہیں آتی۔ یا بائیں طرف سونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اور غثیان اور تہوع اور قے جسکا مادہ صفراء ہوتا ہے ستاتا ہے اور فم جگر کا ورم اور اسکی حرارت اور جلد کا زرد ہونا اور آنکھوں کا سفید ہونا اور نبض کا تواتر اور زبان کا زرد طبقے سے پوشیدہ ہونا۔ اور بول کا میلا ہونا پھر زعفرانی ہو جانا اور نکلے مادوں کا سفید ہو جانا۔ یہہ بھی اسی مرض کی اعراض میں سے ہیں اس مرض میں اکثر قبض بھی رہا کرتی ہے۔ اگر یہ اعراض بڑھ جائیں تو حمیٰ خبیثہ کبد یہ پیدا ہوتا ہے اور پسینے یا بول یا رعاف وغیرہ کے ایک بحران سے شفا ہو جاتی ہے علاج چونکہ یہ مرض خطرناک ہے جسکا نتیجہ جگر میں ریم پڑ جانا۔ یا موت ہوتی ہے۔ اسواسطے اس کے علاج میں بہت جلدی کرنی چاہیے۔ یعنے کامل پرہیز کرائیں۔ اور بار بار قوت مریض اور شدت اعراض کے لحاظ سے فصد عام کریں اور اشربہ محللہ مثلاً لیموں سنگترہ پلائیں اور جونکیں لگاکر اس جگہہ پر ملین ضماد رکھیں اور بہت دیر تک نیم گرم پانی میں نہلائیں۔ اگر یہ تدبیر کافی

نہ ہو۔ اور جگر میں رنج پہر جائے۔ تو اسکو کھولا جائے۔ کبھی مریض اس تدبیر سے شفا پاجاتا ہے۔ اور
کبھی مرض حاد سے مزمن ہو جاتی ہے۔ یعنے بخار کے اعراض زائل ہو جاتے ہیں۔ صرف عام زردی
اور درد باقی رہ جاتا ہے۔ اور کبھی استسقا ہو جاتا ہے۔ مزمن کا علاج بہ نسبت حاد کے قلیل
و آسان ہوتا ہے۔ یعنی اس میں بجائے بیس جونکوں کے دس لگانی کافی ہیں۔ یہہ علاج بار
بار کرنا چاہیے۔ اور اثر بہ مسہلہ خفیفہ پلانے چاہئیں۔ مثلاً ریوند چینی یا تمر ہندی یا خیار شنبر کا
خسانده دینا چاہیے۔ اور اگر معدہ کی نالی صحیح و سالم ہو تو کیلومل اور سقمونیا کا مرکب مسہل دینا
چاہیے۔ اور حقنوں کا استعمال اس مرض میں مجرب علاج ہے۔ اگر یہ تدابیر کافی نہ ہوں تو
فم معدہ پر کوئی پلاستر یا داغ دینا چاہیے۔ یہہ مرض خواہ حاد ہو یا مزمن سب سے بڑا علاج
پرہیز کامل ہے۔ اور بہت مدت تک اسپر عمل کرنا ہے۔ اس اثنا میں اثر بہ محللہ اور مبردہ دیئے
چاہئیں۔ اور اسپر کئی مہینے بلکہ سالوں تک قیام کرنا چاہیے۔

ساتواں حصّہ یرقان کے بیان میں

یہ لفظ اس مرض پر بولا جاتا ہے جس سے جلد اور دونوں آنکھیں زرد ہو جاتی ہیں۔ اور
بول کا رنگ زعفرانی ہو جاتا ہے۔ اور کبھی پسینہ بھی زرد آتا ہے۔ اور کبھی مریض کی یہہ حالت
ہوتی ہے کہ وہ تمام چیزوں کو زرد خیال کرتا ہے۔ اس مرض میں اکثر وہ لوگ مبتلا ہوتے ہیں
جو التہاب کبد میں مبتلا ہوں یہ مرض ہمیشہ التہاب کبد یا اسکے تحرک سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ
التہاب سے صفرا زیادہ خارج ہوتا ہے۔ اور چونکہ جلد اس صفرا کو چوس لیتی ہے۔ اس واسطے
سارا جسم زرد ہو جاتا ہے۔ علاج چونکہ یہہ مرض جگر کے مریض ہونے سے پیدا ہوتی ہے
اسواسطے اسکا علاج وہی ہے جو التہاب کبد میں مذکور ہوا۔ یعنے پرہیز تمام۔ اثر بہ محللہ پھر اثر بہ
مسہلہ پھر نم جگر پر داغ پلاستر وغیرہ اشیا مصرفہ لگانا بشرطیکہ یہ تدبیر سابقہ کافی نہ ہو۔

آٹھواں حصّہ مغص کے بیان میں

مغص ایک قسم کا درد شکم ہے۔ شدت و ضعف میں مختلف ہوتا ہے۔ اور اسکی جگہہ ہمیشہ ناف
کے گرد ہوتی ہے۔ اور کبھی تمام شکم میں ہوتا ہے۔ جب یہ درد ہوتا ہے تو مریض ہوا ثقیلہ
کو نکلتا ہوا محسوس کرتا ہے حالانکہ وہ نہیں نکلتا یہ درد کبھی سخت ہوتا ہے۔ اور اس سے قے اور سخت

قبض لاحق ہوتی ہے۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ دفعتہً گرمی سے سردی کی طرف منتقل ہونا۔ ہاتھ پاؤں کا ٹھنڈا ہونا (۳) زیادہ کھانا (۴) کچے میووں کا کھانا (۵) مواد ثقلیہ کا اجتماع۔ (۶) غلیظ امعاء میں ہوا کا بند ہونا۔ اور کبھی قلعی پارہ تانبے وغیرہ معادن کے تنفس سے یہہ درد پیدا ہوتا ہے۔ **علاج**۔ سب سے اعلےٰ علاج پرہیز کامل اور اشربہ مطلقہ مثلاً صمغ عربی آب الشعیر اور چاولوں کا پانی ہے۔ اگر اس سے دور نہ ہو تو مرض کی جگہہ پر جونکیں لگائی جائیں۔ اور بہت دیر تک پانی میں بٹھایا جائے۔ جب یہہ مرض مزمن ہو جائے تو اغذیہ لطیفہ مثلاً پانی میں اُبالے ہوئے چاول یا بھنڈی اور تازہ انڈا اور چوزہ کا گوشت وغیرہ بیسدار غذاؤں سے علاج کیا جائے پہلے ان کی مقدار تھوڑی ہو پھر چیزوں کی مقدار بڑھائی جائے۔ یہانتک کہ معتاد غذا تک پہنچ جائے۔ اگر اس سے بھی فائدہ نہ ہو تو حقنہ ملینہ مسکنہ خبازی اور پوست سے بنایا ہوا اور جسمیں تھوڑا سا روح افیون ڈالا گیا ہو استعمال کریں۔ اور اگر یہہ مرض مواد ثقلیہ کی بندش سے ہو تو حقنہ مسہلہ استعمال کرنا چاہیئے۔ اور اگر ہوا کے اجتماع سے ہو تو تھوڑے سے محلب یا درمنہ ترکی یا بابونہ یا زیرے کا دو شاندہ پلا دیں۔ اور اگر معادن کے ذرات کے سونگھنے سے ہو تو ضروری ہے۔ کہ پہلے اس سبب کو دور کیا جائے۔ پھر قبض کشائی کے لیئے مسہل خفیف مثلاً کسٹرائل یا مگنیشیا دیا جائے۔ حقنہ کے واسطے ایک اوقیہ اور پینے کے واسطے نصف اوقیہ۔

نواں حصّہ۔ قبض کے بیان میں

قبض کے معنے مواد ثقلیہ کا مشکل سے خارج ہونا ہے۔ یہ بات کبھی طبعی ہوتی ہے۔ اور کبھی کھانے پینے۔ اور کبھی بیرونی حرارت کے درجے سے یا ہضم کی نالی کے مریض ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر طبعی ہو تو اس سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ بلکہ یہ صحت کی عمدگی پر دلیل ہے۔ ہاں جب حد سے تجاوز کر جائے۔ تو ضرر رہ جاتی ہے۔ اور کبھی قابض میووں مثلاً لیموں کھٹا انار۔ بہی۔ اور سبز کھجور کے استعمال سے پیدا ہوتی ہے۔ اور کبھی مسہل کی کثرت سے اور کبھی زیادہ حرارت سے بہت پسینہ آتا ہے۔ اور غشاء مخاطی کا زیادہ نکلنا کم ہو جاتا ہے۔ جس سے قبض پیدا ہوتی ہے جس شخص میں اس مرض کی قابلیت زیادہ ہوتی ہے اس میں التہاب معدی کی استعداد ہوتی ہے۔ **علاج** جب قبض طبعی ہو تو انسان کو

چاہیے کہ چوبیس گھنٹے میں ایک دفعہ ٹٹی جانے کی عادت ڈالے اس سے اسکی صحت اچھی رہیگی اگر یہ کافی نہ ہو تو تمر ہندی یا خیارشنبر کا دوشاندہ دینا چاہیے۔ اگر اس سے بھی فائدہ نہ ہو تو صبر اور ریوند کی مرکب گولیاں دینی چاہئیں۔ یہ ترکیب اکثر قبض کے واسطے مفید ہوا کرتی ہیں۔ لیکن ہمیشہ استعمال نہ کریں۔ کبھی کبھی ناغہ بھی کر دیں تاکہ عادت نہ ہو جائے۔ کبھی گولیوں کی بجائے روغن زیتون اور سالٹ اور خبازی کے دوشاندے سے حقنہ کرتے ہیں۔ اگر قبض معدے یا امعاء کے التہاب سے ہو تو اُن اشیاء سے علاج کریں جن سے ان امراض کا علاج ہوتا ہے۔

دسواں حصہ

اندرونی ہواؤں کے بیان میں

بعض لوگوں کے اوپر یا نیچے سے بہت ہوا نکلتی ہے۔ لیکن یہ ریح مستقل مرض نہیں ہوتی بلکہ معدے یا امعاء کے التہاب مزمن کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اور کبھی اس قسم کی ریح کرنب اور پیاز لوبیا کے کھانے سے پیدا ہوتی ہے۔ **علاج** اگر یہ مرض کسی التہاب کا نتیجہ ہو تو پرہیز طعام اور اشربہ محللہ سے علاج کرنا چاہیے اور اگر ان چیزوں کے کھانے سے ہو تو ان کو ترک کرنا چاہیئے۔ اور اگر یہ مرض طبعی ہو تو برگ سنگترہ و بابونہ و درمنہ ترکی کے خساندے سے علاج کرنا چاہیے۔

گیارھواں حصہ

انتفاخ بطن یعنے پیٹ کا پھولنا

یہ انتفاخ غالباً پیٹ میں ہوا کے جمع ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ہوا کا اجتماع ہضم کی نالیوں میں ہواؤں کے پیدا ہونے سے یا صفاق بطنی میں ہواؤں کے پیدا ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ایک قسم کا انتفاخ امتلاء بطن سے پیدا ہوتا ہے اور ان میں فرق یہ ہے کہ جو نفخ امتلاء بطن کے سے پیدا ہوتا ہے پیٹ پر ہاتھ مارنے کی حالت میں اس سے ایک ٹھوس آواز پیدا ہوتی ہے۔ اور دوسرے نفخ میں جو اجتماع ہوا سے پیدا ہوتا ہے پیٹ کو کھٹکھٹانے سے طبل کی آواز سنائی دیتی ہے۔

علاج اگر یہہ مرض معدے یا امعا کی کسی مرض کا نتیجہ ہو تو ان اشیا سے علاج کرنا چاہیے جن سے مرض معدے یا امعا کا علاج کیا جاتا ہے۔ اور اگر صفاق کے اندر ہو تو پیٹ پر جونکیں لگا کر کامل پرہیز اور آرام کریں۔ اور اشربہ محللہ پلا دیں۔ اور اگر ہضم کی نالی کے سفلی جزو میں ہواؤں کے اجتماع کی سبب سے ہو تو حقنہ ملینہ استعمال کرنا چاہیے۔

بارھواں حصہ

صفاق بطنی کے التہاب میں

ابن سینا وغیرہ طب قدیم کے محققین کی کتابوں میں صفاق بطنی کا نام بطون لکھا ہے یہ ایک پتلا سا پردہ ہے جو پیٹ کی دیواروں اور ان اعضا کو جو اس کے اندر بند میں ڈھکا ہوئے ہے اس سے تیز دار مادہ نکلتا رہتا ہے جسکا کام پیٹ کی سطح کو تر رکھنا اور اعضاء مذکورہ کی حرکت کو آسان کرنا ہے یہہ پردہ ہمیشہ التہاب کا شکار رہتا ہے اس پردے کے التہاب میں اکثر عورتیں مبتلا ہوتی ہیں۔ بلکہ مردوں کو یہہ مرض بہت ہی کم پیدا ہوتی ہے اگر کسی مرد کو ہو بھی جائے تو اسکا سبب ضربہ یا سقطہ یا زخم یا فتق ہے اور کبھی یہ مرض ان اعضاء کی امراض کے تابع ہوتی ہے جو تجویف بطن میں بند ہوں یہ مرض غالباً سخت بخار اور جلانے والی درد اور سارے پیٹ میں یا صرف مریض حصے میں ٹیس پڑنے سے شروع ہوتی ہے۔ نبض متواتر ہوتی ہے۔ کبھی صغیر ہو جاتی ہے۔ کبھی قوی ہو جاتی ہے۔ حرارت سخت اور قے اور سخت قبض ساتھ ہوتی ہے۔ کبھی دماغ بھی شریک ہو جاتا ہے اور یہ امراض کبھی جلدی جلدی بڑھنی شروع ہوتی ہیں۔ اور درد بشدت ہوتا ہے یہانتک کہ مریض اپنے پیٹ پر ذرا سی چیز کی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اگر دو تین دن بلا علاج چھوڑا جاوے تو ہلاک ہو جائے **علاج** چونکہ یہ مرض سخت خطرناک اور تیز رفتار ہے۔ اس کے علاج میں شروع سے ہی قوی علاج سے مصروف ہونا چاہیے۔ مثلاً اس خاص جگہہ کا فصد یا فصد عام بار بار لیا جائے۔ اور خاص جگہہ پر پیٹ کے اوپر پچاس جونکوں سے اسی جونکوں تک لگائیں۔ اور انکے اتر جانے کے بعد انکے ڈنکوں پر ملین ضماد کیا جائے۔ اگر مریض متحمل ہو سکے ورنہ ٹکور کی جائے اور مریض کو بہت دیر تک نرم حمام میں رکھا جائے اور ساتھ ہی پورا پرہیز اور اشربہ

محلّلہ استعمال کی جاویں۔ اگر التہاب دور ہو جاوے اور تعفن باقی رہ جاوے تو مریض کو تھوڑا کسٹرئیل ترجبید کی
یا خیارشنبر کا دو شاندہ یا ترنجبین کو دودھ میں پکا کر پلایا جاوے یا اُن چیزوں سے جنکا ذکر ہو چکا
ہے حقنہ کیا جاوے۔ اور اگر مرض کے حاد ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ یا حاد ہو چکی ہو۔ تو پیٹ پر پلستر
لگایا جاوے۔ اور پارے کی مرہم یا طرطیب استفنی سے مالش کی جاوے۔

تیرھواں حصّہ

استسقا زقی کے بیان میں

یہ لفظ پیٹ میں پانی جمع ہونے پر بولا جاتا ہے۔ اس کے کئی اسباب ہیں سب سے بڑا
سبب خون کا دورہ رُک جانا۔ یا صفاق بطنی یا جگر یا گردے یا ہضم کی نالی میں التہاب مزمن
کا پایا جاتا ہے۔ طبیب کو ماہر ہونا چاہیے۔ تاکہ استسقا زقی کا ورم پیٹ کے ورم سے ملتبس نہ ہو
جاوے۔ اور ان میں فرق یہ ہے کہ استسقا کا ورم یکساں اور چمکدار ہوتا ہے۔ اگرچہ پیٹ بھرا
ہوا نہیں ہو۔ اور مریض کی وضع بدلنے سے ورم کی حالت بھی بدل جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا
ایک ہاتھ ورم کی ایک طرف رکھے اور دوسرا ہاتھ دوسری طرف تو ان دونوں کے درمیان
پانی چھلکتا ہوا محسوس کرے گا۔ جسقدر یہ مرض پُرانی ہوتی جاتی ہے۔ جلد گرم خشک اور
نبض صغیر متواتر پیاس زیادہ ہو جاتی ہے اور ہاتھ پاؤں پسینے سے تر رہتے ہیں۔ اور کبھی
چہرہ اور صفن بھی۔ پھر امراض بڑھ جاتی ہیں۔ سانس میں تنگی آجاتی ہے۔ اور مریض بُری حالت
میں مرجاتا ہے۔ علاج یہ مرض مشکل سے اچھی ہوتی ہے تھوڑے ہی شفا پاتے ہیں خصوصا
جبکہ مزمن ہو جاوے۔ کیونکہ یہ مرض اکثر جوہر اعضاء کے فساد کا نتیجہ ہے۔ اگر ابتدا میں مناسب
علاج کیا جاوے تو اکثر شفا ہو جاتی ہے۔ اور مناسب علاج اشربہ محللہ ہیں۔ بشرطیکہ ہضم کی
نالی مریض ہو اور اگر سلیم ہو تو مناسب علاج بول کی ادرار کرنے والی چیزیں ہیں مثلاً بارود کا
نمک پیاز عنصل اور جبیال یعنے جال گوٹہ اور قدموں کا ملنا ہے۔ اور اگر جگر یا پھیپھڑے یا گردوں
کی بندش سے ہو تو وہی علاج کرنا چاہئے جن اعضاء کی امراض کا کیا جاتا ہے۔ اگر کسی سدا دخون
کے بند ہو جانے سے ہو تو اسکو اپنے محل کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

چودھواں حصّہ گردے کے التہاب میں

یہ مرض صرف ایک گردے میں یا دونوں گردوں میں پیدا ہوتی ہے۔ پہلے مریض کو گردے کے مقابل ایک گہرا چبھنے والا درد شروع ہوتا ہے۔ اور کبھی نیچے کی طرف پھیلتا ہے جو خصیہ تک محسوس ہوتا ہے جس سے خصیہ سکڑ جاتا ہے کبھی وہ درد ساقوں تک پہنچتا ہے جس سے بول کم ہو جاتا ہے۔ اور اسکا رنگ میلا یا سُرخ یا خون آلودہ ہو جاتا ہے جب یہ اعراض سخت ہو جائیں تو اُس کے ساتھ ہی سخت بخار اور قے اور غثیان لاحق ہوتا ہے۔ بھوک مفقود ہو جاتی ہے۔ اس مرض میں جوان اور ادھیڑ زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ اور وہ شخص جو وجع مفاصل میں مبتلا ہو یا جو شخص حیوانی غذا زیادہ کھاتا ہو۔ ایسے ہی جو شخص جماع کی کثرت کرتا ہو۔ نیز گردوں کے مُنہ پر پسینے کے رُک جانے سے بھی یہ مرض پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ مرض کبھی دورے سے آتی ہے اور مریض کے گردے میں ریت پیدا ہو جاتی ہے جو پیشاب کے ساتھ نکلتی ہے **علاج** اس کے علاج میں قوی علاج کے ساتھ مصروف ہونا چاہیے۔ اگر مریض طاقتور ہو تو قوت مریض اور شدت اعراض کے لحاظ سے بار بار فصد عام لینا چاہیے اور درد کی جگہ یہ مقعد پر جونکیں لگانی چاہئیں۔ کامل پرہیز کرنا چاہیے اور شربہ لطیفہ مثلاً ماء الشعیر جس میں تھوڑا سا نمک بارود اضافہ کیا گیا ہو پلانے چاہئیں۔ اور ساتھ ہی نرم حمام میں ایک یا دو گھنٹے ٹھیرنا چاہیئے۔ گردوں کے منہ پر ملین لیپ لگائیں۔ اگر ضرورت پڑے تو حقنہ ملینہ یا مسہلہ بھی کام میں لاویں۔ اگر درد کی شدت ہو تو مصری کے شربت کا ایک گلاس جس میں ۲۰ یا ۳۰ قطرے روح افیون کے ہوں پلا دینا چاہیے۔ اگر مرض مزمن ہو جائے تو اعراض کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ لیکن مزمن ہونے سے گردے میں پتھری پیدا ہو جاتی ہے علاج ایک ہی ہے مگر تدبیر لطیف کام میں لانی چاہیے۔ اور محلول الصمغ یا شیرہ بادام شیرہ کدو جس میں تھوڑا سا کافور زیادہ کیا گیا ہو پلاویں اگر ان تدابیر سے بھی بیماری دور نہ ہو۔ تو اس جگہہ پر لوہے سے داغ دیا جائے۔ غذا میں اعلے تدبیر کی جائے۔

پندرھواں حصّہ

بواسیر کے بیان میں

بواسیر حقنی گرہوں کا نام ہے۔ جو مقعد کے ارد گرد پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ گرہیں ایک قسم کا ورم ہوتا ہے۔ جنکی گنتی اور درد مختلف ہوتا ہے کبھی یہ اورام گہری ہوتی ہیں جنکا

بواسیر

ظہور خارج کی طرف نہیں ہوتا۔ کبھی خشک ہوتی ہیں اور کبھی تر۔ جنسے خون بہتا ہے۔ اور خون بہنا کبھی ایک قاعدہ اور انتظام سے ہوتا ہے اور کبھی بغیر انتظام کے یہ مرض علاقہ مصر میں بہت ہوتی ہے۔ اور روئی یا پشم سے بھری ہوئی گدیوں پر پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ گدیاں گرم ہوتی ہیں۔ خون کو مقعد کی طرف کھینچتی ہیں۔ نیز مقعد کو اسحالت میں جبکہ پسینہ آیا ہوا ہو۔ اور ٹھنڈی پانی سے دھونا بھی اس مرض کا باعث ہوتا ہے۔ اور کبھی اشربہ روحیہ یا اغذیہ محرکہ کے استعمال سے بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس مرض میں اکثر اُدھیڑ اور بوڑھے مبتلا ہوتے ہیں۔ جوانوں کو کم ہوتی ہے۔ اور حقنوں کے استعمال اور سخت قبض اور انشقاق مقعد سے بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور کبھی عورتوں کو حمل کی حالت میں ہو جاتی ہے۔ یہ مرض اُن امراض میں سے نہیں ہے جو صحت کے لیے مضر ہوں۔ بلکہ بعض حالات میں خون بواسیر کا نکلنا ضروری ہوتا ہے۔ جب ایسی حالت ہو تو اس مرض کا علاج نہیں کرنا چاہیے۔ اور جب کبھی خون کم نکلے یا بالکل منقطع ہو جائے۔ تو اورام پر جونکیں لگانی چاہئیں۔ تاکہ پھر خون کا نکلنا آسان ہو جائے۔ اگر بواسیر دکھ دینے والی ہو۔ یا اس کثرت سے خون نکلتا ہو۔ کہ انسان کو ضعیف کر دے۔ تو اس حالت میں مناسب پرہیز اور اشربہ مرطبہ مسکنہ مثلاً شیرہ بادام جس میں تھوڑی سی افیون اضافہ کی گئی ہو سے تلطیف کرنی چاہیے۔ اور اورام پر مرہم خیار یا روغن بادام لگانا چاہیے۔ سب سے زیادہ مفید اس مرض میں گندنا کا پانی پینا۔ یا بواسیر پر رکھنا اور اس کا بواسیر پر لگانا ہے۔ اگر یہ تدابیر بھی فائدہ نہ دیں۔ تو مسوں کو کاٹ دینا چاہیے۔ جیسا ہم فن جراحت میں بیان کریں گے۔ اگر مریض کمزور ہو اور خون بکثرت جاری ہو۔ تو اغذیہ جدیدہ اور اشربہ قابضہ و مقویہ سے علاج کرنا چاہیے۔ اور خون نکلنے کی جگہہ پر کوئی قابض مرہم لگانی چاہیے۔

پانچویں فصل امراض صدر کے بیان میں

اس کے چند حصے ہیں

پہلا حصہ نزلہ صدریہ کے بیان میں

یہ نزلہ حنجرہ یا اس کی نالیوں میں ہونے کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ اگر حنجرہ میں ہو۔ تو مریض حلق میں خراش اور گردن کے اگلے حصے میں درد محسوس کرتا ہے۔ آواز تبدیل ہو کر

بیٹھ جاتی ہے۔ اور اس کی نالیوں میں ہو۔ تو ضیق النفس اور آواز میں خرخراہٹ اور کھانسی عارض ہوتی ہے
ساتھ ہی مادہ مخاطیہ خارج ہوتا ہے۔ جو پہلے شفاف ہوتا ہے۔ پھر زرد یا سبز ہو جاتا ہے۔ ہر حالت
میں مرض یا خفیف ہوتی ہے یا ثقیل اگر خفیف ہو تو اسکی اعراض مذکورہ بالا ہوتی ہیں۔ اور اگر
ثقیل ہو تو ان اعراض کے علاوہ جلد کی گرمی اور نبض کا مرتفع ہونا اور سر درد اور پیاس اور بھوک کی کمی وغیرہ
اعراض بھی ساتھ ہوتی ہیں **علاج** اگر نزلہ خفیف ہو تو اس کے علاج میں بدن کا گرم رکھنا اور آرام
اور مناسب پرہیز اور پسینہ آور دوائیں مثلاً گل بنفشہ یا برگ سنگرہ یا گل خبازی یا گل بابونہ کا جوشاندہ
ہی کافی ہے۔ اگر مرض قوی ہو تو فصد عام لینا چاہیے اور سینے پر جونکیں لگائیں اور ساتھ ہی شیرہ
بادام جسمیں تھوڑا سا روح افیون یا جنگلی خس کا خلاصہ اضافہ کیا گیا ہو استعمال کریں۔ اگر بخار زائل
ہو جائے اور ہضم کی نالیاں تندرست ہوں تو مسہل خفیف دینا چاہیے۔ اس مرض کے آخری
درجہ میں بخار دور ہونے کے بعد قے آور دوا کا دینا بھی مفید ثابت ہوا ہے۔ اگر یہ مرض مزمن ہو جائے
تو دوا استعمال کرنی چاہیے جو مادے کو اندر سے باہر کی طرف کھینچ لائیں مثلاً خرق بخردل
منقص۔ سرکہ۔ یہ چیزیں تنہا استعمال کریں۔ یا افیون کے ساتھ ملا کر۔

دوسرا حصہ

تھوک اور کھانسی کے بیان میں

کھانسی اور تھوک کوئی مستقل مرض نہیں ہے۔ بلکہ امراض صدر کے کسی مرض سے پیدا ہوتی
ہیں۔ مثلاً پھیپھڑے یا اس کی نالیوں کی مرض سے کھانسی خشک ہوتی ہے یا تر۔ اور ہر ایک ان میں
سے یا کثیر ہوتی ہے یا قلیل یا دائمی ہوتی ہے یا نوبتی۔ اگر سخت ہو تو جسم میں بہت تکان پیدا
ہوتی ہے۔ کھانستے کھانستے چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خون سر کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے
اور اس سے سخت سر درد پیدا ہوتا ہے۔ کھانسی کی کثرت مریض کو تھکا دیتی ہے اسواسطے مریض
کو چاہیے۔ کہ جہانتک ہو سکے کھانسی کے ٹھہرانے میں طبیب سے علاج کرائے۔ اس طرح
پر کہ طبیب کے حکم کی مخالفت نہ کرے اور جہانتک ہو سکے اسکو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور
کھانسی کے روکنے کی برداشت کرے تاکہ شفایاب ہو۔ مثلاً اگر کوئی مریض ایک گھنٹے میں بیس
دفعہ کھانستا ہو تو اسکو ایسی کوشش کرنی چاہیے۔ کہ جبتک سانس میں تنگی نہ آئے پندرہ دفعہ
کھانسنے کی کوشش کرے پھر دس تک لانے کی سعی کرے۔ پھر پانچ پھر تین یہانتک کہ بالکل

زائل ہوجائے لیکن اسکے لیے راحت کامل اور آرام تام اور شربت مُلطِّفہ کا استعمال ہونا چاہیے ـ اور اور منہ میں ہر وقت رب السوس اور گوند اور مصری سے گولیاں بناکر چوستا رہے ـ اگر مرض مزمن ہوجائے تو سینے پر یا دونوں بازوؤں پر کوئی آبلہ ڈالنے والی دوا لگاوے ـ اور تھوک کا نکلنا بھی اس مرض میں مختلف ہوتا ہے نالیوں کے التہاب میں پہلے درجہ کے اندر تھوک مخاطی یا زرد یا سبز ہوتی ہے ـ اور پھیپھڑے کے زخم میں تھوک گرم ہوتی ہے ـ اور اکو پھیپھڑے کے التہاب میں خون آلودہ ہوتی ہے ـ یا خالص خون نکلتا ہے ـ بہر حال تھوک نکلنا کوئی مرض نہیں ہے ـ بلکہ دوسری مرض کا عرض ہے اگر تھوک آسانی سے نکلے تو کوئی خوف نہیں ہے اور اگر نالیوں کے بند ہوجانے سے بوجہ ضیق النفس کے تھوک کا نکلنا مشکل ہو ـ تو ان امراض کا علاج کرنا چاہیئے جن سے یہہ پیدا ہوتی ہے ـ

تیسرا حصہ تنخنخ کے بیان میں

تنخنخ اس مرض کا عرض ہوتا ہے جسکی جگہ حنجرہ ہے ـ مریض مادہ فاسدہ کو حنجرہ سے نکالنے کے لیے ہمیشہ تنخنخ ... کرتا ہے ـ کبھی یہہ تنخنخ یہانتک بڑھ جاتا ہے کہ مریض تکلیف اٹھاتا ہے ـ اسواسطے مریض کو غراغر ملینہ کا استعمال کرنا چاہیے ـ یا حنجرے پر کوئی ملین لیپ کرنا چاہیے ـ کبھی اس میں قابض غرغرہ بھی فائدہ دیتا ہے ـ اور جب یہہ حالت دائم ہوجائے تو حنجرے کے اعلےٰ حصے پر کوئی آبلہ خیز دوائی لگانی چاہیے اور کبھی یہہ حالت بغیر علاج کے زائل ہوجاتی ہے ـ

چوتھا حصہ نزلہ ریویہ یعنے پھیپھڑے کے نزلے کے بیان میں

یہ مرض پھیپھڑے سے تعلق رکھتی ہے ـ اس کے کئی اسباب ہیں ان میں سے ایک قسم کی اندر سردی کی تاثیر ہے ـ جبکہ پسینہ آیا ہوا ہو ـ دوسرا زیادہ چلانا اور زیادہ گانا ـ تیسرا کسی پسلی کا ٹوٹ جانا ـ یا سینے کے بل گرنا وغیرہ ہیں ـ اعراض سینے میں سخت درد ہونا ـ گوتہ دمی ـ سخت کھانسی خون آلودہ کا نکلنا ـ سخت بخار ہونا ـ یہہ مرض آہستہ آہستہ ترقی کرتی ہے ـ یہانتک کہ اگر ابتدا ہی میں کبھی علاج نہ کیا جائے تو مریض ہلاک ہوجاتا ہے علاج چونکہ یہہ مرض خطرناک ہے ـ اسکا علاج بھی قوی ہونا چاہیے ـ اسکا علاج کامل

اور فصد عام اور سینے پر جونکوں کا لگانا اور اشربہ محللہ مثلاً برگ سنگترہ یا گل بنفشہ یا گل خبازی و خطمی یا ماء الشعیر یا تخم کتان یا شیرۂ بادام وغیرہ اشیاء محللہ کا پینا ہے۔ اور مریض کی قوت و شدت اعراض کے موافق فصد عام یا خاص لیا جاوے۔ اگر اس مرض کے ساتھ دماغ یا معدے کے اعراض بھی شامل ہوں تو ہر دو قسم کے اعراض کا ایک ہی وقت علاج کرنا چاہیے۔ اگر قبض بھی ساتھ ہو۔ تو حقنہ ملینہ کرنا چاہیے۔ جب التہاب کی اعراض زائل ہو جائیں اور صرف خون کا آنا اور درد باقی رہ جائے تو مریض کے سینے پر کوئی آبلہ خیز دوا سینے کے عرض میں لگانی چاہیے۔ اور مریض کو چاہیے کہ ہر وقت رب السوس چوستا رہے تاکہ تھوک آسانی سے نکلے۔ اس اثنا میں جبتک کہ تمام اعراض زائل نہ ہو جائیں کوئی کھانے کی چیز نہیں دینی چاہیے۔ اور جب زائل ہو جائیں تو تھوڑی سی چاولوں کی پیچ دینی چاہیے۔ پھر وہ طعام دینا چاہیے کہ جسمیں نشاستہ کے اجزا زیادہ ہوں اور مقدار طعام آہستہ آہستہ بڑھانی چاہیے یہانتک کہ اپنی اصلی عادت تک پہنچ جائے۔ اور کمزوری کے زمانے میں اس عرض کے اسباب سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہہ مرض پھر جلدی سے عود کر آتی ہے۔ اور مثل مشہور ہے کہ مرض کا لوٹ آنا کمزوری سے بہت برا ہے۔

پانچواں حصہ التہاب صفاق صدری یعنی ذات الجنب کے بیان میں

صفاق صدری ایک جھلی ہے جو سینے اور تمام اُن اجزا کو جو اُس کے اندر ہیں ڈھانپے ہوئے ہے۔ اسکی ماہیت عصلی ہے یعنے اُس کے ایک قسم کا شیردار مادہ نکلتا رہتا ہے یہ التہاب کے قابل ہے۔ اور جب التہاب کو قبول کر لیتا ہے۔ تو مریض اپنے سینے کے ایک دو طرفوں میں سخت درد محسوس کرتا ہے۔ ساتھ ہی سانس تنگ ہوتا ہے اور سانس لینے اور سینے کی حرکت بلکہ تمام وقت مریض سے یہ درد پیدا ہوتا ہے اس کے ساتھ التہاب ریہ یا کوئی اور مرض ہی شامل ہوتی ہے۔ اور کبھی تنہا ہوتی ہے۔ اس مرض کی بڑی علامت یہ ہے کہ مریض بیمار طرف پر سو نہیں سکتا تندرست طرف یا اپنی پیٹھ پر سو سکتا ہے۔ جب یہہ مرض سخت ہو جاتی ہے۔ تو سخت اعراض مثلاً جلد کی حرارت نبض کا تواتر سخت پیاس بے قراری عام کمزوری سخت سر درد پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر علاج میں غفلت کی جائے تو اسکا انجام یا استسقا ہوتا ہے یا موت جب مرض ابتدا میں ہو تو قوی علاج مثلاً فصد عام اور سینے پر جونکوں کا لگانا

اور جو خطمی خبازی کا جوشاندہ دینا چاہیئے جب بخار کے عوارض زائل ہو جائیں تو سینے پر اعرض طین یا آبلہ خیز دوا رکھنی چاہیے۔ تاکہ مادہ اندر سے باہر کی طرف نکل آئے اور ساتھ ہی پرہیز کامل کرنا چاہیے۔

چھٹا حصہ استسقاء صدری کے بیان میں

استسقاء کے معنے سینے کے جوف میں پانی کا جمع ہو جانا ہے۔ یہہ مرض غالباً صفاق صدر کے التہاب مزمن سے پیدا ہوتی ہے یہہ مرض کبھی حاد صفاق کے التہاب کی تابع ہوتی ہے اور مزمن وہ ہے جو اسکے پیچھے آتی ہے یا التہاب مزمن سے پیدا ہوتی ہے۔ اعراض سانس کی تنگی عام کمزوری اور سینے کی ایک دو طرفوں کا بڑا ہونا ہے۔ جب مریض ہلتا ہے۔ تو اپنے سینے میں پانی اچھلنے کی آواز سنتا ہے۔ کبھی اسکے ساتھ خشک کھانسی ہوتی ہے۔ اور کبھی سخت سانس کی تنگی یہانتک کہ مریض کو نیند نہیں آتی۔ اور ہمیشہ بیٹھا رہتا ہے۔ یہہ مرض خطرناک ہے۔ بمشکل سے شفا ہوتی ہے۔ اور بہت دیر تک رہتی ہے۔ **علاج** اسکا علاج حاد اور مزمن ہونے کے لحاظ سے مختلف ہے۔ اگر حاد ہو۔ تو فصد عام اور خاص اور اشربہ ملطفہ سے علاج کرنا چاہیئے اور اگر مزمن ہو تو جو کے جوشاندے میں دو تین رتی شورہ قلمی اور ایک درہم سکنجبین عنصلی ملا کر دینا چاہیے۔ یا برگ جیپال اور عنصل اور ریوند چینی سے گولیاں بنا کر ہر گولی کا وزن تین رتی ہو استعمال کریں۔ اور ایک دن میں چار سے دس گولی تک استعمال کریں۔ اگر ہضم کی نالی تندرست ہو تو پہلے کسٹر آئل یا دودھ میں ترنجبین ڈال کر دینا چاہیئے پھر مسہل قوی جیسے کیلومل یا سقمونیا دینا چاہیئے اور سینے پر عرض میں کوئی آبلہ خیز دوا لگانی چاہیئے پھر اس جگہ پر مرہم زربق یا مرہم بسیط سے مندمل کرنا چاہیے۔ اگر یہ تدابیر مفید نہ ہوں۔ اور مرض سخت ہو جائے یہانتک کہ مریض کے مختنق ہو جانے کا خطرہ ہو تو عمل جراحی سے پانی نکالنا چاہیے۔

ساتواں حصہ نفث الدم کے بیان میں

بعض انسان اس مرض کے لیے مستعد ہوتے ہیں لیکن وہ استعداد کسی میں کم ہوتی ہے کسی میں زیادہ نفث الدم کے یہ معنے ہیں کہ کھانسی کے ساتھ تھوک خون آلودہ یا خون

خالص نکلے اسکا سبب پھیپھڑے یا اسکی نالیوں کا التہاب یا خون حیض کا بند ہونا یا معتاد خون مثلاً نکسیر یا خون بواسیر کا رک جاتا ہے۔ اور کبھی یہہ مرض سردی یا سخت سیر یا سخت چلانے یا نہایت اونچی آواز سے گانے یا وعظ کرنے یا نہایت زور سے پڑھانے کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ انفصالات نفسانیہ اور جوش مارنے والے بخارات یا سینے پر چوٹ یا کسی پسلی کا ٹوٹ جانا وغیرہ وہ امور جو خون کو سینے کی طرف کھینچتے ہیں اس مرض کا موجب ہوتے ہیں۔ اس مرض کا بیمار مرض سل کا شکار رہتا ہے۔ جن لوگوں کے سینے کی ترکیب مناسب موزون نہیں ہوتی۔ وہ اکثر اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں **اعراض** خفیف قشعریرہ ہاتھ پاؤں کی سردی اور چہرے کی گرمی اور سانس کی تنگی اور کھانسی اور حلق میں تھوڑا سا خراش اور خون کے ذائقہ کا احساس اور عام کمزوری ہیں۔ کبھی نبض عریض یا مرکب ہوتی ہے۔ پھر خفیف یا شدید کھانسی کے ساتھ منہ سے خون نکلنا شروع ہوتا ہے۔ پھر یہہ اعراض یا تو زائل ہو جاتے ہیں یا دائمی بن جاتے ہیں **علاج** اگر خون تھوڑا نکلے۔ اور مریض کو تکلیف نہ ہو۔ تو اغذیہ خفیفہ اور اشربہ مبردہ اور آرام تام پر اکتفا کرنا چاہیے۔ اگر خون کثرت سے نکلے اور ساتھ ہی حرارت اور بخار بھی ہو۔ اور مریض مضبوط جسم والا ہو۔ تو دائیں ہاتھ سے فصد عام لینا چاہیے۔ اور سینے پر چند جونکیں لگاویں۔ اور نہایت سرد دوائیں پلائیں۔ اور آرام اور سکون اور خاموشی ضروری ہے۔ اگر خون نکلنے سے نہایت کمزوری عارض ہو جائے اور مریض پہلے ہی کمزور ہو۔ تو پوست انار یا کیوڑا یا مازو کا جوشاندہ یا سرکہ میں پانی ملا کر اور اسپر تھوڑا سا شیرہ لیموں اضافہ کر کے اور خوب سرد کر کے پلاویں۔ اور اگر خون کے ساتھ درد بھی ہوتی ہو تو سینے پر یا درد کی جگہہ پر کوئی آبلہ خیز دوا لگاویں۔ اور ان دواؤں میں جنکا ذکر پہلے ہوا ہے تھوڑا سا روح افیون اور جنگلی خس کا پانی یا تھوڑا سا کلوروفارم اضافہ کر کے گھونٹ گھونٹ پلائیں۔ ضعف کی حالت میں فصد لینا مناسب نہیں کیونکہ اس سے اور کمزوری بڑھتی ہے اور علاج کے وقت مریض کو بالکل آرام اور مناسب پرہیز اور کامل سکون میں ہونا چاہیے۔ یہانتک نہ کلام کرے اور نہ حرکت کرے۔

آٹھواں حصہ ضیق النفس کے بیان میں جسکو ربو بھی کہتے ہیں

یہ مرض سینے کی امراض میں سے ہے۔ اس کے ساتھ سانس تنگ ہو جاتا ہے یہہ مرض

دورہ سے آتی ہے اسکی عادت ہے کہ منتظم نہیں ہوتی - اکثر سردی کے وقت مثلاً بارش کے دنوں میں
اور رات کے وقت خصوصاً فجر کے نزدیک زیادہ ہوتی ہے - کبھی اسکی نوبت ایک گھنٹے سے بارہ گھنٹے
بلکہ اس سے بھی زیادہ وقت تک رہتی ہے نوبت کے وقت مریض کثرت ہوا کی خواہش کرتا ہے -
اور سانس کی تنگی سے اُسکا گلا گھٹتا ہے - کبھی نوبتیں نہایت نزدیک ہوتی ہیں - اور فاصلہ بہت
تھوڑا ہوتا ہے - یہہ مرض اعضائے صدر کے کسی عضو میں التہاب مزمن کا نتیجہ ہے - خصوصاً
وہ عضو جسکے مریض ہونے سے خون کے دورے میں رُکاوٹ پیدا ہوتی ہے - بعض لوگ
ایسے پائے جاتے ہیں جنکے سینے کی ترکیب ردی ہوتی ہے مثلاً کبڑا اور وہ جسکا سینہ تنگ ہو
اور ان اسباب میں سے جن سے یہہ مرض پیدا ہوتی ہے - ایک سبب ہوا کے درجے کا تغیر ہوجانا
جیسا کہ معتاد خون مثلاً نکسیر اور خون بواسیر اور حیض خصوصاً حیض کے بند ہو جانے اور درد یا
اور کسی جلدی مرض کے مادے کے منقطع ہونے سے پیدا ہوتا ہے - کبھی اس مرض کی انتہا
سل یا استسقا، صدری یا ناگہانی موت سے ہوتی ہے - علاج اس مرض کا سب سے اچھا علاج
کھانے میں اعتدال ہے - اس طرح پر کہ مریض صرف خفیف نباتاتی غذا کھاوے - اور
شیرۂ بادام یا شیرۂ مغزیات یا ماء الشعیر یا گل بنفشہ کا خساندہ پیوے - اور اشربہ روحیہ اور
جماع سے پرہیز کرے - اور غروب آفتاب سے چند ساعت پہلے سو جاوے - اگر مریض قوی
ہیکل ہو تو فصد عام لینا چاہیئے یا مقعد پر جونکیں لگائی جائیں - اگر ہضم کی نالیاں تندرست
ہوں تو قے آور چیزوں سے قے کرائی جائے طرطیر مقئی آدھی رتی سے چار رتی تک یا قرمز
معدنی تین رتی سے چھ رتی تک دیویں - اور نوبت کے وقت شراب جسمیں تھوڑی سی افیون
یا سکنجبین عنصلی یا ایتھر کے چند قطرے اضافہ کر کے پلائیں -

نانواں حصّہ سِل کے بیان میں

یہ بیماری مصر میں بہ نسبت دوسرے شہروں کے کم ہے - اور ظاہر یہ ہے کہ کسی ملک کی
گرمی اس کی کمی کا باعث ہے - جو لوگ مصر میں اس مرض کے اندر مبتلا ہوتے ہیں - وہ
اکثر حبشی یا سوڈان ہوتے ہیں - کیونکہ مصر کی زمین اُنکے ملک کے نسبت سرد ہے - نیز انکی مزاج
لینفاویہ ہوتی ہے - اور اس مزاج والے ہمیشہ اسی مرض کے لیے مستعد ہوتے ہیں -
بعض طبیبوں نے اس مرض کو التہاب ریہ سے شمار کیا ہے جس کے ساتھ پہلے خشک کھانسی ہوتی

ہے۔ پھر تر ہو جاتی ہے۔ اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے ایک قسم کا مادہ مائیہ ہوتا ہے۔ جیسیں چھوٹی چھوٹی غددویں جو پھیپھڑے سے جدا ہوتی ہیں تیرتی ہیں۔ یہ مادہ کبھی خون آلودہ ہوتا ہے۔ کبھی پیپ آلودہ جب یہہ مرض مزمن ہو جائے تو درجہ اخیر تک پہنچ جاتی ہے۔ اس حالت میں ایک سست رفتار بخار ساتھ ہوتا ہے۔ جو شام کے وقت بڑھ جاتا ہے۔ جس سے مریض کے دونو رخسارے سُرخ ہو جاتے ہیں۔ اور اتنا دبلا ہو جاتا ہے کہ سوائے چمڑے کے ہڈیوں پر کچھ باقی نہیں رہتا۔ اور اسی حالت میں مرجاتا ہے۔ موت سے پہلے رات کے وقت اسکو لیسدار پسینہ شروع ہوتا ہے اخیر میں کمزوری کے اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ مگر ہوش حواس مرتے دم تک قائم رہتے ہیں۔ اکثر یہ مرض موروثی ہوتی ہے۔ یعنے ماں باپ سے یا کسی ایک سے بچے کو ہو جاتی ہے۔ اور کبھی تمام قبیلے میں ہوتی ہے۔ یہہ مرض خطرناک ہے۔ اغلباً قاتل ہے خصوصاً جبکہ مزمن ہو جائے۔ کبھی اس سے شفا ہو جاتی ہے۔ خصوصاً جب پہلے درجہ میں ہو۔ بعض طبیب اسکو متعدی خیال کرتے ہیں۔ لیکن انکا خیال درست نہیں۔ اس نے موروثی کو متعدی خیال کر لیا ہے۔ اور وراثت کے حال کا اندازہ نہیں لگایا علاج اسکا علاج ابتدا ہی میں ہونا چاہیے۔ ورنہ کامیابی کی امید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جب پھیپھڑے کا جوہر فاسد ہو جاتا ہے۔ تو کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ پس جو شخص بلحاظ جسمانی یا موروثی ہونے کے اس مرض کے لیے مستعد ہو اسکو چاہیے کہ تغیرات سماویہ خصوصاً سردی کی تاثیر سے اپنے آپکو محفوظ رکھے اسطرح پر کہ ہمیشہ گرم کپڑے پہنے۔ اور وعظ و تدریس ذکر۔ گانے۔ لڑائی بھڑائی میں اونچے آواز نہ نکالے۔ اور رنج و غم۔ جماع سے پرہیز کرے۔ قہوہ۔ چائے۔ تمباکو۔ سیگرٹ وغیرہ اشیا محرکہ سے پرہیز رکھے۔ اور ساری عمر ان پر کاربند رہے۔ اگر مخالفت کرے گا۔ تو پھر بیماری لوٹ آئے گی اور سوائے موت کے نہیں جاوے گی۔ ابتدا مرض میں سینہ پر عرض میں پلستر لگایا جاوے یا ایک یا دو نو بازوں کی مانند دانہ کھولا جاوے سوائے غذا نباتی اور دودھ کے اور کچھ نہ کھاوے دودھ گدہی کا ہونا چاہیے۔ آدھ سیر صبح کے وقت اور آدھ سیر شام کو اگر اس علاج سے فائدہ نہ ہو۔ اور کھانسی اور تھوک برابر جاری ہو۔ تو سینے کے اعلے حصہ پر پسلیوں کے درمیان آٹھ داغ سے بارہ داغ تک لگانے چاہئیں۔ خشک رلیشہ اتر جانے کے بعد داغوں کے مقامات پر چند دانہ کھلوانے چاہئیں۔ جس سے امید ہے کہ بیماری یا ٹھر جاوے گی۔ یا دور

ہوجائے گی۔ اور مریض کو ایسے مقام پر لے جانا چاہیے۔ جسکی حرارت کا درجہ اس مقام سے اعلیٰ ہو جسمیں مرض پیدا ہوئی تھی۔ ان دو تدبیروں سے اکثر اشخاص جنکے بچنے کی امید نہ تھی تندرست ہو گئے ہیں۔

دسواں حصہ خفقان قلب (دل دھڑکنے) کے بیان میں

دل کی حالت طبعیہ سے زیادہ متواتر ضربات لگانے کا نام خفقان ہے۔ اُس کے اعراض یہہ ہیں سانس کی تنگی تیز رفتاری پر قادر نہ ہونا۔ نیچے اوپر آنے جانے میں دم چڑھ جانا۔ لاغری و عام کمزوری بعض وقت بیہوش ہو جانا۔ اگر یہہ مرض دیر تک ہے اور علاج نہ کیا جاوے تو مریض نہایت لاغر اور زرد رنگ ہو جاتا ہے پھر اسوقت یا ناگہاں مر جاتا ہے۔ یا استسقاء زقی یا استسقاء عام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور ہر دو قاتل ہیں۔ اس مرض کے اسباب یہہ ہیں سخت کام میں مصروف ہونا خصوصاً اشغال عقلیہ میں مستغرق رہنا۔ بہت کھانا۔ یا حد سے کم کھانا۔ یا معتاد خون کا بکثرت خارج ہونا۔ یا بند ہونا۔ پسینہ کا رُک جانا۔ کثرت جماع۔ جلق۔ یہہ خفقان یا وقتی ہوتا ہے۔ یا دائمی۔ وقتی وہ ہے جسکا سبب فوری و وقتی ہو مثلاً رنج غم وغیرہ انفعالات نفسانیہ دائمی وہ ہے۔ جو جوہر قلب میں تغیر و فساد آنے سے پیدا ہو مثلاً جوہر دل حالت طبعی سے لاغر ہو جاوے۔ یا موٹا یا ان اعضاء کی شرکت ہو جو دل کے مجاور و ہمسایہ ہیں۔ مثلاً پھیپھڑہ بلیوٹرو وغیرہ۔ اسکا علاج بوجہ اسباب مختلفہ مختلف ہے۔ اگر خون کی بندش سے ہو اور۔ مریض جوان قوی ہیکل ہو تو فصد عام یا خاص لینا چاہیے۔ اور کامل پرہیز اور شربہ مبردہ سے کام لیں۔ اگر مریض ضعیف و ناتوان ہو تو کسی قدر ضعیف مقوی ادویہ و اغذیہ جیدہ و اشربہ عطریہ مثلاً خسانده بابونہ و خسانده برگ سنگترہ یا عرق گلاب جس میں ایتھر کا قطرہ اضافہ کیا گیا ہو سے علاج کریں۔ اگر کثرت جماع سے مرض ہو تو اسکو قطعاً ترک کر دینا چاہیے اگر مرض عصبی ہو اور بہت دیر کی ہو۔ تو ڈجی ٹیلس سے علاج کرنا چاہیے۔ اور تم قلب کو ڈیجی ٹیلس کے قطرے سے ملنا چاہیے۔ جب مرض مزمن ہو جاوے تو فم قلب پر کوئی آبلہ خیز دوا لگانی چاہیے۔ یا اس کو گرم لوہے یا مرک کے ساتھ داغ دینا چاہیے۔

گیارھواں حصہ اغماء (بیہوشی) کے بیان میں

بیہوشی ایک حالت ہے جسمیں مریض کی زندگی ایک وقت تک پوشیدہ ہوجاتی ہے - یعنی حس و حرکت مفقود ہوجاتی ہے - اور انسان مردہ معلوم ہوتا ہے - اُسکا سبب یہہ ہوتا ہے کہ دل اپنے کام سے ٹھہر جاتا ہے پھر سانس کی حرکت بھی ٹھہر جاتی ہے - پھر اعراض مذکورہ پیدا ہوتے ہیں - اس حالت اور طبعی موت میں سوائے اس کے کہ اعضائے باطنہ کچھ اپنا کام کرتے رہتے ہیں - کوئی فرق نہیں ہوتا - اگر بہت دیر تک یہ حالت رہے تو بعض وقت انسان مرجایا کرتا ہے -

اس کے اسباب یہہ ہیں - سخت درد - رنج - غم - غصہ - عشق - وغیرہ انفعالات نفسانی بعض وقت زیادہ فصد لینے سے بیہوشی ہوجاتی ہے - بعض دفعہ تھوڑا خون نکلنے سے بھی یہ حالت آجاتی ہے - بشرطیکہ مریض صفراوی مزاج ہو کبھی کثرت اسہال - جوع مفرط - طول صیام سخت تکان سے بیہوشی ہوجاتی ہے - گاہے سخت بدبودار اشیا کے سونگھنے سے بھی پیدا ہوتی ہے یہہ حالت اکثر حاملہ عورتوں کو لاحق ہوتی ہے - اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یہہ مرض کوئی مستقل مرض نہیں ہے - بلکہ چند امراض کا نتیجہ ہے جن سے پرہیز کرنا ممکن ہے

علاج مریض کو بوضع افقی لٹاویں یعنے اُسکا سر جسم کے برابر رہے اور ایسی جگہہ رکھیں جہاں ہوا بکثرت ہو - اگر تنگ کپڑے پہنے ہوئے ہوں تو کھولدیں - اور جو جگہہ بند ہی ہو سب کھولدیں چہرے پر سرد پانی کے چھینٹے لگاویں - اور تیز بو ادویہ سنگھاویں - مثلاً ایتھر - روح نوشادر سرکہ - یا جلا ہوا پشم وغیرہ - اور مصری کے ٹکڑے پر چند قطرے ایتھر ڈالکر اُس کے منہ میں رکھیں -

بارھواں حصہ فواق (ہچکی) کے بیان میں جسکو مصری زبان میں زغطہ کہتے ہیں

فواق ایک غیر ارادی سانس ہے - جو ناگہان پیدا ہوتا ہے - جسکے ساتھ ایک تشنجی حرکت ہوتی ہے جس سے سینہ اور سارا جسم ہلتا ہے - یہہ حجاب حاجز کے منقبض ہونے سے پیدا ہوتی ہے - اس کے کئی اسباب ہیں اُن میں سے ایک امتلاء معدہ ہے - جیسے شیرخوار بچوں کو لاحق ہوتی ہے - دوسرا خوف - غصہ - اور دھوئیں کا لگنا - اس شخص کے لیے جو عادی نہ ہو - تیسرا نگلنے کے وقت طعام کا مری میں رُک جانا - یہہ مرض عموماً بے خطر ہوتی ہے مگر خطرناک امراض میں اچھی نہیں ہوتی - کیونکہ یہ مرض کی انتہا پر دلالت کرتی ہے علاج

اگر ناگہان پیدا ہو جائے تو پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ ٹھنڈے پانی چھینٹے سے زائل ہو جاتی ہے۔ اگر سخت ہو تو مریض کو چند قطرے ریتھ کے یا تھوڑی سی ہینگ دینی چاہیے۔ اگر نوبت سے اوے تو کبریت کونین سے چند رتیاں دیکھا ہیں۔

چھٹی فصل امراض دماغیہ و نخاعیہ کے بیان میں اسمیں چند ہیں پہلا حصہ امراض اعصاب کے بیان میں

یاد رہے کہ دماغ اور نخاع اور پٹھوں کے مجموعے کو مجموعہ عصبی کہتے ہیں۔ دماغ کھوپری میں رکھا ہوا ہے۔ اور نخاع پیٹھ کے مہروں میں رکھا ہوا ہے۔ اور پٹھے جسم کے تمام اجزاء میں پھیلے ہوئے ہیں۔ دماغ حواس و قوائے عقلیہ و حرکت کا محل ہے۔ بعض لوگ اعصاب و اوتار میں فرق نہیں کرتے۔ اور فرق یہہ ہے کہ عصب قوی الاحساس ہوتا ہے اور تھوڑی ٹس سے دکھ اٹھاتا ہے۔ اور وتر میں احساس نہیں ہوتا۔ اور کسی چیز سے متالم نہیں ہوتا۔ یہہ ایک قسم کا تاگا ہوتا ہے۔ جو اعضا کی حرکت کے لئے مفید ہے۔

دوسرا حصہ دماغ کی جھلیوں کے التہاب کے بیان میں

دماغ کھوپری کے اندر ایک پردے کے ساتھ ڈھپا ہوا ہے۔ تا کہ دماغ دب نہ جائے اور آسانی سے حرکت کر سکے۔ یہہ التہاب کے قابل ہے۔ اور التہاب کے اکثر اسبا بیہ ہیں۔ دھوپ میں چلنا۔ اور بہت دیر تک اشتغال عقلیہ میں مشغول رہنا۔ اور سر اور ہاتھ پاؤں میں سردی کی تاثیر ہو جانا۔ کبھی دماغ کا التہاب دوسرے اعضاء کے ہمسائیگی سے ہو جاتا ہے اور کبھی سر کے بل گر پڑنے سے اکثر اس مرض میں امراض ثقیلہ ساتھ ہوتے ہیں **اعراض** اس کے ہمراہ یہ ہیں سخت سر درد چہرے کی سرخی آنکھوں کا بھڑکنا کانوں کی بھنبھناہٹ سباط ہذیان بیقراری نیند میں بے آرامی اور ہاتھ پاؤں کا ٹوٹنا اور سخت بخار۔ **علاج** اس مرض کا علاج فصد عام یا خاص سے کریں اور قوت مریض اور شدت اعراض کے موافق بار بار فصد لیں اور فصد عام بازو یا قدم یا گردن سے ہونا چاہیے۔ اور فصد خاص گردن کے پیچھے بہت سی جونکیں لگانے سے لیں۔ اور جونکیں گردن کی دونو طرف اور جبڑے کے نیچے لگائیں۔ اگر جونکیں نہ ملیں تو اُس کے عوض دونوں کنپٹیوں یا گدے یا گردن کے دونوں اطراف پر پچھنے لگائیں۔ اور کاہل پرہیز رکھیں۔ اگر ہضم کی نالی صحیح و سالم ہو تو کسٹر آئل یا کیلومل یا مار انجبن یا ترخندی یا

بطبیخ خیار شنبر وغیرہ سے مسہل خفیف دینا چاہیے۔ یا حقنہ سہل کریں۔ اور دن میں ایک دفعہ یا دو دفعہ اُسکے پاؤں کو گرم پانی میں جسمیں نمک یا رائی اضافہ کی گئی ہو رکھیں اور اسکی سر پر ٹھنڈی پٹیاں شلاً پانی اور سرکہ یا صرف پانی رکھیں اگر بخار زائل ہوجائے اور ہذیان باقی رہ جائے تو مریض کی گدی پہ عرض میں آبلہ خیز دوائی لگائیں ایسے ہی بہر دوران پر دو ساق ہر دو بازو کے اندر کی طرف ہی لگائیں۔ اور جبتک ہذیان اور سبات اور سر درد باقی رہے کوئی غذا نہ دیجائے۔

تیسرا حصہ احتقان دماغ کا بیان میں جسکو دھوپ لگنا کہتے ہیں

یہ بیماری کسی سبب سے خون کے کچھ مقدار بلغ کی طرف چڑھنے سے پیدا ہوتی ہے جس سے سر درد اور ثقل راس پیدا ہوجاتا ہے۔ اور چہرہ اور دونوں آنکھیں بلکہ سارا جسم سرخ ہوجاتا ہے جلد گرم ہوجاتی ہے۔ اور نبض مرتفع ہوجاتی ہے۔ اگر اعراض شدید ہوجائیں۔ تو ہذیان اور سبات بیقراری اور ہاتھ پاؤں کی تشنگی پیدا ہوتی ہے اس سے دماغ میں التہاب یا سکتہ دماغیہ کی نوبت پہنچتی ہے۔ **اسباب**۔ اس کے اسباب یہ ہیں۔ بہت دیر دھوپ میں پھرنا غصہ رنج وغیرہ انفعالات نفسانیہ گردن کا باندھنا اور بعض امراض معدہ **علاج** اگر بیماری خفیف ہو۔ تو آرام پرہیز تام اشربہ معرقہ شلاً جوشاندہ تخم کتان ماء الشعیر اور خساندہ برگ سنگترہ اور جوشاندہ خطمی خبازی سے علاج کریں۔ اگر سخت ہو۔ اور خطرناک اعراض کے پیدا ہونے کا ڈر ہو تو فصد عام اور خاص اور پرہیز تام اور پانی کو گرم پانی کے اندر رکھیں جسمیں رائی پڑی ہوئی ہو۔ علاج کرنا چاہیے۔ غالباً یہ تدبیر مرض کے زائل کرنے میں کافی ہوجاتی ہے۔ اور اکثر یہ مرض بغیر علاج کے خود ہی بحران کے طور پر پسینہ یا قے یا نکسیر یا اسہال یا بول کے آنے سے دفع ہوجاتی ہے۔

چوتھا حصہ التہاب دماغ کے بیان میں

التہاب دماغ کا نتیجہ حمیٰ خبیثہ ہے اکثر یہ مرض سر پر چوٹ لگنے یا سر کے کسی چیز پہ گر پڑنے یا بہت دیر تک دھوپ میں پھرنے یا رنج و غصہ وغیرہ انفعالات نفسانیہ سے پیدا ہوتی ہے۔ کبھی آلات ہضم کے التہاب سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس بخار میں یہ التہاب معدے کے باعث سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ دماغ کا التہاب بھی مشاہدہ ہوا ہے۔

اس سے ہذیان سبات سخت درد وغیرہ اعراض دماغیہ پیدا ہوتے ہیں۔ **اعراض** یہ مرض عام کمزوری
اور سر میں ثقل اور ہاتھ پاؤں کی شکستگی سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر بخار کے اعراض ظاہر ہوتے
ہیں یعنے جلد گرم ہو جاتی ہے نبض میں تواتر آجاتا ہے پیاس سخت ہوتی ہے۔ پھر اس کے
بعد ہذیان سبات ہر دو آنکھوں کی سرخی دونو کانوں کی بھنبھناہٹ خوفناک خوابیں نیند کا
نہ آنا۔ بیقراری اور سانس کی تنگی شروع ہوتی ہے۔ اگر دماغ کے اعراض شدید ہو جائیں۔
تو مریض کبھی ناگہان مر جایا کرتا ہے۔ **علاج** چونکہ یہ مرض خطرناک امراض سے ہے اس کے
پیدا ہوتے ہی اسکا علاج کرنا چاہیے۔ چونکہ یہ مرض دماغ کو جو اعضائی حیات میں سے سب
سے اعلی جز ہے۔ اور اسی سے تمام اعضاء کی حس اور حرکت ارادے پیدا ہوتے ہیں۔
اس لیے قوت مریض اور شدت اعراض کے لحاظ سے بار بار فصد عام کریں اور اس کے پیچھے فی
الفور کانوں کے پیچھے یا گردن کے دونوں اطراف پر یا جبڑے کے نیچے جونکیں لگائیں
ساتھ ہی اشربہ مبردہ مثلاً شیرہ بادام یا شیرہ خیارین یا خساندہ گل بنفشہ یا بابونہ پلائیں اور سر
پر نہایت سرد چیزیں رکھیں۔ مریض کو ایسی جگہہ رکھیں جسکی روشنی اور حرارت کم ہو۔ کیونکہ
روشنی اور حرارت دماغ کے التہاب کو بڑھاتی ہیں۔ اور مریض کے قدموں کو گرم پانی میں
جسمیں نمک یا رائی اضافہ کی گئی ہو رکھیں اور اسکے اعلی یا اسفل اطراف پر آبلہ خیز ادویہ
رکھیں جب بخار کے اعراض زائل ہو جائیں۔ اور آلات ہضم سلامت ہوں۔ تو مسہل
خفیف مثلاً کسٹر آئل یا نمک طرطیر کلو خساندہ خیار شنبر یا تمر ہندی دیویں۔ اور اس علاج میں
کوئی اور محرک یا مخدر نیند لانے کے لیے یا مریض کے قوی کو بھڑکانے کے لیے مثلاً
افیون وغیرہ نہ دینی چاہیے۔ کیونکہ مرض کو بڑھاتی ہے۔ اور بعض وقت قاتل ہو جاتی
ہے۔

پانچواں حصہ نزلیف دماغی یعنی سکتہ کے بیان میں

اسکو سکتہ و نقطہ بھی کہتے ہیں۔ یہ خطرناک مرض ہے۔ اس کے اسباب دو قسم کے ہیں
متممہ۔ اسباب مہیئہ یہ ہیں۔ سر کا بڑا ہونا درازی عمر۔ حد سے زیادہ موٹا ہونا۔ اشربہ
روحیہ کا بکثرت استعمال کرنا۔ افیون۔ بھنگ وغیرہ مخدرات کا استعمال۔ معتاد خون مثلاً بواسیر
نکسیر حیض کا خون بند ہو جانا۔ فصد معتاد و حجامت معتاد کا نہ کرنا۔ دماغی کام بکثرت کرنا۔ اور

اسباب متمم یہہ ہیں - غیظ غضب رنج وغم حد سے زیادہ خوشی وغیرہ انفعالات نفسانیہ دھوپ
میں بہت پھرنا - گردن کا زور سے باندھنا تنے یا قضائے حاجت سے تکالیف اٹھانا - زور سے
گانا یا ذکر کرنا - یا چلانا وغیرہ (الاعراض) اس مرض کی علامات چہرے کی سرخی اور خون
سے پھولا ہوا معلوم ہونا - زبان کا ٹیڑھا ہو جانا - سخت سبات ناگہان حواس کا زائل ہو جانا
زور سے خرّاٹے بھرنا - اور ان اعراض کی خفت وشدت اس خون کی مقدار سے ہوتی
ہے جو جوہر دماغ میں بہتا ہے کبھی باجرے کے دانے سے مرغی کے انڈے تک ہوتا ہے
اور جسقدر خون کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اعراض بھی سخت ہوتے ہیں - بعض وقت انسان
ناگہان یا تھوڑے سے زمانے میں آجاتا ہے - اگر خون کی مقدار کم اور جوہر دماغ میں فساد
ہو - جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے - تو اس سے اعراض سابقہ اور جسم کے بعض اعضا کا شل ہو جانا
پیدا ہوتا ہے - کبھی جسم کی ایک طرف ماری جاتی ہے - اور کبھی نچلی طرف اور کبھی اعلی طرف
اور کچھ حصہ اسفل کا کچھ حصہ اعلی کا کبھی ایک حصہ ایک طرف اور ایک حصہ دوسری طرف
سے جب یہہ حالت پیدا ہوتی ہے - تو حس زائل ہوتی ہے - اور مریض اپنے آپکو کو ہلا نہیں
سکتا - اور مردے کی طرح معلوم ہوتا ہے - **علاج** اس مرض کا علاج یا واقعیہ ہوتا ہے یا طاردہ
اور پہلا بہ نسبت دوسرے کے آسان ہے - واقعیہ کے یہہ معنے ہیں کہ طبیب جس شخص کو اس مرض
کے لیے مستعد معلوم کرے اسکو کہہ دے کہ غذا کم کھایا کرے - اور غذا نباتی ہو تاکہ خون کم
پیدا ہو - اور سر کی طرف زور سے نہ چڑھے - اور قہوہ کا پینا کم کردے اکثر بروحیہ سے پرہیز
کرے - اور جہانتک ہو سکے جماع میں کمی کرے - اگر وہ شخص قوی ہیکل دموی مزاج ہو - اور
ساتھ ہی بواسیر کا خون معتاد بند ہو جائے تو مناسب ہے - کہ تھوڑے عرصہ کے بعد فصد عام
یا خاص کرے - اگر قبض ہو تو مسہل خفیفہ یا حقنہ ملینہ سے علاج کرے اور جب کبھی سر میں تھوڑا
سا درد بھی محسوس کرے فی الفور پرہیز اختیار کرے اور دماغی کاموں کو چھوڑ دے اور ان
خیالات نفسانیہ سے احتراز کرے - اور دونوں قدموں کو ساق تک رائی والا گرم پانی
میں رکھے اور دھوپ میں نہ بیٹھے اور گرم پانی سے نہ نہائے - اور گرم حمام میں داخل نہ ہو
اور معالجہ طاردہ یعنے دور یہ ہے - کہ خطرہ پیدا ہوتے ہی فصد عام یا خاص کرے کیونکہ اگر
فصد میں تاخیر ہو جائے گی - اگرچہ تھوڑی ہی ہو - تو مرض قاتل ہو جائے گی اگر فصاد نہ مل
سکے تو مریض کے سر یا دونوں کانوں کے پیچھے چند جونکیں لگائیں - اگر جونکیں بھی میسر

بچانیوالا
دھکیلنے والا

نہ ہوں۔ تو گہرے پچھنے لگائیں۔ اگرچہ جونکیں اور حجامت فصد سے نفع میں کم ہیں۔ مگر انکا ترک
کرنا مناسب نہیں۔ اور ساتھ ہی سر پر سرد دوائی رکھیں اور ہر دو ساق یا ہر دو ران یا ہر دو بازوؤں
پر آبلہ خیز دوائی لگائیں اور حقنہ ملینہ یا مسہل خفیفہ کا استعمال کریں۔ اگر آلات ہضم سلامت
ہوں تو مسہل قویہ استعمال کرتے ہیں۔ اور اگر اسکے بعد اور رنگ ہو جائے۔ تو اور رنگ
کا علاج کریں۔

چھٹا حصہ سردرد اور شقیقہ کے بیان میں

یاد رہے کہ سردرد خواہ سارے سر کا ہو یا آدھے سر کا مختلف اسباب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور
یہ اسباب بالواسطہ ہوتے ہیں یا بلاواسطہ بالواسطہ کی مثال خون معتاد مثلاً خون بواسیر نکسیر۔ اور
خون حیض کا بند ہو جانا اور بدہضمی اور نزول حیض کا زمانہ نزدیک ہونا یا ولادت کا زمانہ نزدیک ہونا
لیکن آخری سبب کسی عورت کو ہوتا ہے۔ کسی کو نہیں۔ اور اسباب بلاواسطہ کی مثال دماغ کا التہاب
اور کھوپری کا ٹوٹ جانا اور رنج و غم اور غیرت خوف گھبراہٹ وغیرہ انفعالات نفسانیہ ہیں کبھی دانتوں
کے درد سے اور کبھی معدے یا پھیپھڑے کے التہاب سے بھی سردرد ہو جاتا ہے اور اس مرض
میں عورتیں زیادہ مبتلا ہوتی ہیں اسواسطے سبب کا دریافت کرنا ضروری ہے ورنہ علاج
فائدہ نہ دیوے گا۔ اعراض کہ سردرد یا درد ہے تمام عورتوں میں ایک کیفیت کا نہیں ہوتا بعض کو کم
ہوتا ہے اور بعض کو زیادہ ابتدا ہی میں سر بھاری ہوتا ہے۔ حرارت محسوس ہوتی ہے۔ دونو
کنپٹیاں یا سر کا درمیانی حصہ تڑپتا ہے۔ اور مریضہ معلوم کرتی ہے کہ اسکا سر پھٹا جاتا ہے۔ یا
کلہاڑی سے توڑا جاتا ہے۔ کبھی کانوں میں سیٹی یا بھنبھناہٹ کی آواز محسوس ہوتی ہے آنکھوں
کے آگے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ کبھی سارے سر کو شامل ہوتا ہے۔ یا ایک حصے کو ایک حصہ
سر کے درد کو شقیقہ کہتے ہیں۔ یا صرف پیشانی میں ہوتا ہے۔ جسکو پیشانی کا درد کہتے ہیں۔
کبھی صرف تالو یا ہر دو کنپٹیوں میں ہوتا ہے۔ اسکو سر اور کنپٹیوں کا درد کہتے ہیں جسکو عربی
زبان میں صداع کہتے ہیں۔ کبھی اسکے ساتھ تہوع قے اور غثیان ہوتا ہے کبھی ہمیشہ لگاتار
ہوتا ہے۔ کبھی فاصلے سے اگر ہمیشہ رہنے والا ہو تو فاصلے والے سے زیادہ ثقیل ہوتا ہے۔
اگر نوبت سے آنے والا ہو تو۔ اس کے اوقات کبھی منتظم ہوتے ہیں کبھی غیر منتظم علاج
اگر درد خفیف ہو تو آرام اور پرہیز تمام سے علاج کریں۔ اور جس سبب سے پیدا ہوا ہے اسی کے

دور رہیں اور دونوں قدموں کو پنڈلیوں تک گرم پانی میں رکھیں ۔ سر پر پانی ٹھنڈا ڈالیں یا پانی اور
سرکہ ملا کر رکھیں یا دو قطرے ایتھر کے رکھیں اور اگر درد ثقیل ہو ۔ یہانتک کہ اس سے خیفقہ پیدا
ہوجائے ۔ تو مریض کو ایسی جگہ رکھیں جسمیں روشنی کم ہو ۔ اور شور و غل نہ ہو ۔ کیونکہ یہ دونو چیزیں
دماغ کو حرکت دیتی ہیں ۔ اور حرکت کو بڑھاتی ہیں ۔ اور نوبت کے وقت مریض بالکل آرام تام
اور پرہیز مناسب میں رہے سوائے زود ہضم خفیف غذا کے کچھ نہ کھائے اور اشربہ معرقہ مثلاً
مثلاً جوشاندہ تخم کتان خساندہ یا بونہ یا برگ سنگترہ وغیرہ استعمال کرے ۔ اور سر کو ہلکے کپڑے
سے ڈھانپ رکھے یا ننگا رکھے ۔ عوام الناس جو سر درد کی حالت میں سر باندھ دیتے ہیں ۔
خلاف عقل کام کرتے ہیں ۔ کیونکہ اس سے مرض زیادہ ہو جاتی ہے ۔ اور دماغ میں بندش کی وجہ
سے مرض کی مدت بڑھ جاتی ہے ۔ اور اگر یہ مرض کسی معتاد کے منقطع ہونے سے پیدا ہو ۔ تو مقعد
یا عوض تناسل پر چند جونکیں لگائیں ۔ اور اس کے پیچھے بہت دیر تک آبزن کریں ۔ اور
قدموں کو گرم پانی میں رکھیں ۔ کبھی سر درد ادویہ مسکنہ مثلاً روح افیون یا ایتھر سے زائل ہو جاتا
ہے ۔ اگر ان تدابیر سے فائدہ نہ ہو تو درد کی جگہ پر یا گدی کو کوئی آبلہ خیز دوا لگادیں ۔ اور پھر
اس پر مرہم لگایا کریں ۔ اور اگر درد نوبتی ہو ۔ اور نوبت مقررہ وقت کے بعد آتی ہو ۔
تو کبریتات کینا سے علاج کریں بشرطیکہ ساتھ بخار یا آلات ہضم میں فتور نہ ہو ۔ اس دوا کا
استعمال کے زائل ہونے کی تھوڑی مدت بعد کرنا چاہیے ۔ اسکی مقدار چھ رتی سے بارہ رتی
تک ہونی چاہیے ۔ اور تین چار دفعہ دینی چاہیے اور ہر دفعہ ڈیڑھ یا دو گھنٹے کا فاصلہ ہونا
چاہیے ۔ اگر یہ مرض دانت کے درد سے ہو جسکو کیڑا لگ گیا ہو ۔ اسکا اکھاڑنا مناسب ہے ۔
اور اگر کسی ایسے عضو سے ہو ۔ جو دماغ سے دور ہے ۔ تو اسکا مناسب علاج کرنا چاہیے ۔ ہر حالت
میں علاج میں کامیابی اُسوقت ہوسکتی ہے ۔ جبکہ مریض کامل پرہیز کرے ۔ اور کوئی چیز اغذیہ
محرکہ اور اشربہ مقویہ روحیہ سے استعمال نہ کرے **فائدہ** بعض جہال کو دیکھا گیا ہے کہ جب
انکو سر درد ہوتی ہے ۔ تو اپنے سر پر گھونگی یا سیپ یا پتھر یا اور کوئی معدن لٹکا لیتے ہیں ۔
اس خیال سے کہ چیزیں بالخاصیت سر درد کو دور کردیتی ہیں ۔ مگر یہہ اعتقاد غلط ہے ۔
اسکی کوئی دلیل نہیں ۔ کیونکہ یہہ سب چیزیں بجائے نفع کے نقصان دیتی ہیں ۔ کیونکہ اسکا اعتقاد
رکھنے والا مفید چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے ۔ اور یہ چیزیں بذات خود مفید نہیں ۔ اسواسطے
نقصان اُٹھاتا ہے ۔ اور بعض لوگ سر پر کوئی تعویذ یا گنڈا لٹکا لیتے ہیں ۔ اگر یہ گنڈا تعویذ

کلام الٰہی کے الفاظ یا حدیث صحیح کے مطابق ہو۔ تو کچھ حرج نہیں ہے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کی
برکت سے شفا پیدا کر دیوے اور اگر اس قسم کا ہو جسکو جاہل لوگ کرتے ہیں۔ مثلاً سریانی زبان
کے اسمار جنکے معنے سمجھ نہیں جاتے اور طلسم اور جنوں کے نام یہ تمام فضول اور بیہودہ ہیں۔ علاوہ
اسکے اگر طب روحانی اور جسمانی میں جمع کیا جائے۔ تو اس میں برکت ہے۔ اور ممکن ہے کہ اللہ
شفا بخشے اور اس قسم کے اجتماع میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ اور یہہ مسلم ہے۔ بشرطیکہ تعویذ اور
گنڈہ فاضل صالحین مجیب الدعوات کی طرف سے ہو۔ مگر ایسے لوگ اسوقت میں کم ہیں۔ اور
اعتقاد میں سب بھید ہے۔ اس تقریر سے نتیجہ یہہ نکلا کہ گنڈا اور تعویذ شفا کے لیے ایک مشکوک امر
ہے۔ اور زیادہ تر تعلق اخلاص و تقوی کے ساتھ ہے۔ اور اللہ متقین کی دعا قبول کرتا ہے۔ مگر
ادویہ جسمانیہ سے بار بار شفا ہوتی مشاہدہ ہوئی ہے۔ اور اس راز کو اللہ ہی جانتا ہے۔

ساتواں حصہ صرع یعنی مرگی کے بیان میں

یہ بیماری خطرناک دیر سے شفا پانے والی نوبت سے آنے والی ہے۔ ہر ایک نوبت میں
پہلے کمزوری اور حرکت میں ضعف سر درد معلوم ہوتا ہے۔ پھر دفعۃً یا کسی خاص عضو میں ظاہر ہوتی
ہے۔ اور سارے بدن میں ہوا کی طرح گذر جاتی ہے۔ اسکو تسلیم صرعی بھی کہتے ہیں۔ پھر مریض
گر پڑتا ہے۔ اور فی الفور بیہوش ہو جاتا ہے۔ حس و حرکت مفقود ہو جاتی ہے پھر جلیا ہے
اسکا چہرہ مغموم ہو جاتا ہے۔ دونو جبڑوں میں کزاز ہو جاتا ہے۔ اور ہاتھ پاؤں میں تشنج۔ اور
غیر ارادی حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اس مرض کے علاوہ دوسری امراض عصبیہ میں نہیں ہوتی۔
مریض کے منہ سے صابون کی جھاگ کی طرح سفید جھاگ یا اُس میں تھوڑا سا خون ملا ہوا۔
جو زبان کے کسی زخم سے آتا ہے۔ نکلتی ہے۔ یہہ حالت چند منٹوں سے کئی گھنٹے تک رہتی
ہے۔ پھر زائل ہوتی ہے۔ پھر انسان آہستہ آہستہ ہوش میں آتا ہے۔ اور اس حالت کو
یاد نہیں رکھتا۔ یہہ مرض غالباً سکتے یا جنون تک منتہی ہوتی ہے اسباب یہہ مرض یا
دماغ کے التہاب مزمن کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یا اسکی جھلیوں یا کھوپڑی کے بڑے ہونے کا
نتیجہ ہوتی ہے۔ اور کبھی امعا میں دیدان کے ہونے سے ہوتی ہے۔ کبھی بچوں میں دانت
نکلنے کے درد سے ہوتی ہے۔ کبھی کثرت جماع سے۔ کبھی اشربہ روحیہ کے استعمال سے
کبھی انفعالات نفسانیہ سے۔ کبھی موروثی ہوتی ہے۔ اور اکثر مشاہدہ ہوا ہے کہ اس مرض

کا سبب دریافت نہیں ہوا **علاج** جب تک سبب معلوم نہ ہو علاج میں کامیابی نہیں ہوتی - اسلیے اعراض موجودہ کی معرفت میں کوشش کریں - چونکہ یہہ مرض مشکل سے علاج قبول کرتی ہے - بہت سے ادویہ کا تجربہ کیا گیا - لیکن اکثر علاج غیر مفید ثابت ہوئے - بلکہ بجائے نفع کے نقصان ہوا اور سوائے مفرد چیزوں کے کوئی چیز مفید نہ ہوئی - اشیا مفیدہ مفردہ میں سے ایک ڈیجی ٹیلس ہے - اسکا خاصہ ہے کہ دل کی ضربات پر قبضہ کرتی ہے - اس مرض میں اسکا استعمال ہفتوں یا مہینوں یا سالوں کرنا چاہیے - دوسرے مفرد چیز کبری ناٹل کنین ہے - اسکا استعمال چھ گرین سے بارہ گرین تک کرنا چاہیے - اگر بیمار موٹی ہیکل ہو - تو پہلے فصد عام یا خاص کرنا چاہیے اور کھانے پینے سے پرہیز کرے - اور سوائے اغذیہ لطیفہ کے اور کچھ نہ کھائے - اور راحت وسکون اختیار کرے - اور اسی مرض کے اسباب سے دور رہے - اور اگر یہ مرض امعاء میں دیدان کے وجود سے ہو - تو دیدان کش ادویہ سے اُن کے نکالنے میں کوشش کریں - اگر دانتوں کی درد اس مرض کا موجب ہو - تو ان کے نرم و لطیف کرنے میں کوشش کریں اگر ادویہ مذکورہ مفید نہ ہوں تو مریض کی گدی پر کوئی آبلہ خیز دوا لگادیں یا سر پر کوئی آبلہ خیز دوائی رکھیں یا گرم لوہے سے داغ دیں - بعض جاہل لوگوں نے اس مرض کے اعراض کی غرابت اور اس کے جلدی پیدا ہونے اور زائل ہونے اور مشکل سے شفا ہونے سے یہہ خیال کر لیا ہے - کہ یہہ مرض جنون کے لگنے سے ہے اس واسطے وہ لوگ ادویہ مفیدہ کی طرف التفات نہیں کرتے حالانکہ یہہ دماغ یا اعضائے مجاورہ دماغ کے التہاب کا نتیجہ ہے - وہ لوگ اس کے لیے تعویذ و گنڈے استعمال کرتے ہیں - دھونیاں دیتے ہیں - حالانکہ یہہ سب کام مکاروں کے نکالے ہوئے ہیں - جبکہ تلاوت قرآن اور کلام الٰہی کے تعویذ کا لٹکانا بھی اس زمانہ میں اخلاص اعتقاد کے نہ ہونے سے تاثیر نہیں کرتا - تو وہ تعویذ اور گنڈے - اور دھونیاں جنکا کوئی ذکر قرآن حدیث میں نہیں ہے کیا فائدہ دینگے -

آٹھواں حصہ ہسٹیریا یعنی اختناق الرحم کے بیان میں

یہ مرض عورتوں سے مخصوص ہے - اور نوبت سے آتی ہے - اسکی عادت ہے - کہ شروع ہونے سے پہلے انسان کو کمزوری انگڑائی اور جماہی شروع ہوتی ہیں - پھر مریضہ محسوس کرتی ہے کہ کوئی کرہ یا گولہ اسکے پیٹ میں پھرتا ہے - اور اوپر کی طرف چڑھتا ہے

جو وقت وہ گولا گردن کے نزدیک پہنچتا ہے مریضہ کے حواس زائل ہو جاتے۔ اور بیہوش ہو کر گر پڑتی ہے۔ تمام حرکات زائل ہو جاتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات جبکہ اختناق بسیط ہو۔ یعنی مرگی ساتھ نہ ہو تو مریضہ اس حالت کی زائل ہونے کے بعد سب کچھ یاد کرتی ہے۔ لیکن کلام پر قادر نہ ہونے سے کچھ بیان نہیں کر سکتی۔ اور نوبت زائل ہونیکے بعد انکی حالتیں مختلف ہوتی ہیں کوئی تو روتی ہے کوئی سو جاتی ہے کوئی ہنستی ہے۔ کبھی اختناق رحم کا انتہا مرض جمود یا صرع یا جنون ہوتا ہے۔ اسکی مدت منٹوں سے کئی گھنٹوں تک رہتی ہے۔ اور کبھی سارا دن رہتی ہے۔ اسکے اسباب صرع کے اسباب کی طرح ہیں۔ کیونکہ یہہ بھی ایک قسم کی صرع ہے **علاج** اس مرض کا علاج یہہ ہے کہ رحم کی طرف توجہ کی جائے۔ کیونکہ مرض کی جگہہ وہی ہے۔ اسواسطے تھوڑے تھوڑے وقت کے بعد عضو تناسل پر چند جونکیں لگائی جائیں۔ اور آب زن اور حقنہ ملینہ کیا جائے۔ اور زود ہضم خفیف طعام دیا جائے۔ اور راحت و سکون اور معتدل ریاضت لازم جانیں۔ اور ہوا تبدیل کرائی جاوے۔ اگر کنواری ہو تو شادی کرائی جاوے۔ اور اگر شادی شدہ ہو تو جماع سے پرہیز کرے۔ اور بعض اشیا جو تشنج کے مخالف ہیں مثلاً کستوری۔ ہینگ۔ کافور۔ جند بیدستر۔ ایتھر۔ وغیرہ دیجائیں۔

نواں حصہ جمود کے بیان میں

جمود نادر الحصول مرض ہے۔ مصر میں کبھی کبھی دیکھی جاتی ہے عام لوگ جب کسی کو اس مرض میں مبتلا دیکھتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ جن کا پچھاڑا ہوا ہے۔ یہہ مرض ناگہاں پیدا ہوتی ہے حس و حرکت غائب ہو جاتی ہے۔ مریض میں تندہ پیدا ہوتی ہے کہ وہ لکڑی کا ٹکڑا معلوم ہوتا ہے جس وضع پر گرتا ہے اسکو تبدیل نہیں کرتا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ بوجھ بھوسے کا بھرا ہوا ہو۔ یہہ مرض اس صفت کے ساتھ مرگی اور اختناق الرحم وغیرہ امراض عصبیہ سے ممتاز ہوتی ہے۔ یہہ مرض کبھی چند ساعت تک رہتی ہے یہانتک خیال کیا جاتا ہے۔ کہ مرگیا۔ اگر کوئی واقف کار حاضر نہ ہو تو بعض وقت دفن کیا جاتا ہے۔ حالانکہ زندہ ہوتا ہے۔ اسکے اسباب اور علاج مرگی اور ہسٹیریا کے اسباب و علاج کی طرح ہے۔

دسویں فصل سدر اور دوار کے بیان میں

سدر دوار کا پہلا درجہ ہے۔ یہہ ایک قسم کا تغیر ہے۔ جو آنکھ اور کان میں حاصل ہوتا ہے۔
اور مریض کو معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے ارد گرد کی چیزیں گھومتی ہیں یا حرکت کرتی ہیں۔ مریض کے
کانوں میں بھنبھناہٹ کی آواز آتی ہے۔ آنکھیں چندھا جاتی ہیں۔ بیہوشی طاری ہوجاتی ہے۔
سدر سے پہلے کوئی مرض دماغی ہوتی ہے۔ یا اُس کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔ اور دوار سدر
کے پیچھے آتا ہے۔ اُس کے اعراض بھی وہی ہیں جو سدر کے مگر اس کے اعراض قوی ہوتے
ہیں۔ اور مریض معلوم کرتا ہے کہ وہ اپنے محور پر پھر رہا ہے۔ یہ علامت دلالت کرتی ہے۔
کہ اُسکا دماغ صحیح سالم نہیں ہے۔ اسکے اسباب امراض دماغیہ کے اسباب ہیں۔ اور اسکا
علاج ان اسباب کا روکنا ہے۔ اور التہاب دماغ کا علاج کرنا ہے جیسے سر پر ٹھنڈا پانی
ڈالا جائے۔ اور اسیطرح چہرے پر چھڑکا جائے۔ اور مریض کو شیرہ لیموں میں مصری
ڈالکر پلایا جائے۔ اور رائی والے گرم پانی میں پاؤں کو رکھیں۔

گیارھواں حصہ تشنج کے بیان میں

تشنج ایک قسم کا سکڑنا ہے۔ جو بار بار آتا ہے۔ کبھی سخت ہوتا ہے کبھی نرم اور اطراف
میں پیدا ہوتا ہے کبھی نوبت سے آتا ہے۔ اس سے حس و حرکت و عقل مفقود ہوجاتی ہے۔
اور ہذیان پیدا ہوتا ہے۔ نبض تیز ہوجاتی ہے۔ جلد گرم اور پسینہ بکثرت آتا ہے۔ یہ مرض کوئی
مستقل مرض نہیں ہے۔ بلکہ امراض دماغیہ کی ایک علامت ہے۔ اس کے اسباب وہی
ہیں جو التہاب دماغ کے ہیں۔ اور کبھی امعائیں دیدان کے پیدا ہونے سے ہوتی ہے کبھی
یہ مرض کسی حیوان کے کاٹنے یا تیز ہتھیار سے زخمی ہوجانے کے بعد بھی پیدا ہوتی ہے۔
علاج۔ پہلا علاج سبب کا دور کرنا ہے اگر اسکا سبب دماغ کا التہاب ہو تو فصد عام یا
خاص سے علاج کیا جائے۔ اور سر پر بٹی رکھیں۔ اور کامل راحت و سکون اختیار کریں
رائی والے گرم پانی سے پاشویہ کریں حقنہ ملینہ اور مسہلہ اور اخیر میں محللہ کا استعمال کریں۔ اگر
یہ مرض مزمن ہوجائے جیسا کہ بعض عصبی مزاج عورتوں کو جو آرام کی عادی ہوتی ہیں غیرت اور
رنج و غم کے وقت لاحق ہوتی ہے۔ تو اسکا علاج یہ ہے عورت کے ہاتھ پاؤں پر خشک مالش کریں
اور معتدل ریاضت کریں۔ اور سریع الہضم لطیف غذائیں کھانے کو دیں۔ اور تشنج کو روکنے کی
چیزیں مثلاً کستوری ہینگ جند بیدستر ایتھر وغیرہ دیویں اور مجرب علاج یہ ہے۔ کہ جسطرف مرض

ہو۔ اسپر کوئی آبلہ خیز دوا لگائیں۔ یا گرم لوہے سے داغ دیں۔ یا اس میں کائی دانہ کھسول یا مرہم نوشادر سے ملیں اور ادویہ محرکہ مثلاً فلفل سیاہ۔ زنجبیل۔ تج۔ وغیرہ کا استعمال جیسا کہ قدما حکیم کرتے تھے۔ نہ کریں کیونکہ یہ مضر ہے۔ اگرچہ اُن سے کچھ وقت تک آرام ہوتا ہے۔ وہ تشنج جو نو زائیدہ بچوں کو ہوتا ہے۔ اسکا حال بچوں کے حال میں ہم لکھ آئے ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو وہاں سے دیکھ لو

بارھواں حصہ اورام عصبیہ کے بیان میں جو چہرے میں ہوتے ہیں

بعض آدمی اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہہ مرض کبھی ناگہان ہو جاتی ہے۔ اور کبھی آہستہ آہستہ۔ اسکا خاصہ ہے۔ کہ درد چہرے کے دو اطراف میں سے ایک طرف ہوتا ہے۔ اور کبھی نوبت سے آتی ہے جسکا زمانہ چند منٹوں سے کئی گھنٹے تک رہتا ہے۔ یہ مرض چہرے کے اعصاب کے التہاب سے پیدا ہوتی ہے۔ اور کبھی دانتوں کے درد یا ان میں کیڑا لگ جانے سے علاج طبیب کو چاہیے۔ کہ سبب کی تلاش کرے۔ اگر دانتوں کی درد یا کیڑا لگ جانے سے ہو تو اس دانت کو نکال دینا چاہیے کہ نکالنے سے ہی درد دور ہو جائیگا اور اگر عصب کے التہاب سے ہو۔ تو درد کی جگہہ پر ادویہ ملینہ مخدرہ رکھیں۔ کبھی روح افیون اور خلاصہ بھنگ کے گدہ باندھنے سے فائدہ ہو جاتا ہے۔ کبھی جونکیں لگانے سے اور اس کے بعد درد کی جگہہ ادویہ ملینہ یا مخدرہ رکھنے سے بھی کامیابی ہوتی ہے۔ اگر ان تدابیر سے فائدہ نہو تو کان کے پیچھے یا گدی پر آبلہ خیز دوا لگائیں۔ یا داغ دیں۔ لیکن چہرے پر ان میں سے کوئی چیز نہ لگانی چاہیے۔ کیونکہ چہرہ بدنما ہو جاتا ہے۔ خصوصاً بچوں اور عورتوں میں۔

تیرھواں حصہ احلام یعنے خوابیں دیکھنے کے بیان میں

یہہ ایک قسم کی نیند ہوتی ہے جسمیں سونے والا عجیب کام کرتا ہے۔ کہ جاگنے والا آدمی خیال کرتا ہے۔ کہ وہ سویا ہوا نہیں ہے۔ وہی شخص جانتا ہے۔ جو اس کے حال سے پہلے واقف ہو۔ یہ حالت غالباً خطرناک ہوتی ہے۔ لیکن بہت دیر کے بعد بڑھاپے کی حالت میں دور ہو جاتی ہے۔ جب اس کی نوبتیں متقارب ہوں۔ تو دماغ میں بڑے تغیر پر دلالت کرتی ہیں۔ علاج اس مرض کے لیے کوئی مخصوص دوا نہیں ہے۔ اچھا علاج یہہ ہے۔ کہ نیند کے وقت سر اونچا کیا جائے۔ اور شام کا کھانا تھوڑا کھائے اور ماخر بہ روحیہ سے پرہیز

کرے۔ اگر قبض ہو۔ تو حقنہ مسہلہ کیا کرے۔ اور اسی جگہ سوئے جہاں سونے سے کوئی خطرہ نہ ہو۔ یعنی اس جگہ کے دروازے یا کھڑکیاں بند ہوں۔ تاکہ جھروکے یا چھت سے گرنے کا خوف نہ ہو۔

چودھواں حصہ جنون کے بیان میں

یہ لفظ تغیر عقلی کی کثرت پر بولا جاتا ہے۔ اسکی کئی قسمیں ہیں۔ ایک مالیخولیا ہے جسکو متقدمین سودا کے نام سے تعبیر کرتے تھے۔ یہہ جنون کا پہلا درجہ ہے۔ مریض اپنے آپ کو مغموم اور مصیبت زدہ سمجھتا ہے اور خیال کرتا ہے۔ کہ وہ تمام امراض میں مبتلا ہے۔ دوسری قسم مونومانیا ہے۔ یہہ وہ حالت ہے جسمیں انسان ایک ہی چیز یا تھوڑی تھوڑی چیزوں پر مجنون ہو جاتا ہے۔ اور باقی اشیا کو معمولی سمجھتا ہے۔ تکبر۔ خود پسندی۔ اور مارنے کی خواہش۔ کلام میں خلط ملط اور عبادت میں وسوسہ یہہ سب مانومونیا کی علامتیں ہیں۔ تیسری قسم مانیا ہے۔ یہہ عام دیوانگی ہے۔ یعنی ہر ایک چیز میں اسکو جنون دیوانگی ہوتی ہے۔ چوتھی قسم ذہول ہے۔ جسکو عباطہ بھی کہتے ہیں۔ یہہ ایک حالت ہے جسمیں مریض کی قوی عقلیہ آہستہ آہستہ کمزور ہوتے جاتے ہیں یہانتک کہ اسکی حس و حرکت بھی کمزور ہو جاتی ہے۔ پانچویں قسم بلہہ۔ یہہ طبعی حالت ہے۔ عارضی نہیں جو کہ دماغ کی پیدائش ناکامل ہونے پیدا ہوتی ہے۔ اسطرح پر کہ چھوٹے سر والا ہو۔ اس قسم کے لوگ گونگے۔ اور پوری طرح کلام نہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور بعضے وہ ہوتے ہیں کہ ولادت کے دن سے ہی ان میں حرکت اور تعقل ہوتا **فائدہ** یہ مرض مستقل مرض نہیں ہے۔ جیساکہ اکثر اطبا اور علما سفر خیال کرتے ہیں۔ اور نہ جنون کے لگنے کا باعث ہے جیساکہ عوام الناس اس کے نام سے خیال کرتے ہیں اور نہ کوئی ولایت ہے جیسے کہ جاہل خیال کرتے ہیں۔ اسباب اس کے اصلی اسباب یہہ ہیں۔ دماغ کے امراض اور بہت دیر تک لکھنا پڑھنا۔ اور خلوت میں بعض ہمار کا استعمال کرنا اور سخت عشق اور نفس کو اس کے ارادے سے جبرا باز رکھنا اور باوجود اسباب ریاست مہیا نہ ہونے کے ریاست وحکومت کی محبت اور باوجود غصہ روکنے کی نہ طاقت ہونے کے غصہ کرنا۔ اور ناگہاں سخت گھبرا جانا اور غیرت اور وسوسہ اور چیز اعہدہ اور مرتبے سے معزول کیاجانا اور فوت شدہ چیز پر افسوس کہانا۔ اکثر اسمیں عورتیں مبتلا ہوتی ہیں۔ کیونکہ جیساکہ

عصبی ان میں زیادہ ہوتا ہے۔ سر میں چوٹ لگنا سر کے بل گرنا۔ اور کانوں کی مرض اور سخت دم
اور بعض اقسام کے اشربہ روحیہ اور مخدرہ کا پینا۔ اور ناگہان پسینے کا رک جانا۔ اور بواسیر اور نکسیر
اور حیض کا خون بند ہوجانا۔ اور معتاد حجامت کا قطع کرنا یا کسی جلدی بیماری کا رک جانا بھی اسکے
اسباب میں۔ کبھی یہہ مرض موروثی ہوتی ہے۔ **علاج** اس کے انواع کے اختلاف کی وجہ سے
علاج بھی مختلف ہے۔ مالیخولیا میں لہو ولعب ریاضت سفر۔ گانا سننا اور خوشی پیدا کرنے
والی چیزوں کا پیدا کرنا اور دکھ دینے والی سے پرہیز کرنا۔ لازم ہے۔ اگر مالیخولیا جگر وغیرہ
کے التہاب سے پیدا ہو تو اصلی مرض کا علاج کرنا چاہیے۔ یعنے فصد عام اور خاص اور آرام اور
کامل پرہیز سے کام لینا چاہیے۔ اگر قبض بھی ساتھ ہو۔ تو کوئی مسہل خفیف یا حقنہ مسہلہ کرنا چاہیے
اور مقعد پر چند جونکیں لگائیں۔ اور مانومونیا کا علاج یہ ہے۔ کہ مریض کی توجہ ریاضت اور لہو ولعب
کی طرف پھیرے اگر یہہ مرض حوق کی بندش یا کان کی مرض سے ہو تو اس خون کو پھر جاری کرنا۔ اس کے
عوض میں کوئی مناسب تدبیر کرنا چاہیے۔ اگر مریض میں خون کا جوش نہ ہو۔ تو فصد عام یا خاص
اعراض کے مطابق کریں۔ اور اشربہ روحیہ مثلاً قہوہ وچاء سے پرہیز کرائیں۔ اور اسی جنون میں
جو نوبت سے آتا ہو۔ خواہ نوبت منتظم ہو یا غیر منتظم کبریتات الکونین سے علاج کریں۔ اسطرح
کراحت کے زمانے میں چند گرین دیا کریں۔ اور زہول علاج ہے۔ کیونکہ تھوڑے ہی آدمی علاج
سے اچھے ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس سے عام کمزوری پیدا ہوجاتی ہے جسکا نتیجہ موت ہوتی ہے
ایسے ہی بلاہت بھی لاعلاج ہے۔ اور جنون عام یعنے مانیا کا علاج کئی طرح سے ہوتا ہے۔
ایک دوائی۔ اور دوسرا ادبی۔ دوائی کے یہہ معنے ہیں کہ مریض کو کوئی دوائی دیجائے
جو اس کے جسم میں اثر کرے۔ اور ادبی یہ ہے۔ جو اس کی عقل میں تاثیر کرے یعنی تدبیر میں
سے وٹچیلس مفید ہے۔ کیونکہ یہہ مرض کی دوری میں تاخیر پیدا کرتی ہے۔ مگر اسکا استعمال
اسوقت چاہیے جب آلات ہضم صحیح وسالم ہوں مسہل کا دینا ٹھنڈے پانی کا سر پر گرانا اور
نیز گرم پانی سے نہانا۔ اور سینے پر آبلہ خیز دوا لگانا۔ یا دائے کھولنا بھی اسکا علاج ہے۔
اور سب سے بڑا علاج گرم لوہے سے داغ دینا ہے۔ اور تدبیر ادبیہ یہہ ہیں کہ مجنون کی شہوت
کو بھڑکایا نہ جائے۔ اور اس کی مخالفت نہ کی جائے کسی کام میں مواخذہ نہ کیا جائے۔ اسکے
ساتھ سختی نہ کیا جائے۔ اور اس کی رائے کے ثابت رکھنے میں کوشش کیجائے۔ اسکا نتیجہ
یہ ہوگا۔ کہ اکثر مجنونوں کو اگر ہجا تو غل اور ہذیان سے روکیں گی اور اگر وہ عاشق ہونگے تو ان

جگہوں سے دور رہینگے جو اُن کی شہوت کے بھڑکانے کا باعث تھیں۔ اور اگر اُن کے جنون کا باعث یہہ ہو کہ وہ اپنے آپکو بادشاہ یا عالم یا دولت مند خیال کرتے ہیں تو اُسکا علاج یہ ہے کہ اُنکی توقیر وتعظیم نہ کی جائے۔ کیونکہ توقیر وتعظیم جنون کو بڑھاتی ہے۔ اور مجنونوں کو ایک دوسرے سے الگ جگہہ میں رکھا جائے کیونکہ ایک کا جنون دوسرے کے جنون کو بھڑکائیگا۔ اور ان کی مخالفت نہ کرنے سے یہ نتیجہ ہو گا کہ ان کے اقوال میں مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔ اور امور عقلیہ میں اُنکے ساتھ جھگڑا نہیں ہو گا۔ اور اُنکے قول کی تکذیب نہیں ہوگی۔ اور انکی رائے کے ثابت رکھنے سے یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ اُنکی عقلیں اس چیز کی طرف مشغول ہونگی جو جنون کی طبیعت کی مخالف ہیں مثلاً علم موسیقی لہو ولعب ریاضت اور دوستوں کی زیارت اور اعمال بدنیہ کی طرف مشغول ہونگی۔ اگر وہ ایسا لباس کریں کہ جس سے اُنکے قریبی یا خادم خوف کریں۔ تو چاہیے انکو الگ مکان میں بند کر دیں اگر یہ تدبیر کافی نہ ہو۔ تو انکو موٹے کپڑے کی قمیص جسکی آستین لمبی ہو پہنا دیں۔ اور ضرورت کے وقت اُنکو آستینیں باندھ دیویں۔ اور واجب ہے کہ مجنونوں کو نہ ماریں نہ جھڑکیں نہ انکی گردنوں میں طوق و زنجیر ڈالیں نہ اُنکے پاؤں میں بیڑیاں ڈالیں۔ جیسا کہ درندہ حیوانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ یہہ کام قدیم الایام میں قلادون کے شفاخانوں میں کیا جاتا تھا۔ اور نہ اُنکے سر پر کوئی لاٹھی وغیرہ ماریں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا شفاخانے میں رواج تھا۔ اور جب جنون کمزور ہو یا شروع ہو تو بڑی خبرداری کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ مرض ادنی سبب سے پھر لوٹ آتی ہے۔ یا کھانے پینے میں تھوڑی سی غفلت کرنے سے پھر واپس آجاتی ہے۔ اور جب تک شفا کامل ہو لے اُسکو اپنے گھر نہ بھیجا جاوے مجنون کو ٹھنڈے پانی میں ڈالنا جیسا کہ قدیم الایام میں کیا جاتا تھا مضر ہے۔ کیونکہ اگر اس سے کسی ایک کو فائدہ ہوا ہے تو بہتوں کو نقصان پہنچا ہے۔ ایسے ہی ان دواؤں کے استعمال سے بچنے کوئی نفع نہیں۔ جنکو پہلے استعمال کیا کرتے تھے۔ پرہیز کریں۔ مثلاً سانپوں کا شوربہ۔ سیاہ کٹکی اور افتیموں۔ کیونکہ یہ سب چیزیں مضر ہیں اور ان سے سخت اسہال پیدا ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض وقت مریض کی ہلاکت کا موجب ہوتے ہیں۔

دوسری فصل نخاع کی امراض کے بیان میں

نخاع یعنے حرام مغز ایک قسم کی رسی جیسی چیز ہے جو دماغ سے آتا ہے۔ اور پیٹھ کے مہروں میں رکھا ہوا ہے وہ اعصاب جو ہاتھ پاؤں اور باقی بدن کے حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ اسی سے

نکلتے ہیں اس میں چند حصے ہیں۔

پہلا حصہ نخاع کے التہاب میں

یہ التہاب بہ نسبت التہاب دماغ کمکم ہوتا ہے ...... اس کی علامات یہ ہیں ......کہ ہاتھ پاؤں میں کمزوری اور چیونٹیوں کا چلنا محسوس ہوتا ہے۔ اور پشت کے مہروں میں سخت درد معلوم ہوتا ہے۔ کبھی ہاتھ پاؤں اور مثانہ اور امعاء مستقیم میں فتور آجاتا ہے جس سے بول و براز بغیر ارادہ نکلجاتا ہے۔ اور کبھی ابتدا میں صرف ہاتھ پاؤں میں تشنج ہوتا ہے اور نچلے حصہ سے اوپر کی طرف چڑھتا ہے **اسباب** اس کے اسباب یہ ہیں پیٹھ پر چوٹ لگنا کیونکہ اس وقت یہ چوٹ قاتل ہوجاتی ہے۔ بوجہ اس کے کہ نخاع ایک لطیف جسم ہے۔ جو آسانی سے ٹوٹ جاتا ہے **دوسرا سبب** نہایت تیز رفتاری یا مقعد یا قدموں یا پیٹھ کے مہروں کے بل گرنا ہے۔ کبھی یہ التہاب بے سبب پیدا ہوتا ہے لیکن یہ نادر ہوتا ہے **علاج** یہ مرض یا حاد ہوتی ہے یا مزمن۔ اگر حاد ہو۔ تو قوی علاج مثلاً فصد عام یا خاص کرنا چاہیے۔ اسطرح پر کہ پشت کے مہروں پر جونکیں لگائیں۔ اگر جونکیں نہ مل سکیں تو درد کے موقع پر پچھنے لگادیں۔ پھر ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے تک نیم گرم پانی کا استعمال کریں۔ اگر آلات ہضم سلامت ہوں تو مریض کو خفیف یا شدید مسہل پلادیں۔ اگر یہ تدابیر کافی نہوں تو پیٹھ کے طول پر درد کے محل پر آبلہ خیز دوائی رکھیں۔ بعض وقت ہاتھ پاؤں کے درد اور انکے چیونٹیوں کے سے چلنے اور انکے مشلول و مفتور ہوجانے کا کوئی خاص علاج نہیں ہوتا۔ اگر مرض مزمن ہوجاوے تو نمکین ٹھنڈے پانی یا جسمیں گندھک یا خالص پانی سے جو نیم گرم ہو علاج کریں۔ اور اسپر کئی ہفتے یا مہینے مداومت کریں۔ یا پیٹھ کے مہروں کے طول پر پچھنے لگائیں۔ پھر اس محل پر مرہم عطری یا نوشادری سے مالش کریں۔ اگر یہ تدابیر بھی فائدہ نہ دیویں۔ تو مریض کے مہروں کی ہر دو جانب داغ دیں۔ خواہ گرم لوہے سے ہو۔ یا پنجی سے انکی پیٹھ سے چند داغ لگائے جائیں۔ داغ پیٹھ کے ہر دو طرف دو یا تین اور زیادہ سے زیادہ چھ تک ہونے چاہئیں۔

دوسرا حصہ عرق النساء کے بیان میں

اس درد کی علامت اس بڑے پٹھے کی درد ہے جسکو عصب وركی یا عصب نسوی کہتے ہیں۔

یہ درد جوڑ سے پاؤں تک جاتی ہے اور جوڑ کے باہر کی طرف درد محسوس ہوتی ہے۔ اور کبھی ساق
یا زانو یا قدم کے اندر درد محسوس ہوتی ہے۔ تعجب یہ ہے کہ اس مرض میں باوجود سخت درد کے
جلد پر سرخی ہوتی ہے نہ حرارت یہ مرض کبھی دائم ہوتی ہے۔ اور کبھی نوبت سے اگر نوبت سے ہو
تو مختلف نوبتوں سے آتی ہے۔ اگر دائمی ہو تو کئی ہفتوں سے مہینوں تک رہتی ہے۔ اور
کبھی حاد اور کبھی مزمن رہتی ہے **اسباب** ہیں سے جسم میں سردی کی تاثیر ہے خصوصاً جبکہ
برودت رطوبت بھی شامل ہو۔ نیز دفعتہً پسینے کا رک جانا۔ یا عقلوں کی بیماری کا ہونا بھی سبب ہے
علاج اگر مرض حاد ہو تو درد کے موقعہ پر جونکیں لگائیں۔ اگرچہ نکین ملیں تو پچھنے لگائیں۔ یا آفت
زدہ سرین کے اندرونی طرف آبلہ خیز دوائی رکھیں یا گرم لوہے سے داغ دیں۔ کبھی یہ مرض کسی
علاج کو نہیں مانتی۔

تیسرا حصہ امراض حواس کے بیان میں اس میں دو شاخیں ہیں پہلی شاخ امراض اُذن کے بیان میں

یہ ایک قسم کا کانوں کے اندر التہاب ہوتا ہے۔ اسکی علامت یہ ہے کہ کان کے اندر سخت
درد ہوتا ہے اور یہ درد تھوڑے سے شور سے بڑھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی سخت سر
درد اور بھنبھناہٹ کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ کبھی اس کے ساتھ التہاب دماغ کے اعراض اور سخت
بخار بھی ہوتا ہے۔ اگر یہ التہاب صرف کان کی نالی پر محدود ہو تو غالباً اس میں پیپ پڑ جاتی
ہے۔ اور مزمن ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں کان سے پیپ یا سفید رنگ کا مادہ بہتا رہتا
ہے۔ کان بھارا ہو جاتا ہے۔ یا بالکل بہرہ ہو جاتا ہے۔ **اسباب** اس کے سبب یہ
ہیں جسم میں مرطوب برودت کی تاثیر جبکہ جسم میں پسینہ آیا ہوا ہو۔ اور کان میں کسی اجنبی چیز
کا داخل ہو جانا۔ دماغ کا التہاب اور بخار یا کسی معتاد خون کا بند ہو جانا۔ اور ٹھنڈے پانی میں
ہاتھ پاؤں کا ڈبونا اور کسی سخت آواز مثلاً توپ کے آواز کا ناگہان کانوں میں گھس جانا۔ یا کسی
چوٹ کا لگنا وغیرہ **علاج** اگر مرض حاد ہو اور ساتھ بخار ہو تو فصد عام یا خاص سے علاج کریں
اصطلاح یہ کہ گردن کے اردگرد چند جونکیں لگائیں۔ اور مریض کی قوت اور شدت اعراض کے
مطابق بار بار عمل کریں۔ اور کان میں پچکاری کریں۔ اور ملین تکور بھی کریں۔ اور پاؤں کو
گرم پانی میں رکھیں۔ اگر مرض مزمن ہو جائے تو گدی یا کان کے باہر کی طرف کوئی آبلہ خیز
دوائی لگائیں اور کسی قابض پانی سے پچکاری کرتے رہیں۔ اگر کان میں سخت درد ہو۔ تو

روغن زیتون میں تھوڑی سی افیون حل کر کے پچکاری کریں - اگر کسی خون معتاد کے بند ہونے سے پیدا ہو تو پھر اُسکے جاری کرنے کی کوشش کریں - جونکوں کے ساتھ یا آبلہ خیز دواؤں کے ساتھ اور کان میں روئی کا ٹکڑہ زیتون سے تر کیا ہوا رکھیں تاکہ بیرونی اسباب اثر نہ کریں - اور پرہیز اور آرام اور اشربہ محللہ کا استعمال ضروری سمجھیں -

دوسری فصل صمم کے بیان میں

یہ مرض اکثر التہاب اُذن سے پیدا ہوتی ہے - خصوصاً امراض جلدیہ کے رُک جانے اور خون معتاد کے بند ہوجانے یا کسی عضلے کے بیماری مثلاً وجہ مفاصل یا نقرس کے رُک جانے سے پیدا ہوتی ہے ان سب حالات میں جو چیز منقطع ہوگئی ہو - اسکو پھر جاری کرنا چاہیے - جونکوں کے لگانے سے یا کسی آبلہ خیز دوائی یا مرہم وغیرہ سے اگر یہ کافی نہ ہو - اور مرض علاج کے قبول کرنے سے نافرمانی کرے تو ہر دو گوش کے پیچھے آبلہ خیز دوائی لگائیں تاکہ پیپ نکلتی رہے اگر کان کے التہاب کے بعد ہو - جو پیپ تک پہنچ گیا ہو - اور قوت سمع کے اعضاء مرکبہ فاسد ہوگئے ہوں - تو اس حالت میں علاج فائدہ نہیں دیتا - اور وہ بہرہ پن جو بوڑھوں غشا طبلہ کے بڑے ہونے سے لاحق ہوتا ہے - لاعلاج ہے - اور بہرہ پن امراض حادہ کے پیچھے پیدا ہوتا ہے - وہ بغیر علاج کے زائل ہوجاتا ہے - جبکہ مریض کی صحت اچھی ہوجاوے - اور جو بہرہ پن کان میں میل جمع ہونے سے پیدا ہوتا ہے - وہ میل کے نکلنے زائل ہوجاتا ہے اور میل نکالنے کا طریقہ یہ ہے - کہ کان کے اندرونی حصہ کو روغن زیتون سے تر کریں اور کسی ٹیڑھی چیز سے آسانی کے ساتھ نکال لیں -

دوسری شاخ امراض العین کے بیان میں اُسکے کئی حصے ہیں پہلا حصہ کلام کے بیان میں

یاد رہے کہ آنکھ بدن کے تمام اعضاء میں زیادہ لطیف اور نہایت ضروری چیز ہے - لطیف تو اپنی ترکیب کے لحاظ سے ہے - اور ضروری اس اعتبار سے ہے کہ اسکا کام دیکھنا ہے چونکہ یہ اپنی لطافت اور باریکی کی وجہ سے اکثر امراض کا شکار ہوسکتی ہے اسلیئے اگر اسپر بالتفصیل بحث کی جائے اور اس کے اسباب اور علامات کا ذکر کیا جائے تو ایک مستقل ضخیم کتاب بن سکتی ہے مگر ہم اس رسالہ میں مختصر بیان کرینگے - پس یاد رہے کہ آنکھ اجزائے ظاہرہ اور باطنہ سے

مرکب ہے اجزائے ظاہرہ ابرو اور پلکیں اور اجفان اور اجزائے باطنہ جنپر دیکھنے کا دارمدار ہے
دو قسم کی ہیں۔ ایک غشا ملتحمہ جسکو غشار رقیق شفاف کہتے ہیں۔ وہی آنکھ کی روشنی کا موجب ہے
اسکے طبیعت مخاطیہ ہے یہ پردہ آنکھ اگلے حصے اور اجفان کے پچھلے حصے کا ڈھانپتا ہے۔ دوسری
غشا صلبہ ہے۔ یہہ آنکھ کی سفیدی ہے۔ یہہ غشا ربیفدار مضبوط ہے۔ جو پتلی کے واسطے
پیدا کی گئی ہے اور پیچھے سے سوراخ دار ہے۔ جسمیں سے عصبہ بصری گذرتا ہے۔ آگے کی
طرف سے اس میں ایک اور بڑا سوراخ ہے جسمیں پردہ قرنیہ داخل ہوتا ہے۔ یہہ پردہ
قرنیہ ایک شفاف پردہ ہے۔ جو پردہ صلبہ کے اگلی طرف رکھا ہوا ہے۔ اور یہہ گھڑی کی
شیشے کی مانند ہے۔ چوتھا پردہ شیمہ ہے۔ اسکا رنگ سُرخ یا سیاہ ہوتا ہے۔ جو پردہ صلبہ
کے اندر رکھا ہوا ہے۔ اور اسکے اندر پتلی ہے۔ یہہ ایک قسم کا لیفی پردہ ہے۔
جو قرنیہ کے پیچھے رکھا ہوا ہے۔ اس پتلی کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ یہہ پتلی
پردہ قرنیہ کے پیچھے رکھی ہوئی ہے۔ اسکا رنگ کبھی سیاہ کبھی نیلا کبھی سبز کبھی
شہلا کبھی عسلیہ ہوتا ہے۔ آنکھ کا رنگ انہی سے شمار کیا جاتا ہے۔ یہہ لطیف ہے۔
اور لطافت کی وجہ سے سخت روشنی سے سکڑتی ہے۔ اور ہلکی روشنی میں پھیلتی ہے ایک
اور پردہ شبکیہ ہے۔ یہہ عصب بصری سے جو آنکھ کے احساس کا عضو ہے۔ نکلتا ہے
قوت اسی سے تمام ہوتی ہے۔ کیونکہ جو چیز دیکھی جاتی ہے۔ اول اول اسی میں منطبع ہوتی
ہے۔ پھر دماغ تک پہونچتی ہے۔ اور آنکھ کی رطوبتیں تین ہیں۔ پہلی رطوبت کا نام
رطوبت مائیہ ہے۔ یہہ رطوبت دو خزانوں میں جو پردہ قرنیہ سے جدا ہوتے ہیں
پائی جاتی ہے۔ ایک خزانہ آگے کی طرف ہوتا ہے۔ یہہ وہ ہے جو قرنیہ کی پچھلی طرف
ہوتا ہے۔ اور دوسرا وہ ہے جو رطوبت بلوریہ کے اگلی طرف ہوتا ہے۔ دوسری رطوبت
بلوریہ ہے۔ یہہ ایک منجمد رطوبت ہے جسکی شکل مسور کی سی ہوتی ہے۔ جو زجاجی جسم
میں رکھی ہوئی ہے۔ تیسری رطوبت زجاجیہ ہے۔ یہہ مادہ صاف شفاف ہوتا ہے
جو پردہ شبکیہ کے اندر رکھا ہوا ہے۔ چونکہ مصر میں آنکھ کی امراض بہت ہیں۔ اور سب
سے زیادہ رمد ہوتی ہے۔ اس واسطے ہم اسکے انواع کا سبب سے ذکر کرتے ہیں۔ اور
کہتے ہیں۔

دوسری فصل رمد کے بیان میں

رمد (آنکھ کی سرخی) پردہ ملتحمہ کے التہاب کا نام ہے۔ اس کے اسباب بکثرت ہیں
مثلاً۔ روشنی کی کثرت۔ آنکھ میں ریت غبار تنکا وغیرہ اجسام غریبہ کا داخل ہونا۔ کبھی حیض کی
بندش یا خون یا پسینہ معتاد کی رکاوٹ یا کسی جلدی بیماری کے بند ہونے سے رمد ہو جاتی ہے۔ کبھی
اسکے اعراض بہت ہو جاتے ہیں۔ مثلاً چہرے کی سرخی۔ حصبہ۔ جدری۔ سخت بخار نمودار
ہوجاتا ہے کبھی دماغ کے امراض بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ مصر میں دریائے نیل کے اترنے
کا وقت بھی اس مرض کا بڑا سبب ہے۔ یہانتک کہ عوام الناس کہا کرتے ہیں کہ جو رمد
نزول دریائے نیل کے وقت عارض ہوتی ہے خطرناک ہے کہ ردی کیفیت سے ہوتی
ہے۔ اسوقت ننگا سونا اور سرد پانی سے منہ دھونا (جبکہ پسینہ آیا ہوا ہو) اور سر کا پسینہ
رک جانا بھی اس مرض کا سبب ہوا کرتا ہے۔ بعض لوگ بہ نسبت بعض کے اس مرض کے لیئے
زیادہ مستعد پائے جاتے ہیں۔ مثلاً۔ بچے لیمفاوی مزاج والے۔ پست مرطوب مکانوں
میں رہنے والے گھڑی ساز کاتب وغیرہ نظر سے زیادہ کام لینے والے۔ بہت جاگنا
وہر ایک چیز آنکھ کو تکانے والی بھی اسکا سبب ہے۔ رمد کی کئی قسمیں ہیں۔ رمد خفیف
اور شدید اور خبیث اور مزمن۔ اور خفیف کی یہہ حقیقت ہے۔ کہ پردہ ملتحمہ میں خفیف
سا التہاب ہوجاتا ہے۔ جس سے آنکھیں سرخ ہوتی ہیں۔ مریض محسوس کرتا ہے کہ
گویا اسکی آنکھوں میں ریت یا کوئی جسم واقع ہو گیا ہے۔ آنکھوں سے آنسو آتے ہیں۔
روشنی سے آنکھوں کو کسی قدر تکلیف ہوتی ہے۔ پلکیں کسیقدر چمٹ جاتی ہیں۔ اگر اعراض
اس حد تک ہیں تو مریض چار پانچ روز کے بعد اچھا ہو جاتا ہے۔ دوسری قسم رمد
شدید ہے۔ یہہ قسم پہلی کی طرح ہے مگر اس کے اعراض قوی ہوتے ہیں۔ آنکھ روشنی کی تحمل
نہیں ہو سکتی پلکیں منطبق ہو جاتی ہیں۔ سرخی زیادہ ہوتی ہے۔ درد بہ شدت ہوتا ہے
کبھی اجفان متورم ہو جاتے ہیں۔ دیکھنے کی طاقت زائل ہو جاتی ہے۔ آنکھوں سے آنسو
بکثرت نکلتے ہیں۔ سر میں درد ہوتا ہے۔ نیند نہیں آتی۔ یہہ اعراض غروب آفتاب کے بعد زیادہ
ہو جاتے ہیں۔ اور دن نکلنے تک برابر لگے رہتے ہیں۔ مریض کو جلد میں حرارت محسوس ہوتی
ہے۔ نیند نہیں آتی۔ سر درد ہوتا ہے۔ یہہ حالت کبھی گیارہ بارہ روز تک رہتی ہے۔

پھر بتدریج گھٹتی جاتی ہے ۔ پھر زائل ہو جاتی ہے ۔ اور قوت بصارت ٹوٹ آتی ہے ۔

تیسری قسم رمد خبیث ہے ۔

یہ قسم ہر دو اقسام سابقہ سے درد اور اعراض میں سخت ہے ۔ اسکا التہاب آنکھ کے تمام اجزا کو گھیر لیتا ہے ۔ اجفان بالکل منطبق ہو جاتی ہیں ۔ صداع شدید ہوتا ہے ۔ یہانتک کہ مریض محسوس کرتا ہے کہ اُسکی آنکھیں پھٹی جاتی ہیں ۔ درد سر تک پہنچتا ہے ۔ یہاں تک کہ بعض وقت التہاب دماغ پیدا ہو جاتا ہے کبھی آنکھ میں پیپ پڑ جاتی ہے ۔ آنکھ کے اندر پھوڑا پیدا ہو جاتا ہے ۔ کبھی یہ التہاب پردہ قرنیہ تک مار کرتا ہے ۔ اور اُسکو پھاڑ دیتا ہے ۔ جس سے پردہ قزحیہ باہر نکل آتا ہے ۔ یا آنکھ کی رطوبت بہ جاتی ہے ۔ اور مریض اندھا ہو جاتا ہے ۔ اللھم احفظنا ۔ ان ہر اقسام میں کبھی صرف ایک آنکھ سُرخ ہوتی ہے ۔ یا ہر دو معاً کبھی یکے بعد دیگرے سُرخ ہو جاتی ہے ۔

رمد مزمن کے بیان میں

یہہ قسم رمد حاد کے بعد لاحق ہوا کرتی ہے ۔ اور کبھی ابتدا ہی سے ہو جاتی ہے ۔ اسکے اعراض انواع سابقہ کے اعراض سے خفیف ہوتے ہیں ۔ مگر مختلف ہوتے ہیں ۔ کبھی ایک ہی حالت پر رہتے ہیں ۔ گاہے بڑھ جاتے ہیں ۔ کبھی کم ہو جاتے ہیں ۔ مریض کی آنکھوں سے ہمیشہ آنسو جاری رہتے ہیں ۔ آنکھیں سُرخ رہتی ہیں ۔ اجفان غلیظ و سخت ہو جاتی ہیں پڑوال پڑ جاتے ہیں ۔ یہ مرض مریضوں کی مختلف مزاج ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتی ہے ۔ خنازیری یا فرنگی مزاج والوں میں خنزیری یا فرنگی کہلاتی ہے ۔ اور اس رمد کو رمد فرنگی ۔ یا حداری کہتے ہیں ۔ اسکا علاج بلحاظ حالات مختلفہ کے مختلف ہے علاج رمد خفیف کا علاج یہ ہے ۔ کہ سخت روشنی سے پرہیز کریں ۔ اور ٹھنڈے پانی یا جس میں سرکہ یا تھوڑی سی پھٹکری ملی ہوئی ہو ۔ دن میں کئی دفعہ دھوئیں ۔ اور غذا زود ہضم و خفیف استعمال کریں ۔ اور دوسری قسم یعنے رمد شدید کا علاج یہہ ہے ۔ کہ فصد عام یا خاص کریں ۔ اسطرح پر کہ ہر دو گوشہ چشم یا کنپٹیوں کے اوپر جونکیں لگائیں ۔ اگر جونکیں نہ ملیں تو پچھنے لگائیں ۔ اور مریض کے دونوں قدموں کو رائی والے گرم پانی میں رکھیں ۔ اور پھٹکڑی اور روح طوطیا یعنے نیلا تھوتھا کا قطور آنکھ میں الیر

کیونکہ اسکا خاصہ ہے کہ التہاب کو دوسرے التہاب میں جو جلدی جانیوالا ہو تبدیل کردیتا ہے۔
اس قطور سے صبح و شام چند قطرے ڈالیں۔ اگرچہ اس کے ڈالنے سے درد پیدا کرتی ہے۔ لیکن چند
منٹوں کے بعد زائل ہوتی ہے۔ اور پھر راحت و آرام حاصل ہوتا ہے۔ اور تین چار دن گذرنے کے
بعد التہاب کم ہوجاتا ہے۔ اور رمد بالکل آہستہ آہستہ زائل ہوجاتی ہے۔ اگر تیسرے دن کے
بعد آرام نہ ہو۔ یعنے مرض بحال رہے یا بڑھ جائے تو ہر دو کنپٹیوں پر جونکیں لگاؤ اور کوئی
خفیف مسہل پلائیں۔ اور گدی پر کوئی چوڑی گدی رکھیں۔ پھر کاسٹک لوشن کے چند قطرے
آنکھ میں ڈالیں۔ تیسری قسم یعنے رمد خبیث کا علاج یہ ہے۔ کہ اس میں کوئی قوی الفعل قطور
نہ ڈالیں۔ کیونکہ رمد کی اس حالت میں اسکے ساتھ پردہ قرنیہ میں زخم یا کوئی سوراخ بھی ہوتا ہے
بہتر یہ ہے۔ کہ کسی سخت مسہل یا گدی پر کوئی پھپھنے لگانے سے علاج کریں۔ اور جب تیزی کا زمانہ
گذر جائے اور رمد مزمن ہوجائے تو کاسٹک لوشن کے چند قطرے یا اسکی مرہم آنکھ میں
ڈالیں۔ کیونکہ اس مرض میں یہ دوا نہایت مفید ہے۔ اور مزمن کا علاج رمد حاد کی طرح کریں
اس میں اتنا اضافہ اور کریں۔ کہ پھٹکڑی اور روح طوطیا اور مصری کا سرمہ بنا کر استعمال کریں۔
یا خالی سرمہ یا تھوڑی سی مُر اور میران اور زردت سے ملا کر بطور سرمہ استعمال کریں مگر سرمہ
نہایت باریک غبار کی مانند ہونا چاہیے۔ اگر باریک نہ ہوگا۔ تو آنکھ میں رڑکے گا۔ اور مرض
زیادہ ہوگی۔ اس قسم کے علاج میں روکسائڈ آف مرکری یا کاسٹک کی مرہم بھی مجرب ہے
جسطرح حک الاجفان یعنی آنکھوں کی خارش۔ نیلا طوطیا مفید ہے۔ اور سب سے زیادہ مفید سرکہ
اور کاسٹک لوشن ہے۔ اگر رمد فرنگی یا خنزیری ہو۔ تو ان امراض کے علاج سے علاج کرنا
چاہیے۔ جو انکے محل میں مذکور۔ اور بچوں کی رمد کا حال ہم بچوں کی امراض میں لکھ آئے
ہیں۔ وہاں سے دیکھو۔

چوتھا حصہ جب رمد میں کوئی علاج مفید نہ ہو تو اسکا سبب یہ ہوگا کہ یا تو اول ہی
علاج نہ کیا گیا ہوگا۔ یا ردی علاج کیا گیا ہوگا۔ یعنے ایسی چیزوں سے علاج ہوا ہوگا جنکے
اندر مرض دفع کرنے کی خاصیت بھی نہ تھی یا چیزیں گرم ہونگی جنہوں نے آنکھ کی ترکیب
کو بگاڑ دیا ہوگا۔ اس واسطے ہم چند وصایا ذکر کرتے ہیں۔ **پہلی وصیت** اگر رمد خفیف
ہو تو مریض کو روشنی میں نہ رکھیں۔ اور ٹھنڈے پانی سے آنکھ دھوتے رہیں۔ غذا خفیف
اور زود ہضم ہو۔ اور دونوں پاؤں کو گرم پانی میں رکھیں۔ **دوسری وصیت** اگر رمد سخت ہو

تو فصد عام سے علاج کریں - اور کانوں کے پیچھے جونکیں یا پچھنے لگائیں - اور پرہیز کامل رکھیں - اور رتر ہندی یا لیموں استعمال کریں - پھر پھٹکڑی اور روح طوطیا کا مرکب قطور یا کاسٹک لوشن استعمال کریں - اگر اس سے فائدہ نہ ہو تو فصد خاص کا اعادہ کریں - اور مادے کو پھیرنے والی ادویہ کا استعمال کریں **تیسری وصیت** جب رمد شدید ہو جائے تو ادویہ مہیجہ استعمال کریں - بلکہ ادویہ مصرفہ جو التہاب قوی کی ضد ہوں - اور مسہل اور ہشر یہ عملہ اور کامل پرہیز سے علاج کریں اور جب تیزی کا زمانہ گذر جائے تو کاسٹک لوشن یا ائس کی مرہم یا اوکسائڈ اوف زنک کی مرہم استعمال کریں - **چوتھی وصیت** اگر رمد مزمن ہو - تو ادویہ مذکورہ پر نہایت باریک پسا ہوا سُرمہ اضافہ کریں - **پانچویں وصیت** اگر رمد حیض یا خون معتاد یا کسی جلدی امراض کے رُک جانے سے پیدا ہو تو اس کے دوبارہ جاری کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے - اگر اس کے ساتھ آتشک یا خنازیر ہو - تو اُن مرضوں کا علاج کرنا چاہیے -

پانچواں حصہ اُن امراض کے بیان میں جو رمد کے پیچھے عارض ہوتی ہیں

کبھی رمد کے بعد پردہ قرنیہ میں زخم ہو جاتا ہے - تو یا پھٹ جاتا ہے یا پردہ قرحیہ جسکو عنا وہ یا نقطہ بھی کہتے ہیں - باہر نکل آتا ہے - کبھی وہ پردہ وسیع یا تنگ ہو جاتا ہے کبھی آنسو جاری ہو جاتے ہیں - کبھی پپوٹے پھر جاتی ہیں - کبھی پروال ہو جاتے ہیں - کبھی نیلا پانی اتر آتا ہے - اسواسطے مختصر طور پر ہم انکا کچھ حال بیان کرتے ہیں - پس قرنیہ کا زخم رمد شدید کے بعد پیدا ہوتا ہے - اُسوقت اگر انسان مریض کے آنکھ میں غور سے دیکھے تو پردہ قرنیہ کی سطح پر بہت سی مختلف سطحیں جو دھندلے انگور سے مشابہ ہوتی ہیں نظر آتے ہیں - یا یا مصنوعی الماس کی سی سطح معلوم ہوتی ہے - جب یہ حالت ہو جائے تو روح افیون کے چند قطرے صبح و شام آنکھ میں ڈالا کریں - اکثر اس سے قروح مذکورہ مل جایا کرتے ہیں - اگر کافی نہ ہو تو آنکھ میں پھٹکڑی اور روح طوطیا اور مصری مساوی الاجزاء کا سرمہ بنا کر ڈالیں اور کبھی پھٹکڑی کی بجائے کیلومل ڈالا کرتے ہیں - اور ہر دن دو دفعہ ڈالتے ہیں - مگر شرط یہ ہے کہ یہ سُرمہ نہایت باریک ہو ورنہ بجائے نفع کے نقصان ہوتا ہے - یا کاسٹک لوشن یا کاسٹک مرہم استعمال کریں - اور باوجود اس علاج کے گدی پر کوئی آبلہ خیز دوائی

رکھیں ۔یا کوئی سخت مسہل دیویں اور قرنیہ کا پھٹ جانا اور قرحیہ کا باہر آنا اسطرح معلوم ہوتا ہے ۔کہ قرنیہ پر چھوٹا سا سیاہ ورم ظاہر ہوتا ہے ۔ اسکا علاج یہہ ہے ۔کہ ہر تیسرے یا چوتھے دن ایک دفعہ کاسٹک کے قلم سے اُسکو ملیں ۔یہانتک کہ ورم زائل ہوجائے اسکے علاج میں کاسٹک لوشن اور خلاصتہ اللفاح کا مرکب قطور بھی استعمال کرتے ہیں ۔ اور اس کے ساتھ ہی سخت مسہل دیتے ہیں ۔گدی پر آبلہ خیز دوائی رکھتے ہیں ۔ بازوؤں میں دانہ کھول دیتے ہیں ۔ اور مناسب یہہ ہے کہ ادویہ مصرفہ جنکا ذکر ہم نے قرنیہ کے علاج میں کیا ہے ۔ استعمال کریں اور سفیدی جسکو غشاوہ نقطہ بھی کہتے ہیں ۔یہہ ایک سفید نقطہ ہوتا ہے جو سیب سے مشابہ ہوتا ہے ۔یہہ نقطہ پردہ قرنیہ پر ہوتا ہے ۔اور اکثر اوقات اس سے شفا پانا مشکل ہوتا ہے ۔کیونکہ یہہ قرنیہ کے ملجانے سے پیدا ہوتا ہے جسطرح زخم کے ملجانے کے بعد جلد پر التہام پیدا ہوتا ہے ۔ چونکہ یہہ التہام ظاہر نہیں ہوتی ۔ اسیطرح یہ نقطہ بھی ۔ پس مناسب ہے کہ مریض کو انواع و اقسام کے علاج سے دکھ نہ دیا جائے ۔ کیونکہ یہہ سب غیر مفید ہوتے ہیں بلکہ بعض وقت ہلاکت کا موجب ہوتے ہیں ۔ یا دوسری تندرست آنکھ بھی خراب ہوجاتی ہے ومعہ یعنی ڈلکہ یہہ پردہ ملتحمہ کے التہاب سے پیدا ہوتا ہے ۔ اور آنسوؤں کی نالی میں پہنچتا ہے ۔جس سے آنسوؤں کی نالی میں غلظت اور تنگی لاحق ہوتی ہے ۔ جسکی وجہ سے آنسو اپنی معتاد جگہ پر نہیں پہنچ سکتے اسواسطے آنکھ میں ٹھہر جاتے ہیں اور چہرے پر پڑتے ہیں اسحالت میں گدی پر کوئی آبلہ خیز دوا رکھیں ۔ یا کاسٹک لوشن کا قطور یا اسکی مرہم استعمال کریں ۔ یا کوئی مجرب سرمہ جو آنسوؤں کے سکھانے یعنے خشک کرنے میں کامل ہو استعمال کریں کمنہ یہ مرض اکثر اوقات آنکھ کے التہاب حاد یا مزمن کے بعد پیدا ہوتی ہے ۔ اور کبھی سخت انفعال نفسانی یا التہاب دماغ یا کسی اور مرض کے باعث ناگہان پیدا ہوجاتی ہے ۔ اور اکثر حالات میں اسکا علاج مشکل ہے ۔اگر رمد کے بعد پیدا ہو تو اس میں وہ ادویہ جو رمد کے لیے مناسب ہیں مفید ہوتی ہیں ۔ اسکی شناخت یہہ ہے ۔کہ آنکھ میں آہستہ آہستہ ضعف پیدا ہوتا ہے ۔ جو بالکل صحت باصرہ بغیر کسی تغیر کے مفقود ہوجاتی ہے ۔ بلکہ دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے ۔کہ مریض بالکل تندرست ہے ۔ لیکن غور سے دیکھیں تو اُسکو معلوم ہوجائے کہ پردہ قرحیہ روشنی اور تاریکی سے بالکل حرکت نہیں کرتا ۔جیسے کہ تندرست آنکھ کو چاہیے تھا ۔ اور یہہ بات اسوقت معلوم ہوتی ہے ۔جب مریض کو کسی جھروکے یا وسیع روشندان کے

سامنے بٹھایا جائے اور بار بار آنکھ کھولنے اور بند کرنے کا حکم دیا جائے۔ کبھی کمنہ بغیر کسی سابق درد کے دفعۃً پیدا ہو جاتا ہے۔ کبھی اس سے پہلے سر درد ہوا کرتا ہے۔ اور یہہ سر درد رمد کے بعد یا التہاب دماغ کے بعد ہوتا ہے۔ **علاج** اس مرض کے حادث ہوتے ہی علاج میں جلدی کرنی چاہیئے۔ اصلاح یہ کہ مریض اگر مضبوط اور قوی ہو تو فصد عام کریں۔ اور پاؤں کو رائی دار گرم پانی میں رکھیں۔ اور سر پر ٹھنڈی پٹی رکھیں۔ اگر مرض مزمن ہو۔ تو فصد مفید نہیں ہوگا اسوقت بہتر یہہ ہے کہ مریض کی گدی پر آبلہ خیز دوا رکھیں۔ اگر یہہ تدابیر فائدہ نہ دیں۔ تو کوئی ماہر لائق طبیب بلائیں۔ جو مناسب علاج کرے۔

نزول الماء۔ یہہ ایک قسم کا سفید سیب جیسا نقطہ ہوتا ہے۔ جو قرنیہ کے پیچھے معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ اس میں نہیں ہوتا۔ بلکہ آہستہ آہستہ آتا ہے خواہ ایک آنکھ میں ہو یا دونوں میں۔ اس سے اندھاپن پیدا ہوتا ہے۔ سوائے دستکاری کے اسکا علاج کوئی نہیں ہے۔ پس اس قسم کے مریض کو چاہیئے کہ کسی ماہر حاذق جراح کو اپریشن کے لیے بلا دے۔ اور اپریشن کرا دے۔ اگر اس مرض کے ساتھ آنکھ کے جوہر میں کوئی اور تغیر نہ ہو تو بیمار بفضل الٰہی شفا پا جاتا ہے۔ **پڑوال** یہ ایک حالت ہے جسمیں پلکوں کے بال پتلی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہہ اکثر رمد مزمن کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ مرض دو قسم کی ہوتی ہے طبعی اور غیر طبعی۔ اگر غیر طبعی ہو۔ یعنے پلک آنکھ کے اندر کی طرف منتقل ہو جائے۔ اور اس سے پتلی میں خارش پیدا ہو جائے تو اس سے ہمیشہ کی سرخی پیدا ہو جاتی ہے۔ جسکی انتہاً اندھاپن ہوتی ہے **علاج** اس مرض کا علاج ادویہ کے ساتھ غیر مفید صرف ایک تسکین دہ طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ بال اکھاڑے جائیں۔ اس طرح سے مریض کو چنداں آرام تو ہو جاتا ہے۔ مگر پھر پہلے سے زیادہ زور کرتا ہے۔ بڑا علاج یہہ ہے کہ بالوں کی بالکل بیخ کنی کی جائے اس کے واسطے کسی ایسے ماہر خبردار جراح کی ضرورت ہے جو اجفان کو قطع کر دے اور بالوں کا استیصال کرے۔

چھٹا حصہ ناک کے امراض میں

یاد رہے کہ ناک تمام امراض کا نشانہ ہے۔ مگر ہم صرف زکام اور نکسیر اور اسکے زخموں کا بیان کریں گے۔ اور ہر ایک بیان کو ایک نسخہ سے تعبیر کریں گے۔

پہلی شاخ زکام کے بیان میں

زکام کو عام لوگ سردی لگنا یا نزلہ دماغیہ کہتے ہیں۔ اسکا بڑا سبب جسم میں سردی کی تاثیر ہے۔ خصوصاً نچلی اطراف کا سرد ہونا۔ یا پسینے کا رک جانا۔ خصوصاً سر کا پسینہ اور کے سر پہ ٹھنڈا پانی گرانا۔ اس کی علامت پیشانی کا بھاری ہونا۔ اور اسکی حرارت نتھنوں کی بندش اور چھینک سر درد اور ناک سے مادے کا بہنا ہے۔ یہہ مادہ پہلے سفید پتلا سا ہوتا ہے۔ پھر تیز ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ اوپر کی لب کو زخمی کر دیتا ہے **علاج** اگر زکام خفیف ہو۔ تو سردی سے بچنا۔ اور ابخرہ طینہ کا سونگھنا۔ اور گرم کپڑوں کا پہننا کہ پسینہ آجائے۔ اور گوشہ میں بیٹھنا اور قدموں کا رائیدار گرم پانی میں رکھنا ہی کافی علاج ہے۔ اگر ثقیل ہو یعنے ساتھ بخار بھی ہو۔ تو راحت وسکون اور پرہیز اور فصد عام خاص اور شربہ محللہ کا پینا واجب ہے۔ اگر مزمن ہو جانے کا خوف ہو۔ تو گدی یا ہر دو بازوؤں پر آبلہ خیز دوا رکھیں۔

دوسری شاخ نکسیر کے بیان میں

نکسیر وہ خون ہے جو ناک سے جاری ہوتا ہے۔ یہہ مرض دموی مزاج جوانوں اور بوڑھوں کو عارض ہوتی ہے۔ اُسکا سبب نتھنوں میں یا سر میں خون کی کثرت ہے۔ کبھی سخت غصے یا حیض کے بند ہونے یا بواسیر کا خون بند ہونے یا معتاد حجامت یا فصد کے رکنے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہہ مرض اگر خفیف ہو تو کچھ خطرہ نہیں ہے۔ بلکہ کبھی صحت کے لیئے مفید ہوتی ہے۔ اگر بکثرت ہو۔ اور ناک میں زخم ہونے سے پیدا ہوئی ہو۔ اور مریض کی ہلاکت کا خوف ہو۔ تو مناسب علاج کریں۔ اسطرح پر۔ کہ اگر اسکا سبب زخم ہوں تو مرہم بسیط یعنے سادہ یا اسمیں اوگسائڈ اوف زنگ کا اضافہ کر کے علاج کریں۔ اور ادویہ ملینہ بابعد کسو نکسیر اگر نکسیر کثرت سے ہو اور دماغ کے پردے سے آتی ہو۔ تو مریض کے سر پر یا اس گدی یا پیشانی پہ سرد پٹیاں رکھیں اور پاؤں کو رائی دار گرم پانی میں رکھیں اور پانی اور سرکہ یا شب یمانی سائیدہ سے استنشاق کریں۔ اگر یہ تجاویز فائدہ نہ دیویں تو کسی کپڑے کو بھگو کر اور اسپر پسی ہوئی پھٹکری چھڑک کر نتھنوں میں رکھیں **فائدہ** نکسیر کے بند کرنے میں مجرب تدبیر یہہ ہے کہ مریض کی ناک کو انگلیوں میں پکڑیں۔ اور اسکے بازوؤں کو چند منٹ اوپر کی طرف اٹھا کر پھر

بشرطیکہ مریض قائم ہو - یا بیٹھنے والا - نہ لیٹا ہوا - اسطرح سے نکسیر بند ہونے کا سبب یہہ ہے - کہ
بازوں کے اٹھانے سے خون دل اور پھیپھڑے کی طرف اتر آتا ہے - اوساوپر کو نہیں چڑھتا -

تیسری شاخ ناک کے زخموں کے بیان میں

یہہ زخم زکام کے بعد یا کسی اور سبب سے پیدا ہوا کرتے ہیں - یہہ چھوٹے چھوٹے زخم ہوتے
ہیں - جو ناک کے اندر پیدا ہوتے ہیں - اور اُنپر چھلکے جم جاتے ہیں - جو مدت تک رہتے
ہیں - مریض کو تکلیف ہوتی ہے - وہ ہمیشہ ناک میں انگلیاں ڈالتا رہتا ہے - اور جب
انکا چھلکا اندمال کے قریب آتا ہے - چھیل ڈالتا ہے - بعض اوقات یہہ زخم ردی طبیعت
والی مرض بن جاتی ہیں - اس کے علاج کی اچھی تدبیر یہہ ہے کہ مریض انہیں ہاتھہ نہ لگایا
کرے - اور روغن بادام یا مرہم خیار سے تدہین کرے اگر یہہ تدابیر فائدہ نہ دیں تو کاسنگ
لوشن سے لیپ کریں یا ان پر مرہم رصاص (اوکسائڈ آف انگ کی مرہم) لگائے -

ساتواں حصہ امراض فم (منہ کے امراض) کے بیان میں

(اسکے ضمن میں دو شاخیں ہیں - پہلی شاخ لب کی پھنسیوں کے بیان میں) -
کبھی لب پر چھوٹے چھوٹے دانے نکل آیا کرتے ہیں جو مختلف مادوں سے پر ہوتے ہیں -
بعض ان میں سے نکال (کھانے والے) بھی ہوتے ہیں یہہ دانے آسانی سے پھوٹ
جاتے ہیں - انپر چھلکا پیدا ہو جاتا ہے - ان کا قاعدہ گاہے سخت ہوتا ہے - اسوقت اُنکے
علاج میں سستی نہیں کرنی چاہیئے - کیونکہ بعض اوقات ردی الطبیعتہ مرض کی طرف مستحیل ہو جاتے
ہیں - اسواسطے ان کا علاج شروع میں ہی کرنا چاہیئے اسطرح کہ اُنپر کوئی ملین پلٹس باندہیں
اور کوئی بھڑنے والی چیز اُن کے نزدیک نہ کی جاوے - اور اُن کے قاعدہ پر ہر تین چار دن
کے بعد چند جونکیں لگائی جائیں -

دوسری شاخ منہ و زبان کے التہاب اور مسوڑوں کے زخم کے بیان میں

کبھی منہ کے اندر اُسکے دونوں اطراف یا زبان پر دانے یا زخم یا التہاب ظاہر ہوجاتا ہے
اسکا سبب سرد کے بعد گرم یا گرم کے بعد سرد کھانا ہوتا ہے کہ جسم میں کوئی عام مرض اسکا محرک

ہوتی ہے پہلی حالت میں اگر مرض منہ تک ہی محدود ہو تو علاج دفعی ہونا چاہیئے۔ یعنے ادویہ ملینہ وسکنہ سے غرغرہ کریں۔ اور دوسری حالت میں غرغروں کے علاوہ اشربہ محللہ اور مسہل خفیفہ بھی استعمال کریں۔ مثلاً تمر ہندی اور خیارشنبر کو ماء الجبن میں بگاڑ کر پلائیں۔ اور غذا خفیف زود ہضم ہونی چاہیئے۔ جب التہاب زائل ہو جاوے۔ تو زخموں یا دانتوں کو نیلے تھوتھا کے ساتھ جسکو کہ علم کیمیا میں کبریتان النحاس کہتے ہیں سے کاشگ کے ساتھ دراغ دیا جائے لیکن اسکے بعد فوراً سرد پانی سے کلی کریں تاکہ اُن اشیا میں سے کوئی چیز اندر نہ چلی جائے۔ غالباً ان تدابیر سے یہ زخم اچھے ہو جایا کرتے ہیں۔ اور اگر وہ زخم افرنجی ہوں۔ تو انکا ذکر اُنکے محل میں لیا جائیگا

تیسری شاخ مسوڑوں کے چھوٹنے میں مسوڑے اکثر پھول جایا کرتے ہیں کبھی ان سے مسوڑوں میں درد ہوتا ہے۔ اور کبھی نہیں ہوتا۔ اسکا سبب مسوڑے میں التہاب مزمن یا دانتوں میں کسی مرض کا ہونا ہے۔ پہلی حالت میں مریض کو ادویہ قابضہ سے غراغر کرائیں۔ اور غذا صرف نباتاتی ہو۔ کوئی نمکین چیز اور روحی شراب استعمال نہ کریں اور مسوڑوں پر تین یا چار جونکیں لگاوے۔ دوسری حالت میں سبب کا ازالہ کریں۔ اگر دانت بوسیدہ ہو تو اکھاڑا جائے۔

چوتھی شاخ دانتوں کے امراض میں

دانت اگرچہ سخت ہیں تاہم اکثر امراض کا نشانہ ہیں کیونکہ ان میں جواہر غذائیہ اور التہاب باطنیہ اثر کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً گرم کے بعد سرد کھانا یا سرد کے بعد گرم کھانا یا ترش اشیاء کا استعمال کثرت سے کرنا۔ یا مسوڑوں کا کوئی مرض یا دانتوں کے درمیان جواہر غریبہ کا واقع ہونا۔ یا کسی خاص مرض مثلاً مرض خنازیر کا واقعہ ہونا۔ یہ سب امور غالباً دانتوں کے امراض کا باعث ہوتے ہیں پست مرطوب مکانوں میں رہنا۔ اور التہاب ہضم . . . بھی اس مرض کا موجب ہوتا ہے شہروں کے رہنے والے دانتوں کے امراض میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ اور اغنیا بہ نسبت فقراء کے اس مرض میں زیادہ مبتلا پائے جاتے ہیں۔

پانچویں شاخ دانتوں کے کیڑا لگنے کے بیان میں

یہ مرض کثیر الحصول ہے جسکو دانتوں سے وہ تعلق ہے۔ جو زخموں کو نرم اجزا سے اسکی

علامت یہہ ہے۔ کہ کرم خوردہ دانت میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اور غالبًا اس کے ساتھ درد ہوتی ہے۔ جو یہاں تک سخت ہوجاتی ہے کہ مریض کو چین نہیں آتا۔ اور سخت سر درد پیدا ہوتا ہے۔ اُسکا علاج یا واقیہ ہوگا یا دوائیہ۔ واقیہ کے یہہ معنے ہیں کہ سرد کے بعد گرم اور گرم کے بعد سرد اشیا استعمال کرنے سے پرہیز کرے۔ اور ہمیشہ دانتوں کو صاف رکھے اسطرح ہر کھانے کے بعد کلی کرے پھر دانتوں کو پونچھے۔ اور اگر جواہر غذائیہ ان میں داخل ہو جائیں تو انکو نرمی سے نکالدے۔ دوائیہ کے معنے ہیں کہ کرم خوردہ دانت جڑھ سے نکالا جائے۔

چھٹی شاخ دانتوں کی میل کے بیان میں

بعض لوگوں کے دانتوں پر سفید یا گندم گون مادہ جو چونے کی مشابہ ہوتا ہے چڑھ جاتا ہے جو آہستہ آہستہ جمع ہوتا رہتا ہے۔ پھر پتھر یا ہڈی کی طرح سخت ہوجاتا ہے۔ یہہ مادہ دانتوں کے قاعدہ کی طرف بہ نسبت اعلی طرف کے زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے دانت غلیظ ہوجاتے ہیں اور مسوڑے خراب ہوجاتے ہیں۔ اور بعض اوقات ساقط ہوجاتے ہیں یا بوسیدہ ہوجاتے ہیں۔ یہہ مادہ پیدا ہوجائے تو مسواک یا برش سے دور کرنا چاہیے۔ اگر اس سے زائل نہ ہو۔ تو چھری سے دور کرنا چاہیے۔

ساتویں شاخ دانتوں کے درد بیان میں

مشہور ہے کہ دانت جب کرم خوردہ ہوتے ہیں تو اکثر اوقات انکے ساتھ سخت درد ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ اسوقت انکا اکھاڑنا ہی ہوتا ہے۔ لیکن بعض وقت مریض کی عدم رضا یا کسی ماہر کے نہ ملنے سے نکلوانا نہیں ہوسکتا۔ اسوقت کوئی مسکن چیز مثلاً افیون یا روئی کا پھویہ جو روح لیموں سے تر کیا گیا ہو۔ لگانا چاہیے۔ بعض طبیب گرم لوہے یا تیزآب گندھک یا تیزآب نمک یا کریہ زوٹ کے ساتھ داغ دیتے ہیں۔ مگر اس میں بڑی ہوشیاری سے کام لینا چاہیے۔ اور بہتر یہہ ہے کہ کرم خوردہ دانت کی جگہہ کو قلعی کے ورق سے مضبوط کیا جائے۔ بشرطیکہ کرم خوردہ دانت کی کھوکھ تنگ ہو۔ اور قلعی کا ورق دانت کے مرکز میں رکھا جائے۔

آٹھویں شاخ دانتوں کے ضرس کے بیان میں

ترش اشیاء مثلاً لیموں اور سرکہ کے کھانے سے دانتوں میں ایک قسم کا احساس اور الم محسوس ہوتا ہے اسکو ضرس کہتے ہیں۔ جب یہہ حالت ہو تو دانتوں پر مغنیسا ملنا چاہیے۔

آٹھویں فصل اعضاء حرکت کے امراض کے بیان میں

اعضاء حرکت عضلات اوتار مفاصل ہڈیاں اور اعصاب ہیں۔ مگر ہم یہاں صرف عضلات اور مفاصل کا ذکر کرینگے۔ کیونکہ یہی اکثر امراض کے نشانہ ہوتے ہیں۔ اس کے ضمن میں کئی شاخیں ہیں۔

پہلی شاخ حدر اعضلی جسکو التہاب عضلی بھی کہتے ہیں کے بیان میں

یاد رہے کہ عضلات بھی باقی اعضاء کی طرح التہاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس التہاب کی علامت سخت تیز درد ہے۔ جو عضو کے ہلنے اور چھونے کے وقت بڑھتا ہے۔ اسکی خاصیت ہے۔ کہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ منتقل ہوتا رہتا ہے۔ یا قطعاً زائل ہوجاتا ہے۔ اور کسی وقت میں لوٹ آتا ہے۔ پھر کبھی منتظم ہوتا ہے۔ کبھی غیر منتظم۔ اور کبھی التہاب باہر سے زائل ہوجاتا ہے۔ اور اندر رہ جاتا ہے۔ اس سے دل یا معدے یا دماغ وغیرہ اعضاء میں بیقراری اور تشویش پیدا ہوتی ہے۔ اور مریض کے اعضاء میں ورم ہوجاتا ہے۔ دل میں گرمی اور نبض میں تواتر اور بخار بھی ساتھ ہوتا ہے۔ اسکا زیادہ سبب پسینے کا رکنا ہے خصوصاً جبکہ انسان تھکا ماندہ ہو اور پسینہ آیا ہوا ہو۔ اور پسینے کی حالت میں ایسے جھروکے کے سامنے بیٹھ جائے جس سے بکثرت ہوا گذرتی ہو۔ جب یہہ حالت پیدا ہوگی۔ تو یہہ مرض لاحق ہوجائے گی۔ فقرا اور لشکری لوگ جنکو اکثر زمین پر سونا پڑتا ہے وہ اس مرض میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ کبھی یہہ مرض عضلے کے پھٹنے یا دبنے یا آلات ہضم کے التہاب مزمن سے پیدا ہوتی ہے۔ علاج جب یہہ مرض کسی سبب سے پیدا ہوجائے۔ اور ساتھ بخار بھی ہو۔ تو فصد عام سے علاج کریں۔ اور درد کی جگہہ پر چند جونکیں لگوائیں۔ یا درد کی جگہہ پر لینن پلٹس یا خردل پلسٹر

لگائیں۔ اور مریض کامل پرہیز رکھے اور اشربہ محللہ اور معرقہ مثلاً گل بلسان گل بنفشہ گل خبازی گل خطمی کا خسانده استعمال کریں۔ اگر درد سخت ہو یہاں تک کہ مریض کو نیند نہ آئے تو اشربہ مذکورہ پر چند قطرے روح افیون یا خلاصۃ الخس یا کلورافارم کے زیادہ کریں۔ تاکہ اُسکو نیند آجائے

دوسری شاخ وجع مفاصل مزمن کے بیان مین

اس مرض میں درد کم ہوتا ہے۔ بخار ساتھ نہیں ہوتا۔ اس کے اسباب و اعراض مرض سابق کی طرح ہیں۔ اس مرض میں فصد عام نہ لیں۔ بلکہ جونکیں لگانے یا پچھنے لگانے پر اکتفا کریں۔ اور حمام بخاری اس میں بہت مفید ہے۔ مگر یہ علاج بہت مدت کرنا چاہیے۔ اور مرض کی جگہ پر صرف نوشادر یا اس میں کافور ملاکر یا زیتون میں کافور آمیز کر کے یا الکوہل میں کافور یا افیون ملاکر ضماد کریں اور یا عشبہ یا چرائتہ یا دونوں کا جوشاندہ بناکر دیں۔ اور غذا خفیف اور زود ہضم استعمال کریں۔ اور گرم کپڑا پہنے اور جہاں تک ہوسکے برودت و رطوبت سے پرہیز کرے۔ اگر یہ تدابیر مفید نہ ہوں۔ تو درد کی جگہ پر آبلہ خیز دوا رکھیں۔ پھر کسی مرہم سے مندمل کردیں۔ اگر یہ مرض آتشک سے ہو۔ تو اس مرض کا علاج کریں۔ بعض عوام الناس کرتے ہیں۔ اسکا سبب ایک طبعی ریح ہوتی ہے جو دل کے نیچے داخل ہوجاتی ہے۔ اور اس سے وہ درد پیدا ہوتا ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ انہوں نے نتیجے کو سبب کے ساتھ ملادیا ہے۔ کیونکہ اسکا سبب جسم میں سرد ہوا کی تاثیر ہے کہ پسینے کے رکنے سے جلد کی قوت حیات زائل ہوجاتی ہے۔ اور ریح عضلے پر غالب ہوجاتی ہے جس سے درد و التہاب پیدا ہوتا ہے۔ یہ مرض مصر میں بہت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ اکثر ٹھنڈے پانی سے پسینے کے وقت نہا لیتے ہیں۔ جس سے پسینہ رک جاتا ہے۔ اور اکثر لوگ پست مرطوب مکانوں میں رہتے ہیں۔ جس کے سبب سے یہ مرض پیدا ہوجاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ مصر والوں کو یہ مرض زمین پر سونے اور ننگے منہ سونے اور لباس کی پروا نہ کرنے اور سردی سے نہ بچنے کے باعث عارض ہوتی ہے۔

تیسری شاخ درد پشت کے بیان میں

یہ مرض بھی ایک قسم کے عضلے کا درد ہے۔ اسکی علامت یہ ہے کہ کمر کے نیچے سخت درد ہوتا ہے جو کبھی سرین تک پہونچتا ہے۔ اسکا علاج عضلے کے درد کا سا ہے۔ خواہ حاد ہو۔ یا مزمن اس کے

اس کے موافق علاج کرنا چاہیئے۔

چوتھی شاخ امراض مفاصل کے بیان میں

مفاصل ہڈیوں کے اطراف کے اجتماع اور انکے باہمی اتصال کی جگہ ہے۔ یہہ رباط کے ذریعہ سے آپس میں ملتی ہیں اور انکا باطن سفید جھلی کے ساتھ ڈھپا ہوا ہے۔ جو کہ مادہ مصیلہ کو خارج کرتی ہیں تاکہ انکی سطح تر رہے۔ اور مفاصل کی حرکت آسانی سے ہو سکے مفاصل کے ارد گرد انکے بچاؤ کے لیے الیاف نہیں ہوتیں اسی واسطے التہاب نفس مفصل میں ہوتا ہے نہ الیاف وتر یہ میں یہہ التہاب حاد اور مزمن اور بکلس کے لیے مستعد رہتے ہیں۔

پانچویں شاخ التہاب مفصلی حاد اور مزمن کے بیان میں

اس التہاب کی علامت تیز ثقیل درد ہوتا ہے۔ جو مفصل میں عارض ہوتا ہے۔ جو ادنی حرکت اور ادنی لمس سے بڑھتا ہے غالباً اس کے ساتھ التہاب اور مفصل میں حرارت اور سخت بخار ہوتا ہے اس کے اسباب وہی ہیں جو وجع عضلی حاد کے ہوتے ہیں۔ جب یہہ مرض لاحق ہو تو اُس کے علاج میں جلدی کرنی چاہیے۔ اور جب شفا ہو جائے۔ تو اُس کے دوبارہ لوٹنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہہ جلدی لوٹنے والی ہے۔ اسکا علاج فصد علم یا خاص ہے۔ بشدت اعراض اور قوت مریض کے لحاظ سے مکرر لینا چاہیے۔ پھر آفت زدہ جوڑ پر ادویہ ملینہ مخدرہ رکھیں اور ساتھ ہی پرہیز تام اور اشربہ محللہ کا کریں۔ اگر درد سخت ہو۔ تو مشربات پر چند قطرے روح افیون کے اضافہ کریں۔ جب التہاب کے اعراض زائل ہو جائیں اور درد باقی رہ جائے تو اس جگہ مرہم زیبقی یا روح کافور یا مرہم نوشادر سے ملنا چاہیئے اگر مرض مزمن ہو جائے تو لیسنہ ادر ادویہ سے علاج کریں۔ اور مریض جوڑ پر کوئی آبلہ خیز دوائی رکھیں یا مرہم طرطر کے ساتھ ملیں۔ اگر یہ تدابیر کافی نہ ہوں۔ تو گرم لوہے سے داغ دیں۔

چھٹی فصل نقرس کے بیان میں

یہہ مرض مصر میں کم پائی جاتی ہے اکثر اس میں دولتمند کھانے پینے میں افراط کرنے والے اور وہ شخص جو چالیس سال سے گذر کر ساٹھ کے اندر اندر ہوتے ہیں مبتلا ہوتے ہیں یہہ مرض نقام

صغیرہ میں ظاہر ہوتی ہے۔ اکثر پاؤں کی انگلیوں میں نمودار ہوتی ہے۔ بچوں کو نادر ہی ہوتی ہے۔ اسکی علامت سخت تیز درد ناقابل برداشت اور باری سے آتی ہے جسکی نوبت کبھی منتظم ہوتی ہے۔ کبھی غیر منتظم۔ باوجود اس کے جلد کا رنگ متغیر نہیں ہوتا اسکا علاج وہی ہے۔ جو التہاب عضلی حاد مزمن کا ہے۔ مگر اس میں پرہیز بدرجہ کمال ہونا چاہیئے۔ اور اس مدت میں سوائے اغذیہ نباتیہ اور زود ہضم کے کچھ نہ کھاویں۔

آٹھویں فصل داء افرنجی جسکو مصر میں داء الزہری کہتے ہیں اور عوام الناس آتشک کے لفظ سے تعبیر کرلیتے ہیں اس میں چند حصے ہیں

پہلا حصہ داء افرنجی کے بیان میں

اس مرض کو مصر میں مبارک اور بلا بھی کہتے ہیں۔ عوام الناس کا خیال ہے کہ یہہ مرض بغیر کسی سبب کے ظاہر ہوتی ہے۔ یا خوف و گھبراہٹ یا سردی وغیرہ اسباب مجہولہ سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ خیال فاسد ہے۔ کیونکہ یہ مرض نہ فی نفسہ اور نہ سبب مجہول کے باعث حادث ہوتی ہے۔ بلکہ ایسی عورت سے جماع کرنے سے جو اس مرض میں مبتلا ہو ایسے شخص سے خلط ملط رکھنے سے جو مرض جرب یا جدری میں مبتلا ہو پس یہہ مرض متعدی ہے۔ چونکہ یہہ اعتقاد فاسد تمام عوام الناس کے دلوں میں جاگزین ہے۔ اسواسطے جب کوئی اس مرض پر مبتلا ہو جاتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے تو اسکو اور سبب کیطرف منسوب کرتا ہے۔ اسکی وجہ یا تو حیا ہوتی ہے۔ جسکے سبب سے صاف صاف بیان نہیں کرتا۔ یا اسکا اثر جماع سے کچھ مدت بعد ظاہر ہوتا ہے۔ اسواسطے مریض اس جماع کو اسکا سبب خیال نہیں کرتا اور مشاہدے سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے اعراض اس جماع کے وقت سے چار یا آٹھ دن بعد ظاہر ہوتے ہیں پہلے اسکی علامت اعضائے تناسل میں ظاہر ہوتی ہے چونکہ یہہ مرض متعدی ہے کبھی اس مرض میں مبتلا ہوئے ہوئے کے منہ کو مس کرنے یا اس کے جھوٹا پانی پی لینے سے تندرست آدمی کو عارض ہو جاتی ہے۔ پہلے اعضاء تناسل میں تھوڑا سا زخم یا خارش محسوس ہوتی ہے۔ مگر آخری حالات میں تمام جسم کے اندر اسکے آثار نمودار ہوتے ہیں اور کبھی ماں باپ کی طرف سے موروثی ہوتی ہے۔

یہ بیماری بھی ہے

اور کبھی دودھ پلانے والی سے بچے کو ہوجاتی ہے بعض لوگوں میں اس مرض کی کوئی تاثیر نہیں ہوتی۔ اس قسم کے شخص کے جسم کو اطرش کہتے ہیں **اعراض** اس مرض کے اعراض ابتداء و انتہا کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ ابتدائیہ وہ ہیں جو محض ملاشت سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اعراض انتہائیہ وہ ہیں جو مدت کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ اور پھر ہمیشہ رہتے ہیں۔ اور تمام جسم میں پھیل جاتے ہیں اور مرض عام بن جاتے ہیں۔ ابتدائی اعراض میں سے ایک اعراض وہ جسکو مصری زبان میں بردوہ کہتے ہیں۔ یہہ سفید رنگ کا مادہ ہوتا ہے۔ جو مجرای بول یا مہبل کے التہاب سے پیدا ہوتا ہے۔ اس ساتھ درد اور جلن بھی ہوتی ہے۔ خصوصاً بول کے وقت دوسری علامت یہہ ہے کہ ران میں ایک قسم کا پھوڑا نکل آتا ہے۔ جسکو مصری زبان میں خیرجل کہتے ہیں۔

دوسرا حصہ بردوہ کے بیان میں

یہ ایک سفید رنگ کا مادہ ہوتا ہے۔ جو مردوں میں بول کے نالی اور عورتوں میں مہبل سے جاری ہوتا ہے۔ اُس کے ساتھ درد اور جلن اور سوزش ہوتی ہے خصوصاً بول کے وقت اُس میں چنداں خطرہ نہیں ہوتا۔ لیکن جب سخت ہو جاتا ہے تو مریض کو خون کا بول آتا ہے اور اسی سے اعراض عامہ پیدا ہوتے ہیں۔

تیسرا حصہ خیرجل کے بیان میں

اسکو خیارک بھی کہتے ہیں۔ یہہ ایک ورم ہوتا ہے کھپری کی طرح جو بُن ران میں ظاہر ہوتا ہے۔ جسکو اُردو میں بد کہتے ہیں۔ اسکا حجم آٹھ یا دس دن تک بڑھتا رہتا ہے۔ پھر غائب ہوجاتا ہے۔ یا اس میں پیپ پڑجاتی ہے یا ویسا ہی بغیر کسی درد کے باقی رہ جاتا ہے

چوتھا حصہ آتشک کے زخموں کے بیان میں

یہ زخم کبھی دفعۃً ظاہر ہوتا ہے مصرف اُس کے پہلے تھوڑی سے خارش ہوتی ہے۔ جو جلدی سے زخم بن جاتی ہے۔ یہہ زخم قضیب یا اُس کے حشفہ میں یا موئے زہار میں یا خصیہ کے تھیلی میں نمودار ہوتا ہے۔ اُسکا رنگ سرخ نیل گون ہوتا ہے۔ اور اُس کی طرف

اُٹھے ہوئی ہوتی ہیں۔ پہلے چھوٹا سا ہوتا ہے۔ پھر تھوڑی مدت تک پھیل جاتا ہے ان اعراض کو
اعراض اولیہ کہتے ہیں۔ ایک عورت جو اس مرض میں مبتلا تھی۔ اس سے تین اشخاص نے مجامعت
کی۔ ایک تو مرض سائل میں مبتلا ہوا۔ دوسرا خیارک میں تیسرا زخم میں۔ کبھی سائل دفعۃً منقطع ہو جاتا
ہے۔ اور اُسکے انقطاع سے التہاب خصیہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کبھی سائل مذکور کے ساتھ التہاب
خصیہ بھی پیدا ہو جاتا ہے **اعراض ثانیہ**۔ اعراض اعراض اولیہ کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ
اعراض اولیہ کا علاج نہ کیا جائے یا علاج ردی کیا جاوے۔ اور کبھی کئی مہینوں یا سالوں کے
بعد زائل ہوتے ہیں۔ اور ان اعراض ثانیہ کے ظہور کی علامت یہہ ہے کہ لبوں اور حلق اور
زبان اور تالو میں زخم ہو جاتے ہیں۔ اور چہرے اور سارے جسم میں پھنسیاں نمودار ہو جاتی
ہیں۔ ہڈیاں کمزور ہو جاتی ہیں۔ ناک کی نوک کھائی جاتی ہے۔ ہڈیاں متورم ہو جاتی ہیں ان
میں درد ہوتا ہے۔ جو رات کو زیادہ ہو جاتا ہے۔ جلد پر مختلف رنگ و شکل کے دھبے نمودار ہو جاتے
ہیں۔ اور ہر ایک پھنسی زخم اور دھبے کا رنگ تانبے کے مشابہ ہوتا ہے۔ اگر مرض مزمن ہو جائے
تو ناک گر جاتی ہے تالو میں سوراخ ہو جاتے ہیں چہرہ بدنما ہو جاتا ہے کہ لوگوں کو نفرت آتی ہے۔ بلکہ
خود مریض کو اپنے نفس سے نفرت آتی ہے۔ اگر یہہ اعراض ہمیشہ رہیں تو مریض نہایت دبلا ہو جاتا
ہے۔ پھر اسہال لگتے ہیں پھر بُری حالت سے موت وارد ہوتی ہے **علاج** سفید مادے کا علاج
جبتک اُس کے ساتھہ کوئی زخم اور کوئی پھوڑا نہ ہو۔ راحت و سکون اور پرہیز کے ساتھ ہے نیز
شیرہ بادام اور صمغ عربی جس میں تخم السی کا جوشاندہ جس میں تھوڑا سا شورہ اضافہ کیا گیا ہو پلادیں
اور اس خاص جگہہ کا دھونا اور آبزن بھی مفید ہے۔ اگر التہاب سخت ہو تو اعضائے تناسل یا
ہبل پر جونکیں لگائیں۔ اگر التہاب کے اعراض زائل ہو جائیں اور صرف سفید مادہ باقی رہ جائے۔
تو روغن بلسان یا کبابہ چینی کو تارپین میں ملا کر استعمال کریں۔ اگر مرض ہمیشہ رہے اور مذکورہ بالا
ادویہ سے زائل نہ ہو۔ تو خفیف کاسٹک لوشن سے پچکاری کریں اور کامل علاج کرائیں مریض کو
کئی مہینے پسینہ آور ادویہ پلائیں۔ اور پارے کی گولی یا ایلکوٹر محلول استعمال کریں۔ یہہ علاج
علاج عام کہلاتا ہے۔ اگر خصیہ میں التہاب ہو تو اسپر جونکیں لگائیں اُس کے بعد طلین ضماد اور
جائے مخصوص کا دھونا اور آبزن اور پرہیز کامل اور ہر شبہ محللہ علاج کریں اگر مریض مضبوط
ہو تو علاج سے پہلے فصد عام کریں۔ اور فصد پر مرہم زیبق یا کوئی اور مرہم محلل لگائیں۔ اور التہاب
کے اعراض دور ہونے کے بعد عام علاج کریں **زخموں کا علاج** انکا علاج شروع میں کر چکا ہے

اگر ان کے ساتھ التہاب ہو۔ تو بلینہ ضماد کریں۔ پھر سوڈا کاسٹک کے ساتھ داغ دیں۔ اور اس کے راسب احمر چھڑکیں یا مرہم زیبق لگادیں۔ پھر علاج عامہ کریں۔ بد کا علاج یہہ ہے۔ کہ اسپر جونکیں لگائیں۔ پھر موہم زیبق سے مالش کریں۔ پھر ملین ضماد کریں۔ اس علاج سے یا تحلیل ہوجائیگا۔ یا اُس میں پیپ پڑجائے گی۔ اگر پیپ پڑجائے تو چیر دینا چاہیئے۔ اور معمولی زخموں کا علاج کرنا چاہیے۔ اعراض ثانیہ کا علاج اعراض اولیہ کے اعراض سے زیادہ طویل ہونا چاہیئے۔ یعنے جب اس قسم کے اعراض ظاہر ہونے لگیں تو مریض کو عام حمام کرنا چاہیے خصوصاً حمام بخاری اور علاج سے پہلے مُسہل کرنے چاہئیں۔ اور غذا نباتاتی چاہیئے۔ پندرہ دن کے بعد کوئی پسینہ آور دوائی دیں۔ اور وہ دوائیں جنمیں پارہ شامل ہو۔ استعمال کریں۔ یہہ علاج دو ماہ تک کریں۔ اگر مرض اس علاج کو نہ مانے۔ اور مریض کی یہ حالت ہو کہ اسکی ہڈیوں میں ورم۔ اور دردرات کو زیادہ ہوتا ہو۔ تو اس حالت میں مریض کو کھانے سے باز رکھیں اور سوائے خشک روٹی کے کچھ نہ دیں یا بادام یا اخروٹ یا بُندق اور منقی کے ساتھ دیں اور عرق عشبہ پلاویں اسطرح پر تیس یا چالیس دن متواتر علاج کریں۔ انشاءاللہ اس طریقہ سے بہت فائدہ ہوگا اور علاج کے زمانے میں زخموں پر مرہم زیبق لگائیں۔ یا سوڈا کاسٹک سے داغ دیں اور اسپر اوکسائڈ اوف مرکری چھڑکیں کیونکہ اس مرض میں پارہ سب سے بڑا علاج ہے۔ مگر اس کے استعمال میں احتیاط چاہیے۔ کیونکہ اگر ضرورت سے زیادہ استعمال کیا جائے۔ تو مضر ہوتا ہے۔ اور اعراض سمیہ خطرناک پیدا ہوجاتے ہیں۔ نیز اسکو تیزی کے زمانے میں استعمال نہ کریں۔ اور نہ ایسے شخص کو دیں جسکے آلات ہضم ضعیف ہوں طبیب کو چاہیے۔ کہ دوا کے نتائج کو دیکھتا رہے۔ اگر پارے کے استعمال سے مسوڑے پھول جائیں یا مُنہ سے لعاب جاری ہوجائے تو اسکا استعمال موقوف کردیں۔ یہانتک کہ وہ اعراض رفع ہوجائیں۔ پھر اسکو شروع کردیں۔ کبھی مسوڑے مُنہ زبان میں آتشک کے زخموں کی طرح زخم پیدا ہوتے ہیں جس سے دانتوں میں خلل آجاتا ہے۔ بلکہ بعض وقت گرجاتے ہیں اگر سیلان لعاب کم ہو تو اسکا علاج پرہیز اور پارے کا ترک کرنا اور قابضہ غرغرے ہیں۔ اور اگر بکثرت ہو اور ساتھ ہی زخم بھی ہوں تو کوئی مُسہل دینا چاہیے اور قابض مسکن ادویہ سے غرغرے کریں۔ اور گردن پر جونکیں لگائیں۔ اور فصد عام کریں اور زخموں کو سوڈا کاسٹک سے مس کریں۔ عام لوگ آتشک کے علاج کے لیے بغیر احتیاط اور بغیر شناخت

خنازیر

خوبانی

کے پارے والی ادویہ استعمال کرتے ہیں۔ اور بہت سی مقدار کھانے کو دیتے ہیں جس سے بڑا نقصان
پہونچتا ہے مریض کے دانت گرجاتے ہیں۔ یہانتک کہ اکثر مریض اس کے استعمال سے ہلاک ہو جاتے
ہیں بس عقلمند کو چاہیے۔ کہ عوام کی پیروی نہ کرے۔ اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے۔ اسکی تابعداری
کرے۔ کیونکہ اس سے کامیابی ہوتی ہے۔ اور کوئی ضرر نہیں پہونچتا۔ اس مرض کے مریض کو
چاہیے کہ جب تک اچھا نہ ہو جائے علاج نہ چھوڑے۔ اور یہہ خیال نہ کرے کہ اسکا علاج نفع
نہیں دیتا۔ کیونکہ جب ایسا خیال کرے گا۔ اور علاج چھوڑ دیگا تو اسکے اعراض اولیہ مہینوں یا
سالوں تک رہیں گے۔ پھر اعراض ثانیہ مثلاً زخم اور ہڈیوں کا بوسیدہ ہونا۔ اور انکا ورم اور انمیں
کی درد ظاہر ہوگی۔ پھر اسکی ہیئت وشکل کو بگاڑ دینگے۔ زندگی کو تباہ کر دینگے۔ اور مرض اسکی عورت اور
اولاد اور نوکر چاکر میں سرایت کر جائے گی۔ اور اسکی نسل میں مدت تک رہے گی۔ اگر مرض اس علاج
کو قبول نہ کرے یا مریض اندر سے پارے کے استعمال کا تحمل نہ کر سکے تو لیپ کے طور پر پارہ استعمال
کرنا چاہیے۔ جسکی کیفیت یہہ ہے کہ پہلے دن ساق پر پارے کی مرہم بندقہ کے برابر ملے۔ پھر
دوسرے دن نہائیں۔ پھر تیسرے دن دوسری پنڈلی کو اسیطرح ملیں۔ اور چوتھے دن
نہائیں پھر پانچویں دن ران کے اندر پارہ ملیں۔ پھر چھٹے دن نہائیں۔ پھر ساتویں دن دوسری
ران کے ملیں اور آٹھویں دن نہائیں۔ نویں روز ایک سعد کے اندر ملیں۔ اور دسویں دن نہائیں
پھر گیارھویں دن دوسرے سعد کے اندر ملیں پھر نہائیں۔ پھر بازو کے اندر ملیں پھر نہائیں۔ پھر دوسرے
بازو کے اندر ملیں۔ اور پھر نہائیں۔ پھر ایک بغل کے اندر ملیں۔ اور پھر نہائیں اور پھر دوسری
بغل کے اندر ملیں اور پھر نہائیں۔ پھر گردن کے باہر کی طرف پھر پیٹھ پر پھر پیٹھ کی ہڈی پر اور ہر
ایک ملنے کے درمیان نہائیں۔ اور اس مطلب کے لیے پارہ کی مرہم دو اوقیہ سے تین اوقیہ
تک ہونی چاہیے۔ اگر اسطرح سے مرض نہ جائے۔ تو پھر یہی عمل دوبارہ کرنا چاہیے۔ اور
علاج کے درمیان سیلان لعاب کا خیال رکھیں اگر لعاب جاری ہو جائے تو علاج بس کر دیں
یہانتک کہ سیلان بس ہو جائے۔ اور زائل ہونے کے بعد پھر وہی علاج شروع کریں۔ اس
مرض کے لیے ایک اور علاج بھی ہے۔ جو مصر میں زیادہ مشہور ہے۔ وہ یہہ ہے کہ مریض
کو چالیس دن عشبہ کا جوشاندہ پلائیں۔ اور صرف سوکھی روٹی کھانے کو دیں۔ یا منقی اخروٹ اور
بندق کے ساتھ بھی یہہ علاج اچھا ہے۔ لیکن عشبہ کے جوشاندہ پر پارے والی دوا کا
اضافہ کرنے میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ مریض متحمل ہو سکے۔

نویں فصل امراض جلد اور رگ و ریشہ کے بیان میں

اس میں دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ حمرہ کے بیان میں یعنے سُرخ بادہ کے بیان میں

حمرہ ایک سُرخی ہوتی ہے۔ جو جلد پر ظاہر ہوتی ہے غالباً چہرے سینے ہر دو بازو ہر دو ساق میں ظاہر ہوتی ہے اور اُس کے ظہور سے پہلے عام کمزوری تہوع قشعریرہ بھوک کی کمی ظاہر ہوتی ہے۔ پھر دو یا تین دن کے بعد جلد سُرخ ہو جاتی ہے۔ پھول جاتی ہے اور اس میں حرارت اور درد اور سخت بخار پیدا ہو جاتا ہے۔ اور چھ یا سات یا آٹھ دن کے بعد اکثر جگہ پر آبلے سفید پانی سے بھرے ہوئے بنجاتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ گھٹتے اور پھٹ جاتے ہیں۔ اور جلد سے خشک ریشے بن کر دسویں دن سے پندرھویں دن تک ساقط ہو جاتے ہیں۔ بعض حالتوں میں چہرے پر ورم ہو جاتا ہے۔ جو کہ دونوں آنکھوں کو ڈھانپ لیتا ہے۔ اور کبھی سر کی کھال تک پہنچ جاتا ہے۔ جس سے ہذیان اور سخت اعراض پیدا ہو جاتے ہیں اگر اچھے علاج سے بھی مریض شفا نہ پائے تو بہت جلدی مرجاتا ہے۔ اس کے اسباب خون معتاد مثلاً حیض و بواسیر کا بند ہو جانا ہے۔ آفتاب کی سخت حرارت یا معدے اور انتڑیوں کا التہاب یا جار پر کسی محرک چیز کا لگانا اس کے اسباب میں سے ہے۔ یہہ مرض جوانوں اور دموی مزاج والوں کو عارض ہوتی ہے۔ اور اکثر ان میں عورتیں مبتلا ہوتی ہیں **علاج** اگر مریض مضبوط قوی ہیکل موٹا ہو اور التہاب کے اعراض شدید ہوں۔ تو فصد عام کریں۔ اور پرہیز کرائیں۔ اور اشربہ محللہ مثلاً لیموں ماء الشعیر شیرہ بادام وغیرہ دیں۔ اگر درد سخت ہو تو ان اشربہ پر تھوڑا سا افیون اضافہ کریں۔ تاکہ تسکین حاصل ہو۔ اور ان ادویہ کو شہد یا ملٹھی سے میٹھا کریں اور حمرہ پر ملین پلٹس کا لگانا مناسب نہیں ہے۔ جیسا کہ دوسرے التہاب جلد یہ میں کیا جاتا ہے اور نہ ہی چربدار ادویہ مثلاً زیتون اور چربی کا لگانا مناسب ہے۔ کیونکہ یہہ سب اس مرض میں مضر ہیں۔ بلکہ باریک آٹا یا دھنی ہوئی روئی کا ٹکڑا ان پر رکھنا کافی ہے۔ جب ان میں پیپ پڑ جائے۔ جیسے کہ بعض وقت پڑ جایا کرتی ہے تو انپر جلدی پکانے کے لیے ملیں۔ پلٹس لگاویں اور جب پیپ کسی گوشہ میں جمع ہو جائے اُسکو نکال دیں۔

دوسرا حصہ ماسیلون جمع دمل کے بیان میں

دل ایک چھوٹا سا ورم ہوتا ہے۔ جو جلد پر ظاہر ہوتا ہے۔ اخیر میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ اور کبھی جلد
میں ایک دکھ دینے والی سوزش محسوس ہوتی ہے۔ پھر چھوٹی سی سرخ پھنسی کیل کے سر کی طرح
ابھری ہوئی ظاہر ہوتی ہے۔ کبھی ایک ہی وقت میں جسم کے مختلف اجزا پر بہت سے دل
نکل آتے ہیں۔ اور کبھی پے در پے نکلتے ہیں۔ جو کئی ہفتوں یا مہینوں رہتے ہیں۔ اور اکثر موسم
گرما میں نکل آتے ہیں۔ کبھی ایک ہی محل میں چند دمل ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے
ہوتے ہیں۔ جن سے بڑا دکھ دینے والا ورم جسکو جمرہ کہتے ہیں حادث ہوتا ہے۔
یہ ورم چند سفید تاگوں سے ڈھپا ہوا ہوتا ہے۔ جو بعد میں بہت سی آنکھوں کی طرف مسیل ہوتا ہے۔
اور ان سے ایک سفید جیسی چیز جسکو فتیل کہتے ہیں پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایک قسم کا مردہ ریشہ ہوتا ہے
کبھی جمرہ سخت ہوتا ہے۔ جس سے ناقابل برداشت درد اور ہذیان حادث ہوتا ہے۔ بعض وقت
سخت بخار کی زیادتی سے موت وارد ہو جاتی ہے **علاج** اس قسم کے مریض کا علاج کامل پرہیز
اور اشربہ محللہ اور ورم پر ملین پلٹس لگانے سے کریں۔ اگر دمل بسیط ہو۔ تو تھوڑے ہی وقت میں
اچھا ہو جاتا ہے۔ اگر مرکب اور خبیث ہو اور اس سے جمرہ پیدا ہو جائے۔ تو اس کا علاج جونکوں کے
لگانے اور ملین مخدر پلٹس سے کریں۔ اور اگر ورم سخت اور دکھ دینے والا اور ساتھ ہی سخت بخار
بھی ہو تو اسکو صلیبی شکل میں گہرا چیر دیں۔ تاکہ اعراض زائل ہو جائیں۔ اور جلدی سے پیپ
پڑ جائے۔ اور خود ہی انتہا کو پہنچ جائے۔ اور فتیلہ نکلنا شروع ہو۔ تو اسکو آہستہ آہستہ
دبائیں۔ تاکہ آسانی سے نکل جائے تو زخم پر مرہم بسیط لگائیں۔ تاکہ تھوڑے وقت میں
شفا حاصل ہو جائے۔ اور جو شخص دمامیل نکلنے کا عادی ہو۔ اس کو چاہیے کہ ہمیشہ پورا
پرہیز اور اشربہ ملطفہ کا استعمال رکھے خصوصاً ماء الجبن تاکہ دمل نہ نکلیں۔ مسہل اور قے کا دینا کوئی
ضروری نہیں ہے اگرچہ ان حالات میں مفید ہے۔

اور جب نضج ہو جائے

تیسرا حصہ خراج کے بیان میں

خراج التہابی مرض ہے۔ جو بہت سی پیپ پر حاوی ہوتا ہے۔ اس کے اسباب التہاب جلد
کے اسباب ہیں۔ اور کبھی خراج جمرہ یا جمرہ یا دمل سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کے اعراض یہ ہیں
ایک ہی جگہ میں ہمیشہ درد ہونا۔ اس جگہ کا متورم ہونا۔ اور سرخی اور حرارت اکثر اوقات بخار
بھی ساتھ ہوتا ہے۔ **علاج** اگر حاد ہو تو مرخی پلٹس سے علاج کریں اور اگر دکھ دینے والا ہے

توجونکیں لگائیں۔ اور مقدار بلسٹر کے بعد تھوڑی سی مرہم زینق کے ساتھ دلق کریں اس فعل سے کبھی پیپ زائل ہو جاتی ہے۔ اور کبھی ایک محل میں جمع ہو جاتی ہے۔ اسوقت ورم کا درمیانی حصہ نرم اور مرتفع ہو جاتا ہے۔ جب اسے دبایا جائے تو اس میں مادہ سا آیا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی علامت اسکے پختہ ہونے پر دال ہے۔ جب یہہ حالت پیدا ہو جائے تو نشتر سے کھولدیں تاکہ پیپ نکلجائے۔ پھر اسپر مرہمی بلسٹر باندھیں اور جبتک التہاب رہے۔ یہی علاج کرتے رہیں اور قروح کے چیر نے کی کیفیت آگے چلکر بیان کی جائیگی۔

چوتھا حصہ جرب کے بیان میں

یہ مرض مصر میں بہت ہوتی ہے۔ اس کے اسباب بدن کا میلا رہنا۔ اغذیہ ردیہ کا کھانا۔ خصوصاً نمکین و شور۔ جس شخص کو پہلے یہہ مرض ہو اسکے ساتھ ملنا یا اُس کے کپڑے پہننا۔ اُسکی علامت یہہ ہے۔ کہ پہلے چھوٹے چھوٹے دانے جن میں خورش ہوتی ہے نمودار ہوتے ہیں۔ انگلیوں۔ ہردو بازو۔ سینہ۔ زانو۔ ران۔ سرین۔ پیٹ۔ پیٹھ اور کبھی سارے جسم پر سوائے چہرے اور سر کے جلد کے۔ ظاہر ہوتے ہیں۔ رات کے وقت سوزش زیادہ ہوتی ہے۔ ہاتھ کی ہتھیلی اور پاؤں کے تلوے میں یہہ مرض نادر ہوتی ہے **علاج** اس کے علاج میں قبل اس کے کہ مزمن ہو جاوے یا وادبن جاوے جلدی کرنی چاہیے۔ اس کے علاج میں اندرونی علاج غیر ضروری ہے۔ صرف بیرونی علاج کافی ہے۔ اکثر لوگ اسکا علاج چونے کے پانی اور جوکھار یا ملح الطعام کے محلول سے کرتے ہیں۔ مگر میں نے ان کو چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ ان سے نفع نہیں ہوتا۔ سب سے اچھا علاج اس مرض کا گندھک یا اسکے مرکبات مثلاً مرہم گندھک ہیں۔ گندھک کے پانی سے غسل کرنا اور اُس کے اسباب سے پرہیز کرنا۔ اغذیہ شور و نمکین و بدہضم سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ جب مریض اچھا ہو جاوے تو اس کے پہلے کپڑے تبدیل کرنا چاہیے۔ اور اُن کو گرم پانی و صابون سے خوب دھونا چاہیے۔ اگر ریشم یا باناتی کے کپڑے ہوں جنکا دھونا مشکل ہو۔ تو ان کو گندھک کی دھونی دیکر پہنیں۔

پانچویں فصل قراع یا سعفہ گنج سر کے بیان میں

سعفہ ایک قسم کی تو باد (داد) ہے۔ یہہ پھنسیاں ہوتی ہیں۔ اکثر اس مرض میں۔ بچے جوان۔ مریض۔ خنازیر۔ اور لیفاوی مزاج والے مبتلا ہوتے ہیں۔ **علاج** اس مرض والے کو سر کا منڈانا لازم ہے۔ اور التہاب اور بالوں کو گرنے سے روکنے کے لیے کوئی لینن پلٹس یا ضماد سر پر رکھنا چاہیے۔ اس کے علاج کے واسطے بہت ہی ادویہ ایجاد ہوئی ہیں۔ مگر سب سے اچھی چیز مرہم فحمی (کوئلہ کی مرہم) یا مرہم کبریتی (گندھک کی مرہم) یا گندھک کے پانی سے بنانا ہے۔ ان تدابیر کے ساتھ ہی گردن کے پیچھے پلسٹر بھی لگائیں۔ یا بازو میں زخم کھولدیں۔ اور علاج کے زمانہ میں مریض کو کامل پرہیز کرائیں۔ اشربہ مرطبہ و معرقہ کا استعمال کریں مصر کے عوام الناس اس مرض کا علاج اس طرح کرلیتے ہیں کہ بالوں کو سوے کے ساتھ نوچتے ہیں۔ اور سر کو زفت کا پھایہ لگاتے ہیں یہ علاج بڑا سخت و کھ دینے والا اور ساتھ ہی مضر ہے کیونکہ مادہ سائلہ دفعتہً زائل ہو جاتا ہے جس کے سبب سے عوارض مکروہ پیدا ہوتے ہیں۔ قدیم اطبا خیال کرتے تھے کہ مرض متعدی ہے۔ لیکن تجربے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایسی نہیں ہے۔ ہاں اگر اس کی مراد متعدی بالوراثت ہو تو درست ہے۔

چھٹا حصہ توب یعنی (داد) کے بیان میں

قوب چھوٹی چھوٹی پھنسیاں ہوتی ہیں۔ جو جلد پر خصوصاً سر کی جلد پر ہوتی ہیں کبھی یہہ مرض میل کچیل یا جلد پر محرک اشیار کے لگانے یا آلات ہضم کے التہاب یا اغذیہ شور کے کھانے یا معتاد خون کے بند ہونے یا کسی تیز مادے کے پیدا ہونے سے پیدا ہوتی ہے اس مرض میں اکثر وہ لوگ مبتلا ہوتے ہیں جن کی مزاج سوداوی اور جلد رقیق ہو غرض اس مرض کے اسباب اندرونی بھی ہیں **علامات** اسکی علامت یہہ ہے۔ کہ جلد میں ناقابل برداشت سوزش ہوتی ہے کبھی اس کے ساتھ درد اور جلد میں حرارت ہوتی ہے کبھی کوئی علامت ساتھ میں ہوتی **علاج** چونکہ یہہ مرض خاص نہیں ہے۔ کیونکہ اکثر اوقات آلات ہضم کے التہاب سے پیدا ہوتی ہے۔ اسواسطے اطعمہ خفیفہ اور اشربہ مطلہ اور آبزن اور اشربہ محرکہ اور اشربہ روجبہ کی پرہیز سے علاج کریں۔ اور اسی پرہیز یا دو مہینے مداومت کریں پھر خاص جلد کا علاج کریں یعنے مرہم گندھک جلد پر ملیں۔ اور گندھک کے پانی سے نہائیں **فائدہ** اگر یہ مرض خفیف ہو تو کامل پرہیز گندھک کے ساتھ نہانے اور نباتی

غذا کھانے سے علاج کریں۔ اگر مرض حاد ہو تو اشربہ محللہ اور اغذیہ نباتیہ اور جونکوں کے لگانے پھر گندھک کے پانی کیساتھ نہانے سے علاج کریں۔ اگر مزمن ہو تو بازو پر پلستر لگائیں۔ یا اس میں زخم لگوا لیں۔ مگر خون فساد کے بند ہونے سے ہو تو اسکے پھر جاری کرنے میں کوشش کریں اگر داد کا حجم چھوٹا ہو اور اپنے محل میں محدود ہو تو اسکو کئی دفعہ مختلف وقتوں میں سوڈا کاسٹک سے ٹچ (Touch) کرنا چاہیے۔ یاد رہے کہ یہہ مرض بچوں میں جلدی سے چلی جاتی ہے۔ اور ادھیڑوں میں مشکل سے اور بوڑھوں میں لاعلاج۔

ساتواں حصہ جذام اور برص کے بیان میں

جذام کو اسد بھی کہتے ہیں۔ یہہ مصر کے گرم حصے میں بہت پائی جاتی ہے۔ کبھی اسکا سبب سوائے وراثت کے اور کچھ نہیں پایا جاتا۔ اس کی علامت یہہ ہے کہ جسم پر غدود کے سی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اکثر ناک ہر دو لب اور کنپٹی پر ظاہر ہوتی ہیں کبھی تمام جسم کو گھیر لیتی ہیں جس سے جلد بہ نسبت اپنی عادت کے خشک ہو جاتی ہے۔ اور اسمیں کئی شقوق پڑ جاتے ہیں۔ اور کبھی انگلیوں پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور وہ گر پڑتی ہیں۔ مگر برص بھی جذام کی ایک قسم ہے۔ اسکی علامت یہہ ہے۔ کہ جلد بعض بعض مقامات پر چوڑے چوڑے سفید یا سرخی مائل نقطے ظاہر ہوتے ہیں۔ کبھی یہہ نقطے سارے جسم پر نمودار ہوتے ہیں۔ یہہ مرض جب مزمن ہو جائے۔ تو علاج فائدہ نہیں دیتا۔ اگر شروع سے ہی علاج میں جلدی کی جائے تو شفا ہو جاتی ہے۔ علاج یہہ ہے کہ مریض محض مفرد پانی یا گندھک والے پانی میں نہاتا رہے۔ اور مرہم زیبق (پارہ) ملتا رہے۔ کبھی پسینے اور ادویہ کی استعمال اور پارے کے مرکبات سے شفا ہو جاتی ہے۔ اگر مریض مضبوط قوی ہیکل دموی مزاج ہو تو فصد عام یا خاص لیں۔ داغ دینے سے بھی کامیابی ہوتی ہے۔ داغ دینے کا طریقہ یہہ ہے۔ کہ نقطوں کے ظاہر ہونے کے وقت گرم لوہے سے داغ دیا جائے۔ اور مریض پرہیز کامل رکھے اور اغذیہ محرکہ اور اشربہ روحیہ سے پرہیز کرے ہمیشہ سمندر کے پانی سے نہانا بھی اس مرض میں مفید ہوتا ہے۔

آٹھواں حصہ داء الفیل کے بیان میں

یہ مرض نالی رگ و ریشہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اکثر مرطوب نمکین شورہ زار مکانات میں خصوصاً دریائے شور کے کناروں پر جیسے دمیاط۔ سکندریہ۔ رشید یہ پر پائی جاتی ہے۔ اس مرض کا تعلق ساق کے نیچے والے حصے سے ہے۔ اس مرض سے انسان کی ساق ہاتھی کی پنڈلی کی مانند ہو جاتی ہے۔ اسی واسطے اسکو داء الفیل کہتے ہیں۔ کبھی یہ مرض انسان کے خصیوں میں ہوتی ہے۔ انکا حجم بڑھ جاتا ہے۔ طب کی اصطلاح میں اس مرض کو قیلہ لحمیہ یا داء الفیل فی الصفن کہتے ہیں۔ اور مصر کی زبان میں قیلط کہتے ہیں۔ ایک اور زبان میں آدرہ کہتے ہیں۔ یہہ نوبت سے آتی ہے اور حصے کی کیسے میں نازل ہو جاتی ہے۔ پھر اعراض التہابیہ دفعہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد صرف ورم رہجاتا ہے۔ پھر مرض لوٹ آتی ہے۔ اور اعراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور ورم باقی رہجاتا ہے۔ اسیطرح ورم آہستہ آہستہ بڑھتا جاتا ہے۔ یہانتک کہ بہت بڑھ جاتا ہے۔ اور جب مرض مزمن ہو جاتی ہے تو علاج فائدہ نہیں دیتا اگر بیماری پیدا ہوتے ہی علاج کیا جائے تو بعض وقت فائدہ ہو جاتا ہے۔ اسوقت اسکا علاج فصد عام اور گہرے پچھنے لگانے اور ملین ملیٹس اور پلستر اور مریض کے عضو ماؤف میں زخم لگانا۔ اور اس عضو کا مناسب طور سے باندھنا ہے۔ مریض عضو پر داغ لگانا بھی مفید ہے۔ سب سے مجرب علاج یہہ ہے کہ مریض کو نقل مکان کرائیں۔ اور اغذیہ محرکہ سے پرہیز کرے۔ اور اغذیہ نباتیہ پر کفایت کرے۔ اور وہ ورم جو صفن میں ہوتا ہے اسکا علاج صرف قطع کرنا ہے جراح ماہر و حاذق ہونا چاہیے۔ میںنے اس عمل کو مصر میں کئی دفعہ کیا۔ اور اس میں پوری کامیابی حاصل کی۔

ساتویں فصل دیدان کے بیان میں اس کے کئی حصے ہیں

پہلا حصہ دیدان معویہ کے بیان میں

آلات ہضم بہت سے اقسام کے دود پیدا کرنے کے قابل ہیں۔ ان کیڑوں کی کئی قسمیں ہیں مگر ہم صرف تین مشہور قسمیں بیان کرتے ہیں۔ پہلی قسم کو دود القرح کہتے ہیں۔ یہہ لمبے لمبے کیڑے ہوتے ہیں۔ جنکا طول چالیس ہاتھ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ کئی جوڑوں سے مرکب ہوتے ہیں۔ ہر ایک مثل مغز کدو کی طرح ہوتا ہے۔ انکا نچلا حصہ بہ نسبت سر کے باریک ہوتا

ہے - اور ان کے پیوند مستطیل ہوتے ہیں - اور سر کے مفاصل باہم متقارب ہوتے ہیں - اُن کا
خاصہ ہے کہ امعائے دقیق میں رہتے ہیں - اور اکثر اوقات ایک یا دو ہوتے ہیں - دوسری
قسم کو دیدان اسکریدیہ کہتے ہیں - یہ کیڑے چھوٹے سانپوں کی مانند ہوتے ہیں -
طول اُنکا چھ انگل سے لے کر دس انگل تک ہوتا ہے - اُن کا سر بہ نسبت اطراف کے باریک
ہوتا ہے - یہ آلات ہضم میں بہ تعداد کثیر پائے جاتے ہیں - تیسری قسم کو مطلق دیدان کہتے ہیں
یہ بہت سے ہوتے ہیں - غالباً اُن کا وجود رودہ مستقیم میں ہوتا ہے - اُنکا طول تقریباً چھ نقطے
تک ہوتا ہے - جب یہ پیدا ہوتے ہیں - تو حلقہ دبر میں سوزش اور خارش محسوس ہوتی ہے
اکثر بچوں کو ہوتے ہیں - اِن کی علامات امروڑ - درد - زحیر - اور قبض ہے - اور نیند کے
وقت دانتوں کا پیسنا - منہ کی بدبوئی - ناک کا کھجلانا - سخت پیاس - اور بیحد بھوک ہوتی ہے - اور
کبھی ان سے بچوں میں - اور اعراض مثلاً مرگی - تشنج وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں - مگر یہ اعراض
کدو دانے میں بہ نسبت دوسری قسموں کی سخت ہوتے ہیں - **علاج** ان ہر سہ اقسام
کا علاج کرم کش ادویہ سے کریں - مگر علاج مریض کی عمر اور کیڑے کی قسم کے لحاظ سے ہونا چاہیے
اس مطلب کے لیے - بہت سی ادویہ مثلاً لہسن - اور پیاز - نعناع - اہل - اجوین کیلہ
برادہ قلعی کیلول - استعمال ہوتے ہیں - لیکن بہت سے ادویہ ان میں سے آج کل متروک
ہیں - اور مستعمل کیلہ - اجوین - پوست انار اور کیلوطل اور تارپین کا تیل ہے - جو شخص اسکو
علاج اور استعمال کی کیفیت دیکھنا چاہیے وہ آیندہ دستور کو دیکھ لے -

دوسرا حصہ عرق مدنی یعنی نارو جسکو مصری زبان میں فرتیت کہتے ہیں

یہ ایک قسم کا کیڑا ہے یہ مرض سوڈان - حبش - یمن - و حجاز - میں بکثرت ہوتی ہے - مصر میں
بھی سوڈانی حبشیوں کو ہو جاتی ہے - اکثر ساق میں ظاہر ہوتی ہے - کبھی جسم کے دوسرے
حصے میں بھی نمودار ہوتی ہے - اسکی علامت یہ ہے کہ جلد کے نیچے ورم ظاہر ہو جاتا ہے
جو درد کرتا ہے - کچھ مدت تک ویسا ہی رہتا ہے - پھر پھٹ جاتا ہے - اور اسوقت اس
میں سفید زردی مائل دھاگا کا مشاہدہ ہوتا ہے - اسکی لمبائی تقریباً چھ انچ یا زیادہ ہوا کرتی
ہے - اس مرض کا علاج یہ ہے کہ طین یا مخدر ملیش باندھیں - جب ورم گھل جائے -
تو کیڑے کو ریشم کے دھاگے سے باندھ دیں - اور چھوٹی سی لکڑی پر لپیٹے جائیں اور اسی

احتیاط سے کھینچیں کہ ٹوٹ نہ جائے اگر آسانی سے سارا ایک دفعہ نہ نکلے تو کیڑے کو زخم کے قریب رکھنا چاہیے۔ اور ہر روز اس سے تھوڑا تھوڑا کھینچنا چاہیے۔ یہاں تک کہ اندر کچھ بھی نہ رہے۔ اگر بخار ساتھ ہو جاوے تو اشربہ محللہ پلائیں۔ اگر ناقابل برداشت درد حادث ہو جس سے مریض کے ہلاک ہونیکا خطرہ ہو۔ تو اُسی وقت ورم کو کھولدیں۔ اور کیڑے کو درمیان سے پکڑ کر لکڑی پر لپیٹیں۔ اور باہر نکالیں۔ اور اس کے کاٹنے سے پرہیز کریں کیونکہ اگر کٹ گیا تو نہیں مرے گا۔ اگر مر جاویگا تو جسم میں مادہ فاسدہ کی تاثیر کرے گا۔

باب چہارم فن جراحت کے بیان میں

یاد رہے کہ جسم کے اجزاء ظاہرہ بھی اجزاء باطنہ کی طرح امراض کے قبول کرنیوالے ہیں۔ بلکہ ان سے زیادہ کیونکہ یہ اشیاء خارجہ کی تاثیر کا نشانہ ہیں۔ اور جس فن میں ان امراض ظاہریہ کی بحث ہوتی ہے۔ اسکو فن جراحت کہتے ہیں۔ ان کے علاج کے واسطے دو اقسام کی تدابیر ہیں۔ ہاتھ سے کام کرنا اور دواسے کام لینا۔ اس باب میں چند فصول ہیں۔ پہلی فصل امراض جراحیہ کے بیان میں اس کے چند حصے ہیں۔

پہلا حصہ رض یعنے جوڑ کے دب جانے کے بیان میں

رض یعنے پس جانا کسی عضو کا۔ یہ کسی ضربہ یا سقطہ یا زور سے دبانے کا نتیجہ ہوتا ہے اگر محل مرضوض (پسی ہوئی جگہ) عظیم الجم (بڑے جسم والا) ہو تو اس جگہ کا رنگ بنفشی یا سیاہ ہو جاتا ہے۔ یہ بات خون کی چھوٹی نالیوں کے پھٹنے اور اس خون کے جلد کے نیچے کی خالی رگوں اور ریشوں میں داخل ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ **علاج** اگر مرض خفیف ہو تو محل مرضوض پر سرد پانی سے کپڑا تر کر کے رکھیں۔ اگر پانی میں نمک یا سرکہ یا نمک قلمی ڈال لیں تو بہتر ہے۔ اگر مرض شدید ہو جیسا کہ ضرب شدید کے بعد ہوا کرتا ہے۔ اور کسی التہاب شدید کا خطرہ ہو تو اُس جگہ پر جونکیں یا گہرے پچھنے لگائیں۔ اگر مرض سر یا سینہ یا پیٹ میں ہو۔ اور اس سے اعراض خطرناک کا اندیشہ ہو تو ان اعضاء کے امراض کے ساتھ فصد عام کریں۔ تاکہ خون اعضاء باطنہ میں نہ گرے۔ اگر مریض گر پڑے اور بیہوش ہو جاوے۔ اور احساس زائل ہو جاوے۔ اور اُس کے ناک یا کان سے خون نکل آئے

تو فصد عام کریں اور کانوں کے پیچھے جونکیں لگائیں۔ اور سب حالات میں مریض کو راحت و سکون دیں۔ اور ابتدا میں اشربہ مخللہ مسکنہ پلائیں۔ اشیاء باردہ دو دن یا کم از کم دو دن اور ایک رات اس جگہ پر لگاتے رہیں۔ اگر جگہ سرخ ہو جاوے اور ورم گر جاوے تو ادویہ ملینہ کا استعمال کریں۔ اور جب تک ضرورت رہے کرتے جائیں۔

دوسرا حصہ التواء مفصلی یعنے جوڑ کا اپنی جگہ سے ادھر ادھر ہو جانا اسکو اصطلاح اطباء میں **انقصاع یا قصع** کہتے ہیں۔ (ہندی موچ نکلنا) موچ کا خاصہ ہے۔ کہ اطراف خصوصاً قدم اور پنجہ میں نکلتی ہے۔ پنجے میں۔ تو ہاتھ پر کسی چیز کے گرنے سے واقع ہوتی ہے۔ اور پاؤں میں اس کے پڑ جانے یا چلتے وقت ردی طرح سے قدم رکھنے کے باعث پیدا ہوتی ہے۔ اسوقت سب سے پہلے یہہ کام کرنا چاہیے۔ کہ موچ والے عضو کو ٹھنڈے پانی میں رکھیں اور تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد پانی تبدیل کرتے رہیں۔ اس طرح سے کئی گھنٹے بلکہ پورا دن کرتے رہیں۔ یہہ سب سے اچھا طریقہ ہے۔ پھر عضو کو نکال کر پورا آرام دیا جائے۔ اور کپڑے کو پانی اور نمک یا پانی اور سرکے میں بھگو کر لپیٹا جائے۔ اور بہتر یہہ ہے۔ کہ رنگ لوشن سے تر کرکے لپیٹیں۔ پھر چوبیس یا چھتیس گھنٹے باندھے رہیں۔ اگر اس جگہ میں سخت درد و حرارت اور ورم پیدا ہو جائے تو ملین ضماد لگائیں۔ اور راحت و سکون اختیار کریں۔ اور فصد عام یا خاص اختیار کریں۔ اور اشربہ محللہ و مبردہ پلائیں۔ جب التہاب زائل ہو جائے۔ تو اس جگہ پر ادویہ مصرفہ لگائیں۔ اور کسی کپڑے سے باندھے رکھیں۔ یہاں تک کہ درد بالکل زائل ہو جائے۔ اسکو بے علاج نہیں چھوڑنا چاہیے۔ کیونکہ اگر بے علاج چھوڑا جائے گا تو ہمیشہ حرکت کے وقت دکھ دیگا ....

.... اس سے عوارض خطرناک کا اندیشہ ہے۔

تیسرا حصہ خلع یعنے ہڈی کے اپنے جوڑ سے کلجانیکے بیان میں

یاد رہے کہ صرف مفاصل ہی خلع کے قابل ہوتے ہیں۔ خلع کے معنے ہڈی کا اپنے جوڑ سے کلجانا ہے۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ تمام حرکت کرنے والی ہڈیاں خلع ہونے کے قابل ہیں۔ لیکن اکثر بازو۔ کندھے۔ کہنی۔ زانو۔ اور قدم کی ہڈی نکلا کرتی ہے

اس کے کئی اسباب ہیں - ایک اُن میں سے اس بند کا ڈھیلا ہو جانا ہے - جسمیں مفصل گرا ہوا ہوتا ہے - اس کی علامت جوڑ کا درد اور اسکی حرکت کا مفقود ہونا اور عضو مخلوع کا چھوٹا یا بڑا یا ایک طرف متوجہ ہو جانا یا اسکا پست ہو جانا ہے **علاج** عضو مخلوع کو اپنے محل پر رد کرے - کیونکہ اگر چھوڑا جائیگا - تو اُس سے ورم پیدا ہو جائے گا - پھر طبیب کو خلع کی کیفیت معلوم نہ ہو گی - اس کے رد کرنے کی کیفیت یہہ ہے - کہ ایک شخص علاج کرنے والے کے ساتھ مریض کو مضبوط پکڑے اور دوسرا آدمی عضو مخلوع کو آہستہ آہستہ اسکے مقام کی طرف لے جاوے اور زور سے نہ کھینچے کہ اس سے عضلہ سکڑ جاتا ہے - اور ہڈی اپنے مقام پر نہیں آسکتی - اگر اعتدال سے کام لیا جائے گا - تو غالباً کامیابی ہو گی اگر ایک دفعہ کامیابی نہ ہو تو دوبارہ سہ بارہ یہی عمل کریں - اگر عضو مخلوع پھول جائے اور درد کرے تو اس حالت میں اسپر ادویہ مرخیہ و ملینہ لگائیں - اور ہتر یہ مخللہ ہیں یہانتک کہ وہ تکلیف دور ہو جائے پھر جوڑ کو مذکورہ بالا ترکیب سے اسکے مقام پر لانے کی کوشش کرے - ہڈی کا اپنے مقام پر آجانا کڑاکے کی آواز سے معلوم ہوتا ہے - یا اس عضو کی معتدل حرکت کرنے سے محسوس ہوتا ہے - رد کرنیکے بعد اسپر مرد یا تنگ روغن یا ورم کافور سے کپڑا تر کرکے رکھیں - اگر اس مقام پر حرارت اور درد معلوم ہو - تو اسپر ملینہ ضماد رکھیں - اور عضو پر مناسب پٹی باندھیں - تاکہ دوبارہ نہ نکل جائے - آٹھ دس دن تک نہ ہلایا جائے - اور جب اچھا ہونے کے بعد حرکت کی ضرورت ہو تو پہلے خفیف حرکت کریں - پھر آہستہ آہستہ بڑھائیں - اور پہلے آٹھ دن میں مریض کو کامل پرہیز اور راحت وسکون میں رکھیں - اگر ضرورت پڑے تو فصد عام وخاص بھی لیں -

چوتھا حصہ کسر یعنے ہڈی کے ٹوٹنے کے بیان میں

کسر کے معنے ہڈی کے اتصال کا جدا ہونا ہے - یہہ خطرناک مرض ہے اس کے علاج کے لیے ماہر جراح کی ضرورت ہے - چونکہ ماہر جراح کا ہر وقت اور ہر جگہ ملنا آساں نہیں ہے خصوصاً گاؤں میں - اسواسطے ہم چند تدابیر بتاتے ہیں جنپر عمل کرنے سے جراح کے آنے تک کچھ فائدہ ہو گا - یاد رہے کہ تمام ہڈیاں کسر کو قبول کرتی ہیں خصوصاً اطراف کی ہڈیاں جو لمبی ہوتی ہیں - اسی واسطے ہم صرف انکا ذکر کرینگے -

اسباب

اس کے اسباب اطراف پر کسی چیز کا گرنا یا کسی چیز سے چوٹ لگنا ہے ہڈی کے ٹوٹنے
کی علامت یہہ ہے۔ کہ ٹوٹتے وقت کڑ کڑ کی آواز نکلتی ہے۔ اور عضو مکسور ہلایا نہیں جاتا
مثلاً اگر بازو ٹوٹ جائے تو اوپر نہیں اٹھ سکتا۔ اگر کوئی نچلا عضو ٹوٹ جائے تو اسپر بیٹھ
نہیں سکتے۔ اور اگر بیٹھ کے بل لیٹے تو پھر اٹھا نہیں سکتا۔ اور مریض عضو بمقابلہ عضو صحیح کے
کم یا لمبا ہو جاتا ہے۔ جب ہلایا جائے تو ٹوٹی ہوئی جگہہ میں غیر معتاد حرکت محسوس ہوتی
ہے۔ جب یقین ہو جائے کہ ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ تو فی الفور اسکا علاج کریں۔ اسطرح
پر کہ اس جگہ کو فرش یا چٹائی یا زمین پر آرام سے رکھدیں۔ اور بالکل حرکت نہ کریں۔
کہ حرکت سے سخت درد پیدا ہوتا ہے۔ کبھی محل مکسور کے التہاب آجاتا ہے۔ یا نرم
اعضا پھٹ جاتے ہیں۔ اور اس کے رد کرنے کے لیے چند آدمی چاہئیں جو تین سے
کم نہ ہوں۔ ایک تو عضو کو اوپر سے پکڑے۔ اور دوسرا نرمی سے نیچے کی طرف کھینچے۔
تیسرا ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کے اطراف کو ایک دوسری پر منطبق کرے۔ کبھی کسر نہایت ہی بسیط
ہوتا ہے یعنے اس میں زیادہ تغیر نہیں آتا۔ جب یہہ حالت ہو تو کھینچنے کی ضرورت نہیں
ہے۔ صرف ہشیار مناسبہ سے عضو کو باندھ دیں۔ جیسا کہ ساعد کی ایک ہڈی ٹوٹ جائے
کیونکہ اس حالت میں دوسری ہڈی اُسکی حفاظت کرتی ہے۔ اور جب اجزا اپنے محل پر لوٹ
آئیں۔ تو عضو کو سرد پانی یا کافور کے پانی یا سرکہ اور پانی یا نمک لوشن سے کپڑا تر کرکے
باندھ دیں۔ اگر ان میں سے کوئی چیز نہ پائی جائے تو عضو کو ل پٹی سے باندھ دیں۔
اور ہڈیوں کو ان کی جگہہ میں محفوظ رکھنے کے لیے جبیرہ (پھٹی) استعمال کریں۔ اگر یہہ
نہ مل سکے تو لمبے لمبے گھاس کا مٹھا لیکر کسی کپڑے میں باندھ کر عضو پر رکھیں۔ کیونکہ
پھٹی سے مقصود عضو مکسور کی کسی چیز سے حفاظت ہے اور پھٹی کے ٹکڑے عضو مکسور کے مطابق
ہونی چاہئیں۔ مثلاً اگر عضو مکسور بازو ہو تو پھٹی کے ۳ یا ۴ یا ۵ یا ۶ ٹکڑے ہونے چاہئیں۔
اور پھٹی کندھے سے کہنی تک دراز ہونی چاہیے عضو کے اردگرد کو اچھی طرح باندھ دیں۔
لیکن بہت سخت نہ ہو۔ اس حالت میں ساعد (کلائی) کو عضو کیطرف پھیر رکھیں۔ یا عضو کو سینے پر
رکھیں یا کسی کپڑے میں باندھ رکھیں۔ کیونکہ عضو کی حرکت سے عضلے ہلتے ہیں جس سے

زخم پھٹ جاتا ہے۔ اور اگر ساعد ٹوٹ جائے۔ تو پھٹی یا تختی کے دو ٹکڑے ہونے چاہئیں کیونکہ ساعد دو ہڈیوں سے مرکب ہے۔ اگر ران ٹوٹ جائے تو پھٹی پانچ یا چھ ٹکڑوں کی ہونی چاہیئے تاکہ اسکو احاطہ کر سکے اور ٹوٹے ہوئے جوڑ سے لیکر زانو تک لمبی ہو۔ اگر پنڈلی ٹوٹ جائے تو جبیرہ ۳ یا ۴ ٹکڑوں کی حسب ضرورت ہونی چاہیئے۔ جو زانو سے قدم تک دراز ہو۔ اور جبیرہ کے ٹکڑے نازک ہموار ہونے چاہئیں۔ اور باندھنے سے پہلے کپڑے میں لپیٹیں اور پٹیوں اور عضو مکسور کے درمیان روئی یا السی یا نرم گھاس سے بھری ہوئی چھوٹی گدّیاں رکھیں۔ تاکہ جبیرہ کے ٹکڑے ٹھیر سکیں۔ اور عضو مکسور نہ دبے پھر جبیرہ کو دھاگوں یا تسموں سے باندھ دے۔ اگر کوئی ٹانگ ٹوٹ جائے تو جبیرہ کے دو ٹکڑے ہوں۔ ایک باہر کی طرف سے جو سرین سے لیکر ٹخنہ تک دراز ہو۔ اور دوسری اندر کی طرف جو رگ دیٹ کے اندر کا حصہ ہے سے ٹخنہ تک دراز ہو پھر تسموں سے مضبوط باندھ دیں۔ اگر کسی اعلے حصہ جسم کی ہڈی ٹوٹ جائے تو اس طرف کو کسی کپڑے سے باندھ دیں۔ اگر نچلے حصے میں ہو تو مریض کو چاہیئے کہ پیٹھ کے بل لیٹا رہے۔ اور عضو مکسور کو حرکت نہ دے۔ کیونکہ حرکت التحام (گوشت کا بھرنا) کو مانع ہے۔ اور ہڈیوں کو آپس میں اچھی طرح ملنے سے روکتی ہے۔ اگر کسر بسیط ہو یعنی اس کے ساتھ زخم نہ ہو۔ تو ۱۵ دن کے بعد ایک دفعہ پٹی تبدیل کریں۔ اور پچاس یا ساٹھ دن کے بعد پٹی دور کریں۔ **فائدہ** بچوں کے زخم ۲۵ دن سے ۳۰ دن تک مل جاتے ہیں اور نوجوانوں کے پچیس دن سے پینتیس دن تک۔ اور ادھیڑوں کے زخم پینتیس دن سے پچاس دن تک اور بوڑھوں کے پچاس سے ساٹھ دن تک مل جاتے ہیں۔ اچھا ہونے کے بعد عضو کو احتیاط سے حرکت دیں۔ اگر اطراف سفلے میں کسر ہو تو اچھا ہونے کے بعد سوٹے کا سہارا لیکر چلنا چاہیے۔ کچھ مدت تک ایسا ہی کریں۔ پھر چھوڑ دیں۔

پانچواں حصّہ اُن عوارض میں جو کسر کے بعد حادث ہوتے ہیں

یاد رہے کہ کسر خواہ کسی قسم کا ہو جب کچھ دیر رہ جائے تو اس میں ورم والم و حرارت حادث ہو جاتی ہے۔ اس حالت میں اسپر زنک لوشن سے کپڑا تر کرکے رکھیں اگر یہ کافی نہ ہو تو ملین ضماد لگائیں۔ اور جب تک یہ عوارض و التہاب زائل

نہ ہوں رد کرنے کا عمل نہ کریں ۔ کیونکہ اس حالت میں ہر قسم کی حرکت التہاب کو بڑھاتی ہے ۔ اور عضلے کو سکیڑتی ہے ۔ اس حالت میں صرف پرہیز اور راحت و سکون اختیار کرے اگر ساتھ بخار بھی ہو تو فصد عام یا خاص لیں اگر کسر کے ساتھ زخم بھی ہو تو اسکا علاج زخموں کی طرح کریں ۔
نوٹ ۔ ہم نے خلع و کسر کے قواعد اختصار کے ساتھ بیان کر دیئے ہیں جو شخص ہماری اس کتاب سے واقف ہو اسکو ان اصول و قواعد سے غافل نہیں رہنا چاہیے ۔ کہ غلطت سے خطرناک عوارض مثلاً لنگڑاپن یا کبڑاپن پیدا ہو جاتا ہے بلکہ کبھی ہلاکت کا موجب ہوتا ہے ۔ اسواسطے ضروری ہے کہ جب کسر یا خلع واقع ہو ۔ تو کسی ماہر جراح کو بلائیں جسنے علوم طبیہ میں کامل مہارت حاصل کی ہو ۔ اور اس فن کے فاضلوں سے علم و عمل حاصل کیا ہو ۔ اور علم تشریح کو بخوبی جانتا ہو ۔ کیونکہ جو شخص ان صفات سے موصوف ہوگا ۔ وہ اعضا کی ہیئت اور انکے محل و مقام کی کیفیت اور کسر و خلع کی ماہیت سے واقف ہوگا ۔ اور ان جاہل پٹی باندھنے والوں سے جنھوں نے علم طب اور اُس کے قواعد کو حاصل نہیں کیا صرف اپنے اسلاف سے پٹی باندھنا مشاہدہ کیا ہوا ہے ۔ اور اصل حقیقت سے جاہل ہیں پرہیز کرو ۔ یہہ جاہل لوگ جب کسی کے پاس ٹوٹی ہوئی ہڈی کے باندھنے کے لیے آتے ہیں تو بڑی گپیں اڑا دیتے ہیں اسکی ہڈی ٹوٹ گئی ہے ۔ اسکا جوڑ نکل گیا ہے ۔ جس سے انکا منشا یہہ ہوتا ہے کہ اُجرت زیادہ ملے اور مریض کے متعلقین بوجہ ناواقفیت اصول طب انکو سچا خیال کرتے ہیں ۔ اور اُس کے لیے بڑی اجرت مقرر کرتے ہیں ۔ اور وہ جاہل مکار جبیرے کا کام شروع کرتا ہے ۔ ساتھ آٹھ دن صبح اور شام آتا رہتا ہے ۔ پھر جبیرہ کو اٹھا کر دکھاتا ہے لوگوں کو دکھاتا ہے کہ دیکھو ہڈی جڑ گئی اور جوڑ اپنی جگہہ پڑ گیا ۔ حالانکہ اُس نے کچھ نہیں کیا ہوتا ۔ یہہ جاہل ان ناواقف لوگوں کے سامنے دعوی کرتے ہیں کہ ہمارے پاس مومیائی اور مرہم اور ایسے ایسے پھاہے ہیں جو ہڈی کو اسطرح جوڑ دیتے ہیں جیسے لکڑی کو سریش ۔ اور دعوی کرتے ہیں کہ ٹوٹی ہوئی ہڈیکے عوض میں دوسری ہڈی رکھ دیتے ہیں ۔ اور عوام الناس اپنی ناواقفیت سے انکے اقوال کی تصدیق کرتے ہیں ۔ حالانکہ انکے دعاوی محض جھوٹ فریب و دھوکا ہوتے ہیں جو انہوں نے مال جمع کرنے کے لیے بنا رکھے ہیں ۔ اور تعجب یہ ہے کہ عوام الناس خیال کرتے ہیں کہ طبیب لوگ جبیرہ کے فن سے واقف نہیں ہیں ۔ بلکہ جاہل پٹی باندھنے والے ہی اس کام سے واقف ہیں ۔

وائے برحال جاہلان اتنا نہیں سوچتے کہ اگر وہ لوگ (جنہوں نے علوم طبیہ کو سبقاً حاصل کیا ہے۔ اور ماہران فن سے علم اور عمل سیکھا ہے اور اعضا کی وضع و قطع کی کیفیت سے واقف ہوئے ہیں فن جبیرہ سے واقف نہیں تو جاہل اس فن سے کیونکر واقف ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ فن جبیرہ فن جراحت کی قسم ہے اور فن جراحت علم طب کی شاخ ہے تو جو شخص طبیب نہیں ہے وہ فن جبیرہ میں کیونکر ماہر ہو سکتا ہے کیونکہ طبیب جبتک طبابت کے تمام فنون و اقسام حاصل نہ کرے وہ کامل طبیب نہیں ہوتا۔ پس ہر ماہر طبیب جراح ہے اور ہر ماہر جراح طبیب ہے۔

چھٹا حصہ جروح کے بیان میں

وہ تفرق اتصال جو جسم کے نرم اجزا میں حاصل ہوتا ہے۔ اسکو زخم کہتے ہیں اس کے کئی اسباب ہیں اور زخموں کی تین قسمیں ہیں۔ قطعیہ۔ رضیۃ۔ اور وخزیہ۔ قطعیہ وہ زخم ہے جو چھری چاقو۔ تلوار۔ وغیرہ کے لگنے سے ہوتے ہیں۔ رضیۃ وہ زخم ہے جو پتھر۔ اینٹ۔ سونٹے کے لگنے سے پیدا ہوتے ہیں اور وخزیہ وہ زخم ہے جو نیزے برچھی بلم وغیرہ تیز آلے کے لگنے سے عارض ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے بندوق طمنچہ اور توپ کے زخم بھی ہوا کرتے ہیں۔

پہلی قسم جروح قطعیہ کے بیان میں

اکثر اس قسم کے زخم کاٹنے والے آلات سے پیدا ہوتے ہیں۔ پس جراح کو چاہیے جب اس قسم کے زخم کو بسیط جس کے کنارے یکساں ہوں معلوم کرے تو اسکو چاہیے کہ پہلے اس کے کناروں کو ملاوے۔ اور ملانے سے پہلے زخم کی سطح کو دیکھ لے کہ اس میں مٹی یا جما ہوا خون نہ ہو۔ اگر ایسا ہو تو پہلے اسکو دور کرے۔ کیونکہ اس کے باقی رہنے سے زخم نہیں بھرتا ہے۔ زخم کو گرم پانی سے دھوئے بشرطیکہ سردی کا موسم ہو۔ اور ٹھنڈے پانی سے دھووے جب گرمی کا موسم ہو پھر زخم کے کنارے ملانے کے لیے اگر زخم عرض میں ہو تو جہاں تک ہو سکے اسکو ڈھیلا کرے۔ اگر زخم انگلیوں کی اندرونی سطح یا ہاتھ کی ہتھیلی میں ہو تو زخمی کو حکم دے کہ وہ اپنے ہاتھکو مروڑ کر اس کے زخم کے

کنارے قریب ہو جاتے ہیں۔ اگر زخم ساعد کی اندرونی سطح میں ہو تو بھی ایسا ہی کریں۔ اور اگر ساق کی بیرونی طرف میں ہو تو ساق کو موڑیں تاکہ زخم کے کنارے قریب ہو جائیں۔ اگر زخم گردن یا سینے یا پیٹ کی اگلی طرف ہو تو عضو کو آگے کی طرف مروڑیں تاکہ زخم کے کنارے مل جائیں۔ اگر بیرونی طرف ملی ہو تو عضو کو پھیلائیں نہ موڑیں۔ کیونکہ اس حالت میں عضو کے پھیلانے سے زخم کے کنارے قریب ہوتے ہیں۔ اگر زخم طول میں ہو۔ اور ہاتھ کی انگلیوں یا خود ہاتھ میں یا بازو میں یا ران میں یا ساق میں یا سینے یا پیٹ یا پیٹھ میں ہو۔ تو ایک دوسرے کے کنارے نزدیک کریں۔ پھر اسپر لاکھ لگائیں۔ پھر اسپر رطوبت کے چوسنے کے لیے کوئی خشک نرم دوا رکھیں اور سب کو کپڑے سے باندھ دیں۔ پھر اسپر مناسب بند لگادیں۔ اور چار یا پانچ دن تک اسی طرح رہنے دیں اگر زخم سے جسم کا کوئی حصہ مفقود ہو جائے تو اس عضو کو موڑیں۔ یا پھیلائیں۔ اور ساتھ ہی خشک نرم دوا اور موی کپڑے سے باندھ دیں۔ اور چار پانچ روز تک بغیر کسی تغیر کے رہنے دیں اگر زخم میں نرم اعضا کا کوئی ٹکڑا پایا جائے جو عضو کے کسی جزو سے معلق ہو تو زخم کو صاف کرنے کے بعد اس نرم ٹکڑے کو اس کی جگہہ میں رکھدیں۔ اور لیس دار پٹی سے مضبوط کردیں۔ اس قسم کے زخم اکثر سر اور چہرے پر لگتے ہیں۔ اگر زخم کسی کثیر الشعر جگہہ پر ہو تو پہلے بالوں کو اچھی طرح سے مونڈھ لیں۔ انکا باقی رہنا گوشت کے بھرنے سے مانع ہے۔

دوسری قسم جروح رضیہ کے بیان میں

جب جراح اس قسم کے زخموں پر حاضر ہو اور اس کے کناروں کو پھٹا ہوا پایا ہو اور پھر تو اس کو چاہیے کہ زخم کے کناروں کو موی پٹی یا دھاگے سے آپس میں ملاوے اور باقی حالات کا علاج اس کیفیت کے مطابق کرے جسکا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

تیسری قسم جروح وخزیہ کے بیان میں

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ جو زخم نیزے یا برچھی وغیرہ چبھنے والی چیزوں سے پیدا ہوتے ہیں انکو وخزیہ کہتے ہیں اس قسم کے زخموں کے کناروں کا ملانا ممکن نہیں ہے

جراح کو چاہیے کہ اس قسم کے زخموں پر تھوڑی سی خشک کرنیوالی دوا رکھدے پھر اس کو پٹی سے باندھ دے اور چار پانچ روز تک ویسا ہی رہنے دے۔ اگر جسم کے اندر کوئی غیر مادہ دیکھے تو اسکو نکال ڈالے۔

چوتھی قسم ان زخموں کے بیان میں جو غیر زہریلے جانداروں کے کاٹنے سے پیدا ہوتے ہیں

یہ زخم جروح رضیہ کے مشابہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایسے جانوروں کے دانت اجزا کو نہیں پھاڑتے بلکہ صرف اجزا مرضوض ہو جاتے ہیں۔ ان زخموں کا علاج وہی ہے جو جروح رضیہ کا ہے۔ اور وہ زخم جو زہریلے جانوروں کے کاٹنے سے ہوتے ہیں انکا بیان پانچویں نمبر میں بیان کیا جاوے گا۔ **فائدہ** بعض وقت زخم کے ابتدائی دنوں میں زخمی جگہ میں ورم ہو جایا کرتا ہے۔ اُسوقت دیکھنا چاہیے کہ اگر ورم رباط کے بندھنے سے پیدا ہوا ہے تو اسکو ڈھیلا کرنا چاہیے۔ اگر زخمی محل میں سرخی یا حرارت اور التہاب پیدا ہو جائے۔ تو ہر روز کئی دفعہ جوشاندہ تخم السی یا جوشاندہ خبازی سے تر کریں۔ اور اگر زخم سے بہت خون نکلے تو اُس کے معنے یہ ہیں۔ کہ کوئی خون کی رگ پھٹ گئی ہے اس وقت خون کو بند کرنے والی ادویہ سے بند کریں۔ اور اُسپر موٹی گدلی باندھ دیں۔ اور نرم نرم دبائیں تاکہ خون ٹھہر جائے پہلے پانچ دنوں میں مریض کی غذا زود ہضم ہونی چاہیے۔ اگر جلد میں حرارت اور دیگر اعراض پیدا ہو جائیں تو فصد عام اور خاص کریں اور کامل پرہیز رکھیں۔ اور اشربہ محللہ پلائیں۔ اور زخم کی پٹی چوتھے یا پانچویں روز تبدیل کریں۔ لیکن اگر اُس سے خون یا پیپ یا سفید مادہ یا سخت بدبو ظاہر ہو تو دوسرے یا تیسرے دن پٹی کو دور کریں۔ جسقدر پٹی کو زیادہ دیر رہے گی زخم جلدی ملے گا۔ کیونکہ زخم کا ملنا لیسدار مادے سے ہوتا ہے۔ اور بار بار پٹی باندھنے سے زخم پھٹ جاتا ہے۔ اور پٹی اٹھانے سے پہلے اس جگہ کو پانی سے تر کر لیں تاکہ پٹی زخم سے بآسانی جدا ہو جائے پہلی پٹی کے بندھنوں کو کھولکر پھر پٹی کو بجز مرہم کے بچا بے کو۔ اگر مرہم میں بہت تغیر نہ آیا ہو تو اس کو نہ اُٹھائیں اور اسکے اوپر دوسری پٹی باندھ دیں۔ اگر زخم پیسا ہوا ہو تو پٹی کو آہستگی اور نرمی سے اُٹھانا چاہیے تاکہ پھٹ نہ جائے۔ دوسری بات زخم کے متعلق یہ ہے کہ زخم کی جگہ کو میل سے صاف کر نے کے بعد سردی کے موسم میں گرم پانی سے اور گرمی کے موسم میں سرد پانی سے دھوئیں۔ اور

ہر دن ایک دفعہ تبدیل کرنا چاہیے۔ مگر ان حالات میں جبکہ مادہ فاسدہ بکثرت نکلتا ہو تو اس حالت
میں ایک دن کے اندر دو یا زیادہ دفعہ تبدیل کریں جب مادہ کم ہو جائے تو پھر دو یا تین
دن کے بعد ایک دفعہ تبدیلی کافی ہے۔

زخم کی تبدیلی کے متعلق چند ضروری باتیں

جروح قطعیہ بسیطہ کے علاج کی کیفیت جو ہمنے بیان کی ہے۔ وہ عوام الناس جاہل جراحوں اور
حجاموں کو عجیب معلوم ہوگی۔ کیونکہ انکا علاج ہمارے علاج سے بچند وجوہ مختلف ہے۔ (۱)
وہ لوگ زخم کے کناروں کو نہیں ملاتے۔ اور نہ لیسدار پٹی باندھتے ہیں۔ بلکہ زخم کو بارود
یا تار عنکبوت (مکڑی کا جالا) یا مٹی یا جالا سیاہ سے بھر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہہ سب باتیں مضر
ہیں جس شخص میں تھوڑے سے غور و فکر کا مادہ ہے وہ اس کے ضرر کو سمجھ سکتا ہے۔
کیونکہ یہہ چیزیں زخم کی سطح پر ایسا اثر کرتی ہیں جیسے اجسام غریبہ (مادہ فاسدہ) اجزائے سلیمہ پر
یہ چیزیں زخم میں التہاب پیدا کرتی ہیں۔ اور جلدی گوشت کو بھرنے نہیں دیتیں بجائے اسکے
کہ زخم پانچ یا چھ دن میں بھر جاتا ہے۔ اب کئی مہینے لگ جاتے ہیں۔ اور گوشت بھرنے
میں نہیں آتا۔ یا زخم کا قرحہ بنجاتا ہے جو سالوں رہتا ہے۔

(۲) وہ لوگ عضو کی وضع کی کیفیت نہیں سمجھتے۔ بھوردی وضع پر رکھ دیتے ہیں جس سے
کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ گوشت جلدی نہیں بھرتا۔ اگر بھر جائے تو عضو کو بدنما بنا دیتا ہے۔

(۳) بجائے اس کے کہ پہلی پٹی کو چوتھے یا پانچویں دن تبدیل کریں۔ وہ پہلے یا دوسرے
دن تبدیل کر دیتے ہیں جس سے زخم کے بھرنے میں بہت دیر لگ جاتی ہے۔

(۴) وہ لوگ خشک لنٹ اور لیسدار پٹی استعمال نہیں کرتے۔ جیسا ہمنے ذکر کیا ہے
بلکہ مرکب مراہم اور پھاہے اور دھوڑے استعمال کرتے ہیں۔ جو زخم کے التہاب
کو بڑھاتے ہیں۔ اور گوشت کو ملنے سے روکتے ہیں۔

(۵) بجائے اسکے کہ زخم کو ہر چوبیس گھنٹے کے بعد ایک دفعہ تغیر کرتے ہیں جس سے
زخم جلدی نہیں ملتا۔ کیونکہ جلدی جلدی تغیر کرنے سے گوشت سے دھاگے ٹوٹ جاتے
ہیں۔

(۶) وہ لوگ یہہ اعتقاد کرتے ہیں کہ زخم کو دھونا ٹھیک نہیں ہوتا۔ اور التہام کو روکتا

ہے مگر یہ اعتقاد فاسد ہے کیونکہ زخم کا دھونا اور صاف کرنا التحام اور شفا کے لیے بڑا بھاری
ذریعہ ہے اس سے زخم کی سطح پر جمی ہوئی سیل دور ہوتی ہے۔ کہ اگر وہ چھوڑی جاوے تو زخم
میں التہاب پیدا کرے۔ اور التحام میں دیر لگا دے۔ پس جو شخص زخم کا علاج کرانا چاہتا ہے
اسکو چاہیے کہ جاہل جراحوں اور حجاموں کے خیالات فاسدہ کو چھوڑ دے۔ اور پرانی مرہموں
اور دھوڑوں سے پرہیز کرے اور ان قواعد پر جو ہمنے بیان کیے ہیں عمل کرے۔ تا کہ اُسے
جلدی کامیابی اور شفا حاصل ہو۔ اور مرہم بسیط جو موم اقتیل سے بنی ہوتی ہے اسکو استعمال
سے پرہیز کرے۔ بلکہ اگر زخم ضعیف ہو تو اسکو ایسے مرہم ہاضم یا مرہم رسب احمر استعمال کرے
اسطرح پر کہ ان میں سے کسی ایک کو اس لسالہ پر جو زخم پر رکھا جاتا ہے۔ باریک سا لیپ کے
زخم پر لگائیں **نوٹ** چار پانچ دن تک زخم کو بغیر تبدیلی کے چھوڑ دینا۔ التحام کامل کا
سبب ہوتا ہے۔ کیونکہ مشاہدہ ہوا ہے کہ جب ان دنوں کے بعد زخم کھولا گیا تو ملا ہوا
تھا۔ اور جاہل جراحوں اور حجاموں کے طریقے سے زخم کئی مہینوں اور سالوں چلا جاتا
ہے۔ اور بعض وقت ردی حالت اختیار کر لیتا ہے۔

پانچویں قسم

بندوق۔ توپ۔ وغیرہ۔ اسلحہ ناریہ کے زخموں کے بیان میں

جو زخم بندوق۔ تپنچے۔ یا توپ سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ سابقہ زخموں کی طرح نہیں ہوتے
ان کے زخم گول ہوتے ہیں۔ اور غالباً ان سے خون نہیں بہتا۔ اور زخم کا ایک منہ ہوتا
ہے۔ بشرطیکہ گولی دوسری طرف نہ نکل جائے۔ اور دو منہ ہوتے ہیں جبکہ گولی دونو طرف
سے گزر جائے وہ منہ جو گولی کے داخل ہونے سے بنتا ہے وہ دوسرے منہ سے جو
گولی کے نکلنے۔ سے پیدا ہوتا ہے مختلف ہوتا ہے۔ دخول سے جو زخم ہوتا ہے اس کے
کنارے دبے ہوئے اور نیچے کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور خروج کے
زخم کے کنارے پھٹے ہوئے اور باہر کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہیں ان
زخموں کا رنگ سیاہ ہوتا ہے یہ زخم یا صرف جلد تک پہنچتے ہیں۔ یا جلد اور اس کے
نیچے کی اجزا تک اثر کرتے ہیں۔ اور کبھی ہڈی ٹوٹ یا پھٹ جاتی ہے اور جلد میں نفوذ
کر جاتی ہے۔ یا اس میں رہ جاتی ہے۔ اور کبھی گولی تین تجاویف میں سے کسی ایک

نفوذ کر جاتی ہے۔ اور کبھی مخالف طرف نکلجاتی ہے۔ کبھی کندھے سے داخل ہوتی ہے
اور کبھی بازو یا ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ کبھی چوتڑ سے داخل ہوتی ہے۔ اور زانو یا قدم سے
نکل جاتی ہے۔ کبھی سر کے اگلے حصے سے داخل ہوتی ہے۔ اور پچھلے سے نکلجاتی ہے
بغیر اس کے کہ کسی تجویف کو نقصان پہونچائے اور ایسے ہی کبھی سینہ میں یہ حالت
ہوتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہڈی گولی کا مقابلہ کرتی ہے **علاج** ان زخموں کے
علاج میں تین باتوں کا خیال رکھیں (۱) اگر خون بکثرت جاری ہو تو بند کریں اسطرح پر کہ زخم کو
گول گدی کے ساتھ بند کر دیں۔ اور ایسے ہی رکھیں یہاں تک کہ ماہر جراح آجاوے۔
اور جو کچھ مناسب ہو کرے (۲) گولی کس آلے کے ساتھ جو گولی کاٹنے کے لیے مخصوص
ہے نکالیں۔ اگر گولی اس جگہہ سے جہاں سے داخل ہوئی ہے دور ہو اور دوسری جگہہ سے
قریب ہو اور جلد کے نیچے ظاہر معلوم ہوتی ہو تو جلد کو پھاڑ کر نزدیک طرف سے نکالیں۔
(۳) زخم کو نسادہ اور گدیوں اور رباط سے باندھ دیں پھر اس جگہہ پر سرد پانی سے کپڑا
تر کر کے رکھیں جب گرم ہو جائے ہٹا کر دور کر کے دوسرا رکھ دیں یا اسی پر سرد پانی چھڑکتے
رہیں۔ چوبیس گھنٹے تک ایسا ہی کریں اسکے بعد اسیطرح علاج کریں جس طرح جروح سابقہ کا علاج
بیان کیا گیا ہے۔ اگر وہ جگہہ التہاب کر جاوے تو اسپر تھوڑا سا فسالہ رکھیں۔ اور ملین یا
مخدر ضماد سے ڈھانپ دیں۔ اور ساتھ ہی پرہیز رکھیں۔ اگر التہاب زیادہ ہو اور بخار
کے اعراض ظاہر ہو جائیں۔ تو فصد عام کریں۔ یا جونکیں لگائیں۔ اگر کبھی خون کی نالی کھل
جانے یا ہڈی کے ٹوٹ جانے یا پھٹ جانے یا نرم اجزا کی ہڈی کے پھٹ جانے
سے خون زیادہ جاری ہو جائے تو فوراً ماہر جراح کو بلانا چاہیے۔ تاکہ ان عوارض کے
ٹھیرانے کے لیے مناسب تجویز کرے اگر وہ نہ مل سکے۔ تو وہ تدبیر کرے جس کا
ذکر ہمنے ہڈی کے ٹوٹنے اور زخموں کے بیان میں کیا ہے۔ اور اس جگہہ کو گرم
تیل کے ساتھ داغ دینے یا زخم میں بتی رکھنے سے جیسا کہ جاہل جراح کرتے ہیں۔
پرہیز کریں۔ کیونکہ ان سے کچھ فائدہ نہیں ہے بلکہ سخت درد پیدا ہوتا ہے۔ اور بعض
وقت مریض کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔

چھٹی قسم

جروح مزمنہ یعنے قروح کے بیان میں

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ جرح (زخم) نرم اجزاء کے تفرق اتصال کو کہتے ہیں۔ مگر وہ تفرق اتصال جو جسم میں اچھی حالت کے ساتھ ہو اسکو قرح کہتے ہیں۔ یہہ قروح خواہ جروح بسیط کے تابع ہوں یا اسلحۂ ناریہ کے جروح کے تابع ہوں شکل سے ملتے ہیں۔ کیونکہ ان زخموں کے ساتھ غالبا کوئی مرض افرنجی یا خزیری ہوتی ہے۔ کبھی یہ زخم ایسے شخص کو ہوتے ہیں جسکا کام پست مرطوب جگہہ میں کام کرنا ہوتا ہے۔ جیسے پٹرنگ لوگ (ریشم رنگنے والے) اگر یہ زخم مرض افرنجی (آتشک) یا خزیری کا نتیجہ ہو تو ان چیزوں کیساتھ علاج کرنا چاہیے۔ جن سے ان امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔ اگر زخم ایسے بچے کو ہو جسکی مزاج خزیری ہو۔ تو اسکا علاج اُن ادویہ کے ساتھ کرنا چاہیے۔ جسکا ذکر مرض خنازیر میں کیا گیا ہے اگر یہ زخم ایسے شخص کو ہو جسکا کام پست و مرطوب مکان میں بہت مدت تک کام کرتے رہنا ہے۔ اور وہ زخم معمولی علاجوں کو نہ مانتا ہو اور ایسے شخصوں کو زخم بدن کے نچلے حصے خصوصًا ساق میں ہوتے ہیں۔ تو علاج یہ ہے کہ مرہم دخلیون کی پٹی سے علاج کریں۔ اسطرح پر کہ مرہم مذکور سے پٹیاں بنائیں کہ ہر ایک پٹی کا عرض ایک انگل ہو اور لمبی اتنی ہو کہ عضو مجروح ڈیڑھ دفعہ لپٹا جا سکے اور وہ پٹیں پانچ سے بیس تک زخم کی وسعت کے موافق ہونی چاہئیں۔ اور ہر ایک پٹی کو اُسکے درمیان سے پکڑیں اور زخم کی مقابل طرف میں رکھیں اور اسکے دونو طرفوں کو زخم پر مضبوط کریں۔ پھر دوسری پٹی میں اور اسطرح سے رکھیں کہ وہ پہلی پٹی کو تہائی یا نصف کو ڈھانپ لیں۔ اسیطرح پٹیاں پیٹنے جائیں یہانتک کہ سارا زخم ڈھپ جائے۔ پھر مرہم پر تھوڑا سا خشک نوسادر رکھیں اور اسپر پٹی رکھکر سب کو متکل دھاگے سے باندھیں۔ اور اسیطرح چھ یا سات یا آٹھ دن رہنے دیں۔ پھر کھولکر پہلی طرح باندھیں۔ یہانتک کہ کامل شفا ہو جائے۔ اس ترکیب سے سخت ناقابل شفا زخم بھی اچھے ہو جاتے ہیں۔

ساتواں حصہ فلغمونی اور داحس کے بیان میں

فلغمونی ایک لتہابی ورم ہے۔ جو کبھی بڑا ہوتا ہے۔ اور کبھی چھوٹا۔ جو جسم کے تمام اجزا میں نمودار ہو سکتا ہے۔ مگر اکثر گردن اور بغل اور بن ران میں حادث ہوتا ہے اس کے چند

اسباب میں اور کبھی مجہول و نامعلوم وجہ سے حادث ہوتا ہے۔ اس کی علامت اسجگہہ کی سرخی
اور حرارت اور درد ہے۔ اگر بہت سی گجھیرے ہوئی ہو تو ساتھ سخت بخار بھی ہوتا ہے
آخرکار اس میں پیپ پڑجاتی ہے۔ اور پھوڑا بن جاتا ہے۔ اسحالت میں اسکا علاج
خراج کا سا علاج ہے۔ **علاج** - مرض کے محل پر ملین ضماد رکھیں اور جونکیں لگائیں۔
اگر بخار ساتھ ہو تو فصد عام کریں۔ اور رواحس ایک قسم کا التہاب ہوتا ہے۔ جو ہر دو
ہاتھ یا ہر دو پاؤں کی انگلیوں کی اطراف میں حادث ہوتا ہے (پنجابی میں اسکو چنبدرہ
کہتے ہیں) یہ سخت درد دیتا ہے۔ اسکا درد کبھی تمام اطراف تک پہنچتا ہے۔ اور اس سے
اعراض ردیہ پیدا ہوتے ہیں اور سخت ٹیس پڑتی ہے۔ جگہہ پھول جاتی ہے۔ اور
گرم ہوتی ہے انتہا میں پیپ پڑجاتی ہے **علاج** ظاہر ہوتے ہی اسکے علاج میں جلدی
کریں یعنے اسپرادویہ ملینہ یا مسکنہ باندھیں۔ اگر پیپ پڑجائے تو نکلوا ڈالیں۔ کیونکہ پیپ
کے رہجانے سے انگل کی ہڈی گرجانے یا دیگر خطرناک عوارض کے پیدا ہونیکا اندیشہ ہے۔
پیپ نکلنے کے بعد اس جگہہ پر تھوڑا سا پچھا لگا دیں۔ اور اس پر ضماد کردیں پھر اسپر
مرہم کا نگر مارلگائیں۔

آٹھواں نزیف یعنی سیلان خون کے بیان میں

نزیف کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو اُن وریدوں سے جو جلد کی سطح پر ہیں آتا ہے
یہہ وریدیں نظر آتی ہیں خصوصًا ہاتھ کے باہر اور بازوؤں اور بن ران کے باہر قدم
اور ساق کا اور حجم میں مختلف ہوتی ہیں۔ اور فصد ان وریدوں سے ہی لیا جاتا ہے
ان کا فائدہ یہہ ہے کہ بدن کے تمام اجزاء سے خون کو دل کی طرف پہنچائیں۔ دوسری
قسم جریان خون کی وہ ہے جو شرائین سے آتا ہے۔ یہہ شرائین حجم میں وریدوں سے
کم ہیں۔ شرائینوں میں دل کی ضربات کے موافق ضربات پڑتی ہیں اور اکثر ان میں
سے گہری ہیں۔ اور بعض ظاہر بھی ہیں جیسے شریان صدغی یعنے کنپٹی کی شریان۔
اور شریان ذراع اور وہ شریان جو بند دست کے قریب ہے جس سے نبض دیکھی جاتی ہے
ان شریانوں کا فائدہ یہہ ہے کہ خون کو دل سے بدن کی تمام اجزا کی طرف تقسیم کرتی
ہیں ان کا زخم خطرناک ہے خصوصًا جبکہ بڑا ہو۔ اس وقت مہلک ہوتا ہے جب یہ بالکل

ثابت ہو گئی تب جاننا چاہیے خون دو قسم کا ہوا ایک وریدی دوسرا شریانی۔ وریدی وہ ہے۔ جو زخموں سے نکلتا ہے۔ اور بغیر کودنے اور اچھلنے کے نکلتا ہے۔ اس کا خون سرخ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ اور آسانی سے بند ہو جاتا ہے۔ اور شریانی خون وہ ہے جو زور سے اُبھر کر نکلتا ہے اس کا رنگ سُرخ قرمزی ہوتا ہے۔ اور بمشکل سے بند ہوتا ہے۔ اگر بند ہو جائے تو پھر لوٹ آتا ہے سیلان خون کی ایک اور قسم بھی ہے۔ اور وہ وہ ہے جو اوعیہ شعریہ دبالوں کی جگہہ سے نکلتا ہے اسکا ظہور اکثر جراحت کے وقت ہوتا ہے

علاج اگر سیلان خون وریدی یا شریانی ہو تو زخم کے ملنے وقت خود ہی ٹھہر جایا کرتا ہے۔ بخلاف اس حالت کے جب کہ بڑی شریان مثلاً شریان ساعد سے نکلے اس حالت میں خون بکثرت نکلتا ہے جس سے انسان تھوڑے وقت میں ہلاک ہو سکتا ہے۔ اگر مناسب تدبیر سے انتظام نہ کیا جائے۔ بہرحال جب خون کسی زخم سے نکلے تو ماہر جراح کا بلانا ضروری ہے۔ تاکہ اس کے بند کرنے کے لیے مناسب تجویز کرے۔ اگر جراح نہ ملسکے تو اسکو یوں بند کرنا چاہیے۔ کہ زخم پر ریشم یا روئی یا نرم پھاہا یا مکڑی کے جالے کا گولہ رکھیں اور اس کے اوپر گدی رکھ کر تمام اطراف کو مناسب طریقہ سے باندھ دیں۔ اور یہ پٹی چھ یا سات دن رہنے دیں۔ جب اس کے تبدیل کا ارادہ کریں تو نہایت احتیاط سے اُٹھاویں۔ اور زخم کے پھاہے کو نہایت نرمی سے کھینچیں۔ اور دوسری پٹی نہایت نرمی سے باندھیں۔ اور نہایت نرمی سے دبائیں اور مریض کو اس حالت میں پوری راحت و سکون میں رکھیں۔ اور اشربہ ملطفہ پلائیں۔ یہاں تک کہ مرض زائل ہو جائے۔

نواں حصہ ان زخموں کے بیان میں جو آگ کے جلنے سے پیدا ہوتے ہیں

یہ زخم آگ کے جلانے یا گرم تیل یا گرم چربی یا گرم لوہے یا تیزابوں وغیرہ جلانیوالی اشیاء سے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر یہ زخم ضعیف و خفیف ہونگے یا قوی و شدید۔ خفیف کے یہ معنے ہیں کہ اسکا اثر صرف جلد تک محدود رہے۔ اور زخم قوی کا یہ مطلب ہے کہ اسکا اثر جلد عضلے گوشت۔ ہڈی تک پہنچ جاوے **علاج** سب سے اچھا علاج جس سے جلنے کی اعراض پیدا نہ ہوں یہ ہے کہ جلے ہوئے عضو کو سرد پانی میں رکھیں اور چند گھنٹے تک رہنے دیں۔ جب پانی گرم ہو جایا کرے۔ بدل دیا کریں۔ اگر وہاں کوئی حوض یا نہر جاری

ہو تو عضو کو اس میں رکھیں۔ اگر جسم کا بہت سا حصہ جل جاوے تو سارا بدن پانی میں ڈالدیں لیکن یہہ کام جلنے کے بعد فوراً ہی کرنا چاہیے۔ یعنے زیادہ سے زیادہ چار گھنٹے تک اجازت ہے۔ چار گھنٹہ گذرجانے کے بعد پھر پانی میں رکھنا مفید نہیں ہوتا۔ اگر پانی میں بینے بجھا چونہ اضافہ کیا جاوے تو بہ نسبت خالی پانی کے زیادہ مفید ہے۔ جب تک درد زائل نہ ہوجاوے۔ جلے ہوئے عضو کو پانی سے باہر نہ نکالیں۔ نکالنے کے بعد عضو پہ کپڑا لپیٹ دیں۔ جب خشک ہونے پہ آوے تر کردیں۔ جب اعراض کم ہوجاویں اور درد زائل ہوجاوے تو پٹیاں کھول دیں۔ یہہ بات ایک دو دن کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اگر جلد چھل جاوے اور چمڑا زائل ہوجاوے تو مرہم بسیط یا روغن زیتون کے ساتھ کپڑا تر کر کے باندھ دیں۔ اگر درد شدید ہوتا ہو۔ تو روغن السی و چونے کے پانی سے مرہم تیار کر کے لگائیں۔ اگر اس کے ساتھ التہاب بھی ہو تو تخم السی۔ پوست خشخاش کا پلٹس تیار کر کے باندھیں۔ اور زیادہ جل جانے سے خطرناک اعراض پیدا ہوا کرتے ہیں اس حالت میں اعراض کے موافق علاج کریں۔ مثلاً کامل پرہیز رکھیں۔ اشربہ مسہلہ پلاویں۔ فصد عام لیں یا اس جگہہ پہ جہاں زیادہ درد ہوتی ہو جونکیں لگائیں۔ اور جلی ہوئی جگہہ کو مرہم بسیط یا روغن زیتون یا مرہم مسکن سے ڈھانپ دیں۔ اور سپر تخم السی کے دو شاندے میں بھگوئی ہوئی پٹیاں رکھیں۔ اگر بارود سے کوئی جل جائے تو پہلے بارود کے اجزا کو سوئی یا موچنہ سے نکال لیں۔ یہہ بہت ضروری بات ہے۔ خصوصاً جب کہ چہرہ جل جائے اگر زخم گہرا خطرناک ہو۔ اور اس میں خشک ریشے یا کوئلے جیسے جلے ہوئے اجزا ہوں۔ تو اسپر ملین ضماد اور مسکن مرہم لگائیں یہاں تک کہ اجزا رندکورہ گر جائیں۔ گرنے کے بعد انکا ایسا علاج کرنا چاہیے جیسے پیپ دار زخموں کا علاج کیا جاتا ہے۔

دسواں حصہ یا دسویں قسم ناصور کے بیان میں

ناصور ایک تنگ گہرا زخم ہوتا ہے۔ جو پھلغمونی کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ اسکو علاج میں جاہل حجاموں کی طرح زخموں کے عمق میں بتی نہ رکھیں کیونکہ اس سے درد بڑھ جاتا ہے۔ بہتر یہہ ہے کہ اسکا علاج ایسا ہی کیا جائے جیسے جروح بسیط کا

کیا جاتا ہے اگر اسکا منہ بند ہو جائے۔ تو کھول دینا چاہیے کہ اس سے شفا ہو جایا کرتی ہے اگر جلدی اچھا کرنے کا ارادہ ہو تو اسکو چیر دینا چاہیے۔ اس سے زخم بسیط بن جائے گا پھر زخم بسیط کی طرح علاج کریں۔

گیارھویں قسم ثآلیل کے بیان میں

ثآلیل ثولول کی جمع ہے جسکے معنے مسّہ کے ہیں۔ یہہ ایک چھوٹا سا ورم ہوتا ہے جو جلد کی سطح پر پیدا ہوتا ہے۔ خصوصاً ہاتھ کی ہتھیلی میں کبھی خود بخود زائل ہو جاتا ہے۔ اگر چند مسے ہوں اور انکی گردن بہی ہو تو انکی گردنوں کو ریشمی تاگے سے باندھ دیں۔ اسطرح سے تھوڑی مدت میں گر جاتے ہیں اگر انکا قاعدہ چوڑا ہو۔ اور جلد میں گہرے لگے ہوئے ہوں تو اپر چند قطرے تیزاب کے دوسرے اجزاے سلیمہ کو بچا کر ڈالیں اسطرح سے مسّے مرجاتے ہیں۔ یا ان میں پیپ پڑ کر خود بخود ساقط ہو ہو جاتے ہیں۔

بارھویں قسم

زوائدِ فرنجیہ کے بیان میں

یہ زوائد قضیب یا دبر یا فرج کے حلقے کے گرد یا جسم کے کسی حصے میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر یہہ تھوڑے اونچے ہوں تو سوڈا کاسٹک کے ساتھ داغ دینے سے اڑ ہو جاتے ہیں۔ اور اگر بڑے ہوں تو انکو پوٹاش کے ساتھ قطع کر دیں یا داغ دیدیں اسطرح پر کہ تھوڑی سی پوٹاش پانی میں گلائیں اور قلم کے ساتھ اس میں تھوڑا تھوڑا لے کر ان زوائد مذکورہ کو مس کریں۔ پھر اس جگہہ کو خشک مصالح کے ساتھ ڈھانپ دیں اور اس خیال سے کہ یہہ پھر نہ لوٹیں مرض آتشک کا عام علاج جو ہمنے اس کتاب کے تیسرے حصے میں کیا ہے استعمال کریں۔

تیرھویں قسم

(فتق دنجیہ کا ابھرنا) کے بیان میں

فتق کے معنے احشار کا اپنے محل سے پھسل آنا اور اپنی جگہہ سے نکل آنا ہے۔ اسکا خاصہ ہے کہ ناف اور بیچ ران اور صفن (یعنے خصیے کا کیسا) یا دوسری جگہہ میں حادث ہوتا ہے۔ اس کی علامت یہہ ہے کہ جب اس کو دبایا جاے تو قراقر کے ساتھ پیٹ کی طرف لوٹ جاتا ہے اور اسی جگہہ کی دیواریں ڈھیلی ہوجاتی ہیں جب مریض کھانستا ہے تو فتق کی جگہہ میں روز کی حرکت ہوتی ہے۔ یہہ مرض سب قسم کے لوگوں ۔ بچوں ۔ ادھیڑوں اور بوڑھوں کو ہوسکتی ہے۔ **علاج** یہ مرض اگر دس سال تک کے بچے میں ہو تو شفا پانے کے لایق ہے۔ اس سے بڑھ کر لاعلاج ہے۔ اور سب سے بڑا علاج وہ پیٹی ہے جو اس کام کے لیے ایجاد کی گئی ہے مریض کو چاہیے کہ پیٹھ کے بل لیٹ جاے تاکہ پیٹ ڈھیلا ہوجائے پھر نلوں کو احتیاط کے ساتھ اندر داخل کریں پھر اسپر پیٹی باندھ دیں۔ یہہ پیٹی بسیط ہوتی ہے اگر فتق ایک ہو۔ اگر فتق جوڑا ہوا ہو تو پیٹی بھی جوڑی ہوئی ہوتی ہے۔ یہہ پیٹی فولاد کی تاروں کی بنی ہوئی ہوتی ہے جسپر تازہ چمڑا چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اسکے دونوں کناروں میں دو گدیاں ہوتی ہیں ایک پیٹھ پر رکھی جاتی ہے۔ اور دوسری فتق کی جگہہ پر۔ اور تسموں سے باندھی جاتی ہے۔ اور کبھی دوسری ترکیب سے بنائی جاتی ہے لیکن یہ ترکیب جو ہمنے بیان کی ہے سب ترکیبوں سے اچھی ہے۔ جو شخص اس مرض میں مبتلا ہے۔ وہ ایک لحظہ بھی پیٹی کو ترک نہ کرے۔ کیونکہ اگر ترک کردیگا تو احشار نیچے اتر جائیں گی۔ اور فتق بڑا ہوجاے گا۔ اور کیسہ کی دیواروں سے ملجاے گا۔ پھر اسکا رد کرنا مشکل ہوجاے گا۔ بعض وقت اختناق ہوجاتا ہے۔ تو قاتل ہوتا ہے۔ کیونکہ اختناق مذکور پیٹی نہ باندھنے یا احشار کا بڑا حصہ نیچے اتر جانے یا جزو خارج کے التہاب سے پیدا ہوتا ہے۔ جب یہہ حالت ہو تو ماہر طبیب کو بلائیں۔ تاکہ مناسب علاج کرے۔ اگر مریض چھوڑ دیا جاے گا۔ تو بہت جلدی مرجاے گا عوام الناس بوجہ نہ جاننے اصول الطب کے کہتے ہیں۔ کہ فتق نے اسپر قرار پکڑا اور مرگیا ہے۔ اختناق کی علامت یہہ ہے کہ اس جگہہ میں بلکہ تمام پیٹ میں سخت درد ہوتا ہے۔ اور قے اور خضوع اور قبض اور بخار ساتھ ہوتا ہے۔ جب یہہ عوارض پیدا ہوں اور ماہر طبیب نہ ملے تو مریض کو کوئی غذا نہ دیں۔ اور اشربہ محللہ پلائیں۔ اور حقنہ ملینہ استعمال کریں اور درد کی جگہہ پر جونکیں لگائیں۔ اگر ممکن ہو تو فصد عام کریں

اور ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے گرم پانی میں رکھیں اور اس جگہہ پر بلین ضماد کریں۔ جب ان تدابیر سے
علاج کیا جاتا ہے تو اخسار کا اترا ہوا حصہ اپنی جگہہ پر چلا جاتا ہے۔ اگر یہ تدابیر مفید نہ ہوں
تو اپریشن (دستکاری) کرنا چاہیے۔ مگر اس کے واسطے ماہر جراح چاہیے۔

چودھویں قسم

قیلیطہ مائیہ (صفن میں پانی بھر جانے) کے بیان میں

یہ مرض مصر میں بہت ہوتی ہے۔ اس کے مریض کو کہتے ہیں کہ اس کے صفن
(خصیے کے غلاف) میں پانی بھر گیا ہے۔ یہہ مرض ایک مادہ مصلیہ کے جمع ہونے سے
جو غلاف خصیہ میں بھر جاتا ہے پیدا ہوتی ہے۔ کبھی یہہ مادہ کیسہ (غلاف) کے ایک طرف
ہوتا ہے۔ کبھی دونو طرف باوجود اس کے یہ مرض کم خطرناک ہے۔ **علاج** یہہ مرض
سوائے عمل جراحی کے اچھی نہیں ہوتی۔ اور یہ ظاہرہ اس میں مفید نہیں پڑتیں۔ عمل جراحی
کی کیفیت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ عمل یا مسکن ہوتا ہے یا قاطع۔ مسکن کی کیفیت یہ ہے۔ کہ
مرض کے محل کو اس آلے کے ساتھ جو اس کام کے لیے مخصوص ہے جسکو مبضع (نشوا)
یا ماشورہ (نلکی) کہتے ہیں کھول دیتے ہیں۔ اس سے پانی نکلجاتا ہے۔ اور قاطع کی کیفیت
یہ ہے۔ کہ پانی نکالنے کے بعد اس جگہہ کو محرک ادویہ سے حقنہ کرتے ہیں تاکہ التحام حاصل
ہو جائے اور پانی کا نازل ہونا رک جائے۔ جاہل حجام اس مرض کا علاج فتیلہ (بتی) سے
کرتے ہیں۔ اسطرح پر کہ پہلے اس جگہہ میں چھوٹا سا سوراخ کھولدیتے ہیں اور اس کے
اندر بتی داخل کر دیتے ہیں۔ اور مدت دراز تک ایسا ہی کرتے رہتے ہیں۔ مگر یہہ عمل ردی
ہے۔ اس سے کامیابی حاصل نہیں ہوتی اور بڑی قباحت یہہ ہے کہ حجام خصیہ میں زخم
پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے خطرناک عوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ایسی مرض
ہے جس کے لیے کسی حاذق جراح کی ضرورت ہے۔ ورنہ کامیابی معلوم

دوسری فصل عمل جراحی کے بیان میں

کلام کلی

عمل جراحی ماہر جراح کے ہاتھ سے جو علم تشریح سے بخوبی واقف ہو ہونا چاہیے۔ کیونکہ

اگر جراح تشریح سے جاہل ہوگا تو تھوڑے سے عمل سے بھی بہت نقصان پیدا ہوگا۔ چونکہ اعمال جراحی بکثرت ہیں۔ اگر ہم مفصل بیان کریں تو یہ کتاب لمبی ہو جائیگی۔ اسواسطے ہم ضروری اعمال جراحی بیان کرتے ہیں۔ اور اس کے لیے ضروری اور لازمی ہدایات ذکر کرتے ہیں۔ (اس فصل میں چند حصے ہیں)

پہلا حصہ حجامت کے بیان میں

حجامت ایک بسیط عمل جراحی ہے۔ جسکو عموماً نائی لوگ کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ اسکی بہت ضرورت رہتی ہے۔ ہم سب سے اچھا طریقہ بیان کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ عادت یوں جاری ہے کہ حجامت سینگیوں سے کرتے ہیں۔ ہر ایک سینگی کے دو کنارے ہوتے ہیں ایک کنارا اونچا ہوتا ہے جسیں ایک سوراخ ہوتا ہے جس پر چمڑے کا ٹکڑا رکھا ہوتا ہے۔ دوسری طرف وسیع ہوتی ہے جو جلد پر رکھی جاتی ہے۔ پھر منہ کے ساتھ اوپر کی طرف سے چوستے ہیں۔ جب سینگی ہوا سے خالی ہو جاتی ہے تو اس کے منہ کو اس چمڑے سے جو اس کے اوپر لگا ہوا ہوتا ہے۔ بند کر دیتے ہیں۔ بعض نازک طبع نائی شیشے کے گلاس سے حجامت (سینگی لگانا) لگاتے ہیں۔ اس سے سینگی لگانا بہ نسبت سینگ کی سینگی سے اچھا ہے۔ بعض چھوٹی ہنڈیا سے لگاتے ہیں۔ اس کام کے واسطے گلاس یا سینگی وغیرہ برتن کے اندر کاغذ یا روئی کا جلتا ہوا ٹکڑا رکھ دیتے ہیں اور فوراً اس جگہہ رکھ دیتے ہیں۔ جہاں سینگی لگانی ہوتی ہے۔ اس عمل کو محجمہ ناریہ کہتے ہیں۔ اس عمل سے جلد پھول جاتی ہے۔ یہہ پھوکی سینگی کہلاتی ہے۔ اگر تر سینگی لگانی ہو۔ تو اس جگہہ پر پہلے استرہ سے چند پچھنے لگا دیں یہہ طریقہ اچھا ہے۔ تمام سینگیاں ایک ہی وقت یا یکے بعد دیگرے لگانی چاہئیں۔ سینگیوں کا استعمال اوجاع مفاصل۔ اوجاع اعصاب اقسام التہابات میں کرتے ہیں رمد میں ہر دو کنپٹیوں اور گدی پر سینگیاں لگائیں۔ اور زہریلے جانوروں کے ڈنک کی جگہہ پر لگائی جاتی ہیں۔

دوسرا حصہ علق (جونک لگانا) کے بیان میں

جونکیں لگوانا اکثر امراض کے واسطے اعلیٰ درجہ کا علاج ہے۔ خصوصاً امراض خاصہ و والتہاب احشاء کے لیے۔ مگر جونکیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ ہیں جنکے لگوانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ دوسری وہ جنسے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ جو غیر مفید ہیں وہ ہیں جو پہلے مستعمل ہو چکی ہوں۔ یا وہ جو سیاہ رنگ کمزور چھوٹی چھوٹی ہوں۔ مفید وہ ہیں جنکی پیٹھ پر سبز و زرد رنگ کی دھاریاں ہوں۔ ہر ایک جونک کی دو طرف ہوتی ہیں۔ ایک باریک۔ اور یہی سر ہے اس میں دانت ہوتے ہیں جنکو جلد میں چبھوتی ہیں۔ دوسری طرف دم کہلاتی ہے۔ جب دم کی طرف سے معلق ہوتی ہے۔ تو یہ واسطے سہارے کے ہوتی ہے۔ نہ واسطے کاٹنے کے۔ اس کے لگانے کی کیفیت یہ ہے کہ پہلے جگہ کو گرم پانی سے دھوئیں۔ اگر اس میں بال ہوں تو مونڈھ ڈالیں۔ اور جونک کو کپڑے میں ڈالا جائے۔ اور کپڑا اس جگہہ پر رکھا جائے۔ یا جونک ہی اسجگہہ پر رکھی جائے جہاں سے خون پینے کا ارادہ ہو۔ اگر وہ جگہہ جہاں جونک لگانی ہے تنگ ہو۔ مثلاً آنکھیں یا ناک یا منہ تو ایک ایک جونک لگانی چاہیے۔ اور جب وہ چمٹ جائے تو چھوڑ دیں یہانتک کہ خود بخود گر پڑے۔ اگر کوئی رہ جائے اور بہت مدت گذر جائے اور نہ گرے تو اسپر تھوڑا سا نمک چھڑک دیں۔ گر پڑے گی۔ ان کے گرنے کے بعد اس جگہہ کو شیر گرم پانی سے دھوئیں۔ یا السی کا پلٹس باندھیں۔ یا روئی کا گو دھا رکھیں۔ کہ خون ضرورت کے موافق نکل جائے۔ جب خون بند کرنے کا ارادہ ہو تو ریشم یا دھنی ہوئی روئی۔ یا نوسادہ اس جگہہ پر رکھیں اور گدی رکھ کر تھوڑا سا دبا کر باندھ دیں۔ اگر خون نہ تھمے تو کاسٹک سوڈا سے داغ دیں۔ جب جونکوں کی حفاظت اور ان سے نفع اٹھانا مقصود ہو تو ان کے گرنے کے بعد خاکستر پر رکھیں تاکہ خون ان کے پیٹ میں جمع ہوا ہے نکل جائے پھر دھو کر کسی برتن میں ڈالدیں اور ان پر خالص پانی ڈالیں۔ اور دو یا تین دن کے بعد ایک دفعہ تبدیل کر دیں۔ اگر کوئی جونک پانی میں مر جائے تو فوراً پھینکدیں۔ کیونکہ اس کے رہجانے سے پانی فاسد ہو جائیگا۔ اور اس کے فاسد ہونے سے جونکیں مر جائیں گی۔ جونکوں کو نمک سے اتارنا ان کے جلدی مر جانے کا باعث ہوتا ہے۔

تیسرا حصہ حراریق کاغذی کے بیان میں

حراقیکاغذی علم طب میں اکثر استعمال ہوتی ہے۔ یہہ مفید چیز ہوتی ہے تاکہ اخلاط
فاسد باطن سے ظاہر کی طرف نکل آویں۔ یہہ طریقہ دماغ اور پھیپھڑے اور رحم کے التہاب
کو پھیرنے کیلیے مستعمل ہوتا ہے اور اوجاع اعصاب کو مفید ہے۔ اس کے عمل
کے مختلف طریقے ہیں۔ کبھی یہ چیز دوکانداروں کے پاس بنی بنائی ملجاتی ہے۔ اس کو
لیکر کسی کپڑے پر سحوق الذراریح چھڑک کر دل پر رکھیں۔ اس سے جلد
پر آبلے پڑجاتے ہیں۔ اور مادہ فاسد خارج ہو جاتا ہے۔ جب بنا بنایا نہ ملے تو گندم
کا آٹا گوندھ کر ایک کپڑے پر رکھیں۔ اور مثل سابق استعمال کریں۔ کبھی یہ کام اُبلتے ہوئے
پانی سے کیا جاتا ہے۔ اسطرح پر کہ ایک لوٹا جوشیدہ پانی کا اُس جگہہ
پر گراتے ہیں۔ جسکی جلد پر آبلہ ڈالنا مقصود ہوتا ہے۔ اُس سے فوراً مادہ باہر آجاتا
ہے۔ اور کاغذی کی وسعت اس جگہہ کے موافق ہونی چاہیے۔ جسپر لگائی جاوے۔ اگر
گردن پر لگانی ہو تو ہتھیلی کے موافق ہونی چاہیے۔ اگر کنپٹی یا کان کے پیچھے لگانی ہو تو چونی
کے برابر ہونی چاہیے۔ اگر ران یا ساق پر لگانی ہو تو ہاتھ کی ہتھیلی سے کسیقدر زیادہ ہونی
چاہیے۔ اور بازو پر باہر کی طرف لگائیں۔ اور ران اور ساق پر اندر کی طرف۔ دریہ کاغذی
مرض اور عضو ماؤف کے موافق ہونی چاہیے۔ مثلاً امراض صدریہ میں سینہ پر اور امراض
اعضاء باطنیہ پیٹ میں کاغذی لگانیکے بعد اُسپر کوئی کپڑا باندھ دیں۔ اور موسم گرما میں بارہ گھنٹے
تک رہنے دیں۔ اور سردی میں چودہ سے چوبیس گھنٹے تک پھر کاغذی کو دور کریں۔
دور کرنے کے بعد جلد کاغذی کے انداز سے پھولی ہوئی معلوم
ہوگی۔ پھر اس اُٹھے ہوئے چمڑے کو قینچی سے کاٹ ڈالیں تاکہ مادہ خارج ہو جاوے۔
پھر اس جگہہ پر چقندر کا پتہ مکھن یا روغن زیتون میں جسمیں انڈے کی سفیدی ملی ہوئی ہو۔
تر کرکے رکھیں یا مرہم بسیط لگائیں۔ مگر جلد کو پھاڑنا نہ چاہیے۔ کیونکہ پھاڑنا مریض کو
دکھ دیتا ہے۔ کاغذی کا خاصہ ہے کہ پانچویں روز سے دسویں روز تک خشک ہو
جاتی ہے۔ اسواسطے اگر بہت دیر تک مادہ فاسدہ کا جاری رکھنا منظور ہو تو ہر تین
دن تک کے بعد مرہم ذراریح یا سحوق ذراریح لگاتے رہیں۔ ذراریح کا وصف ہے کہ اس

کبھی احتباس بول یا اعصاب بول و تناسل میں درد شدید ہو جایا کرتا ہے۔ جب یہہ حالت
واقع ہو تو مریض کو کافور کا پانی پلائیں۔ گدی پر کاغذی لگانے سے سر درد۔ امراض
دماغ۔ امراض عین۔ امراض فم۔ امراض کانکو فائدہ ہوتا ہے۔ کان کے پیچھے لگانے
سے بھی یہی فائدہ ہوتا ہے۔ نقرس کے لیے گھٹنوں پر لگاتے ہیں۔ امراض قلب و
پھیپھڑہ کے لیے سینہ پر لگاتے ہیں۔ مغص حاد (سخت پیچش) و امراض باطنہ مزمنہ
کے لیے پیٹ پر لگاتے ہیں۔ اوجاع مفاصل و آلام اعصاب کے لیے جسم کے مختلف
اعضاء پر لگاتے ہیں

چوتھا حصہ (خمصہ کے بیان میں)

خمصہ ایک چھوٹا سا مصنوعی زخم ہوتا ہے۔ جو بازو یا ساق یا جسم کے کسی دوسری حصہ میں
کیا جاتا ہے۔ اسمیں سے پیپ نکالی جاتی ہے۔ اور یہہ زخم برابر جاری رکھا جاتا ہے۔ جب
تک کہ باطن کے امراض مزمنہ یا دہ امراض جنکے لیے یہہ عمل کیا جاتا ہے دور نہ ہو جاویں
یہ زخم پوٹاش اور سوڈا کاسٹک زاریح (تیلنی مکھی) وغیرہ داغ دینے والی ادویہ سے کیا جاتا
ہے۔ اس عمل کی کیفیت یہ ہے کہ اس جگہہ پر تھوڑا سا زخم کیا جائے۔ پھر اس جگہہ کو چھوڑا
جائے یہانتک کہ خشک ریشہ ساقط ہو جائے۔ پھر تبدیلی کی جائے جیسا آگے آئیگا۔ لیکن
بہتر یہ ہے کہ داغ پوٹاش کے ساتھ ہو۔ اور اس مطلب کے واسطے موم کے دو ٹکڑے
لیں جنکا حجم چوتی کے برابر ہو۔ اور ان میں سے ایک میں سور کے برابر یا اس سے کچھ کم
سوراخ کریں۔ اور داغ دینے والی دوا کو اس سوراخ میں رکھکر موم کے دوسرے ٹکڑے
سے ڈھانپ دیں۔ اور چار گھنٹے تک رہنے دیں۔ پھر موم کو اٹھالیں۔ اس سے خشک
ریشہ پیدا ہو جائے گا۔ جو چند دن کے بعد گر جائے گا۔ پھر اس زخم میں جو داغ دینے
والی دوائی سے پیدا ہوا ہے کوی اور چیز رکھیں اور جب کسی تیز ہتھیار سے زخم کھولنے
کا ارادہ کرے تو اس جگہہ کو جہاں زخم کرنا مطلوب ہے ملین اور نصف قیراط کے برابر
پھاڑ دیں اور اس میں تھوڑا سا نسالہ رکھیں یہانتک کہ پیپ پڑ جائے پھر تیسرے
یا چوتھے دن نسالہ کو اٹھائیں۔ اور اس میں نخود کا دانہ رکھدیں یہ ترکیب سب ترکیبوں
سے سریع التاثیر اور کم ضرر ہے۔ اور جب آگ کے ساتھ داغ دینے سے زخم کھولنے

کا ارادہ کریں تو صوف (اون) کا ٹکڑا ایکر اسکو بتی کی طرح بنائیں اور اس جگہہ پر جہاں زخم کھولنا مطلوب ہو رکھیں پھر اس کو جلا دیں۔ اس سے خشک ریشہ پیدا ہو جائے گا۔ جو ساتویں دن گر جائے گا۔ پھر معمول کے مطابق اس کی مرہم پٹی کریں۔ اور اسکی کیفیت یہ ہے کہ زخم میں نخود کا دانہ یا موم کا ٹکڑا یا تخم بنفشہ یا تخم نارنج یا ہاتھی دانت کا چھوٹا سا گول ٹکڑا رکھیں اور اسپر نارنگی یا سنگترے کا پتا باندھ دیں۔ اور کرتا دھتا مٹھا کے پتوں سے ڈھانپ دیں اور ہر دن ایک دفعہ یا دو دفعہ تغیر کریں۔ اور جبتک مادہ نکلتا رہے کرتے رہیں۔ یہ کام مہینوں یا سالوں بلکہ ساری عمر تک کرتے رہیں۔

پانچواں حصہ

زحل (یعنے جلد کا سینا) کے بیان میں۔

زحل ایک جراحی عمل ہے جو مادہ فاسدہ کو پھیرنے کے لیے عمل میں لایا جاتا ہے اسکی ترکیب یہہ ہے کہ ایک آلے کے ساتھ جو اس کام کے لیے مخصوص ہے۔ جلد میں سوراخ کیا جاتا ہے اور اس سوراخ میں روئی یا السی کی بتی رکھی جاتی ہے۔ یہہ عمل بدن کے تمام اجزا میں کرنا جائز ہے۔ رمد اور سر کی امراض مزمنہ میں گدی پر کرتے ہیں۔ اور سینے کی امراض میں سینہ پر اور اعضاء بطن کی امراض میں بطن پر۔ اس عمل کی کیفیت یہ ہے کہ جلد کو دُہرا کیا جاتا ہے۔ جلد کی ایک طرف کو جراح کا مددگار پکڑتا ہے۔ اور دوسری طرف کو جراح اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑتا ہے۔ پھر اس مُڑی ہوئی جلد میں کوئی سینے کی چیز یا وہ سوئی جو اسکام کے لیے مخصوص ہے داخل کرتا ہے اور سوئی کے سوراخ میں روئی یا السی کا لمبا تاگا ہوتا ہے پھر وہ تاگا زخم پر دُہرا کیا جاتا ہے۔ اور اسپر تھوڑا سا فتالہ رکھ دیتے ہیں۔ اور فتالہ کے اُوپر گدی رکھ دیتے ہیں۔ اور اس گدی پر فتیلہ کے لمبی طرف موڑی جاتی ہے۔ اور سب کو مناسب طور پر باندھ دیا جاتا ہے اور دو یا چار دن تک ایسا ہی رہنے دیتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ اسکو گرم پانی سے تر کر کے کھولتے ہیں پھر لمبی طرف کے ٹکڑے کو مکھن یا زیتون سے تر کر کے آہستہ سے کھینچتے ہیں۔ پھر جو پیچھو زخم میں ہوتا ہے اس کے نکل جانے کے بعد زخم کو قینچی سے کاٹ دیتے ہیں۔ پھر فتالہ کی گدی مرہم سے تر کر کے رکھ

رکھتے ہیں۔

چھٹا حصہ داغ اور مقعہ کے بیان میں

کی دمقعہ (داغ) یا تو گرم لوہے سے دیا جاتا ہے۔ یا اُون اور روئی کو ستون کی شکل کا بناکر داغ دیتے ہیں۔ اور اسی عمل کو مقعہ کہتے ہیں جو گرم لوہے سے دیا جاتا ہے وہ مختلف مقامات پر دیتے ہیں۔ جراحوں کے پاس اس کام کے لیے آلات مخصوصہ ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی کیل کے سرے یا لوہے کے کسی اور ٹکڑے سے دیا جاتا ہے اگرچہ داغ دینا نہایت سخت دکھ دینے والا ہے مگر اس کے ذریعہ سے ان امراض مزمنہ میں جو دوسرے علاجوں کو قبول نہیں کرتیں کامیابی ہوتی ہے چنانچہ جوڑوں کی درد اور سینہ کی امراض میں داغ بہت فائدہ پہنچاتا ہے۔ داغ دینے کی کیفیت یہ ہے کہ لوہا آگ میں گرم کیا جاتا ہے یہاں تک کہ انگارے کی طرح سرخ ہو جاتا ہے پھر داغ دیا جاتا ہے۔ لوہے کو جلدی سے نہیں اُٹھاتے بلکہ ایک منٹ یا آدھا منٹ رہنے دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ جلد جل جائے۔ اور کبھی ایک ہی وقت یا یکے بعد دیگرے چند داغ دیے جاتے ہیں۔ لیکن داغ ایک دوسرے سے فاصلہ پر ہونے چاہئیں۔ نیز داغ ہڈی پر نہ دیا جائے۔ اگر سینے پر داغ دیں تو پسلیوں کے درمیان ہونا چاہیے۔ اگر سر پر تو اس کے درمیان میں۔ داغ دینے کے بعد روغن زیتون میں انڈے کی سفیدی ملاکر ایک کپڑا اس سے تر کر کے داغ پر رکھیں۔ اگر داغ میں سخت التہاب پیدا ہو جائے تو ضماد ملینہ اس پر رکھیں۔ اور خشک ریشہ ساقط ہو جانے کے بعد وہی علاج کریں جو جروح بسیط کا کیا جاتا ہے۔ اگر زخم کا کچھ مدت تک جاری رکھنا منظور ہو تو داغ کی جگہ میں کوئی دانہ نخود یا کوئی اور چیز رکھیں۔ اگر گرم لوہے سے داغ دینے کا ارادہ نہ ہو تو اون یا روئی سے داغ دیں۔ اسکو مقعہ کہتے ہیں جسکا ذکر ابھی ہو چکا ہے۔

ساتواں حصہ فصد کے بیان میں

یاد رہے کہ فصد اکثر امراض کی شفا کے لیے سب سے اعلےٰ علاج ہے۔ اسواسطے سب لوگوں کو اسکا سیکھنا واجب ہے خصوصاً ایسے لوگوں کو جنکے قرب وجوار میں کوئی طبیب

نہ ہو اور ایسے لوگوں کو جو اکثر سفر و سیاحت میں رہتے ہوں۔ فصد کسی جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ چند جگہوں کا فصد لیا جاتا ہے۔ اول بازو کی اور یہ سب سے زیادہ مشہور جگہ ہے۔ دوم ہتھیلی کے باہر اور قدم کے باہر یا ساق کی فصد بھی لیتے ہیں۔ فصد لینے سے پہلے چند اشیا تیار ہونی چاہییں۔ ایک رباط (تاگا وغیرہ) بازو باندھنے کے لیے، دوسرا رومال فصد کے بعد اس عضو کو باندھنے کے لیے۔ تھوڑی سی روئی فصد کی جگہ کا منہ بند کرنے کے لیے۔ اور نشتر فصد کھولنے کے واسطے۔ جب بازو سے فصد کھولنے کا ارادہ ہو تو مریض کو جھروکے یا دروازے یا کسی کھلی جگہ کے سامنے بٹھلائیں۔ اور اس کے بازو کو کہنی کے اوپر بقدر چار انگل فاصلہ کے باندھ دیں۔ مگر بہت سخت نہ باندھیں کہ سارا عضو پھول آوے کیونکہ سارا عضو پھول جانے سے وہ رگ ظاہر نہیں ہوتی۔ جس کا فصد کرنا ہوتا ہے۔ پھر ساعد (کلائی) کو بازو پر دوہرا کریں۔ (موڑیں) اور تھوڑی انتظار کریں کہ رگیں پھول آویں۔ پھر جراح نشتر کو پکڑے اور زاویہ کی شکل پر کھولے۔ اور اسکو پھل کے قریب پکڑے۔ اور جب رگ اچھی طرح محسوس ہونے لگے نشتر کا سر (نوک) اس رگ میں داخل کردے۔ اور اس کو اوپر کی طرف اٹھا دے تاکہ مناسب طور پر کھل جاوے اور بازو کی اس جہت سے جو تنصر کے مقابل ہے فصد نہ لیں۔ کیونکہ اس کے نیچے شریان ہے اور شریان کھل جانے سے ضرر عظیم ہوتا ہے۔ خون جو نکالا جاوے وہ مریض کی عمر اور شدت اعراض کے لحاظ سے ہونا چاہیے۔ فصد کا ضروری و معتدل خون دس اوقیہ (۲۵ تولہ) سے ایک رطل (آدھ سیر) تک ہونا چاہیے۔ خون کی کافی مقدار نکل جانے کے بعد رباط کو کھلوا دیں۔ اور جراح اپنی انگلی رگ کے منہ پر رکھدے پھر اس پر تھوڑی سی روئی رکھ دیں۔ اور رباط سے باندھ دیں۔ اور مریض کے بازو کو سینے پر رکھوا دیں۔ اور اسکو ہدایت کردیں کہ چند ساعت حرکت نہ کرے اور رباط کو دوسرے یا تیسرے روز کھولنا چاہیے۔ کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ رگ کھل جاتی ہے۔ مگر خون نہیں نکلتا۔ اسکا سبب رباط کا زور سے باندھنا ہوتا ہے۔ اسوقت اسکو ڈھیلا کردینا چاہیے۔ کہ خون نیچے اتر آوے۔ نشتر گرم تیز ہونی چاہیے۔ کیونکہ اگر سرد کند ہوگی تو مریض کو زیادہ تکلیف ہوگی۔ کبھی کند نشتر سے فصد بھی نہیں ہوسکتا۔ نشتر کو ورید میں نصف خط سے پورے خط تک داخل کرنا چاہیے۔ اگر فصد سے پہلے ہی مریض غش کیا جاوے، تو فصد

نہ کریں یہانتک کہ ہوش میں آجاوے۔ اور اس حالت میں مریض کو پیٹھ کے بل سلاویں اور اس کے چہرے پر پانی چھڑکیں یا سرکہ ڈالیں اسکے ہاتھ پاؤں کو ملیں۔ تاکہ بیہوشی دور ہوجاوے۔ اگر نشتر لگانے کے بعد بیہوش ہوجاوے تو خون کو بند کریں اگرچہ انگلی رکھنے سے ہو۔ پھر ان تدابیر سے عمل کریں جنکا ذکر اوپر ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ ہادی ہے **فائدہ** پہلے بتلایا جاچکا ہے۔ کہ فصد اکثر امراض نہایت مفید ہے۔ اب یہہ بتلا دیا جاتا ہے کہ فصد امراض حادہ اور امتلاء دموی میں بہت مفید پڑتا ہے۔ کیونکہ اس سے وہ خون جو التہاب کا باعث ہوتا ہے۔ کم ہوجاتا ہے۔ اور حرارت بھی گھٹ جاتی ہے جلد مرطوب ہوجاتی ہے ؎

آٹھواں حصہ تطعیم جدری (ٹیکہ لگانا) کے بیان میں

بچوں کے امراض اور انکو جدری (چیچک) سے بچانے کا کچھ حال لکھا جاچکا ہے۔ اب یہہ ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ ٹیکا کیونکر لگایا جاتا ہے۔ ٹیکا لگانا ایک آسان عمل ہے اس کے لیے کثرت عمل کی ضرورت نہیں ہے تھوڑی سی چوبہہ یا سوئی چبھو دینا۔ کافی ہوتا ہے۔ اس چھڑنے کے بعد اس جگہہ میں مادہ بقریہ (وہ مادہ جو گائے سے حاصل کیا جاتا ہے) بھر دیتے ہیں یہ کام ہر شخص کر سکتا ہے۔ یہانتک کہ بچوں کی مائیں خود بھی کر سکتی ہیں چونکہ یہ مادہ یا تازہ دانہ سے لیا جاتا ہے۔ اور یہہ اچھا ہے۔ یا خشک مادہ ہے۔ اسواسطے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاتا ہے (دانہ سے ٹیکا نا لگانا) اس کی کیفیت یہہ ہے کہ جب ایک بچے کو مادہ بقریہ سے ٹیکا لگا چکتے ہیں تو اس کے پک جانے کے بعد (جو ساتویں یا آٹھویں دن پک جاتا ہے) دوسرے بچوں کو اس کے بازو سے نشتر یا سوئی کے ساتھہ لگا لیتے ہیں۔ اس سے جو مادہ نکلتا ہے اُس سے سوئی یا نشتر تر کر کے دوسرے بچے کے بازو میں لگاتے ہیں۔ لگانیوالا بچے کے بازو کو پچھلی طرف سے اپنے ہاتھ کے ساتھ پکڑ لیتا ہے۔ اور اسکی جلد کو کھینچتا ہے۔ پھر سوئی یا نشتر کی نوک اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھہ اسکی جلد کی نیچے چبھوتا ہے۔ اور اسبات کا خیال رکھتا ہے کہ دانہ سے خون جاری نہ ہو۔ اگر نکل بھی آوے تو نہایت قلیل ہو۔ پھر نشتر کو اوپر کی طرف اُٹھاتا ہے اور چبھونے کی جگہہ میں اسکو پونچھتا ہے

یا جلد کو اوپر کی طرف پھاڑ کر اُس میں مادہ رکھ دیتا ہے۔ پھر بازو کو اسطرح رکھتے ہیں کہ اُسکو
کوئی کپڑا نہ لگے اور مادہ خشک ہونے کے لیے آدھ گھنٹہ تک بغیر باندھنے کے چھوڑ دیتے
ہیں۔ اور کپڑوں کی رگڑیاں سے بچاتے ہیں۔ اگر چند دانہ ظاہر کرنے ہوں تو ہر ایک
بازو میں تین یا چار دانے دو دو انگل کے فاصلہ پر کھودتے ہیں اور خشک مادہ کے
ساتھ جو شیشے میں محفوظ ہوتا ہے ٹیکا لگانا۔ جب خشک مادہ کے ساتھ ٹیکا لگانا ہو تو
وہ شیشی جسمیں مادہ ہوتا ہے اُسپر چند قطرے پانی یا دودھ کے ڈالدیتے ہیں تا
کہ نرم ہو جاوے۔ مگر پانی یا دودھ زیادہ نہیں ڈالنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے
مادہ خشک خراب ہو جاتا ہے پھر ٹیکا اچھا نہیں لگتا۔ ٹیکے کی عمدگی و درستی و خرابی مادہ
بقریہ کی عمدگی و خرابی پر موقوف ہے۔ اُسکی تحقیق امراض اطفال میں ہو چکی ہے۔ وہاں
سے دیکھو۔

مادہ کے حاصل کرنے اور اُسکی حفاظت کے بیان میں

کبھی مادے کو بوجہ اسکی قلت اور دور دراز مسافت تک لے جانے کے لیے محفوظ
رکھتے ہیں۔ اسکی کیفیت یہہ ہے کہ جب مادہ سات آٹھ روز کے بعد پک جاتا ہے تو اسکو
سوئی یا نشتر سے کھولدیتے ہیں۔ اس سے مادہ جاری ہو جاتا ہے۔ وہ لیکر شیشے کی دو تختیوں
کے درمیان جنکا قطر ایک قیراط کے برابر ہوتا ہے۔ رکھ دیا جاتا ہے اور چند منٹ رہنے
دیتے ہیں تاکہ کچھ خشک ہو جاوے اگر ایسا نہ کیا جاوے تو مادہ تختی کی سطح پر پھیل جاتا
ہے۔ پھر اُس سے کام نہیں ہو سکتا۔ پھر ہر دو تختیوں کو منطبق کرنے کے بعد چاروں
طرف سے اُنکے کنارے موم گداختہ میں ڈبوئے جاتے ہیں تاکہ مادہ کی تاثیر سے محفوظ
رہیں۔ پھر کسی کاغذ یا کپڑے میں لپیٹ دیتے یا نرم ریت یا تخم اسی میں رکھ دیتے
ہیں۔ اور معتدل بحرارت جگہ میں رکھ دیتے ہیں۔ اس ترکیب سے کئی مہینوں تک
محفوظ رہ سکتا ہے۔ اگر شیشے کا برتن نہ مل سکے تو نشتر کے پردوں میں ڈالدیتے ہیں
لیکن اس طریقہ سے بہت دیر تک نہیں ٹھیر سکتا۔ جلدی خراب ہو جاتا ہے۔

نواں حصہ خراج (پھوڑا) کے کھولنے کے بیان میں

جبتک پھوڑے میں پیپ نہ پڑ جاوے چیرنا نہ چاہیے۔ اور جب کھولنے لگیں تو اس جگہ سے کھولیں جو بہت اونچی اٹھی ہوئی اور پلپلی ہو۔ اور نشتر کو فصد کی طرح کھولنا چاہیے۔ کبھی پھوڑے میں نشتر بہ نسبت فصد کے زیادہ گھسانی پڑتی ہے۔ جبکہ جلد سخت موٹی ہو۔ اور چیر پھوڑے کے حجم کے لحاظ سے تقریبا نصف چیرا یا زیادہ ہونا چاہیے۔ تاکہ پیپ بخوبی نکلجاوے۔ اور احتیاط کریں کہ نشتر نچلی اجزاء سلیمہ تک نہ پہونچے چیرا جلد کے محاذی ہونا چاہیے۔ اور عرض میں نہیں ہونا چاہیے کیونکہ گوشت پیدا ہو جانے کے بعد وہ جگہہ بدنما ہو جاتی ہے۔ اگر نشتر نہ ہو تو جلد کو طبقہ (طبقہ) استرہ سے پھاڑنا چاہیے۔ یہاں تک کہ چیرا پیپ تک پہونچ جاوے اگر پھوڑا چہرے یا گردن میں ہو تو کسی آلہ سے نہیں کھولنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے بھی گوشت پیدا ہو جانے کے بعد وہ جگہہ بدنما ہو جاتی ہے۔

دسواں (۱۰) حصہ ختان (ختنہ کرنے) کے بیان میں

ختنہ کثیر الاستعمال مصنوعی عمل ہے۔ مگر ختنہ کرنے والا اپنے کام میں ماہر و تجربہ کار ہونا چاہیے۔ عموماً اسکام کو نائی لوگ کرتے ہیں۔ لیکن بعض ماہر ہوتے ہیں۔ اور بعض خطرۂ جان جن سے خطرہ ہوتا ہے کہ قضیب کی تمام جلد یا حشفہ کا کوئی جزو قطع ہو جاوے۔ ہو اسطے ہم چند قواعد بیان کرتے ہیں جنپر عمل کرنے سے کسی خطرہ کا خوف نہیں ہوتا۔ اوّل یہ معلوم ہونا چاہیے۔ کہ ختنہ ہونے کی وجہ یہہ ہے کہ اس سے میل کچیل جمع نہیں ہوتی۔ اور قلفہ (غلاف) اور پھل (اصل ذکر) کے درمیان بول کا اثر نہیں رہتا۔ پس ضروری نہیں ہے کہ بہت سا حصہ اس جلد کا جو پھل کو ڈھانپنے والی ہے کاٹا جاوے۔ ختنہ کے وقت یوں کرنا چاہیے کہ قلفہ کو باہر کھینچیں سطح پر کہ قلفہ کی جلد کو نرمی سے باہر کی طرف کھینچیں اور اس حصہ جلد کو بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کے درمیان لپیٹیں۔ پھر اس آلہ مخصوصہ کو اس حصہ جلد کے درمیان رکھیں۔ اور جراح قلفہ کو پکڑے اور دائیں ہاتھ کے ساتھ تیز پھل والے استرے سے کاٹ ڈالے اور ایک ہی دفعہ کاٹنا چاہیے۔ یہہ ترکیب باقی ترکیبوں سے احسن و افضل ہے۔ یہہ کیفیت سب کے لئے ہے۔ اوپر زخم پر دھوڑا دھوڑتے ہیں۔ بعض نائی تو صرف نہایت باریک

دناڈکی خاکستر چھڑک دیتے ہیں۔ بعض کرم خوردہ لکڑی کی راکھ ڈالتے ہیں بعض مرہم لگاتے ہیں۔ یہہ اچھی ترکیب ہے۔ سب سے بہتر یہہ ہے کہ قلقونیا گھساکر چھڑکیں اور اسپر نرم وباریک کپڑا باندھ دیں۔ اور چھوڑ دیں۔ مگر عورتوں کا ختنہ جو فقہ میں خفاض کے نام سے مشہور ہے اسکا نہ کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ شارع نے ختنہ کرنا فرض نہیں کیا مردوں کے لیے ختنہ سُنت ہے۔ اور عورتوں کے لئے ایک مکرمت اور عورتوں کے ختنہ کرنے میں خطرے اور زیادہ تکلیف کا اندیشہ ہے۔ مصر والوں کے سوا کسی ملک میں عورتوں کے ختنہ کا رواج نہیں ہے۔ البتہ بعض وحشی قوموں مثلاً حبشی۔ سوڈانی۔ ایسا کرتے ہیں۔ کہ عورت کی بظر (پنجابی ٹنہ) اور اسکے دو چھوٹے کناروں کو کاٹ دیتے ہیں اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ اس ملک کی عورتوں کا بظر اور لبگیں کنارے بڑھ جاتے ہیں اور طویل و بدشکل معلوم ہوتے ہیں اسواسطے ایسے ممالک میں عورتوں کا ختنہ کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ مگر مصر میں جو رواج پڑ گیا ہے۔ وہ غیر ضروری ہے۔ کیونکہ مصر کی عورتوں کے فرج کے کنارے نہیں بڑھتے اسواسطے اس عادت کا ترک کرنا ضروری ہے چونکہ یہ رواج نہ ترک نہ شام نہ ہند نہ عجم میں پایا جاتا ہے۔ اسواسطے اہل مصر کو بھی چھوڑنا مناسب ہے۔

گیارھواں حصہ اُن اجسام غریبہ کے علاج میں جو حلق میں پڑ جاتے ہیں

اسکی دو قسمیں ہیں پہلی قسم ان اجسام کے بیان میں جو مری کے اندر ٹھہر جاتے ہیں۔

یاد رہے کہ منہ اور معدہ کے مابین ایک جھلی دار نالی ہے جسکو مری کہتے ہیں۔ اسکے بڑے اور گھڑ والے ہونیکے سبب سے کبھی کوئی چیز اس میں اڑ جایا کرتی ہے نہ معدہ کی طرف جاتی ہے۔ نہ اوپر کی طرف چڑھتی ہے۔ اور وقوف کی حالت میں اختناق (گلا گھٹنا) وسخت درد وغیرہ خطرناک اعراض پیدا ہوتے ہیں کبھی انسان ہلاک ہو جاتا ہے جب کبھی یہ حالت ہو جاوے تو اُسکے نکالنے میں بہت جلدی کرنی چاہیے۔ اس کے نکالنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک اس چیز کا اوپر کی طرف کھینچنا اور منہ سے نکالنا۔ دوسرا معدہ کی طرف دفع کرنا۔ مگر یہہ کیفیت کچی ہڈی مچھلی کے کانٹوں وغیرہ تیز چیزوں میں نہیں ہو سکتی۔ اسکے نکالنے کے لیے بھی دو طریق ہیں۔ پہلا طریقہ جب کہ وہ چیز حلق کے قریب

ہو یہہ ہے کہ انگلی سے نکالی جاوے۔ دوسرا طریقہ جب حلق سے بعید ہو یہہ ہے کہ کسی چمٹے یا کسی اور آلہ سے جو حلق کے اندر جا سکے پکڑ کر نکال لیں یا اسفنج کا ٹکڑا کسی لکڑی میں باندھکر اس چیز کے پیچھے رکھیں جو حلق میں ہے وہ چیز اسفنج سے چمٹ جاوے گی۔ اور باہر نکل آوے گی۔ اگر یہہ تدابیر کافی نہ ہوں تو مریض کو گرم پانی پلا کر قے کرائیں۔ اگر وہ چیز معدہ کی طرف جا سکتی ہو تو اسکی طرف دھکیل دیں۔

دوسری قسم اس چیز کے نکالنے میں جو حنجرہ میں ٹھیر جاوے

یاد رہے کہ گردن کے اگلے حصے میں مری کے آگے ایک اور نالی ہے جسکو حنجرہ کہتے ہیں یہہ اوپر کی طرف ایک غضروفی لیف دار جھلی کے ساتھ جسکو لسان المزمار (بانسلی کی زبان) کہتے ہیں بند رہتا ہے بعض اوقات کھانا نگلنے کے وقت یہہ جھلی (لسان المزمار) اپنے منہ پر منطبق نہیں ہوتی اور غذا کا کوئی حصہ اس میں چلا جاتا ہے جس سے خطرناک اعراض پیدا ہو جاتے ہیں اس حالت کو اصطلاح طب میں شرقہ (اچھو لینا) کہتے ہیں۔ اس کے علاج کے واسطے یہہ دیکھنا چاہیے کہ آیا چیز حلق سے نزدیک ہے یا دور اگر قریب ہو تو انگلی سے پکڑ کر نکال لیں۔ اگر بعید ہو تو کسی آلہ مخصوصہ سے خارج کریں۔ اگر بہت ہی دور ہو جسکا نکالنا ممکن نہ ہو تو کسی ماہر جراح کو بلائیں۔ جو اپریشن کر کے نکالے۔ فن جراحت کا مختصر حال تو ختم ہوا۔ اب اس کتاب کا پانچواں باب شروع ہوتا ہے۔

پانچواں باب اُن تدابیر میں جو مختنقین (جنکا گلا گھونٹا جاوے) مسمومین (زہر خوردہ لوگ) اور ملدوغین (جنکو کسی زہر دار جانور نے کاٹا ہو) کے ساتھ خاص ہیں

فصل اوّل مختنقین کے بیان میں کلام کلی اختناق کے بیان میں

اختناق ایک ایسی حالت ہے، جسمیں انسان کا سانس بالکل یا کسیقدر منقطع ہو جاتا ہے

اور دوران خون ٹھیر جاتا ہے۔ اور انسان مردہ سا ہو جاتا ہے۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ مثلاً ہوا کا نہ پہنچنا یا اسکا ردی ہونا ہے۔ عدم ہوا سے جو اختناق ہوتا ہے۔ اسکی مثال پانی میں ڈوبنا یا گلا گھوٹنا یا پھانسی دینا ہے۔ ولادت کے وقت جو بعض بچے مرجاتے ہیں اسکی وجہ بھی اختناق ہوتا ہے۔ کثرت حرارت یا بجلی کے گرنے سے بھی اختناق ہوتا ہے۔ اور جو اختناق رداءت ہوا سے پیدا ہوتا ہے اسکی مثال سنہ کی بدبو کی یا وہ بخارات ہیں جو ایسی چیزوں سے اڑتے ہیں جنسے شراب بناتے ہیں مثلاً انگور کھجور منقی وغیرہ یا وہ بخارات جو تنگ جگہ میں لوگوں کی کثرت سے اٹھتے ہیں۔ یا وہ ہوائیں جو پاخانوں قصاب خانوں۔ چمڑا سنڈیوں وغیرہ بدبودار جگہوں سے آتی ہیں۔ اور وہ ہوائیں جو ان کے کھولنے کے وقت اٹھتی ہیں۔ یہہ تمام چیزیں اختناق کے اسباب ہیں۔ کبھی شدت سرما سے بھی اختناق ہوتا ہے۔

اس فصل میں چند حصے ہیں پہلا حصہ اُس اختناق میں جو عدم ہوا سے پیدا ہوتا ہے اسکے چند اقسام ہیں۔ پہلا قسم اُس اختناق میں جو غرق سے پیدا ہوتا ہے

جب کوئی انسان پانی میں ڈوب جاوے۔ اور فی الحال نکال لیا جاوے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسا مردہ۔ اور جاہل خیال کرتا ہے کہ یہہ اختناق اسکے پیٹ میں بہت سا پانی داخل ہونے سے ہوا ہے۔ پس اُسکو اوندھا کرتے ہیں۔ تاکہ پانی نکل جاوے۔ مگر یہہ خیال سخت غلط ہے۔ کیونکہ غریق کے پیٹ میں پانی یا تو داخل نہیں ہوتا۔ یا تھوڑا داخل ہوتا ہے۔ اور اوندھا لٹکانا نہایت بُرا ہے کہ اگر تندرست کے ساتھہ یہ معاملہ کیا جاوے تو اُسکو سخت اختقان دسخت تعب ہو بلکہ بعض وقت مرجاوے تو غریق کا کیا حال ہوگا۔ پس ایسے کام سے پرہیز لازم ہے۔ اور مناسب یہہ ہے کہ غریق کے کپڑے اُتار دئے جائیں اور بند کھولے جاویں اسکا سر اور سینہ ننگا کیا جاوے۔ اور کھلی ہوا میں پیٹھہ کے بل لٹایا جاوے۔ اور سر اور سینہ اونچا رکھیں۔ اور اسیوقت روح نوشادر یا سرکہ یا پیاز یا لہسوم

یا کوئی اور تیز بو والی چیز سونگھاویں۔ اُسکا سارا جسم خصوصاً سینہ اور ہاتھ پاؤں ریشم کے کپڑے سے ملیں۔ اور اس کی ناک اور اوپر کے ہونٹ میں پر کے ساتھ دغدغہ کریں اور اُس کے پھیپھڑے میں ہوا داخل کریں۔ اسطرح پر کہ کوئی مضبوط آدمی اسکے نتھنوں کو بند کر کے اُس کے مُنہ میں زور سے پھونک مارے خواہ کسی ٹونٹی سے پھونکے۔ ان تدابیر سے اکثر اوقات غریق میں سانس واپس آجایا کرتا ہے۔ اگر کسی وقت اُن سے فائدہ نہ ہو تو دو رطل پانی میں دو اوقیہ نمک ملا کر حقنہ کریں۔ اگر غریق کا خون مختنق ہو یعنے اسکا رنگ سُرخ یا بنفسجی یا سیاہ ہو جاوے تو فوراً فصد کریں اور گردن کی دونوں طرف بیس بیس جونکیں لگائیں۔ اور جب جسم ٹھنڈا اور ہاتھ پاؤں خشک ہوں تو فصد نہ کریں۔ اور سب سے مجرب چیز یہہ ہے کہ مریض کے پیٹ یا کسی دوسرے حصہ جسم پر ریشم کے ٹکڑے سے داغ دیں تاکہ احساس زیادہ ہو۔ اور مریض بیدار ہوجاوے جب روح لوٹ آوے اور حیات کے آثار نمودار ہوں تو مریض کو روح نعناع یا عرق نعناع یا شراب پانی میں ملا کر پلائیں۔ بہر حال غرق کے وقت ان تمام تدابیر کو کام میں لاویں اور بہت دیر تک کرتے رہیں۔ کیونکہ بعض غریقوں میں دیکھا گیا ہے۔ کہ ان تدابیر سے علاج کرتے کرتے آٹھ دس گھنٹہ کے بعد احساس و حیات کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ اگر ایسا نہ کیا جاوے تو ممکن ہے غریق زندہ ہو اور موت کا گمان کر کے جیتے جی دفن کر دیا جاوے

دوسری قسم وہ اختناق جو پھانسی لینے سے ہوتا ہے

اگر کوئی شخص ایسی حالت میں پایا جاوے کہ اُس نے اپنا گلا آپ گھونٹ لیا ہے۔ یا کسی غیر نے دبایا ہے۔ اور روح خارج ہونے سے پہلے اسکا حال معلوم ہو جاوے تو فی الفور اسکا رسا جس سے اُس نے گلا گھونٹا تہا۔ کھولدیا جاوے۔ اور وہی تدابیر جو فصل سابق میں تحریر ہوئیں عمل میں لاویں۔ اگرچہ حیات کے آثار ظاہر نہ ہوں۔ کیونکہ مشاہدہ ہوا ہے کہ اکثر ایسے لوگ آٹھ دس گھنٹہ کے بعد زندہ ہو گئے ہیں اس کی تدابیر وہی ہیں جو پہلے یہاں ہوئیں البتہ بیان فصد اور جونکیں بہ نسبت سابق زیادہ کار آمد ہیں۔

تیسری قسم وہ اختناق جو بچوں کو ولادت کے وقت لاحق ہوتا ہے

کبھی بچہ گلا گھونٹا ہوا پیدا ہوتا ہے جس سے اسکی موت واقع ہوتی ہے۔ اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ ولادت کے وقت بچہ کی گردن میں نار ڑو لپٹ جاتا ہے۔ یا بچہ پاؤں کی طرف سے اترتا ہے۔ اور اسکا سر رحم کی گردن میں پھنس جاتا ہے۔ اسکی علامت یہ ہے کہ بچے کا چہرا ارغوانی بنفشی ہو جاتا ہے اسوقت جلدی سے نار ڑو کاٹنا چاہیے۔ اور پھر اسکو بغیر باندھنے کے چھوڑ دینا چاہیے تاکہ زائد خون نکلجائے۔ اگر نار ڑو سے خون نہ نکلے تو بچے کے کان کے پیچھے ایک یا دو جونک لگوائیں اور پہلو کے بل پڑا رہنے دیں اور آہستہ آہستہ ہاتھ سے ملیں یہاں تک کہ اختناق زائل ہو جاوے کبھی ولادت کے وقت خون کی کمی سے اختناق واقع ہوتا ہے۔ یہ حالت اسوقت ہوتی ہے۔ جبکہ رحم سے جھلی دور ہو جائے اور بچہ ماں کے پیٹ میں رہ جائے اس حالت میں بچے کا چہرہ بلکہ سارا جسم بے رونق غبارناک ہو جاتا ہے اسوقت نار ڑو کو کاٹ دینا چاہیے اور فوراً باندھ دینا چاہیے۔ پھر بچے کو بسلی پر لٹائیں اور ان تدابیر کے ساتھ جنکا ذکر نوع سابق میں ہو چکا ہے علاج کریں۔ پھر بچے کو نیم گرم پانی میں کاندھے تک بٹھائیں۔ اور مدت تک ان تدابیر پر عمل کریں۔ کیونکہ مشاہدہ ہوا ہے۔ کہ ایسے بچوں میں کئی گھنٹے علاج کرنے کے بعد حیات کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔

چوتھی قسم اس اختناق کے بیان میں جو کثرت حرارت سے پیدا ہوتا ہے

یاد رہے کہ جب حرارت عادت سے زیادہ ہو جاتی ہے تو اس سے اختناق پیدا ہوتا ہے۔ اسی واسطے ان لوگوں کو جو بہت دیر تک سخت گرم حمام میں ٹھیرتے ہیں اختناق ہو جاتا ہے۔ اور انپر موت کی علامات ظاہر ہوتی ہیں جب کسی شخص کی یہ حالت ہو تو جلدی سے اسکو معتدل ہوا مکان میں لیجائیں اور اس کے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دیں۔ اور روح نوشادر یا سرکہ سنگھائیں جب اعراض زائل ہو جائیں تو تھوڑا سا عرق لیموں یا سرکہ پلائیں یا فقط ٹھنڈا پانی ہی پلائیں۔

پانچویں قسم اس اختناق میں جو بجلی کے گرنے سے لاحق ہوتا ہے

یاد رہے کہ مصر میں اگرچہ بجلی کم گرتی ہے۔ لیکن بطور احتیاط کے ہم ذکر کرتے ہیں کہ بجلی کا گرنا بعض اوقات قاتل ہوتا ہے اور اس سے جو اختناق پیدا ہوتا ہے وہ انسان کے منہ یا اسکی ناک کے سامنے بجلی کے گذرنے سے ہوتا ہے۔ اس حالت میں اس کے چہرے پر ٹھنڈا پانی چھڑکیں۔ اور اس کے پھیپھڑے میں ہوا پھونکیں اگر اسکا چہرہ سُرخ ہو جائے۔ تو بازو سے فصد کریں اور اسکی گردن پر جونکیں لگوائیں۔ اگر جونکیں نہ ملیں تو پچھنے لگوائیں۔

دوسرا حصہ اس اختناق کے بیان میں جو ردی ہوا سے پیدا ہوتا ہے اُس کی چند قسمیں ہیں پہلی قسم جو کوئلے کی بو سے پیدا ہوتا ہے

اکثر اوقات ایسے لوگوں کو جو کسی مکان میں پورے نہ جلے ہوے کوئلے رکھ دیتے ہیں اُنکے بخارات سے اختناق ہو جاتا ہے۔ جس شخص کو یہہ ہوتا ہے اُس کے سر میں درد ہوتی ہے اور اُسکی آنکھوں کے سامنے دنیا زرد معلوم ہوتی ہے۔ اسکا یا آتی ہیں قے کرتا ہے حرکت نہیں کر سکتا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سکتے یا بجلی کا کا مارا ہوا ہے۔ جو لوگ ایسے مکان میں ہوں اُن سب پر اسکا اثر ہوتا ہے خصوصاً بچوں پر اگر یہہ حالت دیر تک رہے تو قاتل ہوتی ہے اُسکا علاج یہہ ہے کہ سب سے پہلے مریض کو اُس جگہہ سے نکالیں۔ اور کثیر الہوا مکان میں رکھیں۔ اور اُس کے چہرے پر سرد پانی چھڑکیں اور عرق لیموں یا سرکے میں مصری ملا کر پلائیں۔ اگر اختناق کا اثر بہت ہوا ہو۔ تو کثیر الہوا جگہ میں رکھکر اسکے کپڑے کھولدیں اور اسکا سر اور سینہ ننگا کردیں۔ اور ایسی کیفیت سے لٹائیں کہ سر اور منہ باقی جسم سے اونچا رہے۔ اور نوشادر اور سرکہ وغیرہ تیز بو ادویہ سنگھائیں اور جسم کو پشم کے کپڑے کے ساتھ اور سے ملیں۔ جب حیات کے آثار نمودار ہو جائیں تو پھر لیموں کا تیز عرق پلائیں اور جسم کو سرکے یا شیرہ لیموں سے ملیں۔ اور اُس کے پھیپھڑے میں منہ اور ناک کے

راستے سے ہوا پہنچائیں۔ اگر چہرہ سرخ ہو گیا ہو تو بازو سے فصد لیں۔ اور گردن کے ہر
دو طرف پر چند جونکیں لگوائیں۔ اور جہانتک ہو سکے اس مرض کے ظاہر ہوتے ہی
علاج میں لگ جائیں۔ اور مدت طویل تک علاج کرتے رہیں اگرچہ مریض مردہ معلوم ہوتا
ہو۔ کیونکہ اکثر مشاہدہ ہوا ہے کہ ایسے لوگوں کی روح آٹھ یا دس گھنٹے کے بعد لوٹ
آئی ہے۔ اگر اختناق ایسی چیزوں کے بخارات سے جن سے شراب بنائی جاتی ہے۔
پیدا ہو تو انہی تدابیر سے علاج کریں۔ اور معتدل الہوا دار مکان میں لیجائیں۔

دوسری قسم اس اختناق کے بیان میں جو تنگ مکان کے اندر لوگونکی کثرت سے پیدا ہوتا ہے

یاد رہے کہ لوگوں کا تنگ مکان میں جمع ہونا ہوا کو خراب کر دیتا ہے۔ کیونکہ اندرونی
سانس سے ہوا کی جز صالح یعنے اوکسیجن کو کھاتے ہیں۔ اور ردی جز کاربانک کو نکالتے
ہیں اسطرح سے بہت سی اوکسیجن نکلجاتی ہے اور کاربانک اس کی جگہہ لیتی ہے۔
جس سے سانس میں تنگی پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ اعراض ظاہر ہوتے ہیں جو کوئلے
کی ہوا سے پیدا ہوتے ہیں۔ جب یہہ حالت ظاہر ہو جائے تو دوسرے مکان میں چلے
جائیں۔ اور تازہ ہوا کھائیں۔ اور وہ تدابیر کام میں لائیں جو کوئلے کے اختناق میں گذر
چکی ہیں۔ لوگوں کو چاہیے کہ جب کسی ضیافت ولیمہ یا رنج و راحت کی مجلس میں جمع ہوں
تو تازہ ہوا میں بیٹھیں۔ اور جھروکوں اور روشندانوں کو کھلا رکھیں۔ کیونکہ لوگوں
کی کثرت سے ہوا ردی ہو کر قاتل بنجاتی ہے۔

تیسری قسم اس اختناق کے بیان میں جو سخت سردی سے پیدا ہوتا ہے

یہہ اختناق مصر میں بوجہ سخت سردی نہ ہونیکے پیدا نہیں ہوتا ہے۔ لیکن کبھی موسم
سرما میں بعض کمزور لوگوں مثلاً بوڑھوں اور بچوں کو ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا اختناق
نہایت سخت سرد ملکو میں ہوتا ہے۔ جب یہہ مرض کسی کو ہو جائے تو مریض کو برف
کے ساتھ ملنا چاہیے۔ اگر برفانی ملک میں ہو۔ اور گر برفانی ملک میں نہ ہو تو صرف
ٹھنڈے پانی سے ملنا چاہیے پھر شیر گرم پانی کے ساتھ پھر گرم پانی کے ساتھ یہانتک
کہ عضو اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹ آوے۔ اور یہ عمل آہستہ آہستہ کرنا چاہیے۔

کیونکہ مشاہدہ ہوا ہے کہ اگر دفعۃً گرمی پہنچائی جاوے تو اس سے عضو مریض یا مریض مرجاتا ہے۔ اور اگر وہ عضو جو مختنق ہوا ہو بڑا ہو تو مریض کو عام حمام میں بٹھائیں۔ اگر مریض بیہوش ہو جائے۔ اور حس و حرکت جاتی رہے تو نوشادر۔ یا سرکہ وغیرہ تیز بو والی ادویہ سنگھائیں

دوسری فصل زہروں کے بیان میں

یاد رہے کہ زہر بہت قسم کے ہیں۔ اور انسان میں مختلف کیفیتوں سے اثر کرتے ہیں۔ کبھی زہروں کو انسان غلطی سے استعمال کرتا ہے۔ کبھی دیدہ و دانستہ جبکہ زندگی کو مکروہ سمجھے جو اعراض ان سے پیدا ہوتے ہیں بکثرت ہیں۔ زہر تین قسم کے ہوتے ہیں معدنی و نباتاتی۔ اور حیوانی معدنی کی مثال ہڑتال اسکپورہ ارچکنا وغیرہ کبھی دکھاتیں ہیں اور نباتاتی کی مثال افیون بھنگ دھتورا اور روغن بادام تلخ اور آک تھوہر کا دودھ وغیرہ ہیں۔ اور حیواتی کی مثال ذراریح یعنے تیلنی مکھی اور اجسام متعفنہ ہیں۔ **فائدہ**

اہل مصر و اہل مشرق کا اعتقاد ہے۔ کہ زہر کی تاثیر کی کیفیت مخصوص ہوتی ہے اسی واسطے علاجات مخصوصہ کے ساتھ علاج کرتے ہیں۔ اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ بعض زہر بطی التاثیر ہوتے ہیں۔ کہ اگر تھوڑی سی مقدار بھی دیجائے تاہم اثر کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ تاثیر مہینوں یا سالوں کے بعد ہی ہو۔ مگر یہ اعتقاد غلط ہے کیونکہ جو چیز زہر ہے۔ وہ سریع التاثیر ہے یہ بات ادنے تامل سے معلوم ہو سکتی ہے کہ زہر کا جسم میں مدت تک بغیر تاثیر کے رہنا ممکن نہیں نیز وہ لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حیض کا خون بطی التاثیر زہروں میں سے ہے۔ اسکی تاثیر ایسی ہوتی ہے جیسے پشم اور بال کی حالانکہ انکی کوئی تاثیر جسم میں نہیں ہے۔ اور اس کے ضرر کا خیال محض قوت متخیلہ کا نتیجہ ہے۔ نیز انکا خیال ہے۔ کہ زہروں کے دور کرنے والی چیز بنزہیر ہے جسکو طب قدیم میں پادزہر یا پاکزہر اور قرن الخرتیت کہتے تھے۔ علاوہ اس کے بعض قسم کے تھالوں جنپر طلسم لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ یا خاص قسم کے پتھروں کو بھی زہر کا تریاق سمجھتے ہیں۔ لیکن بنزہیر یعنے مہرہ یا سانپ کا منکا ہو باقی سب چیزوں سے افضل سمجھتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ بعض قسم کے سانپوں سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اسکو نہایت گراں قیمت سے خریدتے ہیں۔ یہانتک کہ موتی اور

ہیرے کی قیمت بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہہ ایک قسم کا پتھر ہوتا ہے۔ جسکا ذکر شیخ داؤد نے اپنی
کتاب میں حرف با کی فصل کے اندر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اُسکو فارسی میں پاکزہر کہتے ہیں۔
اس کے معنے تو وانجاحیتہ والتریاقیہ ہیں عرب والے کاف کو دال سے بدلکر بادزہر کہتے
ہیں۔ اور کبھی دال کو حذف کرکے بارزہر کہتے ہیں۔ لیکن عرف خاص میں حجر مدنی سے مخصوص
ہے جو ملک فارس کے دور دراز حصے میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اس پتھر کو جو حیوانات کے
دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اسی نام سے موسوم کرتے ہیں۔ مثلاً اونٹ کے دل میں ایک
پتھر پیدا ہوتا ہے۔ جو اس پتھر کے مشابہ ہوتا ہے۔ جو گائے کے پیٹ میں پیدا ہوتا ہے
جسکو گلوچن کہتے ہیں۔ یہہ بھی زہر کا تریاق خیال کیا جاتا ہے۔ جب کہتے ہیں۔ کہ جب
چیتا بوڑھا ہو جاتا ہے تو اُن حیوانوں کو جنکے اندر پتھر ہوتا ہے۔ مارنے کا ارادہ کرتا
ہے تاکہ اُن سے پتھر نکالکر کھا جاوے اور اُسکی قوت پھر لوٹ آوے۔ جالی نوس نے
بھی اپنی کتاب میادی میں اس پتھر کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن بغث نے معربات میں اسکا ذکر
کیا ہے۔ سب سے عمدہ پتھر وہ ہوتا ہے جو زیتون کی شکل کا زردی مائل ہو۔ یا جو طبقہ طبقہ
(تہ بہ تہ) ہو جو گرمی میں سیال ہو جاوے۔ اُس کے بعد وہ ہے جو خفیف سفید ہو۔ بعض کہتے
ہیں کہ یہہ پتھر حیوان کے سینگوں میں پیدا ہوتا ہے۔ جب پختہ ہو جاتا ہے گر پڑتا ہے
یا حیوان کی ناف میں پیدا ہوتا ہے۔ اور کھجلانے سے گر پڑتا ہے۔ اور اس شخص کا قول
سب سے عجیب ہے جس نے کہا ہے کہ وہ سانپوں کے دائرہ (جمع مرۃ معنے پتہ) میں پیدا
ہوتا ہے۔ اور معدنی تریاق چین کے اقصیٰ اور ہندوستان کی آخری سرحد جو سرندیپ
سے ملتی ہے) میں پیدا ہوتا ہے۔ یہہ پارہ و گندھک سے مرکب ہوتا ہے کہ دونوں پر رطوبت
غالب آجاتی ہے۔ اور گرمی سے منجمد ہو کر ایک قسم کا پتھر بنجاتا ہے۔ کبھی اسکے درمیان
لکڑی کا ٹکڑا نکلا کرتا ہے یہ لکڑی کا ٹکڑا زہر کے دور کرنے میں مجرب ہے۔ پھر اسپر
پتھر منعقد ہو جاتا ہے۔ اس کے عمدہ ہونے کی علامت یہہ ہے کہ ڈنک کی جگہہ پر چمٹ
جاتا ہے۔ اور زہر کو چوس لیتا ہے۔ یہاں تک کہ بھر جاتا ہے۔ جب بھر جاتا ہے تو گر جاتا
ہے۔ گرنے کے بعد پانی میں ڈال دینا چاہیے تاکہ زہر نکل جائے۔ پھر دوبارہ لگایا جائے
اور اسیطرح لگاتے رہیں۔ یہاں تک کہ جب نہ سکے جب نہ چپکے تو یہی شفایابی کی علامت
ہے۔ جو شخص یہہ کہتا ہے کہ زرد رنگ کا پتھر افضل ہوتا ہے۔ اور وہ خراسان میں۔

پیدا ہوتا ہے صحیح نہیں ہے۔ یہہ تمام قسم کے زہروں کے لیے مفید ہے۔ کہتے ہیں
کہ اگر یہہ پتھر ہر روز بمقدار قیراط چالیس دن پیا جائے تو پینے والے میں کسی قسم
کا زہر اثر نہیں کرتا مذکورہ بالا تقریر اُس تقریر کا خلاصہ ہے جو شیخ داؤد نے اپنے
تذکرے میں لکھی ہے۔ لیکن ان میں زہر دفع کرنے کی کوئی تاثیر نہیں
ہے۔ کیونکہ یہ ایک پتھر ہوتا ہے۔ اور کیمیاوی تحلیل سے معلوم
ہوا ہے کہ اس کے اجزا میں کوئی خاصیت واقع نہیں ہے۔ ہاں ایک قسم کا
مصنوعی تہال ہوتا ہے جو مرقشیطا (ایک دھات کا نام ہے) سے بنایا جاتا ہے
اگر اس میں کچھ مدت تک پانی پڑا رہے تو اسکے کچھ اجزا پانی میں داخل ہو جاتے ہیں
اور اس پانی کے پینے سے قے ہو جاتی ہے اگر اس سے سموم کو پلایا جاوے تو قے
ہوکر زہر خارج ہو جاتا ہے۔ یہہ چیز البتہ زہرہ مار (سانپ کا منکا) سے اچھی ہے۔
جو کچھ کہ شیخ داؤد وغیرہ قدیم اطبا نے لکھا ہے اور اسکی تعریف میں مبالغہ کیا ہے
بے اصل و فضول ہے اس زمانہ کی طبابت و علم کیمیا زمانہ سابق سے بہت آگے بڑھ
گئے ہیں۔ اور ان دونوں نے بتلایا ہے کہ کیا چیز واقع میں زہر کے مخالف
ہے اور ہر ایک زہر کے واسطے الگ الگ علاج تجویز کیا گیا ہے۔ جسکا ہم ذکر
کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ زہر کا علاج جلدی یا دیر سے کھائے جانے کے لحاظ سے مختلف
ہے۔ اگر جلدی کھایا گیا ہو تو قے سے معدہ کو صاف کرنا چاہیے۔ اور قے کا
طریقہ یہ ہے کہ یا انگلی سے یا پر سے قے کر ڈالیں یا بہت سا گرم پانی پیائیں۔ یا
تخم اسی کا جوشاندہ پئیں اگر یہہ تدابیر کافی نہ ہوں تو کسی قسم کے پانی میں ۸ ایا ۱۲
رتی عرق الذہب ڈال کر قے کر ڈالیں۔ جب قے کر چکے اور معدہ اکثر زہر سے صاف
ہو جائے تو پھر کوئی ایسی چیز دیں جو زہر کی ترکیب کو فاسد کرے۔ اور اسکے فعل
کو باطل کرے اگر زہر معدے میں بہت دیر تک رہے اور علاج نہ کیا جائے تو
اسکی حالتیں مختلف ہوتی ہیں کبھی قے کے ساتھ نکلتا ہے۔ کبھی اسہال کے ساتھ
نکلجاتا ہے کبھی رگیں اسکو چوس لیتی ہیں۔ اور زہر کی علامات ظاہر ہو جاتی ہیں
ایسی حالت میں قے یا زہر کے جواہر متضادہ سے علاج نہیں کرنا چاہیے بلکہ

دیکھنا چاہیے کہ اعضا کی حالت کیا ہے اگر اعضا میں التہاب ہو تو فصد عام یا خاص اور راحت
تام اور پرہیز کامل سے علاج کرنا چاہیے یا مریض کو گرم حمام میں رکھیں اور التہاب کے عوارض
زائل ہونے کے بعد مریض کو حریرہ پلائیں اور مدت تک جاری رکھیں۔ پھر ہلکی غذائیں
کھلائیں۔ جبتک تمام اعراض زائل نہ ہو جائیں پہلی حالت کی طرف رجوع نہ کریں اور جو
شخص اس التہاب کے علاج پر پورا واقف ہونا چاہے وہ التہاب اعضا ہضم خصوصاً
التہاب معدے کا مطالعہ کرے کیونکہ زہر خوری کی حالت میں اکثر التہاب معدی ہوا
کرتا ہے۔ اس فصل میں چند حصے ہیں۔

پہلا حصہ معدنی زہروں کے کھا جانے میں اسکی کئی قسمیں ہیں ۷

(پہلی قسم ہرتال کے زہر میں)

اگر کوئی ہرتال کھا جاوے اور اسکا اثر ہونے لگے تو فوراً گرم پانی یا جوشاندہ
تخم السی پلا کر قے کراویں اور بہتر یہ ہے کہ مصری کا پانی اور چونے کا پانی برابر برابر
لے کر پلاویں۔ کیونکہ اسکا خاصہ ہے کہ اجزاء سمیہ کی ترکیب کے فساد اور ان کے
فعل کو باطل کرتا ہے۔ اگر پیٹ میں درد ہو جاوے یا اعراض تشنجی نمودار ہو جائیں
تو فصد عام یا خاص و پرہیز و آرام سے علاج کریں۔

دوسری قسم سنکھیا سکپور و دار چکنا کھا جانے کے علاج میں

اگر کوئی شخص اشیاء بالا میں سے کوئی چیز کھا جاوے تو فوراً دس پندرہ
انڈوں کی سفیدی تین چار رطل ٹھنڈے پانی میں حل کریں اور مریض کو تھوڑی
تھوڑی دیر کے بعد پلاتے جائیں۔ اگر انڈے نہ مل سکیں تو بہت سا دودھ پلائیں
اور التہاب شدید کی حالت میں وہی علاج کریں جسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

تیسری قسم تانبے کے نمک کے زہر میں ٭

تانبے کے نمک میں سے ایک قسم کا زہر ہوتا ہے۔ جسکو جنزار کہتے ہیں۔

یہ تانبے کا زہر ہوتا ہے جو بے قلعی برتنوں میں کھانا پکانے سے پیدا ہوتا ہے۔ بے قلعی تانبے کی برتنوں میں ایک قسم کا زنگار پیدا ہوتا جو کھانے کی چیزوں میں زہر کا اثر پیدا کرتا ہے خصوصاً اسوقت جبکہ کوئی کھٹی چیز مثلاً پالک کا ساگ یا باونجاں۔ یا بھنڈی وغیرہ پکائی جاوے۔ ایسی چیزوں کے کھانے سے زہر کے آثار معلوم ہوتے ہیں اور جاہل لوگ خیال کرتے ہیں کہ شاید کوئی سانپ کھانے میں زہر اگل گیا ہے۔ یا سونگھ گیا ہے۔ مگر یہہ خیال بے اصل ہے۔ اصل بات یہہ ہے۔ کہ وہ کیفیت تانبے کی ترکیب سے پیدا ہوتی ہے۔ اسکا علاج بھی وہی ہے جو سنگھنا ورسکپور کے علاج میں بیان ہوا ہے۔ زہر کے اعراض زائل ہونے کے بعد التہاب کا مناسب علاج کرنا چاہیے۔

چوتھی قسم قلعی کے زہر میں

بعضے لوگ صنعت و حرفت میں قلعی۔ مرتک۔ سفیدہ کاشغری۔ سلقون کو کام میں لاتے ہیں۔ اور انسے پرہیز و احتیاط کی ترکیب نہیں جانتے۔ جن سے بعض اوقات انکی طبائع میں زہر کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں اور بعض وقت ایسی اشیاء کو اندرونی طور پر استعمال میں لاتے جن سے خطر عظیم پیدا ہوتا ہے۔ ایسی اشیاء کا علاج یہہ کہ ان بجھ چونہ پانی میں حل کریں۔ اور وہ پانی مریض کو پلادیں اس اعراض جلد زائل ہو جاتے ہیں۔

پانچویں فصل نباتاتی زہروں کے علاج میں

افیون۔ بھنگ۔ دہتورہ۔ وغیرہ نباتاتی زہروں کے کھانے سے بھی زہر کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ لیکن یہہ اشیاء مذکورہ مخدرہ کے کھانے سے اونگھ۔ و پینک آتی ہے۔ کبھی انکے استعمال سے دماغ میں احتقان (بندش) ہو جاتا ہے۔ اور انسان جلدی مرجاتا ہے۔ لیکن جو شخص عادی ہو جاتے ہیں ان کو نقصان نہیں پہنچتا۔ اور اہل مصر وغیرہ اہل مشرق افیون بکثرت استعمال کرتے ہیں اور اسکے استعمال سے وہ مستی و سرور حاصل کرتے ہیں۔ جو شراب سے اور خیال کرتے ہیں کہ اس میں کوئی حرمت و نقصان نہیں ہے۔ مگر یہہ بڑی غلطی ہے

کیونکہ ان کے استعمال سے خطرناک عوارض پیدا ہوتے ہیں اور انسان بے عقل ہوتا ہے اور اکثر اوقات ان سے جنون پیدا ہوتا ہے۔ اور شرع نے مقرر کر دیا ہے کہ جو چیز جسم کو نقصان پہونچائے وہ حرام ہے۔ انکا علاج یہ ہے کہ جو کچھ معدے میں ہو قے سے خارج کر دیا جائے پھر شیرہ لیموں یا سرکہ میں مصری ملا کر پلائیں۔ ترش اشیا سموم مخدرہ کے لیے بڑا عمدہ علاج ہے۔ پھر قہوہ دیا جائے اگر مریض کا چہرہ محتقن ہو جائے جو دماغ کی بندش پر دلالت کرے تو فصد عام کریں یا اسکی گردن پر چند جونکیں لگوائیں۔ کبھی ان چیزوں کے زخم پر لگانے سے زہر کے آثار نمودار ہو جایا کرتے ہیں۔ اس لیے ایسی چیزوں سے پرہیز چاہیے۔ اگر اعراض سمیہ ظاہر ہو جائیں۔ تو ویسا ہی علاج کریں جو بیان ہوا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عورتیں چھوٹے شیر خوار بچوں کو مغز خومانی یا مغز بادام کی چٹنی یا سفوف کر کے کھلاتی ہیں یا انکا تیل انکے جسم پر ملتی ہیں۔ جن سے بچوں میں زہریلی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جب یہ حالت پیدا ہو جائے تو مریض کو قہوہ پلائیں۔ نیز لیموں یا سرکہ وغیرہ ترشیات کا استعمال کرنا مفید ہے۔

تیسرا حصہ زہریلے حیوانوں کے علاج میں

زہریلے حیوان ذراریح اور بعض حشرات الارض ہیں۔ جنکا استعمال بعض ادویہ میں اعضاء تناسل کی تحریک کے لیے کیا جاتا ہے۔ اُن کے کھانے سے معدے اور اعضاء ہضم میں التہاب پیدا ہوتا ہے پھر اعضاء بول و اعضاء تناسل میں اثر کرتے ہیں جنسے خطرناک امراض پیدا ہوتے ہیں اگر مقدار زیادہ ہو تو بعض وقت موت کا موجب ہوتے ہیں انکا علاج قے کرانا ہے۔ پھر اشربہ ملینہ میں کافور ملا کر پلانا۔ کیونکہ کافور کی تاثیر ذراریح کے نہایت مخالف ہے یہ اسکے اثر کو باطل کر دیتا ہے۔

تیسری فصل زہریلے جانوروں کے ڈنگ کے بیان میں اس کے کئی حصے ہیں

پہلا حصہ ڈنگ مارنیوالے جانوروں کے بیان میں

وہ حیوانات جنکے کاٹنے سے خطرناک عوارض پیدا ہوتے ہیں بہت سے ہیں ان میں سے

بھڑ شہد کی مکھی مکڑی بچھو ناگ سانپ وغیرہ ہیں۔ زنبور شہد کی مکھی مکڑی کے ڈنگ میں اتنا
خطرہ نہیں ہوتا اُن سے صرف اعراض خفیفہ پیدا ہوتے ہیں ہاں اگر بہت مقدار میں ڈنگ
ماریں تو اعراض ثقیلہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور کبھی سخت بخار ہو جاتا ہے۔ اور بچھو کا ڈنگ
ان تمام حیوانات کے ڈنگ سے زیادہ ضرر دینے والا ہوتا ہے۔ جسقدر موسم گرم ہوگا اتنا ہی
سخت ہوگا۔ ناگ اور سانپ کا ڈنگ بہت خطرناک ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات قاتل ہوتا
ہے۔ اگر نیش خوردہ کا علاج فی الفور نہ کیا جاوے تو زہر سارے جسم میں سرایت
کر جاتا ہے۔ اور انسان کو قے و بیہوشی عارض ہوتی ہے۔ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے ہیں
سانس تنگ ہو جاتا ہے سرد پسینہ آنے لگتا ہے۔ نبض چھوٹی ہو جاتی ہے۔ قویٰ
عقلیہ متغیر ہو جاتے ہیں آخر کار مر جاتا ہے۔

دوسرا حصہ اُن تدابیر کے بیان میں جو حشرات الارض کے کاٹنے کے علاج میں کام آتی ہیں

اس قسم کے جانوروں کے کاٹنے کا علاج یہ ہے کہ روغن زیتون اور روح نوشادر
مساوی ملا کر ڈنگ زدہ جگہ پر مل دیں۔ اگر اعراض و علامات خطرناک ہو جائیں تو مریض
کو روح نوشادر کے سات آٹھ قطرے ایک پیالہ شربت میں ڈالکر پلائیں۔ اگر شربت
سنگترہ اضافہ کیا جائے تو مفید ہے۔ اگر کاٹنے والا بچھو ہو اور ڈنگ کی جگہ میں اسکی
زبان رہجائے تو پہلے سوئی یا پن یا نشتر کی نوک سے زبان کو نکالیں پھر دوسرا علاج
کریں اگر مریض کو سخت درد ہو تو ڈنگ زدہ جگہ میں اُسترے سے پچھنے لگائیں۔ اور
روح نوشادر سے طلین اور ہر دو گھڑی کے بعد مریض کو پانچ چھ قطرے شربت سنگترہ میں
ملا کر پلاتے جائیں۔ اگر کاٹنے والا سانپ ہو تو فوراً اس جگہ پر پچھنے لگاویں اور ڈنگ
کی جگہ سے اوپر کی طرف رومال یا کسی اور کپڑے سے باندھ دیں تاکہ خون ڈنگ کی
جگہ سے جاری ہو جائے اور باقی جسم میں سرایت نہ کرے پھر اس جگہ کو پانی سے دھوکر
اور آہستہ آہستہ دبا کر اس جگہ سے خون نکالتے جائیں یا اس جگہ پر سینگی لگائیں پھر
زخم کو گرم لوہے یا کاسٹک سوڈا یا پوٹاش سے داغ دیں۔ داغ کا فائدہ یہ ہے کہ وہ زہر
کی ترکیب کو باطل کر دیگا۔ داغ دینے کے بعد اس جگہ پر روغن زیتون اور روح نوشادر
ملا کر لگائیں۔ داغ کے بعد زہر کے اعراض غالباً کم ہو جاتے ہیں۔ اگر ورم ہو جائے

اور درد پیدا کرے تو اس پر طلین یا مسکن ضماد لگائیں۔ اور مریض کو چھ سات قطرے روح نوشادر کے شربت میں ملا کر پلائیں۔ اور یہہ علاج ہر دو گھنٹہ کے بعد کرتے رہیں اندرونی علاج پسینہ لانا ہے بشرطیکہ مریض چارپائی پر ہو۔ اگر کاٹتے وقت کوئی حمام نزدیک ہو تو مریض کو حمام میں لے جائیں اور چند گھنٹے اس میں رکھیں اور ساتھ ہی پرہیز کامل اختیار کریں۔ اگر ڈنگ کے ساتھ خفیف درد ہو تو اُس کے علاج میں مریض کو صرف روح نوشادر کے چند قطرے پلانا اور ڈنگ زدہ جگہہ پر روئی کو روح نوشادر سے تر کر کے باندھنا کافی ہے۔

کتے کے کاٹنے کے بیان میں

ایک مرض ہوتی ہے۔ جو کتوں۔ بھیڑیوں اور لومڑیوں کو ناگہان ہو جاتی ہے۔ مصر میں یہہ مرض عام ہے۔ پھر ان حیوانات کے کاٹنے سے انسان کو بھی ہو جاتی ہے۔ یہہ مرض بہ نسبت لومڑی اور بھیڑیے کے کُتے کو زیادہ ہوتی ہے۔ جب یہ مرض کسی کُتے کو ہو جاتی ہے۔ تو اُسکی علامت یہہ ہوتی ہے کہ وہ کتا حزین اور غمگین رہتا ہے۔ دُبلا ہو جاتا ہے اندھیرے میں بھونکتا ہے۔ عام طور پر کتوں کی طرح نہیں بھونکتا چلنے میں مدہوشوں کی طرح ہلتا ہے۔ جب آواز نکالتا ہے تو اُس کے منہ سے جھاگ جاری ہو جاتی ہے زبان باہر لٹک آتی ہے۔ پانی اور روشن چیزوں سے ڈرتا ہے۔ جو اُس کے نزدیک جاوے کاٹنا چاہتا ہے۔ جب اس درجہ تک پہنچ جاوے۔ پھر چند ساعات سے زیادہ نہیں جی سکتا۔ جب ایسا کتا کسی انسان یا حیوان کو کاٹتا ہے تو اسپر بھی اعراض مذکورہ ظاہر ہو جاتے ہیں (علاج) اگر کسی شخص کی یہہ حالت ہو جاوے تو اُس کے کپڑے اُتار دیں زخم اگر تازہ ہو تو کھلا چھوڑ دیں تاکہ خون نکلجاوے۔ اگر زخم تنگ ہو تو کشادہ کر دیں۔ اور اُس جگہہ کو اسطرح باندھ دیں جسطرح سانپ کے ڈسنے میں باندھتے ہیں۔ پھر اُون کے کھردرے کپڑے سے زخم کو پونچھ دیں۔ کبھی سنگیاں لگانا مفید ہوا کرتا ہے۔ پھر گرم لوہے سے گہرا داغ دیں۔ یا روغن بھنگڑی یا تیزاب سے آبلہ کیا جاوے۔ اگر ڈنگ متعدد ہوں تو سب کو داغ دیں۔ داغ دینے کے پانچ چھ گھنٹے بعد ڈنگ زدہ

جگہوں پر آبلہ خیز دوا لگائیں۔ اور بارہ گھنٹے تک لگا رہنے دیں۔ پھر دوا کو دور کریں اور آبلہ کو استرے سے کاٹ دیں۔ پھر زخم پر دن میں دو دفعہ چقندر کے پتے مکھن سے یا شمع مرہم سے تر کر کے باندھیں جب خشک ہو کر اتر جائے تو زخم کے بھرنے میں کوشش کریں۔ اگر حیوان کے دانت کا اثر باقی رہ جائے تو دوبارہ داغ دیں تاکہ اثر باقی نہ رہے اس کے بعد پھر زخم کے مندمل کرنے میں کوشش کریں۔ اگر سر میں ڈنگ ہو۔ تو پہلے سر کو مونڈیں۔ تاکہ سارا زخم ظاہر ہو سکے اور داغ آسانی سے دیا جا سکے۔ اگر لبوں یا پلکوں یا کسی انگلی پر ڈنگ ہو تو انکو فی الفور کاٹ دیں۔ اور داغ دیدیں۔ اگر ڈنگ پرانا ہو اور مل گیا ہو۔ پھر معلوم ہو کہ جس کتے نے کاٹا تھا وہ دیوانہ تھا تو زخم کو پھر کھولیں اور گرم لوہے سے داغ دیدیں۔ اور ابتداء میں مریض کو پسینہ آور دوائیں مثلاً مصری کے شربت میں روح نوشادر کے چند قطرے ملا کر پلایا کریں۔ اور جن حالات میں بخار شدید اور ڈنگ کی جگہ پر درد و سخت ہو۔ تو مریض کو اشربہ ملینہ مثلاً جوشاندہ تخم السی اور خبازی وغیرہ پلائیں۔ اگر نبض قوی اور مرتفع ہو۔ تو فصد کریں۔ اگر آلات ہضم سلیم ہوں۔ تو قے اور مسہل بھی دیں۔ اعراض کے زائل ہونے کے بعد اغذیہ زود ہضم دیں۔ اور معتدل ریاضت کریں۔ اگر اس حالت میں مریض کو گرم پانی کی بھاپ پہنچا دیں۔ تو بہت مفید ہے۔ زہریلے حیوانوں کے کاٹنے میں اگر پندرہ یا بیس دن تک گرم پانی کی بھاپ بعد ان تدابیر کے جو مذکور ہوئیں۔ دیجاوے۔ تو بہت مفید ہے۔

اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اس کتاب کا پانچواں باب ختم ہوا۔ اب چھٹا باب شروع کرتے ہیں۔ یہ باب باب الادویہ ہے۔ کتاب کا خاتمہ یہی باب ہے۔ اور اللہ سے دعا مانگتا ہوں کہ اسکو احسن طریق سے ختم کرے۔ کہ وہی توفیق دینے والا اور سب سے بہتر مددگار اور کارساز ہے۔

چھٹا باب ادویہ اور انکے استعمال کی کیفیت کے بیان میں

کلام کلی

بعضے جاہل خیال کرتے ہیں۔ کہ بعض ادویہ وہ ہیں۔ جو تمام امراض کے لیے بالخاصیت مفید ہیں۔ اور جب انکو منہ میں ڈالا جاوے تو جسم کے امراض فوراً ہی دفعہ کر دیتی ہیں

یہ اعتقاد فضول و نامعقول ہے اگرچہ طب قدیم کی کتابوں میں لکھا ہوا بھی ہو حق یہ ہے۔ کہ
اس قسم کی کوئی دوائی موجود نہیں ہے جو ادویہ موجود ہیں جن کے خاص خاص فواید ہیں نہ
عام - اور جن سے آہستہ آہستہ بشرط مداومت فائدہ حاصل ہوتا ہے - اور سب سے عمدہ
تدبیر پرہیز ہے - جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے - المعدۃ بیت الداء و
الحمیۃ راس کل دواء - معدہ بیماری کا گھر ہے اور پرہیز تمام دواؤں کا سر ہے۔ اور اس کے
بعد آرام اور فصد عام اور خاص اور شربہ ملینہ کا استعمال - اور گاہے گاہے مسہل لینا اور
قے کرنا ہے فائدہ کہ چونکہ ہر دوا جو انسان اندر استعمال کرتا ہے وہ پہلے معدے میں
جاتی ہے - اور پھر باقی اعضا میں تاثیر کرتی ہے - اسواسطے طبیب کو مناسب ہے
ہر علاج میں معدے کا نہایت خیال رکھے اور کوئی ایسی چیز استعمال نہ کرے جو معدے
کے لیے مضر ہو - کیونکہ یہہ لطیف ہے تھوڑی سے حرکت سے متاثر ہو جاتا ہے
امراض حادہ اور مزمنہ پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے جب یہہ ہے معلوم ہو چکی
طبیب کو مناسب ہے کہ ادویہ مقئیہ و مہیجہ سے پرہیز کرے - کیونکہ انکا ضرر بہ نسبت نفع کے
زیادہ ہے اور جب تک مریض کی طبیعت معلوم نہ کر لے کسی دوا کے استعمال کا حکم نہ کرے -
مریض کی طبیعت دریافت کرنے کے بغیر علاج کرنے والا حاطب لیل کی طرح ہے جس کے علاج
سے سوائے افسوس کے کچھ فائدہ نہیں ہوتا - اور یہ بھی یاد رہے کہ دوا اگر اندر اسکے
موافق نہ دیجاوے تو مضر ہوتی ہے - اور شفا کا مدار پرہیز اور غذا کی کیفیت پر ہے
ادویہ نباتی ہوتی ہیں یا معدنی یا حیوانی اور پھر انکے مراتب اور مدارج کوئی ملین ہے
کوئی مقوی کوئی معرق کوئی مسہل کوئی منبہ کوئی کرم کش کوئی بادشکن وغیرہ پھر کوئی بسیط
یا مرکب بسیط صرف ایک دوا کو کہتے ہیں - اور مرکب چند ادویہ کے مجموعہ کو اب
معرفت ادویہ سہولت اور ضرورت کے موافق انکے نکالنے کے لیے اس کتاب
میں کچھ بیان کرتے ہیں - اور ان ادویہ کو جو ظاہر اور باطن میں کثیر الاستعمال ہیں تحریر
کرتے ہیں - اسکی چند فصلیں ہیں -

پہلی فصل ضمادات کے بیان میں اسکے چند حصے ہیں -

پہلا حصہ ضماد کی تعریف میں

ضماد وہ دوائیں ہیں جو جسم کے باہر گھوٹ کر گوندھے ہوئے آٹے کی طرح بنا کر رکھی جاتی ہیں۔ یہ ضمادات اکثر آٹے یا السی یا چاول کے آٹے سے بنائے جاتے ہیں۔ اور صرف پانی یا پوست خشخاش یا جس بری کے جوشاندے یا دودھ وغیرہ میں گوندھے جاتے ہیں۔

دوسرا حصہ اس ضماد کے بیان میں جو روٹی کے گودے سے بنایا جاتا ہے

اسکی کیفیت یہ ہے کہ روٹی کا گودا ضرورت کے موافق لے کر پانی میں بھگوتے ہیں پھر ہاتھ سے ملتے ہیں جب حریرے کی طرح ہو جاتا ہے تو آگ پر رکھ دیتے ہیں۔ جب لئی کی طرح ہو جاتا ہے تو اتار کر کام میں لاتے ہیں۔

تیسرا حصہ اس ضماد کے بیان میں جو السی کے آٹے سے بنایا جاتا ہے

اسکی کیفیت یہ ہے کہ بقدر ضرورت السی کا آٹا لے کر گرم پانی سے گوندھ دیتے ہیں آگ پر پکانا ضروری نہیں ہے۔ اگر پکایا جائے تو اچھا ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ السی کے دانوں میں پرانی کے دانے نہ ہوں۔ کیونکہ اس حالت میں ضماد بجائے ملین ہونے کے منبہ ہو جائیگا۔

چوتھا حصہ اس پلٹس و ضماد کے بیان میں جو دودھ کے ساتھ تیار کیا جاتا

اسکی کیفیت یہ ہے کہ روٹی کے گودے یا السی کے آٹے کو دودھ خالص کے ساتھ گوندھتے ہیں پانی کے ساتھ گوندھنے اور دودھ کے ساتھ گوندھنے میں یہ فرق ہے کہ دودھ سے گوندھا جلدی ترش ہو جاتا ہے اور منبہ ہو جاتا ہے۔ جو پلٹس دودھ سے بنایا جائے اسکو ہر چار گھنٹے کے بعد تبدیل کرنا چاہیے۔

پانچواں حصہ ضماد مسکن کے بیان میں

کبھی پلٹس بنانے میں پانی کی بجائے پوست کا جوشاندہ تسکین کے لیے ڈالتے ہیں۔ اور اس میں تھوڑی سی افیون یا روح افیون ملا دیتے ہیں۔ اس قسم کا ضماد اورام پر رکھتے ہیں خصوصاً جبکہ اعضا میں درد ہوتا ہو اگر زخم ہو۔ تو اسپر پلٹس باندھتے وقت پہلے روئی کے پھاہے سے ڈھانپ لیں پھر اسپر کپڑا رکھکر اسپر ضماد رکھیں

اور دوسرے کپڑے سے باندھ دیں۔

چھٹا حصہ ضماد سنبہ کے بیان میں

ضماد سنبہ رائی سے بنایا جاتا ہے۔ یہ ضماد اگر پندرہ منٹ تک رکھیں تو جلد کو سرخ کر دیتا ہے اگر اس سے زیادہ رکھیں تو آبلے ڈال دیتا ہے یہ ضماد ہر دو قدموں یا دونوں پنڈلیوں یا رانوں پر مادہ فاسد کو جذب کرنے کے لیے لگایا جاتا ہے۔ اس کے لگانے کی کیفیت یہ ہے کہ رائی کا آٹا لیکر ٹھنڈے پانی سے گوندھتے ہیں۔ پھر کسی کپڑے یا کاغذ پر بچھا کر مریض جگہ پر جسکا سرخ کرنا مطلوب ہوتا ہے رکھتے ہیں۔ رائی کو سرکے سے نہیں گوندھنا چاہیے کیونکہ اس حالت میں اسکی قوت تنبیہ و تحریک کم ہو جاتی ہے ضرورت کے وقت بدن کے ہر حصے پر اسکا رکھنا جائز ہے۔

دوسری فصل تکمید (ٹکور) کے بیان میں اسکے کئی حصے ہیں

پہلا حصہ تکمید کی تعریف میں

جسم پر بانات یا فلالین وغیرہ کے کپڑے کے ذریعہ سے سیال دوائی کا بہانا تکمید کہلاتا ہے یہ عمل اسوقت کیا جاتا ہے جب مریض پلٹس و ضماد کا متحمل نہ ہو سکے۔

دوسرا حصہ تکمید ملین کے بیان میں

اس کی کیفیت یہ ہے کہ خبازی یا السی وغیرہ کوئی لیسدار نباتات لیکر آدھ گھنٹہ پانی میں جوش دیں پھر صاف کر کے اور اس میں کپڑا ڈبو کر اور تھوڑا سا نچوڑ کر جائے مطلوب پر رکھیں اور ہر پانچ یا چھ منٹ کے بعد تجدید کرتے رہیں۔

تیسرا حصہ تکمید مسکن کے بیان میں

تکمید مسکن بعینہ تکمید ملین ہے۔ اتنا فرق ہے کہ اس میں تھوڑی افیون اضافہ کی جاتی ہے۔ اور بجائے پانی پوست خشخاش کے جوشاندے میں بنایا جاتا ہے۔

چوتھا حصہ تکمید منبہ کے بیان میں

اسکی کیفیت یہ ہے ۔ کہ رائی چار اوقیہ۔ ایک سیر گرم پانی میں پانچ دس منٹ تک بھگو دیں پھر اسکے پانی میں کپڑا تر کرکے ساق یا قدم وغیرہ کی جائے مطلوب پر لپیٹ دیں اس سے خون ان اجزا کی طرف کھنچ آتا ہے رائی کی تکمید کا فعل رائی کے پلستر کے فعل سے زیادہ قوی ہوتا ہے

پانچواں حصہ تکمید محلل کے بیان میں

اسکی کیفیت یہ ہے کہ ایک سیر پانی میں نصف اوقیہ او کسائڈ آف زنگ ملادیں یہ تکمید ہڈی کے ٹوٹنے یا پس جانے میں زیادہ مستعمل ہوتا ہے۔

تیسری فصل ادویہ حمام میں اسکی کئی حصے ہیں پہلا حصہ حمام کبریتی گندھک کے حمام کے بیان میں

اسکی کیفیت یہہ ہے کہ ڈیڑھ اوقیہ سے دو اوقیہ تک گندھک کا خلاصہ جسکو سلفریٹ پوٹاس کہتے ہیں لیکر ایک سیر پانی میں حل کریں پھر اسپر ایک مشک یا ڈیڑھ مشک پانی ڈالیں اور انگریزوں کی طرح اس پانی کے ٹب میں بیٹھ کر نہائیں اس قسم کا حمام امراض جلدیہ خارش مزمن اور قوبا داد میں مستعمل ہوتا ہے۔
اس قسم کے حمام مدت طویل تک استعمال کرتے جائیں تاکہ خاطر خواہ نتیجہ حاصل ہو

دوسرا حصہ حمام ملین کے بیان میں

حمام ملین کے یہہ معنی ہیں کہ بھوسی گندم یا کوئی اور لیسدار ملین نباتات مثل خطمی خبازی بنفشہ کے پانی میں جوش دیتے ہیں۔ پھر اس سے غسل کرتے ہیں۔ اس قسم کا حمام امراض جلدیہ میں کام آتا ہے

تیسرا حصہ حمام طبوسی (ٹائب ن) کے بیان میں۔

یہ حمام بھی حمام سابق کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ کبھی سادہ پانی سے یہ حمام کیا جاتا ہے اس میں سارے جسم پر پانی نہیں ڈالتے مریض ایک ٹب کے اندر بیٹھ جاتا ہے۔
اور پانی صرف اسکی کمر تک پہنچتا ہے۔ اس قسم کا حمام امراض مقعد و اعضاء تناسل خصوصًا

امراض رحم میں مستعمل ہوتا ہے اور اخراج خون حیض کے واسطے مفید ہے۔

چوتھا حصہ حمام قدمی یعنے پاشویہ کے بیان میں

یہ پاشویہ کبھی خالی پانی سے کیا جاتا ہے۔ کبھی نمک یا رائی ملادیتے ہیں اسطرح پر کہ چار اوقیہ رائی یا نصف رطل نمک کبھی پانی میں ملاکر جوش دیتے ہیں پھر اس میں مریض کے قدموں اور ساقوں کو دھوتے ہیں اس قسم کا حمام امراض دماغ میں کام آتا ہے

چوتھی فصل تھابیل یعنی گرم پانی بخارات یا بھاپ سے علاج کرنا اسکے کئی حصے ہیں پہلا حصہ تبخیر و تھبیل کی

تھابیل وہ دوائیں ہیں جنکے بخار سے علاج کیا جاتا ہے۔ اسکی دو قسمیں ہیں ایک تبخیر ملین دوسری تبخیر زیبقیہ۔

تبخیر ملین کی ترکیب یہ ہے کہ خبازی کے پتوں کی ایک یا دو مشت لیکر پانی میں پکائیں اور اسکا بخار جائے مطلوب تک پہنچائیں۔ اگر بینی میں بخار پہنچانا مطلوب ہو تو ٹونٹی کے ذریعے سے بخار پہونچائیں۔ اس قسم کی بھاپ ناک کے ان خشک چھلکوں کے لیے جو ناک میں پیدا ہو ہوجایا کرتے ہیں صاف کرنے کے لیے مفید ہیں۔

دوسرا حصہ تبخیر زیبقیہ یعنے پارے کے بخارات کے بیان میں

یہ بھاپ عموماً مرض آتشک میں مستعمل ہوتی ہے جسمیں شنگرف استعمال کیا جاتا ہے آتشک میں شنگرف کی بھاپ سے علاج کرنا اگر احتیاط و دانائی سے کیا جائے تو بہتر ہے۔ لیکن ناتجربہ کاری سے اُس کے ساتھ علاج کرنا خطرناک ہے۔ کیونکہ اس سے پارے کے زہر کے اعراض پیدا ہوجاتے ہیں۔ اسواسطے اسکا ترک کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ شنگرف کے قائم مقام کم خطرناک علاج کے ہوتے ہوئے اسکے استعمال کی کوئی ضرورت نہیں۔

پانچویں فصل لصوق یعنی لیسدار کاغذی مرہم کے بیان میں

اسکے دو حصے ہیں پہلا حصہ زخم کرنیوالی کاغذی کے بیان میں ۱۷۷

اس قسم کی دوا کا قاعدہ ہے کہ کسی کپڑے پر ایک یا دو خط کی موٹائی میں بچھا دیتے

ہیں۔ اگر وہ پٹی ساق یا ران یا بازو یا گردن پر لگائی ہو۔ تو اسکی مقدار ہتھیلی کے برابر ہوتی ہے
اگر سینے پر لگائی ہو تو اس سے دگنا رکھتے ہیں۔ اگر کوئی لیس دار چیز نہ ملے تو آٹے کو سرکہ
میں گوندھ لیں۔ پھر اسپر تلی مکھی چھڑک دیں۔ اس سے وہی مطلب حاصل ہو جائے گا۔
جو شخص اسکے لگانے کی کیفیت کو معلوم کرنا چاہے اسکو چاہیے کہ فصل جراحت کا مطالعہ کرے

دوسرا حصہ اس لصقہ کے بیان میں جسکو داخلیون کہتے ہیں

یہ مرہم کپڑے پر بچھا کر دنبل کی ورم تحلیل کرنے کے لیے لگائی جاتی ہے جسکا اندازہ
محل مطلوب کے مناسب ہوتا ہے۔ نیز یہ لصقہ زخموں کے بھرنے میں مستعمل ہوتا
ہے۔ اور پرانے زخموں میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔

چھٹی فصل مراہم کے بیان میں اسکے کئی حصے ہیں

پہلا حصہ مرہم کی تعریف میں۔

عموماً مرہم موم اور روغن زیتون یا چربی سے بنائی جاتی ہے۔ جسکا قوام مناسب ہوتا
ہے۔ اطبا متقدمین مراہم کے عجیب غریب خواص بیان کرتے تھے۔ لیکن جو کچھ
تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ انکے اکثر مراہم غیر مفید بلکہ مضر ہیں۔ ان سے بجائے زخم
مندمل ہونے کے خراب ہو جاتا ہے۔ اور اکثر مکار دغا باز جراح مرہم بنانے والے
لوگوں کو دھوکے میں ڈالتے ہیں۔ اور دعوی کرتے ہیں کہ ان کے پاس عجیب
الخواص مراہم ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس ایسی مرہم ہے جو بالوں کو لمبا
کر دیتی ہے۔ اور ایسی مرہم ہے جو فی الفور اورام کو زائل کر دیتی ہے۔ یا ایسی مرہم جو
زخم اسیوقت بھر دیتی ہے یہاں تک کہ ہمنے بعضوں کو دیکھا ہے جو یہ کہتے تھے۔
کہ ہمارے پاس ایسی مرہم ہے کہ اگر زخم پر لگائی جائے تو لگاتے ہی اجسام غریبہ کو زائل
کر دے۔ اور کانٹا یا فلکی وغیرہ ہو ذی چیز جھٹ پٹ نکال دے۔ مگر یہ تمام دعاوی
فضول بے اصل ہیں۔ اور چونکہ زمانہ حال کے طبیب طبابت میں فوقیت لے گئے ہیں
اور اشیا نافع وضار کو سمجھ گئے ہیں اس لیے انہوں نے مراہم قدیمہ کا استعمال
چھوڑ دیا ہے۔

م ودی ءِ یہ

دوسرا حصہ مرہم بسیطہ کے بیان میں

اس مرہم کی کیفیت یہہ ہے۔ کہ روغن زیتون دو اوقیہ اور موم خالص نصف اوقیہ موم کو روغن زیتون میں پگھلا کر خوب ملاویں استعمال کے وقت کسی کپڑے یا روئی کے پھاہے یا کرنا کے پتے پر لگا کر زخم پہ رکھیں چونکہ یہہ مرہم جلدی خراب ہو جاتی ہے اس واسطے تھوڑی سی تیار کرانی چاہیے۔ کیونکہ جب اسکو پھپھوندی لگ جاتی ہے تو اس کے خواص متغیر ہو جاتے ہیں اور بجائے مرطب ہونے کے منبہ ہو جاتی ہے۔

تیسرا حصہ مرہم ریقی بسیطہ کے بیان میں

اس مرہم کی کیفیت یہہ ہے کہ دو حصے مرہم بسیطہ کے اور ایک حصہ۔۔۔۔۔۔ مرہم ریقی کا اچھی طرح ملا دیتے ہیں۔ یہہ مرہم آتشک کے زخموں اور جوؤں جھجوؤں کے زائل کرنے کے لیے استعمال کیجاتی ہے۔

چوتھا حصہ مرہم ریقی مرکب کے بیان میں

یہ مرہم عموماً شفاخانوں میں تیار رہتی ہے۔ اس کے بنانے کی کیفیت یہ ہے کہ بکری کی صاف چربی اور پارہ ہموزن لے کر سنگ مرمر کے کھرل میں لکڑی کے دستے سے خوب ملاویں یہاں تک کہ پارہ چربی میں کشتہ ہو جاوے۔ یہہ مرہم تین دن میں تیار ہوا کرتی ہے۔ یہہ مرہم نہایت مفید ہے۔ اور آتشک کے اخیری درجہ میں جبکہ ہڈیوں میں ورم اور حلق میں زخم اور جبڑے پر پھنسیاں ہو جاتی ہیں کام آتی ہے اسکے ملنے کی کیفیت یہ ہے کہ پہلے دن ایک قدم کے اندر کی طرف ملیں۔ پھر دوسرے دن دوسری طرف پھر تیسرے دن ایک پنڈلی میں چوتھے دن دوسری پنڈلی میں پھر ران پر پھر ہاتھ پر پھر بازو پر ایک ایک دن کے فاصلے سے ملیں۔ پھر کندھے پر پھر پیٹھ کے مہروں پر اس طرح ملنے میں چھتیس دن خرچ ہونگے ملنے والے کو چاہیے کہ ملتے وقت ہاتھوں میں چمڑے کا دستانہ پہن لے ورنہ اسکا جسم بھی پارے کو چوس لیگا۔ اور بوجہ عدم ضرورت کے نقصان پہنچائے گا۔ اگر مالش کے دنوں میں مریض کے مسوڑوں میں درد شروع ہو جائے تو مالش ملتوی کر دیں۔ اور جب وہ درد زائل ہو جائے تو پھر شروع

کردیں چھبیس دن تک مالش کرنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ مرض کبھی اس سے کم عرصے مثلاً اٹھارہ سے بچیس دن کے اندر زائل ہو جایا کرتی ہے۔ یہ مالش اسوقت چاہیے جب مریض پارے کا استعمال اندرونی طور سے نہ کر سکے۔

پانچواں حصہ مرہم ہوفون یعنی افیون دار مرہم کے بیان میں

اس کے بنانے کی کیفیت یہ ہے کہ دو اوقیہ مرہم بسیط اور نصف درہم افیون ملا دیتے ہیں یہ مرہم دردناک زخموں پر لگائی جاتی ہے۔

چھٹا حصہ ہم مکبرت یعنی گندھک والی مرہم کے بیان میں

اسکے بنانے کی کیفیت یہہ ہے کہ دو اوقیہ مرہم بسیط اور نصف اوقیہ گندھک لیکر سنگ مرمر کے کھرل میں اچھیطرح سے ملالیں یہ مرہم داد اور نئی خارش میں کام آتی ہے۔

ساتواں حصہ ایک اور مرہم کے بیان میں جو خارش کیلیے مجرب ہے

اسکے بنانے کی ترکیب یہہ ہے کہ بکری کی چربی آٹھ اوقیہ اور گندھک ایک وقیہ پوٹاش ایک وقیہ لیکر سب کو خوب ملاویں۔ اور ہر دن دو دفعہ خارش پر مالش کریں اگر اس سے جلد پر سرخی یا حرارت پیدا ہو جائے تو حمام بسیط یعنی سادے پانی سے نہانا چاہیے۔ یہہ علاج تو دس دن کرنا چاہیے۔

آٹھواں حصہ اس مرہم کے بیان میں جو قراع یعنی گنج کو زائل کرنیکے لیے مفید ہے

اسکی کیفیت یہ ہے کہ مرہم سابق میں تھوڑا سا کوئلہ پیس کر ملاویں اور دو دفعہ دن میں گنج پر ملیں اگر حرارت پیدا ہو جاوے تو ملینات سے علاج کریں۔

نواں حصہ مرہم منضج کے بیان میں

اسکی کیفیت یہہ ہے کہ دو اوقیہ مرہم بسیط اور چار درہم ٹرپنٹائیں (روغن تارپین) لیکر اچھی طرح ملاویں یہ مرہم بیدار زخموں کے علاج میں جبکہ ان کی سطح نرم وضعیف ہو۔

اور تحرک کی ضرورت ہو استعمال کیجاتی ہے۔ اور ورمون پر بھی لگائی جاتی ہے۔

دسواں حصہ مرہم سبنہ کے بیان میں جو زرد آب مرہم یعنی سندھور سے بنائی جاتی ہے

اسکی ترکیب یہ ہے کہ ایک اوقیہ مرہم بسیط لیکر اسمیں تھوڑا سا سندھور ملاویں یہ مرہم مرہم سابق کی طرح ہے۔ مگر مرہم سابق سے فعل میں قوی ہے۔ اسکا اکثر استعمال قروح خنزیریہ میں ہوتا ہے۔

گیارھواں حصہ مرہم منفط یعنی آبلہ خیز مرہم کے بیان میں

اسکی کیفیت یہ ہے کہ نصف اوقیہ مرہم بسیط میں نصف درہم سے لیکر دو درہموں تک نیلنی مکھی پیسکر خوب ملادیتے ہیں یہ مرہم داغ دکا غذی اور آبلہ کا زخم جاری رکھنے کے لیے استعمال کرتے ہیں اسطرح پر کہ اس میں سے بقدر دانہ مٹر لیکر چقبندر یا کرنا کے پتے پر بچھادیتے ہیں۔ ۔۔۔۔ ۔۔۔۔ اور اس جگہہ پر ایک دفعہ یا دو دفعہ لگاتے ہیں۔ اور جب سبب ٹھیر جاے تو پھر بھی عمل جاری کرتے ہیں۔

بارھواں حصہ یودی کے بیان میں یعنے آئیوڈائڈ آف پوٹاش کے بیان میں

آئیوڈائڈ آف پوٹاش نصف درہم اور مرہم بسیط ایک اوقیہ لیکر اچھی طرح ملادین اور ملے ہوے میں نصف درہم یودینی خوشبودار سفوف ملادیں۔ یہ مرہم خنازیر کے سخت ورموں پر دن میں دو دفعہ ملی جاتی ہے۔

تیرھواں حصہ مرہم طری یعنی نیلا تھوتھے والی مرہم کے بیان میں

اسکی کیفیت یہ ہے کہ مرہم بسیط ایک اوقیہ اور نیلا تھوتھا دو درہم لیکر خوب ملادیں یہ مرہم بچوں کے خناق اور امراض صدر میں مستعمل ہوتی ہے اسکو دن میں دو یا تین دفعہ ملتے ہیں اس سے چھوٹے چھوٹے دانے پھنسیوں جیسے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہہ مرہم نہایت قوی ہے اور کاغذیوں کے قائم مقام ہے۔

چودھواں حصہ مرہم نوشادری کے بیان میں

اسکی کیفیت یہہ ہے کہ ایک اوقیہ مرہم بسیط میں دو درہم روح نوشادر خوب ملاکر کسی کچ کے برتن میں حفاظت سے رکھیں یا درشیشی کا منہ بند کر دیں یہ مرہم سابق کی طرح مستعمل ہوتی ہے بلکہ یہہ نتیجے میں سریع ہے اور فعل میں قوی ہے بیس پچیس منٹ میں جگہہ کو پھلا دیتی ہے۔ اگر صرف جگہہ سُرخ کرنا مطلوب ہو تو بارہ منٹ سے پندرہ منٹ تک رکھنی چاہیے

پندرھواں حصہ اس مرہم کے بیان میں جو رمد کے علاج میں مفید ہے

راسب احمر یعنے پھٹکڑی سُرخ بیس یا طوطیہ دس رتی مرہم بسیط ایک اوقیہ سبکو سنگ مرمر کے کھرل میں اچھی طرح سے ملالیں۔ اور پلکوں پر رات کو سونے کے وقت لگاویں یہ مرہم رمد خنزیری میں خصوصاً بہت مستعمل ہے۔

سولھواں حصہ اس مرہم کے بیان میں جسمیں نائٹریٹ آف سلور ڈالا جاتا ہے

مرہم بسیط دو درہم اور نائٹریٹ آف سلور دس رتی دونو کو خوب ملادیں مرہم تیار ہے۔ یہ مرہم آنکھوں کی پرانی امراض میں مستعمل ہوتی ہے۔

سترھویں فصل مروخات یعنے مالش کے تیلوں کے بیان میں اسکے کئی حصے ہیں

پہلا حصہ مروخ کی تعریف میں

مروخ سیال چربناک دوا کو کہتے ہیں۔ اس کا جزو اعظم روغن زیتون ہے یہ مروخ جلد پر ملا جاتا ہے تاکہ جلد میں حرکت پیدا ہو اور جوہر دوائی کو چوس لے۔

مروخ نوشادری بیان

اسکی ترکیب یہ ہے کہ دو درہم روح نوشادر اور دو اوقیہ روغن زیتون لیکر ملالیں۔ یہہ مروخ بدن کے تمام اجزا پر ملا جاتا ہے خصوصاً پیٹھ کے مہروں اور عصبی دردوں میں اسکا فائدہ یہہ ہے کہ التہاب باطنی کو جلد کی طرف خارج کر دیتا ہے کبھی اس میں مرہم کافوری یا روح انیسون اضافہ کر دیتے ہیں۔

دوسرا حصہ اس مروخ کے بیان میں جو جلنے کے علاج میں مستعمل ہوتا ہے

اس کی کیفیت یہ ہے کہ چونے کا پانی چار اوقیہ اور روغن زیتون ایک اوقیہ لیکر خوب ملا کر اور کسی شیشی میں ڈالکر منہ بند رکھیں جب استعمال کا ارادہ ہو۔ تو اس میں سے تھوڑا سا روئی کے پھاہے یا کسی کپڑے یا پتے پر لگا کر جلی ہوئی جگہ پر لگا دیں خصوصاً جبکہ زخم ہو گیا ہو۔ کیونکہ اس مرہم کا خاصہ ہے تجفیف (خشک کرنا) ہے۔

تیسرا حصہ مروخ زیبقی کے بیان میں

اسکی ترکیب یہ ہے۔ کہ دو اوقیہ روغن زیتون اور ایک درہم روح نوشادر اور ایک درہم مرہم زیبقی مرکب لے کر ملالیں یہ مروخ اورام افرنجیہ (آتشک کے ورم) خصوصاً خیارک دبدیا (ران کا پھوڑا) کی تحلیل کے لیے بہت مفید ہے۔

آٹھویں فصل غراغر کے بیان میں اس کے کئی حصے ہیں

پہلا حصہ غرغرے کی تعریف میں

غرغرہ اس سیال دوا کو کہتے ہیں جو تھوڑی مدت منہ میں رکھی جاتی ہے پھر پھینک دی جاتی ہے۔ اس دوا کا مضمضہ کی طرح منہ میں ہلانا جائز نہیں ہے کیونکہ غرغرے کی تاثیر کے لیے شرط یہ ہے کہ سر کو پیچھے کیطرف متوجہ کرکے مریض جز پر بہت دیر تک دوا کا اثر پہنچایا جائے

دوسرا حصہ غرغرہ قابضہ کے بیان میں

اسکی ترکیب یہ ہے۔ کہ پوست انار ایک درہم اور پھٹکری ایک تہائی درہم اور شہد دو اوقیہ لیں پہلے پوست انار کو تین چھٹانک پانی میں چند منٹ تک جوش دیں پھر پانی کو صاف کر کے اس میں پھٹکری حل کریں پھر شہد ملا دیں بس غرغرہ تیار ہے۔ یہ غرغرہ حلق کے التہاب مزمن میں حرارت اور ورم کے زائل ہونے کے بعد استعمال کیا جاتا ہے۔ نیز سست مسوڑوں کی تقویت کے جس سے خون نکلتا ہو مفید ہے۔

تیسرا حصہ غرغرہ منفطہ کے بیان میں

اسکی ترکیب یہ ہے کہ چار اوقیہ ماء الشعیر اور دس قطرے روح کبریت اور ایک اوقیہ

شہد سب کو ملاویں اور مثل سابق استعمال کریں خصوصاً جبکہ منہ میں چھوٹے چھوٹے زخم یا پھنسیاں ہوں۔

چوتھا حصّہ غرغرہ ملینہ کے بیان میں

اسکی کیفیت یہ ہے کہ ایک اوقیہ انجیر یا کھجور لے کر آٹھ اوقیہ پانی میں جوش دیں اور ایک اوقیہ شہد ملاویں کبھی تخم السی یا خبازی کے جوشاندے سے بغیر انجیر یا کھجور کے یا چار اوقیہ جوشاندہ مذکور اور چار اوقیہ دودھ سے غرغرہ تیار کیا جاتا ہے یہ غرغرہ منہ کے التہاب میں مستعمل ہوتا ہے۔

پانچواں حصّہ اس غرغرے کے بیان میں جو مرض آتشک کے علاج میں مستعمل ہوتا ہے

اسکی ترکیب یہ ہے کہ چھ اوقیہ ماء الشعیر میں دو اوقیہ آتشک پور کا محلول اور ایک درہم روح افیون اور تھوڑا سا شہد ملادیں یہ غرغرہ آتشک اور حلق کے منہ کے زخموں میں کام آتا ہے۔ اس غرغرے میں ... جائے۔

نویں فصل زروق یعنی پچکاری کے بیان میں۔

اسکے کئی حصّے ہیں پہلا حصّہ زروق کی تعریف میں

زروق سیال دوائی کو کہتے ہیں جو ایک چھوٹی سی پچکاری کے ذریعہ سے جسم کے تجاویف مثلاً کان بول کی نالی یا رحم میں پہنچاتے ہیں تاکہ ان اعضا میں جو زخم ہو۔ مندمل ہو جائے اور التہاب دور ہو جاوے۔

دوسرا حصّہ زروق قابض کے بیان میں

اسکی کیفیت یہ ہے کہ نصف درہم گندھک لے کر نصف رطل عرق گلاب میں ملا دیتے ہیں اور اس پانی کو قضیب یا عورتوں کے رحم میں پہنچاتے ہیں اور کبھی اس دوا میں بغرض تسکین آدھا درہم روح افیون بھی داخل کرتے ہیں۔

تیسرا حصّہ زروق ملطف کے بیان میں

اسکی کیفیت یہہ ہے کہ نصف رطل جوشاندہ تخم السی یا جوشاندہ خبازی لے کر اُسکے مساوی دودھ ملادیں - اور ایک درہم یا دو درہم روح افیون اضافہ کریں زروق عضاءُ تناسل کے التہاب حادہ میں مستعمل ہوتا ہے

چوتھا حصہ زروق بلین کے بیان میں

یہ زروق جوشاندہ تخم السی یا جوشاندہ تخم خبازی یا کسی اور بلین کے جوشاندہ سے بنایا جاتا ہے

پانچوان حصہ اُن زروق کے بیان مین جو مرض آتشک کے لئے مفید ہے

یہہ زروق دو اوقیہ محلول رشکپور اور چھہ اوقیہ جوشاندہ تخم السی اور ایک درہم روح افیون کے ملانے سے بنایا جاتا ہے اس زروق سے آتشک والی عورتوں کا علاج کیا جاتا ہے - یعنے اُن کے رحم میں یہہ دوا بذریعہ پچکاری پہنچائی جاتی ہے -

دسویں فصل حقنوں کے بیان میں

اس کے کئی حصے ہیں - پہلا حصہ حقنوں کی تعریف میں

حقنہ ایک قسم کی دستکاری ہے - جو روده مستقیم میں بذریعہ ایک آلہ کے دوائی پہنچائی جاتی ہے - اہل مشرق حقنہ کو پسند نہیں کرتے ہیں کیونکہ انکا خیال ہے کہ حقنہ بھی ایک قسم کی دوا ہے - جسکو اہل علم نے نہایت مفید پایا ہے (نوٹ) ہر حال میں حقنہ کرنا مناسب نہیں - اور جن حالات میں مناسب ہے وہاں بھی احتیاط سے کرنا چاہیے - اور وہ پانی جس سے حقنہ کیا جاوے شیر گرم ہونا چاہیے حقنے کے پانی کی مقدار مریض کی عمر کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے - مثلاً بچے کے لیے دو اوقیہ سے تین اوقیہ تک اور نوجوان کے لیے چھہ اوقیہ سے سات اوقیہ تک اور ادھیڑ کے لیے رطل سے ڈیڑھ رطل تک

یہ آلہ جس سے حقنہ کیا جاتا ہے مثانہ کی شکل کا ہوتا ہے -

اگر اس قسم کا آلہ نہ مل سکے تو چمڑے کی ٹونٹی بنائیں جسکا قطر تین جو کے برابر ہو اور طول ایک ہاتھ اور اس کے دونوں طرفیں کشادہ ہونی چاہئیں - اس کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ اُس کے منہ کو دبر میں داخل کر دیتے ہیں پھر وہ دوائی جسکے استعمال کا

ارادہ ہوتا ہے کشادہ طرف سے اس میں ڈالدیتے ہیں اور اسکو آہستہ آہستہ دباتے ہیں جس سے دوا انتڑیوں میں داخل ہوجاتی ہے۔ اس آلہ کو ایک ہی شخص بغیر کسی مددگار کے استعمال کرسکتا ہے۔

دوسرا حصہ حقنہ ملینہ کے بیان میں

ایک رطل یا ڈیڑھ رطل جوشاندہ شعیر یا جوشاندہ چقندر یا جوشاندہ تخم السی یا جوشاندہ خبازی لے کر اس میں ایک یا دو اوقیہ روغن گنجد یا روغن زیتون ملاکر حقنہ تیار کریں۔ یہ حقنہ مواد ثقیلہ نکالنے کے لیئے استعمال کیا جاتا ہے

تیسرا حصہ حقنہ مسکنہ کے بیان میں

یہ حقنہ جوشاندہ تخم السی یا جوشاندہ خبازی ہے جس میں دو عدد ڈوڈا پوست یا تھوڑا سا روح افیون اضافہ کیگیا ہو تیار کیا جاتا ہے۔ اور آلام عصبیہ (پٹھوں کی درد) اور پیچش میں استعمال کیا جاتا ہے۔

چوتھا حصہ حقنہ مسہلہ خفیفہ کے بیان میں

یہ حقنہ جوشاندہ السی یا جوشاندہ خبازی جسمیں ۲ درہم صابون اور دو درہم نمک اضافہ کیا گیا ہو تیار کیا جاتا ہے۔ اور ایسے شخصوں کے لیے جنکو سخت قبض ہو استعمال کیا جاتا ہے۔

پانچواں حصہ حقنہ مسہلہ شدیدہ کے بیان میں

یہ حقنہ جوشاندہ تخم السی یا خبازی جس میں دو درہم سنا مکی اور چار درہم نمک اضافہ کیا گیا ہو تیار ہوتا ہے۔

گیارھویں فصل قطورات کے بیان میں

اسکے کئی حصے ہیں پہلا حصہ قطور کی تعریف میں۔

قطور وہ دوا ہوتی ہے جو آنکھ میں ڈالی جاتی ہے یہ دوائی کو بگھو کر یا جوش دیکر یا خاص

پانی سے بنایا جاتا ہے ۔

دوسرا حصہ قطور لین کے بیان میں

یہ قطور جو شاندہ تخم السی یا خبازی سے بنایا جاتا ہے۔ اور رمد خفیف کے علاج میں مستعمل ہوتا ہے اسطرح پر کہ دن میں آنکھ کو اسکے ساتھ کئی دفعہ دھوتے ہیں۔

تیسرا حصہ قطور مسکن کے بیان میں

یہ قطور چار اوقیہ جوشاندہ تخم السی یا خبازی جسمیں چار رتی روح افیون اضافہ کیا گیا ہو بنایا جاتا ہے۔ اور اس رمد میں جسمیں درد بھی شامل ہو۔ استعمال کیا جاتا ہے۔

چوتھا حصہ قطور قابض کے بیان میں

اسکے بنانے کی ترکیب یہہ ہے کہ دو اوقیہ خالص پانی اور ایک اوقیہ عرق گلاب اور دش رتی اوکسائڈ آف زنگ (کشتہ جست) لیکر ملاویں بس تیار ہے۔ یہہ قطور رمد خفیف میں نہایت مجرب و مفید ثابت ہوا ہے۔

پانچواں حصہ قطور قابض شدید کے بیان میں

دو اوقیہ خالص پانی ایک اوقیہ عرق گلاب دش رتی اوکسائڈ آف زنگ بیس رتی پھٹکری لے کر ملاویں یہ قطور رمد حادہ میں اور رمد مزمن میں مستعمل ہوتا ہے۔

چھٹا حصہ حجر جہنمی یعنی کاشٹک لوشن کے بیان میں

ایک اوقیہ عرق گلاب اور چار رتی کاشٹک یعنی چاندی کا کشتہ جسکو انگریزی میں نائٹریٹ آف سلور کہتے ہیں۔ لے کر ملاویں یہ قطور رمد مزمن اور پردہ قرنیہ کے زخموں میں مستعمل ہوتا ہے اور ہر دن دو دفعہ ایک قطرہ استعمال کرتے ہیں۔

بارھویں فصل اکحال یعنے سرموں کے بیان میں اسکے کئی حصے ہیں

پہلا حصہ کحل کی تعریف میں

چند مرکب ادویہ نہایت باریک پسی ہوئی اور چھنی ہوئی کو کحل کہتے ہیں۔ اسکو بغیر چھنے کے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اسکو سلائی کے ذریعے سے استعمال کرنا چاہیے اسکے بنانے کی بہت سی ترکیبیں ہیں جنکو ہمنے فصل ۱۰ میں بیان کیا ہے۔

دوسرا حصہ اس سرمے کے بیان میں جو رمد مزمن کے کام آتا ہے

یاد رہے کہ اکثر سرمے جو مستعمل ہیں انکے اجزا نیلا تھوتھا سرمہ مصری اور پھٹکری ہیں تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ سرمہ کے اجزا اعظم دو چیزیں ہیں کوزہ کی مصری اور سرمہ ہر دو ساوی لے کر ملائے جاتے ہیں اور خوب باریک کر کے استعمال کئے جاتے ہیں۔

تیسرا حصہ دوسرے کحل کے بیان میں

اسکی ترکیب یہ ہے یا صرف سرمہ یا اس کے برابر مصری ملاکر تیار کیا جاتا ہے یہانتک تو ادویہ ظاہر کا ذکر ہوا ہے اب ہم ادویہ باطنہ کا ذکر کرتے ہیں۔

تیرھویں فصل شربتوں کے بیان میں اسکے کئی حصے ہیں

پہلا حصہ شربت لیموں کے بیان میں

یہہ شربت لیموں یا نارنگی کے شیرے یا سرکے میں پانی ملاکر بنایا جاتا ہے۔ اسطرح پر کہ تھوڑی سی ترشی آجائے پھر مصری یا شہد یا کسی اور شربت سے میٹھا کیا جاتا ہے عوام الناس جو اسکو بہت ترش بنالیتے ہیں زیادہ مفید نہیں ہوتا۔ پینے سے پہلے اسکو کسی کپڑے سے چھان لینا چاہیے۔ یہہ شربت تمام التہابیہ امراض میں دیا جاتا ہے۔ مگر ضرورت سے زیادہ استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ جلدی خراب ہو جاتا ہے۔ یہ شربت دو قسم کا ہوتا ہے معدنی اور نباتی یہاں دونوں بیان کئے جاتے ہیں۔

دوسرا حصہ معدنی لیموں کے بیان میں

اسکے بنانے کی ترکیب یہہ ہے۔ کہ آدھ سیر خالص میٹھا پانی لے کر اسمیں پانچ یا چھ قطرے پھٹکری کے تیل کے اور ایک اوقیہ کھانڈ ملا دیتے ہیں۔ اور پینے سے پہلے برتن کو ہلاتے

ہیں اور گھونٹ گھونٹ کر کے پیتے ہیں یہ شربت سرد اور قابض ہے اور امراض التہابیہ اور جوش کے روکنے واسطے کام آتا ہے۔

تیسرا حصہ لیموں مطبوخ کے بیان میں

اسکے بنانے کی کیفیت یہ ہے کہ دیسی لیموں لیکر کاٹ لیتے ہیں اور مٹی کے برتن میں ڈالدیتے ہیں اور اسپر ایک طل گرم پانی ڈال دیتے ہیں پھر برتن کو ڈھانپ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ تاکہ سرد ہو جاوے پھر شکر یا کسنی اور شربت سے میٹھا کر کے استعمال کرتے ہیں۔

چودھویں فصل مستحلبات یعنی شیرجات کے بیان میں

اسکے کئی حصے ہیں۔ پہلا حصہ مستحلب کی تعریف میں۔

بادام مغز کدو مغز خیارین مغز خربوزہ وغیرہ مغزیات کو گھوٹ کر جو شیرہ نکالا جاتا ہے اسکو مستحلب کہتے ہیں۔ اس میں کوئی ترش چیز نہیں ڈالنی چاہیئے۔ کیونکہ اسکی تاثیر کو زائل کر دیتی ہے۔ اور ضرورت سے زاید نہیں بنانا چاہیے کیونکہ جلدی ترش ہو جاتا ہے چار گھنٹے سے زیادہ نہیں رکھنا چاہیے۔

دوسرا حصہ شیرہ بادام کے بیان میں

اسکے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ بیس مغز بادام کے گرم پانی میں ڈالدیں تاکہ چھلکا آسانی سے اتر جاوے پھر یہ بادام اور ایک اوقیہ مصری لیکر تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر رگڑیں یہاں تک کہ گوندھے ہوئے آٹے کی طرح ہو جاوے پھر آدھ سیر پانی ڈالکر صاف کریں اور ایک درہم عرق گلاب ملاکر نوش کریں۔ شیرہ مغز کدو و خربوزہ وغیرہ بزور بارده کا بھی اسیطرح تیار ہوتا ہے۔ یہ شیرے امراض صدر اور امراض اعضاء تناسل میں کام آتے ہیں جب ان میں شورہ قلمی اضافہ کیا جاوے تو مدر بول ہو جاتے ہیں۔ اور جب ان میں دس قطرے روح افیون یا نصف رتی افیون اضافہ کیجائے تو مسکن ہو جاتے ہیں۔

پندرھویں فصل ماء الجبن کے بیان میں

اسکے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ دو رطل دودھ کسی مٹی کے برتن یا قلعی دار تانبے کے برتن میں ڈالکر جوش دیں۔ اور جوش کی حالت میں ایک یا دو لیموں نچوڑ دیں تاکہ پھٹ جائے۔ اور پنیر دودھ سے جدا ہو جائے پھر کپڑے سے صاف کر لیں۔ اور زیادہ صاف کرنے کے لیے اس پانی میں انڈے کی سفیدی ملا کر پھر جوش دیں اور جو اسکی سطح پر آوے اُتار دیں۔ پھر موٹے کپڑے سے صاف کریں یہ ماء الجبن سرد ہوتا ہے۔ اور خفیف مسہل بھی ہے۔ التہاب باطنی اور امراض اعضاء بول میں مستعمل ہوتا ہے۔ اگر اس میں دو درہم سے چھ درہم تک سالٹ یا دو اوقیہ ترنجبین اضافہ کی جائے تو اچھا مسہل ہو جاتا ہے۔

سوطھویں فصل جوشاندوں کے بیان میں اسکے کئی حصے ہیں

پہلا حصہ جوشاندہ لین کے بیان میں

یہ جوشاندہ خطمی خبازی جو تخم السی وغیرہ لیسدار چیزوں سے بنایا جاتا ہے۔ کبھی اس میں تھوڑی سی گوند بھی ملا دیا کرتے ہیں یہ جوشاندہ مرطب مبرد ملین ہے۔

دوسرا حصہ جوشاندہ شعیر کے بیان میں

ایک اوقیہ جو لے کر آدھ سیر پانی میں جوش دیں۔ جب جوش شروع ہو جاوے تو پہلا پانی گرا دیں۔ پھر دوسرا آدھ سیر پانی ڈالکر جوش دیں یہاں تک اسکے دانے پھٹ جاکر پھر کپڑے میں ڈالکر صاف کر لیں۔ پھر مصری یا شہد سے میٹھا کر کے نوش کریں۔ کبھی اس میں ملٹھی شامل کر کے جوش دیتے ہیں۔

تیسرا حصہ جوشاندہ تخم السی کے بیان میں

نصف اوقیہ تخم السی لیکر ٹھکرالی وغیرہ سے صاف کریں۔ اور پھر دھو دیں پھر کسی کپڑے میں باندھ کر ایک رطل پانی کے اندر پانچ چھ منٹ تک جوش دیں پھر کھانڈ یا شہد سے میٹھا کر کے نوش کریں۔

چوتھا حصہ گوند کے پانی کے بیان میں

ایک اوقیہ صمغ عربی لیکر دو رطل ٹھنڈے پانی میں پیس کر ڈالدیں اگر پانی گرم ہو تو پیسنے کی ضرورت نہیں رہے پھر اس پانی میں ایک وقیہ کھانڈ یا شہد ملاکر کام میں لاویں۔

پانچواں حصہ جوشاندہ خبازی کے بیان میں

ایک اوقیہ خبازی لیکر صاف کریں۔ اور دو رطل پانی میں چند منٹ جوش دیکر صاف کر کے کھانڈ یا شہد سے میٹھا کر کے استعمال کریں مذکورہ بالا جوشاندوں کی خاصیت ایک ہے۔ لیکن مریض کی قابلیت کے لحاظ سے انکا استعمال مختلف ہے۔

چھٹا حصہ جوشاندہ مدر بول کے بیان میں

مذکورہ بالا جوشاندوں میں سے کوئی ایک لیکر اس میں دس رتی سے بیس رتی تک شورۂ قلمی ملاکر استعمال کرنے سے ادرار بول ہو جاتا ہے۔

ساتواں حصہ سینے کیواسطے جوشاندہ کے بیان میں

اسکی کیفیت یہ ہے کہ گل خبازی یا گل بنفشہ یا ہر دو ... تولہ تولہ لیکر ایک سیر پانی میں چند منٹ تک مٹی کے برتن میں بھگو دیں پھر صاف کر کے شکر یا شہد سے میٹھا کر کے استعمال کریں

اٹھواں حصہ ایک اور اسی قسم کے جوشاندہ کے بیان میں

آٹھ دس کھجوریں لیکر گٹھلی سے صاف کریں اگر کھجور نہ ملے تو چار انجیریں یا نصف اوقیہ منقٰی لے کر آدھ سیر پانی میں جوش دیکر صاف کریں اور شہد یا شکر سے میٹھا کر کے استعمال کریں یہ جوشاندہ کھانسی وغیرہ امراض صدریہ میں مستعمل ہوتا ہے۔

نواں حصہ چاولوں کے جوشاندے کے بیان میں

ایک اوقیہ چاول لیکر پانی سے خوب دھوئیں تاکہ مٹی وغیرہ دور ہو جاوے پھر دو رطل پانی میں یہانتک جوش دیں کہ چاول بالکل گل جائیں۔ پھر اسپر روح کیوڑہ اور پانچ چھ قطرے روح لیموں کے زیادہ کر کے شکر یا شہد سے استعمال کریں یہ دوا اسہال مزمن اور دو سنطاریا

یا مزمن دسنگرہنی ہیں کام آتی ہے

دسواں حصہ معرق جوشاندہ کے بیان میں

عشبہ مغربی اور چرائتہ ہر دو نصف وقیہ لیکر دو رطل پانی میں بارہ گھنٹے تک بھگو رکھیں پھر مٹی کے برتن میں چار گھنٹے تک جوش دیکر صاف کریں اور میٹھا کر کے ایک ان میں دو دفعہ پئیں یہ جوشاندہ دوم درجہ کی آتشک میں مستعمل ہوتا ہے اسکو متواتر ایک دو مہینے استعمال کرنا چاہیئے۔ اسکے ساتھ محلول سلیمانی بھی استعمال ہو سکتا ہے۔

گیارھواں حصہ مسہل خفیف جوشاندے کے بیان میں۔

دو وقیہ تمر ہندی لیکر ایک سیر پانی میں مٹی کے برتن کے اندر جوش دیں پھر صاف کر کے شہد یا شکر سے میٹھا کر کے استعمال کریں یہ جوشاندہ مسہل خفیف ہے۔ ہر گھنٹے کے بعد ایک پیالہ پینا چاہیئے۔

سترھویں فصل منقوعات کے بیان میں۔

اسکا ایک ہی حصہ ہے یعنے سنگترے کے پتوں کا خیساندہ۔

نارنگی یا سنگترے کے پتے بقدر چار اوقیہ لیکر ایک سیر گرم پانی میں بھگو دیں اور چند منٹ کے بعد صاف کر کے شکر یا شہد سے میٹھا کر کے استعمال کریں کبھی اسکی بجائے چاء یا بابونہ زیرہ یا بلسان کا خیساندہ مستعمل ہوتا ہے یہ خیساندہ امراض اعصاب و امراض آلات ہضم کے علاج میں مستعمل ہوتا ہے۔

اٹھارھویں فصل جرعے کے بیان میں اسکے کئی حصے ہیں

پہلا حصہ جرع کی تعریف میں۔ جرع ان دواؤں کو کہتے ہیں جو پیالے یا چمچے کے ذریعہ سے پی جاتی ہیں۔

دوسرا حصہ جرعہ مرطبہ صمغیہ کے بیان میں

ہو کا جوشاندہ یا گوند کا پانی بقدر چھ اوقیہ اور شورہ نصف درہم لیکر ملا دیں اور ہر گھنٹے کے بعد اسکی ایک پیالی پئیں بول کا ادرار کرتا ہے۔

تیسرا حصہ جرع مسکنہ کے بیان میں

برگ انار چھ اوقیہ کو پانی میں بھگودیں اور بیس قطرے روح نیبون یا ایک پی انیسون خام
اضافہ کر کے استعمال کریں۔ یہ جرعہ امراض عصبیہ میں مستعمل ہوتا ہے۔ اگر اس میں نصف
ایتھر یا روح لقمان اضافہ کیا جائے تو تشنج کے واسطے مفید ہے۔

چوتھا حصہ جرعہ مخفضہ کے بیان میں

مغنیسیا مکلس ایک درہم گوند کا پانی چار اوقیہ شراب ایک اوقیہ مغنیسیا کو گوند کے پانی میں
حل کریں پھر میٹھا کر کے ہر گھنٹے کے بعد ایک پیالی استعمال کریں یہ جرعہ معدے کی ترشی
اور ریح معدہ کے واسطے مفید ہے۔

پانچواں حصہ جرعہ صدریہ مسکنہ کے بیان میں

وہ نقوع جو سینے کے واسطے بیان ہو چکا ہے بنا کر اس میں صمغ سناری نصف اوقیہ
ملادیں اور دس قطرے روح افیون انسانی کر کے چمچہ سے تناول کریں یہ جرعہ امراض کی تسکین
کے لیے مفید ہے۔

چھٹا حصہ جرعہ قابضہ کے بیان میں جو آتشک کے واسطے مفید ہے

شیرہ بادام چھ اوقیہ روغن بلسان دو اوقیہ عرق گلاب دو درہم ملا کر اس میں سے دو چمچہ
ہر صبح استعمال کریں۔ ایسا ہی شام کو بھی آہستہ آہستہ مقدار بڑھاتے جائیں یہاں تک
کہ چھ چمچوں تک پہنچ جائیں۔ اور دس بارہ روز تک متواتر کریں۔ امید ہے کہ آرام ہو جائیگا

ساتواں حصہ جرعہ اسن کے بیان میں جو بچوں کے کیڑے بھگانیکے واسطے مفید ہے

روغن زیتون ایک اوقیہ شیرہ لیموں ایک اوقیہ شکر یا شہد ایک اوقیہ ملا کر اس میں
سے تین چمچے دن میں تین دفعہ ایک ایک چمچہ کر کے بچے کو پلائیں۔

آٹھواں حصہ کرموں کے کیڑے دور کرنیوالے جرعہ کے بیان میں

پوست انار دو اوقیہ لے کر ایک سیر پانی میں چوبیس گھنٹے تک بھگو رکھیں پھر نرم آگ پر

جوش دیں یہاں تک کہ آدھ سیر پانی باقی رہ جائے پھر صاف کر کے ایک اوقیہ شربت نعناع اضافہ کر کے استعمال کریں۔ یہ جوشاندہ دن میں تین دفعہ استعمال کریں۔ اس کے استعمال سے پہلے خفیف سا مسہل لینا چاہیے۔ اور اس کے بعد بھی ایسا ہی مسہل کرنا چاہیے۔ اگر ایک دفعہ کافی نہ ہو تو دوبارہ کریں۔

نواں حصہ اس جوشاندہ کے بیان میں جو تسہیل ولادت کے لئے مفید ہے

جو اڑتیس رتی تیس گرم پانی کی دو پیالیوں میں چار گھنٹے تک بھگو رکھیں پھر اس کا پانی صاف کر کے شکر سے میٹھا کر کے پلائیں

دسواں حصہ اس جوشاندہ کے بیان میں جو بچوں کے کیڑوں کو مارتا ہے

بچی کا پانی ایک درہم اور خالص پانی تین اوقیہ ملا کر جوش دیں اور صاف کر کے میٹھا ملا کر بچے کو پلائیں

انیسویں فصل لعوقات کے بیان میں اس کے کئی حصے ہیں

پہلا حصہ لعوق کی تعریف میں

لعوق بھی ایک قسم کا جوشاندہ ہے۔ لیکن اس کا قوام ذرا سخت ہوتا ہے یہ لیس دار چیزوں سے تیار کیا جاتا ہے اور امراض صدر اور اعصاب میں کام آتا ہے۔

بیسواں حصہ لعوق ابیض کے بیان میں

بادام مغز شیریں بارہ صمغ عربی دو درہم شکر نصف اوقیہ خالص پانی چھ اوقیہ باداموں کو خوب باریک کر کے اس میں شکر اور صمغ عربی اور پانی ملا دیں۔ اور ایک درہم عرق سنگترہ زیادہ کریں۔ اور ہر گھڑی کے بعد اس میں سے بقدر چمچہ استعمال کریں اگر اس پر چند قطرے روح افیون کے زیادہ کئے جائیں تو مسکن ہو جاتا ہے۔

تیسرا حصہ اس لعوق کے بیان میں جو ریاح کو توڑتا ہے

افیون نصف درہم بادام دو عدد دونوں کو پیکر بعوق بناکر استعمال کریں۔

بیسویں فصل محلولات کے بیان میں اسکے کئی حصے ہیں

پہلا حصہ محلول سلیمانی کے بنانے میں

صاف پانی دو اوقیہ اور سلیمانی (رسکپور) دو رتی لے کر دونوں کو کسی سنگ مرمر کے کھرل میں حل کریں۔ پس محلول تیار ہے۔ اسکے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ اس محلول سے دو درہم لیکر کسی پسینہ اور جو شاندے یا دودھ میں ملاکر استعمال کریں اس دوا کے استعمال کرنیوالے کو مناسب ہے کہ مقدار ندکور سے زیادہ نہ کرے ورنہ زہرناک اعراض پیدا ہونگے یہ محلول مرض آتشک میں کام آتا ہے۔

دوسرا حصہ چونیکے محلول کے بیان میں۔

ان بجھ چونا ایک رطل لیکر دو سیر پانی میں ملاویں اور لکڑی سے ہلائیں۔ پھر چھوڑ دیں جب چونا نیچے بیٹھ جائے تو پانی صاف کر کے بوتل میں بھر لیں۔ یہ پانی نہروں اور زخموں کے علاج میں کام آتا ہے۔

اکیسویں فصل معاجین کے بیان میں اس کے دو حصے ہیں پہلا حصہ معجون کی تعریف میں

معجون اس مرکب دوا کا نام ہے جسکا قوام گوندھے ہوئے آٹے کی مانند ہوتا ہے۔ اسکی بنانیکا دستور عموماً یہ ہے کہ دوائیوں کو باریک کر کے شہد سے ملادیتے ہیں۔ معاجین بہت اقسام کی اور مختلف تراکیب کی ہوتی ہیں۔ بعض مفید بھی ہوتی ہیں۔ اور بعض بے فائدہ ہوتی ہیں۔

دوسرا حصہ معجون سکوردیوم کے بیان میں

یہ معجون ذائقہ دار ہوتی ہے۔ کبھی گل سرخ بھی داخل کر لیتے ہیں۔ اسکی ترکیب یہ ہے قند دمشق۔ نصف اوقیہ۔ ورق سکوردیوم۔ نصف اوقیہ۔ گل سرخ۔ فلفل دراز۔ فلفل سیاہ۔ گمھاک۔ بیدانخ انجبار۔ زرشک۔ فلوس خیارشنبر۔ تخم۔ کاہو۔ میعہ

صمغ عربی - ہر ایک نصف اوقیہ - گل ارمنی دو اوقیہ - عرعر - خلاصہ افیون بقدر ضرورت عسل خالص دو رطل - پہلے قنادشق کو گلا کر - اور دوسری اشیاء کو فتہ بیختہ کر کے شہد میں ملا دیں

(بائیسویں ٢٢ فصل تریاق کے بیان میں)

تریاق ادویہ قدیمہ میں سے ہے - بعض لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہہ تمام امراض میں مفید ہوتا ہے - یہہ ترکیب مقوی و مسکن ہوتی ہے اس میں ادویہ عطریہ - ادویہ حریفہ (تیز) ادویہ قابضہ ادویہ مرارہ (کڑوی) ادویہ حلوہ (شیریں) ادویہ بلدیہ - ادویہ تخمیہ ادویہ بلسمیہ ادویہ کریہہ الرائحہ - ادویہ مخدرہ شامل ہوتی ہیں - ادویہ حریفہ عنصل (پیاز جنگلی) بقدر تین اوقیہ ایک درہم - جندبیدستر الباردین - غاریقون ابیض ایک اوقیہ - تخم شلغم بری دو اوقیہ ہیں - ادویہ مرۃ یہہ ہیں - مر ایک اوقیہ - قنطوریون دو درہم بکھان بید نصف اوقیہ - راوند چھ درہم - جنگلی لہسن ١½ اوقیہ - کمافریوس نصف اوقیہ - ادویہ قابضہ یہہ ہیں گل سرخ ١½ اوقیہ کشتہ فولاد چار درہم - ادویہ بلدیہ ہیں - تج ٢½ اوقیہ زنجبیل درہم - فلفل دراز تین اوقیہ فلفل اسود چھ درہم - ساق الحمام اوقیہ - الائچی خورد نصف اوقیہ قسط عربی چھ درہم - جرائتہ پانچ درہم - عود قماری دو درہم - ادویہ محلویہ یہہ ہیں زعفران ایک اوقیہ - پوست اترج خشک چھ درہم - نقلۃ الغزال چھ درہم - خیشۃ الکلب چھ درہم - حبق الشیوخ دو درہم - برگ مرزنجوش دو درہم بیخ سوسن ابیض ١½ اوقیہ - ادویہ عطریہ یہہ ہیں - بذر البقلدونس چھ درہم بادیان نصف اوقیہ - انیسوں نصف اوقیہ تخم شقاقل دو درہم - ادویہ راتینجیہ یہہ ہیں - بلسم یعنے بلسان ایک درہم کُبان چھ درہم تد ستینا فتقیہ چھ درہم مستگی دو درہم میعہ نصف اوقیہ -

ادویہ کریہہ الرائحہ - بیخ خیشۃ الہر - کتا گھاس پانچ درہم زراوند دو درہم قنادشق دو درہم صمغ الجاوشیر دو درہم سکبینج نصف اوقیہ -

ادویہ مخدرہ تین اوقیہ - افیون اور چار درہم صمغ عربی -

ادویہ حلویہ میں رب السوس ڈیڑھ اوقیہ شہد خالص ١٠½ رطل اور نبیذ ٢½ رطل ایک کے بنانے کی ترکیب یہہ ہے - کہ نبیذ کو تین حصوں میں تقسیم کریں - ایک حصہ سخت ادویہ کے گلانے کے لیے ایک حصہ افیون کے گلانے کے لیے ایک حصہ گوند وغیرہ عصارہ

کے گلانے کے لیے پھر ایک کو علیحدہ علیحدہ صاف کریں پھر افیون کو شہد اور عصارہ اور ربالسوس اور گوند و کے ساتھ ملائیں پھر کشتہ فولاد پھر بلسان پھر انتخبات ملاویں پھر باقی ادویہ کو باریک کر کے تھوڑا تھوڑا ملاتے جائیں جب سب اچھی طرح سے ملجائیں تو ایک سال تک پڑار ہنے دیں۔ پھر استعمال کریں یہ شہو تریاق ہے۔

تیئسویں فصل لعوق کے بیان میں اسکے کئی حصے ہیں

(پہلا حصہ اس لعوق کے بیان میں جو باری کے بخار میں کام آتا ہے)

سلفر کونین چھ رتی خلاصہ کونین بارہ رتی دو نو کو شہد میں خوب ملاویں اور تین حصے کر کے ہر حصہ تین تین گھنٹے کے بعد استعمال کریں۔

دوسرا حصہ لعوق مسہل کے بیان میں

جدپا پسا ہوا ایک درہم سقمونیا ایک ماشہ دو نو کو شہد میں ملا کر دو حصے کریں پہلے ایک حصہ کام میں لاویں۔ اگر اس سے اسہال نہ ہوں تو دو گھنٹے کے بعد دوسرا حصہ کھالیں۔

تیسرا حصہ لعوق مزیل جرب کے بیان میں

گندھک خالص دو درہم لیکر شہد میں ملاویں اور چار حصے کر کے دو حصے صبح اور دو حصے شام استعمال کریں۔

چوبیسویں فصل حبوب کے بیان میں اس کے کئی حصے ہیں پہلا حصہ حبوب مسہلہ کے بیان میں

پارہ نصف درہم اور ایلوا نصف درہم راوند نصف درہم صابون ایک درہم اور شہد بقدر ضرورت سب کو گوندھ کر ۸ گولیاں بنائیں اور بوقت ضرورت کام میں لائیں یہ گولیاں جگر کی پرانی امراض میں کام آتی ہیں۔

دوسرا حصہ حبوب مسکنہ کے بیان میں

افیون خالص پسی ہوئی نصف درہم اور شہد بقدر ضرورت ملا کر ۳۲ گولیاں بنائیں

تیسرا حصہ حبوب جیتال ڈجی ٹلیس کے بیان میں

ڈجی ٹلیس سحوق ایک درہم لیکر کافی مقدار شہد میں ملا دیں۔ اور چھتیس گولیاں تیار کریں۔ یہ گولیاں خفقان قلب (دل کا دھڑکنا) کے واسطے مفید ہیں پہلے ایک گولی سے شروع کریں۔ پھر ہر روز ایک گولی بڑھاتے جائیں۔ یہانتک کہ چھ گولی تک پہنچ جائیں۔ اور اس سے زیادہ نہ کریں۔

چوتھا حصہ حبوب قابضہ کے بیان میں

کیوڑہ سحوق دو درہم لیکر مربہ ورد (یعنے گلقند) ملا کر چوبیس گولیاں بنائیں اور ایک گولی سے چار گولی تک ایک دن میں استعمال کریں۔ یہ گولیاں اسہال مزمن کے لیے مفید ہیں۔

پانچواں حصہ حبوب دافع تشنج کے بیان میں

حلتیت دہنگ ایسی ہوئی ایک درہم۔ مرکی ½ ۲ ماشہ ہر دو کو شہد میں ملا کر چھتیس گولیاں بنائیں۔ یہ گولیاں آلام عصبیہ (پٹھوں کی ورم) میں کام آتی ہیں۔ ہر چار گھنٹہ کے بعد ایک ایک گولی دیجاتی ہے۔

چھٹا حصہ حبوب دافعہ آتشک کے بیان میں

رسکپور ورق۔ عشبہ مغربی چار درہم۔ رسکپور کو سنگ مرمر کے کھرل میں کھرل کریں اور عشبہ پیسکر ملا دیں اور بقدر ضرورت شہد ملا کر بہتر ۷۲ گولیاں بنائیں۔ اور ایک گولی ہر روز سات دن تک استعمال کریں پھر دوسرے ہفتہ میں ہر روز دو گولی تیسرے ہفتہ میں ہر روز تین تین گولی۔ چوتھے ہفتے میں ہر روز چار چار گولیاں کھلائیں بشرط موافقت طبع۔ اگر آلات ہضم پر کوئی بڑا اثر پڑے اور منہ آجاوے۔ تو چند روز ترک کردیں پھر دوبارہ شروع کردیں۔

ساتواں حصہ حبوب دافعہ سوزاک کے بیان میں

کبابہ چینی ایک اوقیہ روغن بلسان (ڈال آف کوپیبا) نصف اوقیہ ہر دو کو بقدر ضرورت صمغ عربی میں ملا کر پچاس گولیاں بنائیں۔ اور ہر روز پانچ گولیاں کھائیں پھر آہستہ آہستہ دس گولیاں ہر روز کھایا کریں۔

پچیسویں فصل اقراص جمع قرص کے بیان میں اسمیں چند حصے ہیں

پہلا حصہ قرص کی تعریف میں وہ مرکب دوا ہے جو ستدیر شکل کی بنائی جاتی ہیں انکو قرص کہتے ہیں

دوسرا حصہ اقراص دافعہ دود (کیڑے) کے بیان میں

کیلومل ۸ رتی چنے ایک درہم کھانڈ چار اوقیہ ان سب کو ملا کر صمغ عربی کے پانی سے گوندھ کر قرص بنائیں بچے کے واسطے ایک یا دو قرص کافی ہیں۔ اور بڑوں کے واسطے چار یا چھ تک۔

تیسرا حصہ قرص صمغ کے بیان میں

بقدر ضرورت نشکر لے کر صمغ عربی کے پانی میں حل کر کے آٹے کی طرح بنا کر قرص بنالیں۔ (یہ اقراص سینہ کی امراض میں کام آتے ہیں)

چھبیسویں فصل سفوفات یعنی (پھنکی) کے بیان میں

پہلا حصہ سفوف مسکن کے بیان میں

ڈیجی ٹیلس ۲ ماشہ کھانڈ دو درہم ہر دو کو ملا کر دس حصے بنالیں۔ ایک حصہ صبح اور ایک حصہ شام کام میں لائیں۔ اور آہستہ آہستہ بڑھائیں یہانتک کہ ایک دن میں چار حصے تک پہنچ جائیں۔ یہ پھنکی خفقان کے لیے نہایت مفید ہے۔

دوسرا حصہ سفوف مفیدہ برائے دندان

کوئلہ اور مازو یقدر مساوی لیکر خوب باریک پیس کر ملالیں اور ہر صبح مسواک سے دانتوں

پر ملیں۔

تیسرا حصہ سفوف مقئی کے بیان میں

ریوند چینی ایک درہم کھانڈ دو درہم ملاکر بارہ حصے کریں۔ جب قی کی ضرورت ہو تو ایک حصہ پانی کی پیالی میں ڈالکر پی جاویں۔ اگر اس سے قے نہ آوے تو آدھ گھنٹہ کے بعد دوسرا حصہ استعمال کریں۔

ستائیسویں فصل ذرورات (دھوڑہ) کے بیان میں

پہلا حصہ پھٹکڑی بریاں کا ذرور

پھٹکڑی بریان کرکے رکھ چھوڑیں۔ اور بوقت ضرورت زخموں پر چھڑکیں۔ پھٹکڑی کے بریان ہونے کی علامت یہ ہے کہ اسکا پھولنا بند ہو جاوے۔

دوسرا حصہ غاریقون کے ذرور میں

غاریقون کو پہلی ہی دفعہ باریک کرکے استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ پہلی دفعہ اسکے ریشوں کو الگ کرکے پھر چھلنی سے چھان کر استعمال کریں۔

تیسرا حصہ (الیسے) ہو کوئلے کے بیان میں

اچھی لکڑی کا کوئلہ لیکر پہلے دھونا چاہیے پھر خشک کریں پھر باریک کرکے چھلنی میں چھان کر استعمال کریں۔

چوتھا حصہ کیوڑہ کے ذرور میں

کیوڑہ کو صاف کرکے پیتل کے ہاون دستہ میں خوب باریک کرکے چھان لیں اور ذرور استعمال کریں۔

پانچواں حصہ پارہ کے ذرور کے بیان میں

پارہ ایک حصہ تیزآب ایک حصہ لیکر آتشی شیشی میں رکھیں پھر کسی برتن میں ریت ڈالکر چولھے پر چڑھاویں۔ اور ریت کے اندر آتشی شیشی رکھ کر نیچے تھوڑی آنچ روشن کر کر

جب پارہ گل کر تھوڑا سا رہ جاوے آنچ تیز کر دیں جب شیشی کے منہ سے سرخ بخارات نکلنے بند ہو جاویں اسوقت شیشے کے منہ کو شیشے کے ڈاٹ سے بند کر دیں پھر ڈاٹ کھولکر دیکھیں جب اسپر چھوٹے چمکدار ریزے جمنے شروع ہو جاویں تو آگ سے اتار لیں - اور جو کچھ شیشے میں سے نکلے اسکو باریک پیسکر محفوظ رکھیں اور بوقت ضرورت بطور ذرور کام میں لاویں -

چھٹا حصہ زیبق حلو کے بیان میں

رسکپور عمدہ چار حصہ پارہ تین حصہ لے کر چینی کے ہاون میں پانی کے ساتھ ملاویں یہانتک کہ پارہ رسکپور میں جذب ہو جاوے پھر ایک روز رہنے دیں پھر آتشی شیشی میں ڈالکر ریت کے بھرے ہوئے گھڑے میں رکھیں - اور اس کے نیچے آہستہ آہستہ آگ جلائیں تین چار گھنٹے جلاتے رہیں - پھر اتار لیں - یہانتک کہ آتشی شیشی ٹھنڈی ہو جاوے پھر توڑ کر جو کچھ اس میں ہے نکالیں - اگر سفید ہو گیا ہو تو بہتر ہے ورنہ دوا کو دوبارہ سحق کر کے مصعد کریں جب سفید ہو جاوے صاف پانی سے کئی دفعہ دھو کر خشک کریں اور کام میں لاویں -

ساتواں سحوق مر کے بیان میں

عمدہ مرکی لے کر ہاون خوب باریک کسی شیشے میں رکھ چھوڑیں - اور بوقت ضرورت کام میں لاویں -

آٹھواں حصہ سحوق صبر (ایلوا) کے بیان میں

ایلوا کو پیسکر کام میں لاویں -

آٹھویں فصل مفردات ادویہ کے بیان میں اور یہ خاتمہ کتاب کا ہے

اس فصل میں مفردات ادویہ اور ان کے خواص بحسب مدارج بیان ہوں گے - یعنی مفرد ادویہ کے متعلق یہ ذکر ہوگا - کہ فلانی دوا مقوی ہے - اور فلاں قابض فلاں

مسہل مثلاً ایپسی وغیرہ وغیرہ - اس فصل میں کئی حصے ہیں۔

پہلا حصہ ادویہ مضعفہ کے بیان میں

عموماً ضعیف کرنے والی چیزیں راحت و آرام و پرہیز اور عام طور پر بہانا اور خون کا نکلوانا ہے۔

دوسرا حصہ ادویہ ملینہ کے بیان میں

ادویہ ملینہ حسب ذیل ہیں - (۱) صمغ عربی یہ پیسکر یا پانی میں حل کرکے استعمال کیجاتی ہے۔ مقدار خوراک دو درہم سے تین درہم تک ہے - (۲) رُطب یہ پیکر یا پانی میں بھگو کر استعمال ہوتی ہے۔ مقدار خوراک ایک درہم سے چار درہم تک ہے۔

(۳) نشاستہ یہ حریروں اور دودھیوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ اسکی خوراک دو درہم ہے۔ مطب اوقیہ تک ہے۔ حقنہ میں تین درہم سے چھ درہم تک کام دیتا ہے۔

(۴) اصل السوس - یہ بطور نقوع یا جوشاندہ کے کام آتی ہے۔ اس کی مقدار ایک درہم سے چار درہم تک بقدر ضرورت ہے

(۵) خبازی یہ پکاکر بھگو کر کام آتی ہے اس سے غرغرے کیے جاتے ہیں کان میں ڈالی جاتی ہے۔ مقدار خوراک دو درہم سے ایک اوقیہ ہے۔

(۶) کھجور خام - یہ امراض صدریہ میں پکاکر یا بھگو کر استعمال کی جاتی ہے اسکی خوراک دو درہم سے ڈیڑھ اوقیہ تک دو رطل پانی میں پکائی جاسکتی ہے

(۷) حساب یہ بھی کھجور خام کی طرح مستعمل ہوتا ہے۔

(۸) سوکھہ پکاکر استعمال کیے جاتے ہیں مقدار خوراک نصف اوقیہ سے ایک اوقیہ تک

(۹) تخم شیریں - اسا شیرہ نکالکر استعمال کیا جاتا ہے - اسکی مقدار چار درہم سے بیس تک ہے۔

(۱۰) تخم السی - یہ ظاہر و باطن دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں ایک درہم سے چار درہم تک ہے۔

(۱۱) مغز خربوزہ و کدو وغیرہ یہ چیزیں شیرہ نکالکر مستعمل ہوتی ہیں مقدار خوراکی نصف اوقیہ سے ادوقیہ تک ہے۔

(۱۲) شہد اور شکر یہ چیزیں ادویات کو میٹھا اور لذیذ بنانے کے لیے کام آتی ہیں۔

(۱۳) نبات یعنے کا چنی یہ کھانے کے کام آتی ہے اسکی مقدار ایک اوقیہ سے ۲ اوقیہ تک ہے

تیسرا حصہ ادویہ مقویہ تلخ کے بیان میں

(۱) جنطیانا یعنے بخان بید۔ یہہ بطور مطبوخ و منقوع مستعمل ہوتی ہے۔ اسکی مقدار دو درہم سے چار درہم تک ہے۔ یہہ دو سیر پانی میں جوش دیجاتی ہے۔ اسکے خلاصے یعنے روح کی مقدار خوراک ایک رتی سے چھ رتی تک ہے۔

(۲) قنطوریون صغیر یعنی چھوٹی ہزار دانی یہ بھی بطریق سابق مستعمل ہوتی ہے۔

(۳) کینا یعنے غاریقون۔ یہہ دوا اندرونی طور پر بطور جوشاندہ مستعمل ہوتی ہے اسحالت میں اسکی خوراک دو درہم سے چار درہم تک دو سیر پانی میں جوش دیکر استعمال کرتا ہے۔ اور بیرونی طور پر اسکی تھکار دگنی پیس کر بطور ذرور استعمال ہوتی ہے اور اسکا خلاصہ دو رتی سے چھ رتی تک کام میں لایا جاتا ہے

(۴) کاسنی۔ اسکا شیرہ ایک اوقیہ سے چار اوقیہ تک مستعمل ہوتا ہے۔ نیز ایک اوقیہ سے دو اوقیہ تک ایک سیر پانی میں جوش دیکر استعمال کرتے ہیں۔

چوتھا حصہ ادویہ قابضہ کے بیان میں

(۱) پوست انار۔ یہہ دوا اکیلی یا جوش دیکر استعمال کیجاتی ہے۔ جوش دینے کے لیے اسکی مقدار دو درہم سے چار درہم تک ہے۔

(۲) کیوڑہ ہندی یہ دوا اکیلی گولیاں بنا کر یا پانی میں حل کر کے استعمال کیجاتی ہے اسکی خوراک نصف درہم سے دو درہم تک ہے۔

(۳) پوست مغیلان مازو گل سرخ۔ یہ ہر سہ اشیا پوست انار کی طرح استعمال کیجاتی ہیں

پانچواں حصہ ادویہ دافعہ تشنج کے بیان میں

(۱) برگ سنگترہ و پوست سنگترہ - اگر یہہ چیزیں تر ہوں تو نصف اوقیہ سے ایک اوقیہ تک ایک سیر پانی میں بھگو کر استعمال کریں اگر خشک ہوں تو انکی مقدار نصف سے کم کرنی چاہیے -

(۲) خیشتہ الثعر یعنے کتا گھاس - یہ دوا بھگو کر یا پیسکر مستعمل ہوتی ہے - پہلی حالت میں اسکی مقدار ایکدرہم سے دو درہم تک اور دوسری حالت میں نصف درہم سے ایک درہم تک ہے -

(۳) حلتیت یعنے ہینگ یہہ دوا پانی میں حل کر کے یا چٹنی جیسی بنا کر استعمال کیجاتی ہے اسکی مقدار ایک ماشہ سے تین ماشہ تک ہے -

(۴) مُر یہہ بھی مثل سابق استعمال ہوتی ہے - مگر اسکی مقدار اُس سے آدھی ہے

چھٹا حصہ ادویہ کاسر پاچ کے بیان میں

(۱) انیسوں - یہہ دوا پیسکر یا بھگو کر استعمال کرتے ہیں اسکی خوراک ایک درہم سے چار درہم تک ہے -

(۲) ثمر یعنے بادیان اسکا استعمال مثل سابق ہے -

(۳) زیرہ یہہ بھی مثل سابق استعمال ہوتا ہے -

(۴) کافور - یہہ پیسکر یا بلوع بنا کر محلول کر کے استعمال ہوتا ہے - اسکی خوراک ۲ رتی سے دس رتی تک ہے - بیرونی طور پر کوئلے یا کینا کے استعمال ہوتا ہے - اس حالت میں اسکی مقدار ایک درہم سے دو درہم تک ہے اسکا تیل بھی بدن پر ملا جاتا ہے -

(۵) روح قمقان - یعنے جوہر پودینہ اسکی خوراک دس قطرے سے تیس قطرے تک ہے - برگ نارنج کے خیساندے یا مصری کے ٹکڑے پر ڈالکر استعمال کریں -

ساتواں حصہ ادویہ مقیئہ کے بیان میں

(۱) عرق الذہب یعنی مین پھل یہہ دوا پیسکر یا بھگو کر مستعمل ہوتی ہے اسکی مقدار

دس رتی سے بیس رتی تک چار اوقیہ گرم پانی کے ساتھ ہے۔

(۲) قرطیری تقی۔ اسکی خوراک ایک رتی سے چار رتی تک چار اوقیہ گرم پانی یا دودھ کے ساتھ ہے۔ بیرونی طور پر بھی مرہم کے طریقے پر مستعمل ہوتی ہے اسطرح پر کہ اس میں سے چار درہم لے کر ایک اوقیہ مرہم بسیط یا مکھن میں ملا دیتے ہیں

آٹھواں حصہ مسہلات خفیفہ کے بیان میں

(۱) خیار شنبر۔ اسکا مغز نصف اوقیہ سے ایک اوقیہ تک نصف رطل پانی میں ملاکر استعمال کرتے ہیں۔

(۲) تمر ہندی۔ یہ دوا بھگو کر یا جوش دیکر استعمال کیجاتی ہے۔ اسکی مقدار نصف اوقیہ سے دو اوقیہ تک ہے۔

(۳) من یعنی ترنجبین۔ یہ دوا ایک اوقیہ سے دو اوقیہ تک نصف رطل گرم پانی میں حل کرکے استعمال کیجاتی ہے۔

(۴) دھن الخروع یعنے بیدانجیر یا کسٹرائل۔ اسکی خوراک نصف اوقیہ سے دو اوقیہ ہے

نواں حصہ مسہلات متوسطہ کے بیان میں

(۱) سنا مکی۔ یہ پیکر یا بھگو کر استعمال کیجاتی ہے پہلی حالت میں اسکی خوراک نصف درہم سے ایک درہم تک ہے دوسری صورت میں دو درہم سے نصف اوقیہ تک ہے۔

(۲) ریوند چینی۔ یہ پیکر اور بھگو کر استعمال کیجاتی ہے پہلی حالت میں اسکی مقدار چھ رتی سے پندرہ رتی تک ہے۔ اور منقوع کی مقدار ایک درہم سے چار درہم تک چھ اوقیہ پانی میں بھگو کر استعمال کرتے ہیں۔

(۳) ملح الطرطیر۔ اسکی مقدار دو درہم سے ایک اوقیہ تک ہے۔

(۴) مغنیسیا کلس۔ اس کی مقدار خوراک دس رتی سے بیس رتی تک پانی کے پیالہ کے ساتھ ہے۔

(۵) ملح فرنگی۔ اس کی خوراک نصف اوقیہ سے ایک اوقیہ تک ہے

(۶) زیبق حلو یعنی کیلومل - اسکی خوراک چار رتی سے دس رتی تک ہے -

دسواں حصہ ادویہ مسہلات شدیدہ کے بیان میں

(۱) صبر یعنے ایلوا - اسکی خوراک چھ رتی سے دس رتی تک ہے -
(۲) عصارہ ریوند - اس کی خوراک ایک رتی سے دس رتی تک ہے -
(۳) محمودہ یا سقمونیا - اس کی مقدار آٹھ رتی سے بارہ رتی تک -
(۴) جلد یا - اس کی مقدار خوراک دس رتی سے تیس رتی تک ہے -

گیارھواں حصہ ادویہ مسکنہ کے بیان میں

(۱) افیون - اسکی خوراک ایک رتی سے چھ رتی تک ہے - اور روح افیون کی خوراک دس قطرے سے تیس قطرے تک ہے - کل سنگترہ کے خیسندہ یا صمغ عربی کے پانی کے ساتھ استعمال کرتے ہیں -
(۲) ڈیجی ٹیلس - یہہ بطور سحوق یا منقوع استعمال کی جاتی ہے سحوق کی مقدار بیس رتی ایک درہم تک ہے

بارھواں حصہ ادویہ مدرہ بول کے بیان میں

(۱) ملح بارود یعنی شورہ قلمی - اس کی خوراک چھ رتی سے بیس رتی تک ہے - اسکو چھ اوقیہ پانی یا صمغ عربی کے محلول یا تخم السی کے جوشاندے میں حل کرکے استعمال کرتے ہیں -

تیرھواں حصہ ادویہ دافعہ سوزاک کے بیان میں

(۱) روغن بلسان جسکو انگریزی میں آئل آف کوپیبا کہتے ہیں - دو درہم یا زیادہ صمغ عربی میں ملاکر گولیاں بنائیں - اور مغنیسا کے ساتھ ایک درہم سے دو درہم تک استعمال کریں -
(۲) کبابہ چینی - ایک حصہ کھانڈ ایک حصہ ملاکر اس میں دو درہم لیکے شام میں ملا دیں

چودھواں حصہ معرق خفیف کے بیان میں

(۱) جار۔ زیرہ۔ گل عناب۔ گل بنفشہ۔ یہہ اشیار خفیف پسینہ آور ہیں ہر ایک کی مقدار ایک ماشہ سے تین ماشہ تک ہے۔ ایک رطل پانی میں بھگو کر یا جوش دیکر کام میں لاویں۔

پندرھواں حصہ معرقہ شدیدہ کے بیان میں

(۱) عشبہ۔ اسکے جوشاندہ کی مقدار نصف اوقیہ سے ایک اوقیہ تک ہے۔ دو رطل پانی میں جوش دیکر استعمال کریں۔ سفوف کے طور پر استعمال کرنا ہو تو مقدار خوراک دو درہم سے چار درہم تک ہے۔

(۲) جدوار چینی۔ ستا سفراک۔ اس کی خوراک دو درہم سے چار درہم تک ہے۔ جو دو رطل پانی میں جوش دیکر استعمال کریں۔

سولھواں حصہ ادویہ منبہہ (محرکہ) کے بیان میں

(۱) روح نوشادر۔ یہہ اختناق اور بیہوشی کی حالتمیں استعمال کیا جاتا ہے۔ بیرونی طور پر بطور مالش کے بھی کام آتا ہے۔

سترھواں حصہ ادویہ مدرہ طمث (خون حیض جاری کرنیوالی) کے بیان میں

(۱) زعفران۔ یہہ سفوف یا منقوع کے طور پر مستعمل ہوتا ہے۔ منقوع کی مقدار دس رتی سے تیس رتی تک ہے۔ مسحوق کی مقدار پانچ رتی سے آٹھ رتی تک ہے

(۲) اسکا استعمال اسطرح ہے کہ زنگ خوردہ لوہے کو پانی میں جوش دیکر کام میں لاویں

(۳) سداب۔ (اشٹ) ایک رطل پانی میں بقدر ضرورت بھگو کر یا جوش دیکر استعمال کریں۔

(۴) جودار۔ اس کی مقدار دس رتی سے تیس رتی تک ہے۔ تسہیل ولادت کے لیے مفید و مجرب ہے۔

اٹھارھواں حصہ ادویہ دافعہ آتشک کے بیان میں

(۱) زیبق حلو۔ اسکو ہر روز نصف رتی سے لے کر ۲ رتی تک بہت مدت تک استعمال کرتے رہیں اسکو کسی لیسدار چیز کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے۔

(۲) سلیمانی (ریکیور) اسکی خوراک ½ رتی سے ½ رتی تک ہے۔ اس سے زیادہ نہ کرنا چاہیے۔ کسی لیسدار چیز کے ساتھ کام میں لاویں۔

(۳) تحلول۔ سلیمانی اسکو کسی لیسینہ آور جوشاندہ کے ساتھ ایک درہم سے چار درہم تک استعمال کریں۔

انیسواں حصہ ادویہ دافعہ خارش کے بیان میں

(۱) کبریت (گندھک) بطور سفوف کے اسکی خوراک دس رتی سے نصف درہم تک ہے۔ بطور نقوع اور قرص کے بھی مستعمل ہوتی ہے۔ بخور کے طور پر نصف اوقیہ سے ایک اوقیہ تک مستعمل ہوتا ہے۔ چربیوں کے ساتھ ملا کر مالش کے کام بھی آتی ہے۔

(۲) کیسٹر یتور البوتاس (سلفیورک پوٹاش) آتشک میں بہانے کے واسطے نصف اوقیہ سے ایک اوقیہ تک مستعمل ہوتی ہے۔ خارش و گنج سر کے واسطے بطور مرہم کے مستعمل ہوتی ہے۔

بیسواں حصہ ادویہ دافعہ دیدان کے بیان میں

(۱) بجوہ ہندی۔ کمیلہ۔ بطور سفوف کے اسکی خوراک دس رتی سے بیس رتی تک ہے۔ بطور نقوع کے چھ اوقیہ پانی میں دو درہم سے چھ درہم تک مستعمل ہوتی ہے۔

باب ۔۔۔ تیر

ترجمہ کلام مؤلف

مؤلف کتاب ہذا کہتا ہے کہ مینے اس کتاب کے انتخاب و اجماع میں بہت محنت و
جانفشانی سے کام لیا ہے۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ کتاب نہایت معتبر و نفیس تیار ہوئی
ہے۔ اگرچہ ضخامت کی چھوٹی ہے۔ مگر علم و تجربہ میں بڑی ہے۔ اسکا مطالعہ طبیب
حاذق کو کتب مطولہ سے مستغنی کر دیتا ہے۔ اور سمجھدار کو جاہل مدعیان طبابت کی
احتیاج سے بے پرواہ کر دیتا ہے کیونکہ اسکا بیان غیر معتبر روایتوں و غیرہ
مستند حکایتوں کی کدورت سے پاک ہے۔ مینے اس کتاب کو اپنے آقا نامدار مکرم
معظم رکن اعظم کی خدمت اور بنی انسان کی سعادت کے واسطے جمع کیا ہے۔ اور
بڑی نیت ہے کہ شافی مطلق اسکے ذریعہ سے ان کو صحت جسمانی عطا کرے اگر کبھی صورت
میں شفایابی کا موجب نہ ہو سکے تو تسکین و تسلیہ کا ذریعہ تو ضرور ہو جاوے اگرچہ
کوئی شخص تقدیر سے نجات نہیں دلوا سکتا تاہم پرہیز و احتیاط میں کیا حرج ہے مینے
اپنی ہمت کے موافق کام کیا ہے۔ اور ہر انسان اپنی طاقت کے مطابق ہی کام کرتا
ہے۔ اور اپنی نیت و ارادہ سے جزا دیا جاتا ہے۔ پس جب ہر چیز کا نیت پر مدار
ہے۔ اور اللہ انسانوں کے دلی ارادوں سے آگاہ ہے تو میں کسی دشمن دریدہ
دہن کی پرواہ نہیں کرتا اور اپنے اعمال میں اللہ پر بھروسا کرتا ہوں اور امید کرتا
ہوں کہ مجھے اپنی درگاہ سے نا امید نہیں کرے گا۔

ترجمہ کلام مصحح (یعنے تصحیح کرنیوالا)

یہہ فقیر راجی عفو منان محمد تونسی بن سلیمان۔ احباب و اخوان کی خدمت میں عرض
پرداز ہے۔ کہ جب یہہ بندہ اس کتاب کی تصحیح و تنقیح کے واسطے مامور کیا گیا۔
تو مینے اسکی تحسین عبارت و تہذیب کلمات میں بہت جفاکشی و جانفشانی سے کام
لیا۔ اور مناسب مقامات پر آیات و احادیث سے مزین و موشح کرتا گیا۔ اور الفاظ
غیر مانوسہ و کلمات وحشیہ سے اعراض کیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ کتاب نے نفاست
وسلاست کا لباس پہن لیا۔ جسکے دیکھنے و مطالعہ سے احباب و اصحاب کی ارواح

خوش ہوئیں اور کتاب زبان سے کہہ رہی تھی کہ اولین نے آخرین کے لیے بہت سا ذخیرہ چھوڑ دیا ہے میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ اس کے معالجات و تجربات سے لوگوں کو نفع پہنچاوے اور میرے معظم محترم خدیو اکرم کے دلی مقصد کو بر لاوے یہہ کتاب پہلی دفعہ بولاق مصر قاہرہ میں سوموار کے روز ششم ماہ ربیع الاول ۱۲۶۰ھ ہجری میں طبع ہوئی - اور جب اسکے فوائد کا سورج ظاہر ہوا - اور طبع ہونے کے بعد اس کے قلادہ دھار) کے موتی چمکے تو میں نے اس کی تاریخ و توصیف میں نظم لکھی ؛

تأمل کتابا یزدری الدُرَّ لفظه ولکن علی طرف التمام فوائده

نفی الشفا اضحی کفیلا ومثله عزیز هذا اقلت تباهت مقاصده

هو الذی تدعی کنوز الصحة فیا فوز من کانت علیه قلائده

بیمن الخدیوی ابقی الله ملکه تسنی ونادتنا هلم فرائده

اسد لتنه ابراهیم فی اهل ملکه وسطوة عباس علی من یعانده

ربیبه من عجیب سوان امره شریف دما یبدیه تصفو موارده

بدا امره السامی فلا زال باقیا بافعال خیر وهی فینا عوائده

یطبع لا نفک منه تصل النفعا ومن رام نفع الخلق فالله عاضده

ومذ تم طبعا قلت فیه مورخا کتاب کنوز الطب زادت فرائده

۲۲۳ ۸۳ ۶۲ ۶۱۲ ۲۰۰

۱۲۶۰

ترجمہ نظم

(۱) ذرا اس کتاب میں غور کر کہ اس کے الفاظ موتیوں کو حقیر سمجھتے ہیں کیونکہ اسکے فوائد تمام اطراف پر حاوی ہیں -

(۲) یہ کتاب فن شفا کی کفیل و ذمہ دار ہے - اور اسکی مثال کمیاب ہے اسی واسطے اسکے مقاصد فخر کرتے ہیں -

(۳) یہہ وہی ہے اسکا نام کنوز الصحۃ ہے - وہ شخص بڑا سعید و کامیاب ہے جسکے پاس اسکے ہار ہوں -

(۴) اس نے خدیو مکرم (ایدہ اللہ ملکہ) کی برکت سے تمام حاصل کیا ہے - اور اسکی نادر اندام عورتیں ہمیں آگے بڑھنے کے واسطے بلاتی ہیں -

(۵) ہمارے خدیو کو اپنی رعیت کے ساتھ ابراہیم کی سی محبت ہے - اور اپنے دشمن پر عباس کا سا رعب ہے

(۶) اس میں کوئی عیب نہیں سوائے اس کے کہ اسکے کام شریف ہیں اور اسکے اخلاق و عادات پاک وصاف ہیں -

(۷) اسکا حکم افعال خیر کی وجہ سے بلند و عالی ہے اور اسکے امور خیر ہمارے حقمیں فوائد ہیں خدا اسے ہمیشہ رکھے -

(۸) اسکی طبیعت ہمارے نفع کے لیے نرم و رحم مطبوع ہوئی ہے - جو شخص لوگوں کو نفع پہنچاوے خدا اسکا مددگار رہتا ہے -

(۹) جب یہہ کتاب طبع ہوئی تو مینے اس کی تاریخ کہی - کہ یہہ کتاب - طب کے خزانے ہیں اس کے فوائد زیادہ ہوں -

جب یہہ کتاب مطبع سے نکلی اور اسکی خوبیاں ناظرین پر ظاہر ہوئیں - اور اسکے فوائد طبیہ جو آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے مزین تھے منکشف ہوئے تو لوگ اس کے حاصل کرنے کے واسطے راغب ہوئے اور کمال شوق سے اسکو خریدا - اور اسکی خریداری کو ذخیرہ و خزانہ خیال کیا - اور مشرق و مغرب سے اسکے لینے کو دوڑے اور دور دور سے سفر کر کے آئے - کیونکہ اس کے مضامین انکو نہایت پسند آئے اور اسکی حلاوت انکو شہد سے زیادہ میٹھی معلوم ہوئی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ نسخے بہت جلد ختم ہو گئے اور اکثر لوگ اس کی خریداری سے محروم ہو گئے - اور نسخوں کی ایسی قلت ہوئی کہ بعض لوگوں نے دوگنی قیمت دیکر خریدنے چاہے - مگر نسخے عنقا کی طرح ناپدید ہو گئے -

دو سال تک یہہ حالت رہی مگر لوگ اسکی طلب پر سخت اصرار و الحاح کرتے رہے آخر الامر خدیو اکرم کی طرف سے حکم صادر ہوا کہ پانچسو نسخے اور چھاپے جائیں - پھر مینے نظر ثانی کی اور اسکے مضامین و معانی کی توضیح کی - پس اللہ کے فضل و کرم سے اسکے معانی عذب فرات (میٹھا پانی) اور اسکے نکات شیریں نبات (مصری) ہو گئے - اور عبارات فالودہ اور تراکیب حلوا ہو گئے -

- یہہ دوسرا اڈیشن بروز سوموار موافق ۱۴ ربیع الاول ۱۳۰۷ ہجری میں ختم

ہوا - الحمد للہ علی ذالک وصلی اللہ علی نبیہ و
آلہ واصحابہ واتباعہ الے یوم الحشر والماٰب

تمت

مجربات سیوطی

ترجمہ اردو

کتاب الرحمۃ فی الطب والحکمۃ

مصنفہ قدوۃ الاعلام حضرت امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطیؒ

وہ کونسا شخص ہے - جو امام موصوف کے نام نامی سے واقف اور آپ کی در بے بہا تصانیف کا شیدا نہ ہو آپ نے جسطرح کہ دیگر فنون میں سینکڑوں تصانیف ارقام فرمائی ہیں جنکے معتبر و مستند ہونیکو کل زمانہ تسلیم کئے ہوئے ہے اسیطرح علم طب اور تعویذات اور کلمات اور دیگر مجربات میں یہ کتاب نہایت جامع سب سے نرالی طرز پر بہت مفید لکھی ہے - جسمیں آپنے جملہ امراض بلغمی صفراوی سوداوی - دموی جلد سے متعلق ہوں یا اندرون جسم کے متعلق ہوں - یا آنکھیں دماغ - کانوں ناک پھیپھڑوں دل جگر طحال معدہ اعضائے تناسل رحم حمل ہاتھ پاؤں وغیرہ کے مہلک امراض مثل طاعون ہیضہ وغیرہ کے ہوں یا دیرینہ مثل آتشک سوزاک نامردی - سستی بردوں کے متعلق ہوں یا عورتوں اور بچوں کے بارہ میں بیہوش کرنیوالی ہوں مثل مرگی ام الصبیان کے یا درد سے تنگ کرنیوالی غرض جتنی امراض انسان سے متعلق ہیں سب کا ایسا مختصر کم خرچ زود اثر اور مجرب علاج لکھا ہے کہ حیرت ہوتی ہے - نیز علامات تشخیص و موجبات امراض بھی واضح طور پر بیان کئے ہیں علاوہ ازیں ہر مرض کا علاج تعویذات اور ادعیہ کلمات سے بھی لکھدیا ہے تاکہ جس بات پر کسی کا یقین و اعتبار ہو کرے - طب سے فارغ ہو کر علامہ موصوف نے اس کتاب میں اپنے بقیہ مجربات چمڑا رنگنے سیاہی بنانے صابون سازی شربت معجونیں - مرہمیں کشتہ جات طیار کرنے - زہریلے جانوروں کے کاٹنے کے تریاق غذاؤں کے خواص اور حفظان صحت کے ضروری اصول کے متعلق ۱۹۹ باب درج ہیں - تقطیع ۲۰×۲۶ کلاں صفحات - (۲۴۰) چونکہ یہ کتاب عربی میں تھی ہم نے ایک فاضل طبیب سے اس مروجہ فصیح اردو میں ترجمہ کرا کر شائع کیا ہے قیمت صرف ایک روپیہ - محصولڈاک ۳ علاوہ ۹۰

ملنے کا پتہ - مینجر اے - آر - اینڈ کمپنی بازار سریاں والہ - لاہور -

بادشاہ بننا چاہتے ہو یا ولی

یعنی ترجمہ اردو کتاب

سر العالمین و کشف ما فی الدارین الملقب بہ سر مکنون

مصنفہ حجۃ الاسلام حضرت امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی

مصنف کتاب ہذا امام غزالی رح کا نام نامی تعلیم یافتہ جماعت میں شمس نصف النہار کی مانند درخشاں و تاباں ہے لہٰذا
کسی مزید تعریف و توصیف کی ضرورت نہیں اس بے نظیر کتاب میں علامہ موصوف نے بعض ایسے ایسے اعلیٰ مضامین
حوالۂ قلم کیے ہیں کہ جو کسی اور کتاب میں آجتک نہیں دیکھے گئے۔ وہ کل وسائل و ذرائع نہایت بسط سے ارقام فرما دیے ہیں
جنکے ذریعہ ایک ناتوان و پراگندہ دل شخص ظاہری و باطنی ترقی کے اعلیٰ سے اعلیٰ منازل و مدارج تک پہنچ جائے اور ہمت
و جرات۔ عزم و استقلال شجاعت و حوصلہ بڑھانیوالے مضامین کو تاریخی واقعات و چیدہ حکایات سے ایسا
مزین کیا ہے کہ کتاب ختم کرنے سے پہلے ہی انسان کی طبیعت بلند پردازی کے لئے آمادہ ہو جاتی ہے
اور کامیابی کی راہیں اپنے گرد و پیش کھلی ہوئی پاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس صحیفہ زرین میں امام موصوف
نے بادشاہ سے لیکر رعایا اور فوجیوں جرنیلوں۔ عالموں۔ صناعوں۔ زراعوں۔ اور ہر طبقہ کے لوگونکے
فرائض و تعلقات پر بحث کر کے کیمسٹری (علم کیمیا) و موسیقی پر حکیمانہ و لطیف پیرایہ میں آگاہ فرما کر طب کے
بعض نادر نسخہ جات اور بعض ادویہ و اشیاء کے عجیب و غریب خواص۔ سحر و طلاسم و عزائم کی حقیقت۔ روح کی ماہیت اور
دیگر روحانی کیفیات کی تشریح فرما کر عالم بالا کی سیر کراتے ہوئے آداب مجلس تہذیب نفوس نفس ناطقہ روح
موت حشر۔ احوال باطنی کی درستی اور مدارج نبوت سعادت کو لکھکر مجاہدات و زہد و تقوی و مکاشفات و حب
و عشق ربانی و دیگر اسرار الٰہی پر روشنی ڈالکر رسالت و کہانت سحر و کرامت معجزات و نارنجیات میں فرق کرنے
کے طریقے واضح کر دیے ہیں اور ان مباحث کے دوران میں بعض نہایت قیمتی نکات ودیعت فرمائے ہیں
اگر اس کتاب کو علمی میوزیم و عجائب گھر کا لقب دیا جائے تو ہر طرح سے موزوں ہے۔ چونکہ یہ کتاب عربی
میں تھی جسے اردو میں ترجمہ کرا کر عمدہ کاغذ پر اچھی لکھائی و چھپائی سے شائع کر دیا ہے۔ قیمت جلد
ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک ۲ رفی ذمہ خریدار

کتاب ملنے کا پتہ

منیجر۔ اے۔ آر۔ اینڈ کمپنی۔ بازار نولکھا لاہور

شمس المعارف و لطائف العوارف

نصف ثانی مترجم اُردو

مُصنفہ حضرت ابو العباس شیخ احمد بن علی بُونی

اسکے جو حالات کتاب ہذا کے نصف اول کے پڑھے ہیں باوجودیکہ بجائے خود وہ نہایت اہم ہیں مگر خود مصنف نے پہلے حصہ کو دوسرے حصے کے لیے بطور سیڑھی بنایا ہے یعنے اس دوسرے حصے میں ایسے اعلیٰ عملیات و اسرار ہیں کہ انسے بالا کوئی منزل رہ ہی نہیں جاتی۔ خاصکر علم جفر اور کیمیا کے متعلق بعض ایسی خاص باتوں کا ذکر کیا ہے کسی اور کتاب میں اُس کا ذکر تک نہیں ہے ہم یہ کہنے میں مبالغہ نہیں کرتے کہ اسرار و خواص کی باقی کل کتب کو اس سے وہی نسبت ہے جو ستارے کو بدر کامل کے سامنے۔ قیمت صرف دو روپے (عام) محصولڈاک ۴ر علاوہ صرف ہوگا۔

گلشن اسرار لاہوت و ناسوت

بزبان اُردو

اس گلشن میں علوم غیبیہ کے متعلق بہت سے نادر و نایاب کتب و رسالونکو جمع کرکے ایسا بے نظیر مجموعہ تیار کیا گیاہے کہ جو دیکھتاہے محو حیرت ہو جاتاہے۔

(۱) مصباح الرموز و اسرار الکنوز مصنفہ علامہ عبد الوہاب نخاسی کا ترجمہ ہے جس میں آپ نے علم جفر کے متعلق کل رموزات و معمات اور سربستہ رازونکو منکشف کرکے جمیع اقسام خطوط طلسمی کا ذکر کیاہے نیز اسکے ساتھ ایک رسالہ بحر الیواقیت فی علم الحروف بھی اسی مصنف کا پیش کیا گیاہے۔

(۲) اسرار الفلسفیہ یعنے تجربات جالینوس کا ترجمہ ہے اس کی تعریف صرف یہی کافی ہے کہ قلم میں ادا کرنے کی طاقت نہیں اسمیں آپنے کل امور متعلق مذکور و اناث معالجات خاص مجربہ خود درج فرمائے ہیں۔

(۳) درۃ الزکیہ مصنفہ امام محمد غزالی کا ترجمہ ہے اسمیں آپنے نہایت اعلےٰ ودیگر عملیات کا ذکر فرمایاہے

(۴) میزان العدل مصنفہ مولینا عبد القادر بن حسینی ادہمی خادم حجرۂ نبویہ مدینہ منورہ کا ترجمہ ہے فاضل مصنف نے علم رمل کو دریا در کوزہ کرکے اس علم کے کل مسئلے حل کر دیے ہیں۔

(۵) فواتح الرغائب یہ بھی عبد القادر مذکور کی تصنیف کردہ ہے اس میں آپ نے علم نجوم نہایت عمدگی سے مع اسکے جمیع اسرار کے درج فرمایاہے

(۶) زہر المروج فی دلائل البروج مصنفہ فاضل مذکور اس میں بروجنکے خواص و افعال مفصل درج ہیں

(۷) اللطائف الاشارۃ فی خصائص الکواکب السیارہ مصنفہ فاضل مذکور۔ جیسا کہ اس نام سے ظاہر ہے اس میں کواکب سیارہ کی خاصیات و تاثیرات کا پورا ذکر ہے۔

(۸) درۃ الیتیمہ فی صنعۃ الکریمہ مصنفہ شیخ امام احمد ومنصور شافعی کا ترجمہ ہے جس میں انہوں نے ستر ابواب میں علم کیمیا کے متعلق تسلی بخش تحقیقات کر کے نہایت عجیب وغریب نسخجات واسرار سے مطلع کیا ہے۔

(۹) شیخ محی الدین ابن عربی رح کا قرعہ ہے جس کو ہر شخص مطابق قرآن مجید ہر کام میں فال لے سکتا ہے نہایت عجیب چیز ہے

(۱۰) سر الربانی فی علم الروحانی مصنفہ شیخ عبدالکریم جن کا ترجمہ ہے اس میں جمیع اقسام علوم روحانی واسرار کا نہایت بسط ہے۔

(۱۱) رسالہ خواص عجیبہ و فوائد غریبہ مصنفہ سید یسین علی صاحب حسنی نظامی اسمیں فاضل مصنف نے انسان کی کل امراض کے زود اثر اور سہل الحصول معالجات کے علاوہ ان کل ادویہ کی تعریف وغیرہ بھی درج کر دی ہے جنکے نام مشکل تھے۔ اور عوام کو تلاش میں مشکلات سامنا ہونے کا اندیشہ تھا۔

(۱۲) عجائب الاسرار مصنفہ فاضل مذکور اس میں نہایت تجسس وتفحص سے حیوانات کے کل خواص وفوائد سے آگاہ و فن زراعت کے متعلق نہایت مفید فوائد حوالہ قلم کیے ہیں علاوہ ازیں اور بھی قابل دید رسائل اس مجموعہ میں موجود ہیں۔ اور ہر ایک رسالہ اپنے فن میں کامل اور بے مثل ہے یہ رسالجات سیکڑوں کتب کے مطالعہ اور تلاش کے بعد منتخب کر کے اس گلشن میں ہدیہ ناظرین کئے گئے ہیں۔ قیمت اس گلشن کی [illegible] محصولڈاک

سیرۃ ابن ہشام

بزبان اردو

یہ سوانح نبوی ہے۔ جو مغازی ابن اسحاق کے بعد سب سے اول ومکمل وتحقیق سے لکھی گئی ہے۔ باقی سب نے اس کی خوشہ چینی کی ہے۔ اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں ظہور سے لے کر وصال بایزدی تک کے کل حالات نہایت سادگی سے ایسے ترتیب وار لکھے ہیں۔ جیسے آج کل کی ڈائریاں لکھی جاتی ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ان جملہ مشکلات ومصائب کا بخوبی علم ہو جاتا ہے جو ابتدا میں اشاعت اسلام کے متعلق حضور انور اور صحابہ کو پیش آئیں۔ اور ان وسائل اور اس مقناطیسی کشش کا بھی پورا پتہ چل جاتا ہے جو خون کے پیاسے دشمنوں کو بھی خود بخود دائرہ اسلام میں کھینچ لاتی اور ترقی مذہب کا موجب ہوتی ہے۔ غرض یہ ہر ایک کلمہ گو کے گھر میں اس کتاب کا ہونا لابدی اور ضروری ہے
قیمت صرف [illegible]

منیجر اے۔ آر۔ اینڈ کمپنی بازار سریانوالہ لاہور

ستینی یعنی ساٹھ علوم والی

ترجمہ اردو

کتاب جامع العلوم وحدائق الانوار

مصنفہ حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن عمر فخر الدین رازی رح مصنف تفسیر کبیر

یہ بےنظیر کتاب جسکا نام جناب نے اوپر ملاحظہ کیا ہے اس فاضل علامہ کی تصنیف ہے جنکا ہم رتبہ اسلام کے اوج عروج میں بھی چند ہی علما نظر آتے ہیں امام موصوف نے اس کتاب میں یہ ساٹھ علوم ذکر فرمائے ہیں

علم کلام - اصول فقہ - جدل - مناظرہ - خلافیات - فقہ - مذاہب - وصایا - تفسیر - دلائل الاعجاز (قرآن شریف کے لحاظ سے معجزہ ہے) - قراءت - احادیث - اسماء الرجال (راویان حدیث کے حالات) - تواریخ - مغازی (رسول اللہ صلعم کے غزوات) - نحو - صرف - اشتقاق - امثال (ضرب المثل) - عروض - قوافی - بدیع - شعر - النثر - منطق - طبیعیات - تعبیر خواب - فراست (قیافہ) - طب - تشریح - صیدلہ (بوٹیوں کے خواص) - کیمیا - سحر - قوۃ الاحجار (جواہرات کے حالات) - طلسمات - فلاحت (کاشتکاری) - قلع الآثار - بیطرہ (فن بیطاری) - بزاۃ - ہندسہ - مساحت - جر اثقال - آلات حروب (سامان جنگ) - حساب الہند - حساب الہوائی (زبانی حساب کے طریقے) - جبر و مقابلہ - ارثماطیقی (اعداد کے خواص) - الفق - دفق - مناظرہ - موسیقی - ہیئت - احکام - نجوم - رمل - عزائم - الٰہیات - مقالات اہل العالم - اخلاق - سیاست مدن - تدبیر منزل - آخرت یا تصوف - دعوات - آداب الملوک

اور ہر علم کے حالات میں پہلے تین فصلوں میں ابتدائی مسائل کا ذکر فرما کر اصول مشکلہ کے عنوان سے تین فصلوں میں اس علم کے انتہائی مسائل کو واضح کیا ہے پھر بطور سوال و جواب ہر علم کے تین تین ادق مسائل کو حل کیا ہے اور جو علم کسی سبب اس تقسیم کے تحت میں نہ آسکتے تھے انکو مسلسل نو فصلوں میں بیان کر دیا ہے اور باوجود اختصار کو ملحوظ رکھنے کے ہر علم کو خواہ عقلی تھا یا نقلی اول سے آخر تک ناظرین کو پورے طور سے سمجھانیکی کوشش کی ہے علاوہ ازیں انہیں علوم کے دوران میں بعض نہایت ہی اعلے درجہ کی مفید کارآمد باتیں تعمیم فوائد کی غرض سے پیش کی ہیں جو کہ انہیں فنون کی بڑی بڑی کتب میں دستیاب نہیں ہو سکتیں غرض ہر قسم کے علوم کی ایک نادر الوجود انسائیکلوپیڈیا ہے جسکی نظیر اردو لٹریچر میں پہلے بالکل معدوم تھی اور چونکہ ہمنے اسکے آخر میں حکیم الامت حضرت شیخ الرئیس ابو علی حسین بن سینا کی تصنیف کردہ کتاب مسمٰی اقسام العلوم عقلیہ کو جسمیں امام موصوف کی ترتیب پر علوم عقلیہ کے حالات اور انکی مصنفات کے نام ارقام فرمائے ہیں اردو میں ترجمہ کر کے اس کتاب ستینی کے آخر میں لگا دیا ہے لہذا یہ کتاب ضمناً ۱۱۳ علوم کے حالات پر مشتمل ہو گئی ہے ہر دو کتب کا اردو ترجمہ بعبارت سلیس کیا گیا ہے اور نیز امام فخر الدین رازی کی سوانح عمری بھی ساتھ لگا دی گئی ہے تقطیع کلاں صفحہ ۳۵۶ قیمت باوجود اسکے صرف للعہ محصولڈاک علاوہ خرچ

اے آر کمپنی بازار سریانوالہ لاہور